

1217

شرح

مكتوبات قدس آیات

عبدالحق ابن ابی طالب

مکتوب

شارح مولوی نصر اللہ

شرح مکتوبات قدسی آیات

محبوب سبحانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی

کابلی، سرسبندی



شاح

مولوی نصر اللہ ولد حاجی محمد شاہ خان

ابن محمد جید خان هوتکی

رکن جمیعتہ العلماء و دولت عالیہ جمہوریہ اسلامی افغانستان

مرصع رقم

الْأَبْدَانِ كَرَامَاتُ اللَّهِ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ

شرح مکتوبات قدسی آیات

بیان عقائد اسلامی و تصوف

محبوب بجانانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی کابلی

سرہندی قدس سرہ السامی

حصہ ششم ————— دفتر دوم

شارح

مولوی نصر اللہ ہوتکی ولد مرحوم حاجی محمد شاہ خان

حافظ مضامین مکتوبات قدسی آیات

رکن ازار اکین جمعیت العلماء دولت علیہ اسلامیہ جمہوری افغانستان

محرر و مرتب و ہمکار شرح این کتاب مقدس

الحاج حفیظ اللہ خان سیرت بدخشی تالقانی ولد مرحوم صفر علی خان

بینگ باشی

فہرست مضامین 53176

مکتوب نمبر	موضوع	صفحہ
مکتوب ۱ -	بیان وحدت الوجود	۵۱۷
۲ -	صفات ثمانیہ حق تعالیٰ در خارج موجود اند۔	۵۳۰
۳ -	معاملہ آفاق و انفس داخل ظلال است	۵۳۲
۴ -	صوفیہ سیر آفاقی را علم الیقین و سیر انفسی را عین الیقین حق الیقین استہ اند	۵۳۹
۵ -	صفات واجبی او تعالیٰ کہ در خارج موجود اند و قیام بذات او تعالیٰ	۵۴۳ {
	دارند و اعتبار دارند کیہ آنکہ در نفس خود و حقیقت خود موجود اند و دیگر آنکہ قیام بذات او تعالیٰ دارند۔	
۶ -	مقصد از آفرینش فقیر این ست کہ ولایت محمدی بولایت ابراہیمی منصب و حسن ملاحات بہ حسن صباحت ممتزج گردد۔	۵۴۵ {
۷ -	حق تعالیٰ ذات خود را دوست دارد و این محبت ذاتیہ دارے ست	۵۴۸ {
	اعتبار است محبوبیت محبت و محبت	
۸ -	قرب و معیت او تعالیٰ نیز بے چون است۔	۵۵۰
۹ -	جز اول کلمہ طیبہ جمیع ماسوی را نفی میکند جز دیگر تثبیت الوہیت حق تعالیٰ است	۵۵۲
۱۰ -	حکایہ از بایزید بسطامی و شیخ جنید است۔	۵۵۴
۱۱ -	عالم کبیر با وجود وسعت تفصیل دارے ہیئت و حدائی نمی باشد۔	۵۵۵
۱۲ -	ملائکہ کرام مشاہدہ اصل اند۔	۵۵۹

- ۵۶۱ مکتوب ۱۳ - نصیب علمائے ظواہر علم شریع و احکام است نصیب علمائے راسخین اسرار شریعت است
- ۵۶۲ ۱۴ - کلمہ نفی و اثبات ہفتاد ہزار بار خواندہ شود۔
- ۵۶۳ ۱۵ - یاد کردن نامہائے مبارک خلفائے راشدین اگرچہ از شرائط خطبہ نیست
اما از شعائر اہل سنت است۔
- ۵۶۴ ۱۶ - بیان فضیلت مرگ طاعون۔
- ۱۷ - بیان یک تعزیت نامہ است۔
- ۵۶۵ ۱۸ - شریعت دارائے صورت و حقیقت است۔
- ۵۶۶ ۲۰ - حقیقت صلوٰۃ عبارت از تجلی حق تعالی است کہ بصورت ارکان صلوٰۃ متمثل میگردد۔
- ۲۱ - بیان ظہورات قلبی۔
- ۵۶۹ ۲۲ - بیان شرافت یافتن بلدہ سرہند۔
- ۵۷۰ ۲۳ - بیان بدعت۔
- ۵۷۲ ۲۴ - بیان رابطہ۔
- ۵۷۳ ۲۵ - ذکر عبارت از طرد غفلت است۔
- ۲۶ - توصیہ حضرت خواجہ باقی باشد (شیخ المشائخ) بحضرت امام
راجع بہ تربیہ فرزندان نشان۔
- ۵۷۵ ۲۷ - بیان اعتراضات شیخ عبدالعزیز جون پوری۔
- ۵۷۸ ۲۸ - حمل صفات ثمانیہ بر ذات مقدس او تعالی مجاز نیست۔
- ۵۷۹ ۲۹ - بیان تعزیت نامہ شیخ عبدالحق دہلوی۔
- ۳۰ - اگر سالک بواسطہ محبت مرشد خود را مسجد الیہ بینر ممانعتی ندارد۔
- ۵۸۰ ۳۱ - بخواب خرگوش محظوظ نباید بود۔
- ۵۸۱ ۳۲ - بیان فاتحہ نامہ میرزا قلیچ اللہ خان۔

- ۵۸۱ مکتوب ۳۳ - محبوب در نظر محب ہمیشہ محبوب است -
- ۵۸۲ " ۳۴ - حق سبحانہ چنانچہ داخل عالم نیست خارج عالم ہم نیست -
- ۵۸۳ " ۳۵ - فنا و نوع است یکے فناے ابتدائی و دیگر فناے حقیقی -
- ۵۸۵ " ۳۷ - تکرار کلمہ طیبہ لایب الامر انب صفات و شیونات و نبوت را براتب عالی تر میرساند
- ۵۸۶ { ۳۸ - معرفت خدا بر اں کس حرام است کہ در باطن او برابر دانہ
خرد لہ محبت دنیا پودہ باشد -
- " { ۳۹ - اصحاب شمال بدو معنی اطلاق میشود یکے بکفار و
دیگر بہ مسلمانان غیر اہل سلوک -
- ۵۸۸ " ۴۰ - خرق حجب و نوع است یکے شہودی است و دیگر وجودی -
- ۵۸۹ { ۴۱ - مراتب و جوب عبارت از ظلال صفات و خود سقات و شیونات اعتباراً
است فوق این مراتب عبارت از ذات مقدس او تعالی است
- " ۴۲ - حضرت امام سیر را بہ آفاق و انفس منحصر نمی دانند -
- ۵۹۰ " ۴۳ - جذبہ برایت خاصہ نقش بندیان است -
- ۶۰۰ " ۴۴ - بیان تطبیق اقوال صوفیہ و وجودیہ و علمے کرام -
- ۶۰۲ " ۴۵ - عالم ممکنات مجالی و مظاہر اسما و صفات واجبی است -
- ۶۰۳ " ۴۶ - کلمہ طیبہ متضمن طریقت و حقیقت و شریعت است -
- ۶۰۸ " ۴۷ - بزرگان استعداد طالبان را میدرانند -
- " ۴۸ - مہمان از فعل محبوبان لذت میگیرند -
- ۶۰۹ " ۴۹ - باید ذکر انقدر غلبہ یابد تا فنا و نسیان ماسوی بیسر گردد -
- " ۵۰ - شریعت داراے صورت و حقیقت است -

تتمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح مکتوبات قدسی آیات

حصہ ششم — دفتر دوم

مکتوب اول

حضرت امام در این مکتوب شریف در اطراف وحدت الوجود از مذہب شیخ ابن عربی و در عین حال از لکثوفات خود نیز عنوانی شیخ عبدالعزیز چونیوری صحبت میفرمایند۔

حضرت امام میفرمایند شناسست مزداتی را که امکان را آئینہ وجوب و عدم را منظر وجود گردانیده است الخ یعنی ممکنات را که اصل آن ہاعدیات است آئینہ کمالات صفات و جوبی و منظر پر تو وجود خود گردانیده چنانچہ علم و قدرت و سایر صفات انسانی و وجود آن ہمہ پر تو صفات و پر تو وجود او تعالی می باشد۔ تبصرہ ۱: وجود و وجوب از صفات او تعالی اند اما حق تعالی ازین دو صفات و از سایر اسماء و صفات و از تمام کمالات اسمائی و صفاتی خود برتر است و نیز ناگفته نماند کہ حق تعالی اگرچہ ظاہر و باطن است اما ذات او تعالی از ظہور و بطون کہ از صفات اوست بلندتر است و بروز و کمون نیز شایان آن از ذات مقدس نمی باشد۔

تبصرہ ۲: در مورد بروز و کمون دو نظریہ موجود است یکے عقیدہ و اصطلاح اہل ہندو است و دیگری عقیدہ متصوفین اسلام۔ ہنود میگویند کہ حق تعالی در مرتبہ خدائی خود پوشیدہ گردیدہ در وجود پیران شان ظاہر میگردد و ازین سبب ہندوان پیران خود را سجدہ می نمایند و آنہا را منظر مرتبہ وجوب میدانند۔

بروز و کمون در نزد متصوفین اسلام قرار ذیل تعبیر گردیدہ است۔

بروز عبارت از ظہور تجلیات ذات و صفات او تعالیٰ است در وجود عارف۔

کمون پوشیدہ شدن تجلیات و حجب است از وجود عارف۔

چنانچہ حضرت مظهر جان جانان علوی مجددی دہلوی در وقت ظہور میفرمایند کہ اگر تمام عالم بمن احترام بگذارند با وجود آن حق تعظیم خود را کامل نمی دانم و در حین کمون تجلیات میفرمایند کہ انیکہ بمن احترام و سلام میدهند گمان می برم کہ بمن تسخر و استہزامی نمایند چہ در این وقت من خود را لایق هیچگونہ احترام نمی بینم دلیل آن این است کہ عارف در وقت ظہور تجلیات وجود خود را از ہمہ بزرگ می پندارد و در حین کمون خود را از ہمہ عاجز و ذلیل می بیند چہ در این وقت عدمیت ذاتی او ملحوظ نظر او میگردد کہ سراسر ظلمت و کدورت است۔ ازین جاست کہ خواجہ بزرگ حضرت شاہ نقشبند بمقابل پرسش سائل کہ گفتہ بود کہ شاہ نقشبند متکبر است در جواب فرمودند کہ تکبر من از کبر بانی او تعالیٰ است چونکہ اولیاء کرام بعد از فنا و بقا مظهر تجلیات صفات او تعالیٰ گردیدہ و متخلق با خلاق اللہ میگرددند۔ بنابر ان چنین چیزها میفرمایند زیرا کہ کبریا از صفات او تعالیٰ است و عارف مظهر آن می گردد۔

حضرت امام میفرمایند کہ حق تعالیٰ از ہر محسوس و معقول و موصوم و متخیل بزرگتر است الخ یعنی چیزیکہ در حس و عقل و وہم و خیال سالک می آید حق تعالیٰ از ہمہ آنها بزرگتر است و چیزہا کہ مشاہدہ می شود ظلال آن مرتبہ مقدسہ است۔ این فرمایش حضرت امام در مورد نیاز سیدگان است اما در بارہ نشتہیان فرمودہ اند کہ حضرات آنها بوصول ذات مقدس و باراداک آن مرتبہ مقدس مشرف شدہ می توانند حضرت امام میفرمایند۔ بیت

مرغیکہ نشانہ من است نام او ہم از مردم گم است الخ

سوال: مرغ نشانہ در این جا کنایہ از ذات او تعالیٰ است و حالانکہ نام او تعالیٰ در نزد ہمہ مردم مشہور بودہ و ہمہ میدانند کہ نام او تعالیٰ اللہ است۔ پس حضرت امام بروئے کدام دلیل و استناد فرمودہ اند کہ نام او تعالیٰ از مردم گم است؟

جواب: علامہ تفتازانی لفظ اللہ را نام او تعالیٰ میدانند و علامہ قاضی بیضاوی کلمہ اللہ را نام او تعالیٰ نمی دانند و میگویند کہ کلمہ اللہ صفت خاصہ و تعبیر از نام او تعالیٰ است بنوعین نام حق تعالیٰ واقعاً اگر فکر نمایم دیده میشود کہ لفظ اللہ مرکب از حروف "الف و دو لام و الف دیگر و ہاے دو چشمی" می باشد و ہر مرکب حادث است در حالی کہ نام او تعالیٰ حادث نبوده بلکہ قدیم می باشد و نیز لفظ اللہ یک کلمہ عربی است و مردم اعراب این کلمہ را بر او تعالیٰ اطلاق مینمایند و خود مردم اعراب نیز از مخلوقات او تعالیٰ بوده و مخلوق و حادث می باشد ہذا ہر کلمہ و لفظی را کہ مخلوق وضع کردہ باشد آنہم حادث است پس ازین تحقیق معلوم می شود کہ کلمہ مبارکہ اللہ در حقیقت تعبیر از نام او تعالیٰ است نہ نام او تعالیٰ و نام او تعالیٰ قدیم است و انسان بآن تکلم کردہ نمی تواند بدون اینکہ ہمین کلمہ اللہ از ان نام مقدس قدیم تعبیر نمایند چنانکہ بزرگی میفرماید بیت ہزار بار بشویم دین بشک گلاب ہنوز نام تو گفتن مرا نمی شاید

یعنی ازینکہ نام تو قدیم است و حرف نیست چہ طور از زبان آوردہ و گفتہ بتوانم۔ حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم مجددی میفرماید۔ مصرع

چون نام این ست نامور چہ باشد

یعنی چونکہ علمائے علام نام او تعالیٰ را بطور کامل درک نکرده اند ذات او تعالیٰ را چگونه درک کردہ خواہند توانست۔ چنانچہ عدہ از اہلہا گفتہ اند کہ اللہ از الہ ما خود است کہ بمعنائے حیرت است وقت در نام او حیرانند بہ کنہ ذات او کجا خواہند رسید و بعضی از اہلہا میفرمایند از ولہ ما خود است کہ بمعنی حرص و شوق است یعنی مردم بہ بتدریج او تعالیٰ شوق مند اند و علمائے بکدام فیصلہ رسیدہ اند کہ کلمہ مبارکہ اللہ از الہ ما خود است و یا از ولہ۔ پس بذات مقدس کجا خواہند رسید۔

حضرت امام میفرماید، حمدیچ حامد بجناب قدس ذات او تعالیٰ نمی رسد بلکہ انتہائی جمیع محامد و ستایش ہا از سر پریدہ ہاے عزت او تعالیٰ پایاں تراست و ثناء او تعالیٰ را خود

او تعالیٰ ادا کردہ می تواند الخ یعنی حمد عبارت از بیان کمال محمود است در حالیکہ ممکنات کمال ذات
او تعالیٰ را درک کردہ نمی تواند پس چگونه حمد او را گفتہ خواهند توانست۔ حضرت بیدل میفرماید
کی شنای ترا سزاواریم ز نخی می زخم و بیکاریم

حضرت امام میفرماید کہ آنحضرتؐ کہ حامل لواے حمد است در روز قیامت الخ یعنی در
روز قیامت بالاء سر آنحضرتؐ یک برق ایستادہ می باشد و آنرا لواے حمد گویند حضرت آدم
علیہ السلام و تمام پیغمبران در تحت آن لواے حمد اجتماع می ورزند۔ اگرچہ حضرات انبیاء دیگر نیز ہر
کدام شان داراے لواے مخصوص می باشند و آن ہمہ لواہا تحت لواے آنحضرتؐ قرار دارند و از
قرار قریا نشات حضرت امام و حضرت عروۃ الوثقی معلوم می گردد کہ اولیاء کرام نیز ہر کدام داراے
لواہے خاص اند کہ مخلصان شان تحت آن لواہا قرار می گیرند و این لواہا ہمہ پائین تر از لواہے حضرت
انبیاء عظام خواهند بود و لواے سردار دو عالم فوق لواہی باشد چنانچہ حضرت امام بہ خلیفہ خود
سید آدم بنوری فرمودہ اند کہ در روز قیامت یک لواے سبز خواہی داشت کہ مخلصان تو تحت آن لوا
جمع میشوند و حضرت عروۃ الوثقی دعا کردہ است کہ بارالہا مرا تحت لواے حضرت مجدد جاے بدہی
و تحت آن لواے محترم بداری۔ ازین قریا نشات معلوم است کہ اولیاء کرام ہم لواہا می داشتہ باشند۔
خلاصہ حمد یکہ مقدور شہر است آنرا آنحضرتؐ ادا کردہ و سایر اشخاص نتوانستہ اند کہ بآن سویہ اداے
حمد نمایند۔ بتابیران لواے حمد مخصوص آنحضرتؐ گردیدہ زیرا کہ کمالات ذات او تعالیٰ را باندازہ کہ
آنحضرتؐ میدانند سایر اشخاص بآن سویہ نرسیدہ اند یعنی باندازہ آنحضرتؐ بہ کمالات ذاتیہ پے
نبردہ اند با وجود آن آنحضرتؐ نیز خود را از اداے حمد او تعالیٰ عاجز میدانند۔

حضرت امام میفرماید کہ آنحضرتؐ بہترین جمیع مخلوقات است و اکمل ترین مردم است
در ظہور کمالات او تعالیٰ در وجود مبارک آنحضرتؐ الخ یعنی کمالات ذات او تعالیٰ بہ پیمانی کہ بوجد مبارک
آنحضرتؐ ظہور نمودہ در سایر ممکنات بہ آن اندازہ ظاہر نگردیدہ است۔ ازین مہیب تجلی ذاتی خاصہ
آنحضرتؐ بودہ و حضرات انبیاء دیگر بہ طفیل آنحضرتؐ بہ آن تجلی رسیدہ و بہ اولیاء کرام این امت

مرحومہ نیزہ متابعت آنحضرت می رسد و اولیاء اہم سابقہ بہ تجلی ذاتی نرسیدہ اند زیرا کہ خود انبیاء سابقہ طفیل آنحضرت بہ تجلی ذاتی مشرف اند و بالذات بآن تجلی مشرف نشدہ اند، بنابر ان امتنان شان ازین نعمت بے بہرہ و یہ تجلی ذاتی نرسیدہ اند زیرا کہ بنوعیان شان طفیلی اند و تابعان چہرہ باید دانست کہ ازین جاہم این امت را خیر الامم می توان گفت۔

حضرت امام میفرماید کہ وجود مبدأ ہر خیر و کمال است و عدم متناقص و زوال لغو یعنی ممکنات وجودند از عدم ساختہ شدہ اند و حقیقت ممکنات عدم است و تجلیات صفات در ان عدم جا گرفته است یا بہ عبارہ دیگر عدم شرارت خالص و خست محض است و کمالاتیکہ در ممکنات است از صفات او تعالی است و پر تولیت از کمالات ذاتیہ او تعالی۔

تبصرہ: ہیولاء وجود مبارک حضرات انبیاء عظام تجلیات است و عدم مثل صوت در ان تجلیات جا گرفته است و از سایر اشخاص برعکس آنست یعنی ہیولاء وجود شان عدم است تجلیات در ان جا گرفته است۔ ازین سبب حضرات انبیاء عظام معصوم اند و دیگران معصوم نمیباشد زیرا کہ عدم در وجود حضرات انبیاء عظام ضعیف و در وجود دیگران غالب می باشد و خلاصہ حاصل فرمایش حضرت امام اینکہ ممکنات وجودند از عدم بلکہ یک حقیقت موصوم است اما قدرت حق سبحانہ تعالی این حقیقت موصوم را رسوخ و ثبات بخشیدہ است و باین وسیلہ معاملہ تنعیم سردی و عذاب ابدی را بہ آن مترتب ساختہ است۔ پس این وہم مانند وہم سوفسطائیہ نمی باشد بلکہ وہم مقنن است و وجود نشاء خیرات و برکات است۔ ممکنات از ان محروم اند پس علمائے ظواہر کہ برائے ممکن وجود ثابت کردہ اند از حقیقت خبر ندارند کہ وجود نشاء خیرات و برکات می باشد و صوفیہ وجودیہ کہ ممکن را عین واجب پنداشتہ اند و صفات و افعال ممکنات را عین صفات و افعال او تعالی انگاشتہ اند در کشف خود اشتباہ کردہ اند و غیر وجود را کہ ممکنات است وجود پنداشتہ اند یعنی ممکن طوریکہ علمائے ظواہر گفتہ اند و آرد و ہماچی علی نبی باشد و ہکذا ذات و صفات ممکنات نیز چنانچہ کہ وجودیہ گفتہ اند عین ذات و صفات او تعالی نمی باشد بلکہ حقیقت ممکنات عدم است

بالانعکاس تجلیات صفات او تعالیٰ در اطراف این موضوع قبل از مکتوب چہل و سوم حصہ دوم و مکتوب ۱۶۰ حصہ سوم مکتوبات قدسی آیات وغیرہ مکاتیب شرح مفصل داده شدہ است۔

حضرت امام میفرماید کہ شیخ محی الدین و متہاجران او میفرمایند کہ ذات و صفات ممکنات عین ذات و صفات واجب اند الخ یعنی این طائفہ میگویند کہ غیر از ذات او تعالیٰ هیچ چیز دیگر وجود خارجی ندارند و میگویند کہ صفات او تعالیٰ نیز وجود خارجی ندارند صرف امتیاز علمی دارند چنانچہ جہات علم و قدرت او تعالیٰ وجود خارجی نداشته صرف در علم او تعالیٰ یکے از دیگر امتیاز علمی داشته میباشد و در خارج این صفات عین ذات می باشند پوشیدہ همانکہ مراد شیخ اکبر از علم عالمیت او تعالیٰ است نہ صفت علم، زیرا کہ در نزد شیخ اکبر صفت علم و سایر صفات ثمانیہ وجود خارجی ندارند و میگویند کہ در عالمیت او تعالیٰ صفات بہ دو نوع است۔

تبصرہ: امتیاز صفات دو نوع است یکے امتیاز اجمالی است و دیگر امتیاز تفصیلی۔

سوال: در علم او تعالیٰ سمہ چیز بصورت مفصل و واضح معلوم است در این صورت امتیاز علم اجمالی و تفصیلی چه مفهوم خواهد داشت؟

جواب: در این جا مراد صوفیہ وجودی علمیت و عالمیت او تعالیٰ نبوده بلکہ آنها میگویند کہ صفات ثمانیہ او تعالیٰ وجود خارجی نداشته بلکہ ظہورات خارجی دارند و ظہورات خارجی صفات ثمانیہ او تعالیٰ دو نوع است۔

۱۔ ظہور صفت العلم است بامتزاج ظہورات صفات دیگر کہ آنرا علم اجمالی و وحدت تعین اولی نامند۔
۲۔ تنها ظہور صفت العلم است بدون امتزاج ظہور صفات دیگر کہ آنرا علم تفصیلی و واحدیت تعین ثانی می گویند پس مقصد از اجمال و تفصیل ظہور اجمالی و تفصیلی صفت العلم است نہ عالمیت او تعالیٰ زیرا کہ عالمیت او تعالیٰ تفصیلی بوده اجمالی ندارد۔

خلاصہ اینکه امتیاز اجمالی را تعین اول و امتیاز تفصیلی را تعین ثانی گویند، تعین اول را وحدت و تعین ثانی را واحدیت بینامند و این طائفہ وجودیہ میگویند کہ حقایق ممکنات

ایمان ثابتہ می باشند و در علم ثابت است و حقایق بہ نزد ایشان عبارت از تمیز اجمالی و تمیز تفصیلی صفات است و این حقایق در نزد آنها داراے وجود علمی بوده و وجود خارجی ندارند و ازین سبب میگویند کہ ایمان بوی وجود خارجی را تشمیرہ است و این کثرتیکہ در خارج دیدہ میشود و انسان آنرا موجود می پندارد و در حقیقت این کثرت اشیا داراے وجود خارجی نبوده بلکہ عکس ایمان ثابتہ اند کہ در نزد آنها داراے تمیز علمی می باشند و وجود خارجی یعنی ممکنات ظهور خارجی داشته و وجود خارجی ندارند چنانچہ عکس شخصی کہ در آئینہ نمایاں می گردد داراے ظهور خارجی بوده و وجود خارجی ندارد و این ظهور خارجی را صوفیہ وجودیہ بہ سه نوع تقسیم نموده اند۔

اول تعین روحی — دوم تعین مثالی — سوم تعین جسدی۔

و این تعینات ثلاثہ را تعینات خارجیہ گویند کہ داراے ظهور خارجی میباشد و وجود خارجی، ناگفته نماند کہ صوفیہ وجودیہ یک طائفہ از اولیای کرام اند و دوستان حق تعالی می باشند و اما بہ نسبت غلبہ محبت ممکن را واجب پنداشته اند و در کشف خود اشتباه کرده اند و معذور اند چنانچہ عرب می گویند حب الشیء یعمی و یصم یعنی محبت یک چیز انسان را کور و کر می گرداند بنا بر این ہر چیز را محبوب خود می دانند و حقیقت این ست کہ قبل از تذکار یافتہ کہ ذات ممکن عدم است با تجلی صفات او تعالی و ممکن عین واجب نیست چنانچہ کہ صوفیہ وجودیہ گفتہ اند و نیز ممکن وجود ندارد چنانچہ کہ علمائے طوائف گفتہ اند بلکہ ذات ممکن عدم است کہ حق تعالی بہ آن حقیقت عدمی یک نوع استقرار و ثبات بخشیدہ است پوشیدہ نماند کہ گفتار صوفیہ وجودیہ عقیدہ آنها نبوده بلکہ احوال آنهاست کہ در راہ سلوک بر ایشان عارض گردیدہ است و باز ازاں می گذرند و سبب آن غلبہ محبت است۔

بیان عالم مثال و ارواح :- وطن اصلی عالم مثال فوق عرش و بالاتر از ازاں عالم ارواح میباشد نمونہ عالم مثال در وجود انسان نیز موجود است کہ ما آنرا خیال می نامیم و این خیال یک قوہ موجود است در جوف دماغ انسان کہ ہمہ چیز را در تصور و معانی در آنجا نیز متخیل میگردد۔

تبصرہ :- عالم مثال عجائب عالمی است کہ در ازاں عالم از اجسام و ارواح هیچ چیز نبوده

مگر عکس و صورت تمام عالم از قبیل عالم ارواح و اجساد و عکس معانی نیز در عالم دیدہ می شود و یا
 بعبارة دیگر عالم مثال آئینہ تمام عوالم دیگر بودہ و بر عکس سراسر می باشد یعنی عالم مثال موجود مہموم
 ناست و سراسر مہموم موجود ناست چنانچہ خیال انسان اگرچہ محسوس و مشہود نیست مگر یک شہر و
 یا یک چیز دیگر را کہ تصور نمایم در آن واحد آن شہر و یا آن چیز دیگر بواسطہ خیال مشہود یا میگردد۔ لذا
 خیال موجود مہموم ناست۔ صوفیہ وجودیہ میگویند کہ عکس ہائے موجودات علمی در مراتب ظاہر و جوہ
 منعکس گشتہ وجود تخیلی پیدا کردہ اند خلاصہ در نزد این صوفیہ ممکنات دارائے وجود خارجی نبودہ
 بلکہ وجود تخیلی دارند مرادشان از ظاہر و وجود ذات او تعالی است و آنها میگویند کہ عکس ابتیاز
 اجمالی و تفصیلی در آئینہ ذات او تعالی افتیدہ و بصورت عالم نمایاں گردیدہ است۔ تنزلات
 خمسہ عبارت از تعینات پنجگانہ می باشد صوفیہ وجودیہ علم اجمالی را تعین اول و علم تفصیلی را تعین ثانی
 و عالم ارواح را تعین ثالث و عالم مثال را تعین رابع و عالم اجساد را تعین خامس گویند و این
 تنزلات خمسہ را حضرات خمسہ نیز گویند زیرا کہ در نزد آنها تنزلات خمسہ عبارت ازین است کہ
 حق تعالی در ظہورات خودیہ پنج درجہ تنزل فرمودہ یعنی در تنزل اول خود را بصورت علم اجمالی و در
 تنزل دوم خود را بصورت علم تفصیلی و در تنزل سوم خود را بصورت عالم ارواح و در تنزل چهارم
 خود را بصورت علم مثال و در تنزل پنجم خود را بصورت عالم اجساد ظاہر ساختہ است و این ظہورات
 و تعینات پنجگانہ چون تنزل حضرت وجود است ازین سبب آنرا حضرات خمسہ نیز گویند، و بر
 اساس دلائل متذکرہ در نزد صوفیہ وجودیہ ممکنات وجودات منزلیہ و ظہورات حق تعالی است
 اما در نزد صوفیہ محققین ممکنات عبارت از عداات متقابلہ است باین توصفات یعنی عداات در
 مقابل صفات او تعالی واقع و پرتو آنرا گرفته و بآن تجلی صفات در خانہ علم مخدوم گردیدہ و در
 نتیجہ صفت تخلیق او تعالی این عداات مخدومہ را موجود گردانیدہ است پس حقیقت ممکنات عبارت
 از عداات متقابلہ است باین توصفات نہ ظہورات خمسہ و اعیان ثابتہ۔ پس گفتار صوفیہ محققین
 مثبت ذل و انکسار و بندگی ممکنات میباشد و گفتار وجودیہ مثبت یک نوع مناسب ممکنات است

با و تعالیٰ و حالانکہ ممکنات با و تعالیٰ هیچ مناسبت ندارند۔

سوال: عدم وجود ندارد پس چگونه و کچھ ترتیب در مقابل صفات او تعالیٰ واقع شدہ میتواند؟

جواب: اگرچہ عدم وجود خارجی ندارد اما وجود علمی داشته و در علم او تعالیٰ موجود است بنا بر این در علم او تعالیٰ تجلی یک صفت بیک عدم معین کہ مقابل اوست رسیدہ تجلی صفت دیگر بیک عدم معین دیگر کہ مقابل اوست پر توانداختہ و در علم او تعالیٰ ممنوع گردیدہ و در نتیجہ صفت تخلیق او تعالیٰ این عبادات ممنوعہ را ایجاد کردہ است یعنی پر تو وجود حق تعالیٰ را با این عبادات متقابلہ انداختہ انہار موجود خارجی گردانیدہ است۔ مراد از وجود خارجی وہم متفق می باشد زیرا کہ ممکنات وہم متفق می باشند نہ موجود خارجی۔

تبصرہ: در نزد صوفیہ وجودیہ ممکنات عبارت از موجودات منزلیہ و ظہورات خمسہ اعیان ثابتہ اند و نزد صوفیہ محققین ممکنات عبارت از عبادات متقابلہ پر تو صفات او تعالیٰ است۔

حضرت امام میفرمایند چون در علم و خارج بجز از ذات او تعالیٰ نزد ایشان ثابت نشدہ است الخ یعنی صوفیہ وجودیہ صفات او تعالیٰ را عین ذات او تعالیٰ میدانند و صورت علمیہ صفات را عین ذاتی صورت یعنی عین صفات پنداشتہ اند و صفات را عین ذات لہذا حکم بہ اتحاد نمودہ و ہمہ او گفتہ اند یعنی ہمہ ممکنات را ظہورات حق دانستہ و انہار حق گفتہ اند۔

حضرت شیخ اکبر ابن علوم و مشکوفات را مخصوص بہ خاتم الولايت میدانند و خود را خاتم الولايت معرفی میکنند و میگویند کہ خاتم النبوت ابن علوم را از خاتم الولايت اخذ نمایند شاہان کتاب فصوص کہ تصنیف شیخ اکبر است در توجیہ و تعبیر این گفتار شیخ اکبر تکلفانی کردہ و گفتہ اند کہ شیخ بمنزلہ خزائنہ دار است و آنحضرت بمنزلہ پادشاہ اند پادشاہان از خزائنہ داران ہر قدر دارائی را کہ خواستہ باشند اخذ میدانند و برخی علما این گفتار شیخ را سبب کفر میدانند اما حضرت امام گفتار شیخ را چنین تعبیر میفرمایند کہ سیر شیخ سیر تفصیلی بودہ و سیر آنحضرت سیر اجمالی است زیرا کہ سیر عجوبان سیر اجمالی میباشد تا بر سیر تفصیلی هیچ کس رسیدہ نمی تواند چون تفصیلات و ظلال صفات

او تعالیٰ غیر تنہا ہی است، بنا بر آن اگر تفصیل و یا ظل کدام صفت بواسطہ شیخ اکبر کہ از حجتہ نابعین
 و پیروان شریعت و امتان آنحضرت می باشد با آنحضرت مکشوف شود محل اعتراض و تردید نخواہد بود
 زیرا کہ ہر کمالیکہ بامت حاصل گردد بہ پیغمبران امت نیز میرسد۔ خلاصہ اینکہ شان حضرات انبیاء عظام
 از ظل بندہ و باصل ارتباط دارند بنا بر آن بہ ظلال التفاتی نمی نمایند پس اگر کدام ظل و یا تفصیلی
 بواسطہ پیروان و امتان شان با آنحضرت مکشوف گردد محل اعتراض نیست بلکہ یک نوع خدمتی است
 کہ بواسطہ خادمان بجدویان میرسد و این نوع خدمات سبب افتخار و سعادت خادم است چنانچہ
 اگر کدام کار و یا محلی بواسطہ کدام صاحب منصبی فتح گردد در حقیقت این عمل از شان و شوکت
 پادشاہ است کہ بواسطہ عسکر و خزانہ او یک محل فتح گردیدہ است و بصاحب منصب بجز از فضیلتی جزئی
 چیزے دیگری عاید نخواہد بود کمال پیروان ہم نتیجہ متابعت سنت سر دارد و عالم است۔ بیت
 ازان طرف نہ پذیرد کمال او نقصان ازان طرف شرف روزگار من باشد
 تبصرہ: در این جا دو مذہب موجود است یک مذہب شیخ محی الدین ابن عربی کہ رئیس
 مقتدرای صوفیہ وجودیہ است۔ دیگر مذہب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی است کہ مقتدرای
 صوفیہ متحققین می باشد۔ حضرت شیخ اکبر کہ رئیس و مقتدرای صوفیہ وجودیہ است میفرماید کہ در خارج غیر
 از ذات او تعالیٰ هیچ موجودی نیست و صفات ثمانیہ او تعالیٰ نیز وجود خارجی ندارند بلکہ یک صفت از صفات
 دیگر امتیاز علمی دارد و این امتیاز دو نوع است چنانچہ شرح این قبلا تذکار یافت۔
 خلاصہ امتیاز اجمالی را تعین اول و امتیاز تفصیلی را تعین ثانی میگویند و این طائفہ وجود
 میگویند کہ این امتیاز اجمالی و تفصیلی حقایق ممکنات اند یعنی امتیاز اجمالی حقیقت آنحضرت است و
 امتیاز تفصیلی حقایق سایر ممکنات و این امتیازات در آیینہ ذات او تعالیٰ کہ در خارج موجود است
 منعکس و بہ قسم عالم نمایان و متجلی گردیدہ و این حقایق متجلی بہ سہ نوع انقسام یافتہ۔
 الف۔ عالم ارواح کہ آنرا تعین ثالث می نامند۔
 ب۔ عالم مثالی کہ آنرا تعین رابع گویند۔

ج۔ عالم اجساد کہ آنرا تعین خامس گویند۔

و این تعینات پنجگانه را حضرات خمسہ نیرمی نامند چون در نزد صوفیہ وجودیہ صفات واجبہ عین ذات اند و صورت علمی صفات عین صفات می باشند لهذا انعکاس امتیاز علمی نیز در آئینہ ذات عین ذات است از ہمیں سبب صوفیہ وجودیہ ہمہ اوست میگویند یعنی ہر چیز را طہور ذات او تعالی می دانند اما این گفتار وجودیہ صرف یک احوال است و غفیرہ شان نیست کہ در کشف خود بخطارفتہ اند و از غلبہ سکر چنین چیز را گفته اند صاحبان سکر معذور اند شاید کہ بہ خطائے کشفی مواخذہ نشوند مگر کسانی کہ بروئے تقلید مانند این طائفہ سکر یہ گفتار نمایند مواخذہ و گنہگاری شوند زیرا کہ آنہا صاحب سکر نمی باشند لهذا معذور دانستہ نمی شوند بلکہ این گفتار بیرون سکر منجر بہ کفر است۔

تبصرہ: حضرت شیخ اکبر عارف مشہور عالم بنجرے بودہ تالیفات زیادی بیادگار گذاشتہ اند و این گفتار شیخ از احوالات سکرشان می باشد شاید در ثانی از مرحلہ این احوال گذشتہ و بہ مراتب عالی ارتقا ریافتہ باشند زبیرہ کمالات و احوال بزرگان ہمیشہ بہ یکسان نماندہ ہر آن رویہ ارتقا و پیش رفت است چنانچہ در حدیث شریف آردہ کہ آنحضرت میفرمایند کسی کہ دو روز وے بکیان باشد شخص مذکور در خسراں است یعنی می باید روز دوم او از روز اولش بہتر و رویہ انکشاف و ارتقا بودہ باشد بنا بر این حضرت امام کہ بہ لکشفیات عالی رسیدہ اند دوبارہ حضرت شیخ چنین میفرمایند "حضرت شیخ در تحت صفت الحیات حق تعالی کلبہ دارد" ازین فرمایش معلوم می شود کہ حضرت شیخ بہ صفت الحیات رسیدہ اند و آن یک مقام بسیار عالی است و از مقام توحید و جود فوق تراست۔ این بود مذہب شیخ اکبر دوبارہ حقایق ممکنات کہ در فوق تذکار یافتہ اما مذہب حضرت امام دوبارہ حقایق ممکنات قرار تفصیل ذیل است۔

حضرت امام میفرماید کہ دقائق کثیر در این مسئلہ مخفی مانده است و اسرار غامضہ در این باب بر منصفہ ظہور نیابند کہ فقیر بہ اظہار آن توفیق یافتہ است و بہ تحریر آن بیشتر گشتہ۔ بنا بر این میفرماید کہ صفات ثنائیہ واجب الوجود در خارج موجود اند و در خارج از ذات او تعالی متمیزی باشند و همچنین این صفات

از یک دیگر متمایز اند تمیز ہے چونی بلکہ تمیز ہے چونی در مرتبہ ذات او تعالیٰ نیز ثابت است و با وجود
این تمیز ہے چونی و وجود خارجی صفات واجبہ در خانہ علم نیز تفصیل و تمیز پیدا کرده اند و در علم او
تعالیٰ از ہم یک دیگر امتیاز دارند و ہر صفت او تعالیٰ مقابل دارد در مرتبہ عدم و نقیض میداشته
باشد در مرتبہ عدم یعنی صفت علم را در مرتبہ عدم مقابل است و نقیض کہ عدم علم باشد کہ معبر
بہ چہل است و صفت قدرت را مقابل است بجز کہ عدم قدرت باشد و آن عبادات متقابلہ نیز در
علم واجبہ تفصیل و تمیز پیدا کرده اند و آئینہ صفات متقابلہ خود ہا گشتہ چنانچہ میفرماید نزد فقیر آن عبادات
با آن عکس صفات حقایق ممکنات می باشد الخ یعنی آن عبادات در رنگ اصول و ہموالہ
ماہیات ممکنات می باشد و آن عکس ہچون صور اند کہ در آن ہموالہ جا گرفته اند و میفرماید پس
نزد شیخ محی الدین حقایق ممکنات ہمان صفات متمیزہ اند در مرتبہ علم و نزد فقیر حقایق ممکنات عبادات
اند کہ نقائص اسما و صفات می باشد۔

بنابر آن عکس اسما و صفات کہ در آئینہ ہائے عبادات در خانہ علم او تعالیٰ ظاہر گشتہ و
بیک دیگر متمیز شدہ و بعد ازاں قادر مختار پر تو وجود خود را بر این ماہیات متمیزہ انداختہ آن
عبادات متقابلہ را موجودات خارجہ گردانیدہ است، پس وجود ممکن در علم و خارج در رنگ سایر صفات
ممكن پر تو سیت از وجود او تعالیٰ و از کمالات تابعہ او تعالیٰ علم ممکن پر تو سیت از علم او تعالیٰ وظی است
ازاں کہ در مقابل خود کہ عدم علم است منعکس گشتہ و قدرت ممکن نیز ظل قدرت او تعالیٰ است کہ
در عجز کہ مقابل اوست منعکس گشتہ بعد ازاں صفت تخلیق او تعالیٰ این عبادات متمیزہ را وجود
بخشیدہ است یعنی اینہا در علم پر تو وجود و پر تو صفات او تعالیٰ منعکس گردیدہ و ذات ممکن عین عبادات و
انعکاسات پر تو وجود و صفات او تعالیٰ می باشد، و پر تو وجود و پر تو صفات او تعالیٰ ظل صفات و
ظل وجود او تعالیٰ است و ظل شی عین شی نمی باشد بلکہ یک نمونہ و مثال آنشہ است پس نزد
حضرت امام ممکن عین واجب نباشد و حمل در میان ممکن و واجب ثابت نبود زیرا کہ حقیقت ممکن
عدم است و عکس اسما و صفات کہ در آن عدم منعکس گشتہ نمونہ و مثال آن اسما و صفات است

نہ عین آہن پس ہمہ اوست گفتن درست نباشد بلکہ ہمہ ازوست یعنی ہمہ مخلوق او تعالیٰ است زیرا کہ ذات ممکن عدم است و عدم شرارت خالص و خبت محض است و کمالاً تیکہ در ممکن نمودار است از وجود و صفات این ہمہ استفاد از ذات او تعالیٰ است و پرتو سیت از کمالات ذاتیہ او تعالیٰ پس "تا چار او تعالیٰ تو را سما ہا و زمین ہا باشد" و باورای او تعالیٰ ہمہ ظلمات است ازین تحقیق حضرت امام معلوم گشت کہ عالم در خارج بوجود ظلی موجود است چنانچہ او تعالیٰ در خارج بوجود اصلی موجود است یعنی حضرت امام ممکنات را در خارج موجود میداند و حضرت شیخ بہ وجود خارجی ممکنات قایل نمی باشد بنا بران بہ مذہب حضرت شیخ در بین ممکن و واجب حمل جائز است و در مذہب حضرت امام در بین ممکن و واجب حمل جایز نیست زیرا کہ تعدد خارجی مانع حمل است و وحدت خارجی سبب صحت حمل است چنانچہ زید قائم چونکہ در خارج زید و قائم ہر دو یک شخص است بنا بران حمل زید قائم صحت دارد و زید عمر کہ در خارج متعدد است حمل در بین شان جائز نیست و گفته نمی شود کہ زید عمر است زیرا کہ در خارج دو وجود است و در قضیہ زید قائم در خارج یک وجود است۔ بنا بران حمل در این جا صحت دارد پس بر روی دلائل متذکرہ واجب را ممکن گفتن و ممکن را عین واجب دانستن صحت ندارد و مسئلہ وحدت الوجود نیز حقیقت نداشته صرف بیان احوال و مترسکہ است۔ خلاصہ واجب در خارج وجود جداگانہ داشته و ممکن نیز در خارج وجود جداگانہ دارد لہذا حمل یکے بر دیگرے ممکن است این قدر هست کہ در واجب وجود اصلی است و در ممکن وجود ظلی۔ خلاصہ اینکه حضرت شیخ اکبر ممکنات را موجود خارجی نمیداند بلکہ ظہورات خارجی میداند۔ حضرت امام بر عکس ممکنات را موجود خارجی میداند و میفرماید کہ وجود خارجی دو نوع است یکے وجود خارجی اصلی است و دیگرے وجود خارجی ظلی کہ آنرا وہم متقن می گویند۔ حضرت امام میفرماید کہ اگر صوفیہ بوجود خارجی عالم قول میکردند ہرگز عالم را واجب نمی گفتند و اگر علمائے ظواہر ازین دقیقہ آگاہ می گشتند کہ وجود عین خیر و کمال است عالم را داراے وجود نمی گفتند زیرا کہ عالم در ذات خود خیر و کمال نداشته و ذات او عدم است۔

امکان مناسب است، زیرا کہ صفات ثمانیہ در وجود و بقا با و تعالیٰ محتاج اند پس در مفہوم تصویری صفات امکان مناسب است اگرچہ در ذات خود از وجود و وجوب بلندی باشند حضرت امام میفرماید کہ مجوسان عقل ازین معرفت چہ دریابند و غیر از انکار نصیب شان چہ خواهد بود الخ یعنی کسانیکہ عروج شان از اندازہ ادراک عقل بلندتر رفتہ باشند مفہوم و حقایق این معرفت را خواهند فہمید و کسانیکہ بآن درجہ تاہل نگردیدہ باشند مفہوم این معرفت را درک نخواہند کرد۔

تبصرہ: بعض عارفان از مرتبہ خیال می گذرند و معارف ذات مقدس از ادراک خیال فوق تراست و بعض درجات این جهان نمی گذرند بنا بر آن از ادراک ذات مقدس عاجز ماند و عقل در چیزای غیب عاجز است، ادراک آل امور و ظائف عناصر بکہ و طیفہ عنصر خاک و ہیئت وحدانی انسان است۔

مکتوب سوم

حضرت امام در این مکتوب میفرماید کہ معاملہ آفاق و انفس داخل ظلال است الخ یعنی تجلیاتیکہ در آفاق و انفس دیدہ میشود تجلیات ظلی میباشد تجلیات اصلیه بیرون آفاق و انفس یعنی در سیر تقریب دیدہ میشود تجلیات ظلی در وقت ولایت صغری می باشد شروع تجلیات اصلیه در وقت شروع ولایت کبری است کہ ولایت انیلے عظام است و کمالات نبوت انبیاء عظام بہ تجلیات ذات او تعالیٰ مربوط است و آن چیزے را کہ بعض از صوفیہ کرام از تجلی افعال بیان کردہ اند عین تجلی فعل حق نبودہ بلکہ تجلی ظلی فعل حق تعالیٰ است و معلوم است کسانیکہ بخود فعل نرسیدہ باشند وظل فعل را اصل فعل بدانند ذات و صفات او تعالیٰ کجا رسیدہ خواہند بود۔

مصرع
تایار کرا خواہد و میلش بہ کہ باشد

حضرت امام میفرماید ہرچہ در مریایے آفاق و انفس ظاہر شود بدراغ ظلیت قسم است پس سزاوار نفی بود الخ یعنی تجلی کہ در آفاق و انفس دیدہ میشود آنرا بکہ لا الہ نفی باید نمود

تا مرتبہ اثبات برسد و از آفاق و انفس گزشتہ بوصول صفات او تعالی و فوق آن کہ مقام شہوت
و اعتبارات و مرتبہ ذات مقدس است برسند بیت

از خود چو گزشتی ہمہ عیش است و خوشی

بیت تا تو در بند خویشتن باشی عیش گوئی دروغ زن باشی

حضرت امام میفرماید کہ دائرہ ظلیت بہ نہایت انفس منتهی میگردد الخ یعنی تا وقتی کہ تجلی
در آفاق و انفس دیدہ میشود تجلی ظلی است پس باید کہ سالک از آفاق و انفس بگذرد و متوجہ
اصل گردد۔ حضرت امام میفرماید فعل و صفت نیز ہر چند فی الحقیقت ظلال حضرت ذات اند اما
داخل دائرہ اصل اند و ولایت این مرتبہ ولایت اصلی است الخ یعنی تجلی ظلی آنست کہ تجلی خود فعل
و صفت نبودہ باشد بلکہ تجلی ظلی از ظلال فعل و یا ظل از ظلال صفت بودہ باشد چنانچہ تخلیق و
ترزق کہ حادث و از ظلال می باشد و تجلی خود فعل و خود صفت داخل تجلیات اصلیہ می باشد چنانچہ
تکوین و صفات ذاتیہ دیگر اگر چه فعل و صفات ظلال ذات او تعالی می باشد مگر داخل دائرہ اصل اند و
از ممکنات نبودہ بلکہ واجبات اند۔

حضرت امام میفرماید متہیان دائرہ ظل را تجلی برقی میسر است الخ یعنی کسی کہ بہ انتہائی
دائرہ ظل برسد تجلی اصل بقسم برق و یک لمحہ بآہا میرسد مگر دائمی نباشد اما کسانیکہ از دائرہ آفاق
و انفس گزشتہ و باصل رسیدہ باشند این تجلی ہائے برقی در حق ایشان دائمی میگردد زیرا کہ این طبقہ
از مرتبہ ظلال باصل رسیدہ اند حضرت امام میفرماید بلکہ معاملہ این بزرگواران از تجلیات ظہور
فوق است الخ یعنی در این مرتبہ این بزرگواران متوجہ ذات مقدس اند و بہ تجلی اصل ہم کہ فعل و صفات
باشد التفاتی ندارند بیت

حسن تو چنان کرد مرا زیر زبر کز قال و خط و زلف تو ام نصرت خبر

مصرع رخسار من این جا و تو در گل نگری

تبصرہ: شہود خودشی دیگر است و شہود تجلی شی دیگر، چنانچہ شہود زبرد آئینہ دیگر است

و دیدن خود زید دیگر یعنی دیدن عکس زید را در آئینہ اصل زید نمی گویند بلکه ظهور زید میگویند و دیدن خود زید را ظهور تجلی نمی گویند بلکه آنرا اشہود اصل میگویند. باید دانست کسانی کہ برویت معشوق سرفراز شدہ باشند بہ تمثال و صورت او التفاتی نمی نمایند زیرا کہ آن کمال و حسن و جمال کہ در خود مطلوب است در تمثال و تجلی آن دیدہ نمی شود۔ بیت

گر مصو صورت آن لستان خواهد کشید جبرتی دارم کہ نازش را چنان خواهد کشید
خلاصہ اینکہ ظهور تجلی برقی انتہاء ولایت صغری و قدم اول ولایت کبری است کہ ولایت انبیاء عظام است۔ حضرت امام میفرماید کہ از کمالات نبوت انبیاء چہ گفتہ شود کہ بدایت نبوت نہایت آن ولایت است الخ یعنی نہایت ولایت کبری بدایت کمالات نبوت است و منور نہایت کمالات نبوت در پیش است کہ بیان و ادراک آن کمالات از مرتبہ ولایت بلند بودہ و مربوط بتجلیات ذاتیہ می باشد مگر بعضی مرادان و محبویان کہ بہ منصب امامت سرفراز و بہ نہایت کمالات مقام نبوت مشرف شدہ باشند از کمالات نبوت آگاہ اند و آنها اقل قلیل می باشند۔ مصرع

نہ ہر کہ سربہ ترا شد قلندری داند

حضرت امام میفرماید سیریکہ بعد از آفاق و انفس میسری گردد سیر در اقربیت حق است الخ یعنی وقتی کہ سالک از آفاق و انفس میگذرد معاملہ او با قربیت می رسد و سیر او در فعل و صفت او تعالی آغاز میشود و فعل و صفت او تعالی از خود عارف بعارف نزدیک تر است و ہکذا ذات او تعالی از خود عارف و از فعل و صفت او تعالی بعارف نزدیک تر است و سیر اقربیت از دائرہ خیال و ہم بیرون است یعنی سلطنت خیال تا دائرہ آفاق و انفس است و بیرون از آفاق و انفس خیال جولانگاہ ندارد۔ ناگفتہ نباید گذشت کہ اولیاء کرام دو نوع اند: قسمتی از بزرگان در حیات دنیاوی از مرتبہ خیال و ہم نمی گذرند یعنی در مرتبہ ولایت صغری قرار دارند برخی از اولیاء کرام در حیات دنیاوی از مرتبہ و ہم و خیال گذشتہ اند و ادراک شان موقوف بہ خیال نمی باشد پس این بزرگان بادرک مراتب و حجب مشرف و بولایت کبری رسیدہ اند بلکہ بوصول بلا کیف بذات مقدس و اصل

شده اند ولایت صغریٰ منحصر بدائرہ آفاق و انفس است و تجلی کہ در این مرتبہ میسر می گردد، ظلال مراتب و جوب است و با عبارت دیگر مشہود مراتب آفاق و انفس ظلال فعل و صفت است نہ خود فعل و صفت بدلیل اینکه مشہود فعل و صفت او تعالیٰ در آفاق و انفس گنجایش ندارد و مراتب آفاق و انفس لیاقت دریافت آنرا ندارد مشہود فعل و صفت او تعالیٰ در سیر اقربیت است در مرحلہ اقربیت عارف از مشہود آفاق و انفس می گذرد و بہ تجلی فعل و صفت او تعالیٰ مشرف می شود کہ از خود او بہ او نزدیک تر است۔

تبصرہ: قبل از ذکر رفت کہ فعل و صفت او تعالیٰ بہ نسبت ما بہ ما نزدیک تر است بیان آن قرار ذیل است کہ ماہیت دو نوع می باشد یکے ماہیت اصلی و دیگرے ماہیت ظلی۔

در ماہیت اصلی خودشی نسبت بہ ہمہ اشیاء بذات خود نزدیک تر است، اما در ماہیت ظلی کہ ظلی یک شی دیگر واقع شدہ باشد یعنی وجود آن ظل مربوط بوجود اصل آن ظل می باشد در صورتیکہ وجود ظل مربوط بوجود اصل بوده باشد پس از خود ظل نسبت بہ ظل اصل بہ ظل نزدیک تر است زیرا کہ وجود و بقای ظل بواسطہ اصل است نہ بماہیت ظلی خود، چون ممکنات ظلال و مخلوق و پر تو صفات واجب تعالیٰ است و ممکنات یکے ماہیت ظلی است بنابراین برای ماہیت امکان عالم و جوب بہ نسبت خود عالم امکان نزدیک تر است زیرا کہ ممکنات ظل فعل او تعالیٰ است بنابراین فعل او تعالیٰ بہ ممکنات بہ نسبت خود ممکنات نزدیک تر است و چون فعل او تعالیٰ ظل صفت او تعالیٰ است پس صفت او تعالیٰ بہ نسبت خود ممکن و بہ نسبت فعل او تعالیٰ بعالم امکان نزدیک تر است۔ چون صفات نیز ظلال ذات مقدس او تعالیٰ است بنابراین برای عالم امکان بہ نسبت خود امکان و بہ نسبت فعل و صفت او تعالیٰ ذات مقدس او تعالیٰ بعالم نزدیک تر است۔ خلاصہ برای ظل بہ نسبت خود ظل اصل بہ ظل نزدیک تر است میخواہم کہ در این جا از یک مثال عامیانه کار بگیرم۔

مثال: اگر شعاع آفتاب در یک منزل بہ اندازہ دو متر روشنی انداختہ باشد و اگر یک متر آنرا در عیہ پرده پوشانیم روشنی یک متر دیگر در آنجا باقی خواہد ماند و اگر آفتاب کہ اصل آن روشنی است

غروب کند تمام آن دو منور روشنی از بین می رود پس معلوم گردید که باہیت ظلی نسبت بہ خود باہیت ظلی باہیت اصلی نزدیک تر است۔

حضرت امام میفرماید: بشنوائی گفتیم کہ در آفاق و انفس تجلیات ظلال افعال و ظلال صفات است انہی یعنی خلاصہ فرمودہ حضرت امام این است کہ تکوین از صفات حقیقیہ می باشد جزئیات صفت تکوین چون تخلیق، تزیین، احیاء و اماتت و انعام و ایلام و غیرہ ظلال تکوین اند پس کسب زید نیز یک ظلی از ظلال بعیدہ تکوین است و قتیکہ در نظر سالک کسب زید را زید منتفی گردد و سالک فاعل آن فعل و فاعل آن کسب حق تعالی را بداند غلط می کند زیرا کہ فاعل آن کسب خود زید است پس ظہور این حالت را کہ تجلی افعال گفتہ اند اشتباہ کردہ اند چہ این تجلی فعل حق نیست بلکہ تجلی یک ظلی از ظلال بعیدہ فعل حق است یعنی خود فعل حق کہ عبارت از تکوین است از دائرہ امکان بیرون بودہ و ظلال آن در عالم امکان می باشد پس نسبت کسب زید را زید منتفی دیدہ و فعل او را فعل حق دانستن شہود تجلی افعال او تعالی نیست بلکہ شہود یک ظل از ظلال بعیدہ فعل او تعالی است بتابراین ظہور این حالت را تجلی افعال گفتن درست نباشد بلکہ تجلی ظل از ظلال بعیدہ فعل او تعالی است بدلیل این کہ خود فعل او تعالی در آفاق و انفس گنجایش ندارد بلکہ ظل آن در آفاق و انفس می باشد یعنی تا کہ سیر سالک در آفاق و انفس است داخل ظلال است و جولانگاہ ہم و خیال است، اما زمانی کہ از آفاق و انفس گذشت و بہ سیر اقربیت رسید آنگاہ از جولانگاہ ہم و خیال بیرون شدہ و بہ تجلی خود فعل و صفت میرسد بلکہ بالاتر از ان نیز ترقیات میفرماید و بواسطہ متابعت آنحضرت بہ کمالات نبوت انبیاء عظام نیز مشرف خواہند شد۔

سوال: عارفیکہ در استعداد خود قابلیت وصول این مراتب را نداشته باشد، آیا بہ توجہ مرشد کامل و مکمل باین مراتب مشرف شدہ می تواند یا خیر؟

جواب: بلی مریدیکہ استعداد مراتب عالیہ را نداشته باشد باز ہم بہ توجہ مرشد کامل بمقامات عالیہ کہ فوق استعداد اوست مشرف شدہ می تواند۔ بیت

مورسکین ہوسجی اشت کہ در کعبہ رسید دست بر پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید
یعنی رسیدن عارف بآن مراتب و مقامات عالی صرف بر روی متابعت سنت و تربیت پیر کامل
و جذبہ خداوندی امکان پذیر است ورنہ عارف کجا و آن مراتب و مقامات کجا متابعت است کہ
تابع را بزرگ بنمورد خود میگردانند۔

تبصرہ: خیال ناجائز میرسد کہ نمونہ آن در این جہان بودہ باشد ذات و صفات او تعالی
در این جہان نمونہ ندارد بنا بر آن خیال در انجا رسیدہ نمی تواند و علم بایک ظل بعید علم او تعالی است نہ نمونہ
خود علم۔ حضرت امام میفرماید کہ وجوب وجود چونکہ نسبت و اضافت است الخ

سوال: وجوب وجود کہ صفت حق تعالی است آیا صفت فعلی است و یا صفت ذاتی۔
جواب: از قرائش حضرت امام معلوم گردید کہ صفت فعلی است زیرا کہ اضافت است و
وجوب مضاف است بوجود بنا بر آن مناسبت بہ صفات فعلیہ دارد نہ بہ صفات ذاتیہ۔

حضرت امام میفرماید ازین بیان لازم می آید کہ وجوب وجود در مرتبہ ذات و صفات او تعالی
و تقدس ثابت نباشد زیرا کہ آنرا از صفات اصافیہ میدانیم پس وجوب از ذات و صفات او تعالی منسوب
گشت و این خلاف مقرر است۔ جواب این سوال را حضرت امام در مکاتیب قبلی شان تذکرہ داده بودند
کہ ذات مقدس و صفات عالیہ او تعالی بوجود موجود نگشتہ اند و وجوب و امکان فرع وجود اند چون در مرتبہ
ذات مقدس وجود را کہ از صفات او تعالی بودہ گنجایش نباشد زیرا کہ ذات حق از مرتبہ صفات بلندتر است
پس وجوب را کہ فرع وجود است چگونه گنجایش خواهد بود۔

سوال: ازین بیان معلوم می شود کہ واجب تعالی را واجب نگوئیم و ممکن و ممتنع ہم گفتہ
نمی توانیم، پس شق رابع پیدا شد علاوه بر وجوب و امکان و امتناع، و حال آنکہ مفہومات ازین سه قسم
بیرون نیست۔

جواب: حضرت امام این اشکال فوق را چنین جواب میدہد ذات و صفات او تعالی در
نفس خود از وجوب و وجود بلندتر است اما زبانے کہ ذات و صفات او تعالی منسوب گردد وجوب مناسب

مفہوم ذات مقدس است و امکان مناسب مفہوم صفات است و ذات و صفات در نفس خود را
 وجوب و وجود بلند است و امکان و وجوب و امتناع فرع وجود اند و قیاساً خود وجود را در آنجا گنجایش
 نباشد انواع او چگونه گنجایش خواهد داشت۔ خلاصہ حاصل فرمایش حضرت امام این است کہ ذات حق تعالی
 در نفس خود از وجوب و وجود و معبودیت و سجدیت و الوہیت و از ہمہ صفات برتر است زیرا کہ این ہا ہمہ
 نسبت اند و ذات مقدس او تعالی از ہمہ نسبت ہا برتر است بتایران در ال مرتبہ مقدسہ نہ وجوب را گنجایش
 است نہ وجود را پس چون وجوب و وجود را آنجا گنجایش نیست امکان و امتناع را چہ مجال خواهد بود
 رسیدن باین معرفت کہ ذات او تعالی بوجود موجود نیست خاصہ انبیاء عظام است و بعض اولیاء
 کرام بہ تبعیت انبیاء عظام باین معرفت سرفرازند اما اقل قلیل اند و اکثر اولیاء کرام در ولایت
 صغری و برخی بولایت کبری رسیدہ اند اما مشرف شدن بہ کمالات نبوت کہ وصول بذات بخت
 او تعالی است از حبلہ نادر است و اقل قلیل است و مقدم ترین واصلان این مقام بعد از
 صحابہ کرام حضرت امام خواہد بود۔ بیت

سر ہندو کہ کویہ طور است یام و درش ہمہ ز نور است

بیت بنی نیست لیکن برنگ نبی بخوشد ز کوشش ہزاراں ولی

تبصرہ: کمالات ولایت انبیاء عظام تعلق بہ صفات او تعالی داشتہ و کمالات نبوت
 انبیاء عظام بہ کمالات و معارف ذات بخت او تعالی مربوط است چون کمالات ولایت انبیاء
 بکمالات نبوت انبیاء میرسد پس ولایت اولیا از ان کمالات عالیہ چہ خبر خواہد داشت بتایران کہ انیکہ
 ولایت را از نبوت افضل گفتہ اند سبب آن اینست کہ این طبقہ بزرگان از حقایق معارف نہائی
 بے خبر بودہ و بآن مرتبہ عالیہ نرسیدہ اند و نہ کمالات ولایت در حین کمالات نبوت بہ منزلہ قطرہ
 بمقابل دریای بے پایاں ہم نمی باشد بزرگانیکہ ولایت را از نبوت افضل گفتہ اند دلیل شان اینست
 کہ در ولایت توجہ بکنی است و در نبوت توجہ بخلق لہذا در نزد آہتا توجہ بکنی بہتر است از توجہ بخلق و
 بمقابل دلائل فوق شان چنین جواب ارانہ میگردد کہ توجہ بکنی مانند شخص است کہ متوجہ آب دریا بودہ

و ہنوز آن دریا نرسیدہ و ظرف خود را از آب دریا پر ساختہ است ولی توجہ بخلق مانند توجہ شخصی است کہ بدریا رسیدہ و ظرفہائے خود را از آب دریا پر ساختہ و از ان بمرم می نوشاند پس درین این دو شخص کہ یکے صرف متوجہ دریا بودہ و ہنوز بدریا نرسیدہ و از ان کدام استفادہ کردہ توانستہ است اما شخص دیگری کہ بدریا رسیدہ و خود را سیراب نمودہ و در عین حال ظروف خود را نیز از آب دریا پر ساختہ از ان جا مراجعت کردہ بمرحمان دیگر ہم از ان ابیکہ آوردہ است می نوشاند درین این دو نفر فرق زیاد موجود است یعنی شخص اول کہ در مسافہ راہ قرار داد و شخص دومی کہ بمنزل رسیدہ و از آنجا مراجعت ہم نمودہ است یکے بادیگرے قابل مقایسہ نیست۔ اولیائے کرامیکہ در ظلال قرار دارند و ہنوز بمراتب اصل نرسیدہ اند مانند شخص اول آنکہ ہنوز در مسافہ راہ قرار داشتہ و بمنزل نرسیدہ اند، اما انبیائے عظام مانند شخص دوم اند کہ بمراتب اصل رسیدہ و از آنجا رجوع نمودہ و بدعوت خلق اشتغال دارند۔ بتا بر آن درین ولایت و نبوت فرق زیاد موجود بودہ یعنی ولایت بانبوت قابل مقایسہ نیست۔ و نیز تا گفتہ نباید گذاشت کہ در نزول نیز درین انبیائے عظام و اولیائے کرام فرق زیاد موجود است چنانچہ اولیائے کرام در وقت نزول در ظاہر توجہ بخلق دارند و در باطن توجہ بخی یعنی روح شان متوجہ عالم قدس بودہ و نفس شان متوجہ خلق است۔ زیرا کہ ایہا ہنوز از کمالات عروج فارغ نشدہ اند و مراتب بلندتری را در پیش دارند تا بہ آن مراتب برسند۔ اما انبیائے عظام در نزول بظاہر و باطن متوجہ خلق و بدعوت آہستہ مشغول اند زیرا کہ این حضرات حصول کمالات عروجی را با انجام رساندہ اند، بتا بر این دعوت این بزرگان تمام ترک کامل تر است ارشادشان مؤثرتر است تا گفتہ تماند اولیائیکہ کمالات نبوت مشرف شدہ باشند نیز بمثل انبیائے عظام بظاہر و باطن متوجہ بارشاد و دعوت خلق اند و این طاغہ اقل قلیل اند۔

مکتوب چہارم

حضرت امام میفرماید کہ صوفیہ سیر آفاقی را علم الیقین دانستہ و عین الیقین و حق الیقین را در سیر نفسی قرار دادہ اند الخ

تبصرہ: علم الیقین عبارت از دانستن آثار و علامات و ظلال مطلوب است
 عین الیقین عبارت از رسیدن بخود مطلوب است و حق الیقین عبارت از منعکس شدن است
 بانعکاس صفات مطلوب بعد از وصول بمطلوب ناکثہ نماںد کہ ممکنات اگر آفاق باشد و یا انفس
 آثار و علامات مطلوب می باشد و عین مطلوب گفته می شوند پس سیر در آہا از قسم علم الیقین است
 و تجلی کہ در آہا ویدہ شود آن نیز از آثار بعیدہ مطلوب است نہ خود مطلوب۔ و صفات فعلیہ ذاتیہ
 نیز ظلال مطلوب اند و عین مطلوب نمی باشد پس سیر آہا نیز از قسم علم الیقین است کہ بہ سیر اقربیت
 مسمی است زیرا کہ افعال و صفات او تعالی بہ بندہ از خود بندہ نزدیک تر است و عین الیقین و حق
 الیقین وصول بذات بکت او تعالی است کہ ہنوز در پیش است۔ بنا بر آن حضرت امام میفرماید
 کہ علم الیقین داراے اجزائے ثلاثہ می باشد یعنی سیر آفاقی مرتبہ اول علم الیقین سیر انفسی مرتبہ دوم
 علم الیقین سیر اقربیت کہ سیر در ظلال صفات و خود صفات است از جملہ اجزائے سوم علم الیقین است
 پس صوفیہ کرام از سہ شرط علم الیقین دو شرط آرا طے کردہ و آنرا عین الیقین و حق الیقین پنداشتہ اند
 و یک شرط علم الیقین کہ سیر صفات اضافیہ و صفات ثبوتیہ است ہنوز بیان رسیدہ اند در حالی کہ
 مراتب اجزائے ثلاثہ علم الیقین را طے نکرده باشند و وصول بہ مرتبہ عین الیقین و حق الیقین کجا میسر
 خواہد بود و وصول بلا کیف بذات او تعالی عبارت از مراتب عین الیقین و حق الیقین می باشد کہ
 ہنوز بیان مرتبہ مقدسہ رسیدہ اند۔

حضرت امام میفرماید کہ از خود عین الیقین و حق الیقین چہ بیان کردہ شود و اگر گفتہ شود کہ
 فہم کند و چہ فہم کند الخ یعنی ازین فرمایشات حضرت امام معلوم می گردد صوفیہ کرام کہ ذات بکت او
 تعالی بوصول بلا کیف مشرف شدہ باشند از ادراک کمالات محمود بے بہرہ اند پس حامدیکہ از کمالات
 محمود و از ادراک کمالات محمود عاجز و بے بہرہ بودہ باشند حمد و ثنائے محمود چگونہ مناسب شان
 محمود خواہد بود مقصد ازین بیان این است کہ صوفیہ کرام کہ ہنوز بہ مرتبہ وصول بلا کیف ذات بکت
 او تعالی مشرف نشدہ اند و در مراتب ظلال قرار دارند خود را کامل تصور

تفرمایند و مراتب شطر دوم و سوم علم الیقین را مراتب عین الیقین و حق الیقین گمان نکنند چه اکثر اولیائے کرام بآن مراتب مشرف نشدہ اند و بعد از قرون ثلاثہ تا الف ثانی عہد محدودی از اولیائے کرام کمالات اصلیہ مشرف و اکثرشان در ظلال قرار داشتہ اند چنانچہ حضرت امام میفرمایند کہ این علوم و کمالات بعد از الف ثانی بظہور آیدہ است و صاحب این علوم مجرد این الف است الخ یعنی معارفیکہ در بارہ صفات و ذات بحت او تعالیٰ تذکار گردیدہ علامات تجرید و مجردیت صاحب این معارف است و عارفان دیگر بآن نہ رسیدہ و لہذا حضرت امام میفرمایند کہ در ہر مائتہ و ہر صد سال مجردی بوجود می یابد بگزین مجرد مائتہ و مجرد الف فرق بسیار موجود است یعنی مائتہ نسبت بہ الف دہم حصہ آن است بنا بر آن مجرد مائتہ بہ دہ یک کمالات مجرد الف ہم نہ رسیدہ است و میفرماید مجرد کسی است فیوضات کہ در آن وقت با اولیائے آن امت می رسد بتوسط او می رسد و لہذا میفرماید کہ مجرد کسے است کہ اقطاب و اوتاد تبدیلار و تجارب بظلال مقامات او فرسندند واقعاً تفصیلاً تیکہ حضرت امام در بارہ صفات مقدسہ او تعالیٰ بیان کردہ اند تا امروز در هیچ کتب اولیائے متقدمین و یا متاخرین یا بن تفصیل و بیان دیدہ نشدہ است حتی علما ما شعیبہ و یا تریذیہ یعنی علمائے کلام اہل سنت نیز این دقایق و باریکی ہائے علوم حضرت امام بر خود رانمی باشند۔ بدلیل اینکه آنحضرت ص بحضرت امام بشارت دادہ اند کہ "تو در علم کلام مجتہدی باشی" شاید این گونہ بشارت بسیار علما میسر نشدہ باشد۔ تفصیلات کہ حضرت امام در بارہ صفات ثمانیہ فرمودہ اند کہ کلام شان مبداء فیض کلام پیغمبر بودہ و کلام شان مبداء فیض کلام پیغمبر است، در هیچ کتاب یافتہ نمی شود کشف باند حضرت امام است کہ باین اسرار دقیقہ رسیدہ است۔

بنابر این معارف قدسی حضرت امام کہ در ذات و صفات او تعالیٰ تذکار یافتہ است از اہم و سویہ صوفیہ و علمائے کرام بسیار عالی و بلند است۔ خواجہ محمد ہاشم کشمیری بخشی را کہ در سفرے صحبت یکے از علمائے شہر مشہور دست داد آن عالم در ضمن مصاحبہ با اظہار داشت کہ شمار در بارہ حضرت شیخ احمد ربیعہ می نماید و آنرا مانند حضرت امام مہدی موعودی پندارید و اگر حضرت ایشان چنین

یک شخصیت عالی و داراے جنس یک اوصاف می بودی بانیست از آنحضرت در باره وی در یکی از احادیث بیان و اشاره به ثبوت می پیوست چنانچه در باره حضرت امام مہدی موعود در احادیث اشاره گردیده است۔

خواجہ محمد ہاشم میفرماید بحکاب او گفته شد کہ آیا در نزدتان کدام کتابی از کتب احادیث موجود است یا خیر۔ بحکاب فرمودند کہ فعلاً جمع البجوامع بسبوطی ہمراہ من است و آنرا بملاحظہ آرائہ داشتند ہمان بود کہ در باب فضایل این امت حدیثی بہ نظر رسید کہ آنحضرت فرمودہ اند "در امت من شخصی بوجود خواہد آمد کہ واسطہ در بین بحرین بودہ و مصلح در بین طائفین بودہ باشد و باؤ گفتم کہ در مکتوبات دیدہ باشید کہ حضرت امام خود را صلہ بحرین و مصلح الفتنین نوشتہ است بعد از ان عالم مذکور اظہار داشت کہ ہمچنین خواہد بود۔

تبصرہ: واسطہ در بین بحرین باین معنی است کہ بحر ظاہر شریعت و بحر باطن شریعت را تطبیق می دہد و نیز بحر ملاحت و صباحت را کہ ولایت محمدی و ابراہیمی است با ہم ممتزج می گردانند و مصلح طائفین باین معنی است کہ در بین طبقہ صوفیہ کرام و علمائے ظواہر ارتباط و توافق نشان دادہ علمائے ظواہر را باطن شریعت مطلع می سازند و معارف صوفیہ وجودیہ را تاویل دادہ بطاہر شریعت تطبیق می دہد و ہکذا یکی از علمائے معروف کہ شرف ہمسائی حضرت امام را داشتند چنین میفرماید۔
وقتیکہ آثار و کتب بزرگان را می خواندم ہمان بود کہ از مطالعہ سوانح بزرگان گذشتہ اشتباہی بخاطر مخطوری کرد و با خود می گفتم کہ شاید مخلصین آہنہا در بارہ زہد و کثرت تقوی شان مبالغہ کردہ باشند و از خود چیز ہائے نوشتہ باشند و یا انتشار سپردہ باشند و خود آنہا انقدر ریاضات نکردہ باشند اما زانیکہ استغراق و کثرت زہد و تقوی و عبادات حضرت امام ربانی را دیدم از اندیشہ قبلی خوش تادم و پشیمان گردیدم و بالاخرہ باین نتیجہ رسیدم آثار و کتب کہ در مورد فضائل بزرگان گذشتہ تحریر یافتہ است بمراتب از فضائل واقعی شان کمتر نوشتہ شدہ باشد یعنی در بارہ فضائل آنہا طوریکہ شاید تحریر نیافتہ باشد۔

تبصرہ: خلاصہ قریباً پیش قبلی حضرت امام ابن است کہ آفاق و انفس بمنزلہ آئینہ اند
و معلوم است کہ در آئینہ خودشی ظاہر نمی شود بلکہ عکس و تمثال و ظل شی دیدہ میشود پس مشہود آفاق
و انفس یک تجلی و تمثال و ظل بعیدہ حضرت و خوب است نہ خود و خوب۔ بنا بران در آفاق و انفس
ظلال مطاوب است نہ خود مطاوب۔ و عین الیقین و حق الیقین و رائے آفاق و انفس می باشد
و صاحبان عین الیقین و حق الیقین اقل قلیل اند۔

مکتوب پنجم

حضرت امام میفرماید کہ صفات واجبہ او تعالیٰ کہ در خارج موجود اند و قیام بذات او
تعالیٰ دارند و اعتبار دارند اول آنکہ در نفس خود ہا و حقیقت خود ہا موجود می باشد۔ دوم آنکہ قیام
بذات او تعالیٰ دارند این صفات باعتبار اول چون تناسبت بعالم امکان دارند مبادی فیوض
عالم اند و باعتبار دوم چون قیام بذات او تعالیٰ دارند از عالم مستغنی اند و بعالم تعلق ندارند و این
دو اعتبار در رائے فرق زیاد می باشد۔ حضرت امام میفرماید این فقیر با وجود جذب قوی و سرعت سیر
مسافہ این دو اعتبار را نزدیک با پانزدہ قطع کردہ است یعنی صفات او تعالیٰ نیز بمنزلہ دیگر اعراض
دارائے دو حیث می باشد اول حیث وجود آتہائی نفسہا، دوم حیث قیام آتہائیات او تعالیٰ۔
عارفیکہ از وجود خود صفات مقدسہ بہ مرتبہ قیام آتہا میرسد سیر عروج شان مدت پانزدہ سال را
احتوائی نماید در حالیکہ آن ہم از جملہ محبوبین باشد غیر محبوبین این مسافہ را بقرن ہا طے نخواہند نمود
بلکہ آتہایان مقام نمیرسند و حصول این مقامات خاصہ محبوبان است۔

پوشیدہ نماںد کہ علمائے متقدمین بہ فرق حصول نفسی عرض و حصول قیامی عرض ہند
نشہ بودند اما علمائے متاخرین بفرق این دو اعتبار و امتیاز آن از یکدیگر پی برده اند و ہمیدہ اند
کہ وجود نفسی عرض دیگر است و وجود قیامی آن باصل دیگر چون اکثر صوفیہ کرام در مقام ظلال
قرار دارند بنا بران ازین معارف عالی چہ معلومات و چگونہ اطلالہ خواہند داشت۔

مصرع

تایار کر خواہد و میلش بہ کہہ باشد

خلاصہ بعض کمال مرادان و محبوبان خواہند بود کہ بوصول بلا کیف بذات مقدس او تعالیٰ مشرف و از مجموعہ معارف عالی تذکراتی بدہند والا اکثر اولیائے کرام در ظلال قرار دارند کہ آنرا ولایت صغری گویند کہ از مرتبہ متذکرہ براتب پائین تر قرار داشتہ از درک این حقایق بے بہرہ اند و وعدہ از عرفاء بہ صفات او تعالیٰ رسیدہ اند کہ آنرا ولایت کبری نامند و برخی بولایت علیا کہ ولایت ملا را علی است و وصول بہ شیونات ذاتیہ او تعالیٰ است رسیدہ اند و بمعارف کمالات نبوت انبیائے عظام کہ مربوط بذات بحت او تعالیٰ است بعض مرادان و محبوبان با اثر متابعت متبوع شان کہ سردار دوعالم است بآن مرتبہ مقدسہ رسیدہ باشند و از معارف عالی متذکرہ مطلع گردیدہ باشند و همچون بزرگان اقل قلیل اند چنانچہ حضرت امام و بسیار بسیار اندک دیگر مصرع

نہ ہر کہ سر بر ترا شد قلندری داند

این ہم برکت کمال متابعت است کہ تابع را شبیہ متبوع میگردانند۔ بیت

مور مسکین ہو سے داشت کہ در کعبہ رسد دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

تبصرہ: صفات واجبہ ازینکہ قیام بذات خود نہ داشتہ بلکہ قیام شان بذات واجب است بتایران یکنوع مشابہت و مناسبت فی الجملہ بہ عرض داشتہ می باشد۔

سوال: قیام صفات بذات واجب تعالیٰ قیام انضمامی خواہد بود یا انتزاعی؟

جواب: قیام صفات بذات او تعالیٰ یک قیام بلا کیف است چنانچہ قیام عالم

ممکنات بہ صفات اضافیہ و فعلیہ او تعالیٰ نیز یک قیام بلا کیف بودہ از قیام انضمامی و یا انتزاعی مبرا می باشد نہ ناگفتہ نما ند کہ اگر قیومیت صفات او تعالیٰ از عالم منقطع گردد در اں صورت عالم بہ معدومیت مطلق تبدیل خواہد شد۔ خلاصہ قیام عالم بہ صفات مانند قیام صورت زید است بآئینہ چون قیام صورت بآئینہ یک قیام بے کیف است و آنرا قیام انتزاعی و یا انضمامی گفتہ نمی توانیم صرف ہمیں قدر میراثیم کہ این قیام عالم مثل قیام صورت زید بآئینہ یک قیام بے کیف است

در صورتیکہ انسان از درک این قیام کہ قیام ممکن بہ ممکن است عاجز و مقصر باشد از قیام صفات بذات او تعالیٰ چہ درک خواهند نمود و چہ خواهند فہمید کہ قیام صفات چہ گوئہ خواهد بود و قیام عالم ممکنات بہ صفات واجبہ چہ قسم قیام خواهد بود۔

مکتوب ششم

حضرت امام میفرماید کہ مقصود از آفرینش من این است کہ ولایت محمدی بولایت ابراہیمی منصب گردد و حسن ملاححت این ولایت بجمال صباحت آن ولایت ممتزج شود لہذا باید دانست کہ حسن او تعالیٰ بہ سہ نوع است (۱) حسن ذاتی (۲) حسن صفاتی (۳) حسن افعالی۔

(۱) حسن ذاتی نیز دو نوع است یکی اجمال و مرکز حسن ذاتی و دیگر تفصیل آن، ملاححت عبارت از اجمال حسن ذاتی است و صباحت عبارت از تفصیل حسن ذاتی است حسن صفات نیز از قسم صباحت است۔ خلاصہ ملاححت حسنی است کہ در تعبیری گنجد و صباحت حسنی است کہ تا اندازہ تعبیر می گنجد، حضرت یوسف صباحت بوده کہ مصریان را مست گردانید اگر ملاححت سردار دو عالم را درک می کردند بہ عوض دست ہائے خود دل ہائے خود را می بریدند۔

تبصرہ: ملاححت ولایت آنحضرت است و صباحت ولایت حضرت ابراہیم است ناگفتہ نمائند کہ در علوم ظاہری علم تفصیلی نسبت بہ علم اجمالی کامل تر می باشد ولی در اصطلاح کہ بحث انوار و تجلیات است اجمالی نسبت بہ تفصیل افضلیت و اصالت دارد و یا بعبارہ دیگر تفصیل ظل اجمال بحساب می رود بدلیل اینکہ در اینجامعہ بہ نور و اضائت و اشراق ارتباط دارد و نور اجمال بہ سبب مرکزیت نسبت بہ تفصیل اصالت دارد چنانچہ اضائت و اشراق کہ در قرص آفتاب است اجمال نور است و اضائت کہ تمام عالم را روشن و متور ساختہ است تفصیل آن اجمال است یعنی مرکز این تفصیل و روشنی ہائے عالم تفصیل همان اجمال نور است کہ در آفتاب است و روشنی ہائے عالم ظلال آن نور است۔

حضرت امام مہدیؑ فرماید کہ مقصود از آفرینش من این است کہ ولایت محمدیؑ الخ یعنی استعداد و کمال ذاتی آنحضرتؑ مناسب ملاحظت بودہ و بہ صباحت مناسبت نداشتہ و حصول صباحت بدین واسطہ امکان پذیر نبودہ، زیرا کہ محبوبان بہ تفاسیل التفات نمی نمایند و استعدادشان از تفاسیل بلند و یائل بمرکز است کہ عبارت از اجمال آن حسن مقدس است۔

خلاصہ فرمایش حضرت امام این است کہ بعد از ہزار سال ولایت ابراہیمیؑ کہ صباحت است و صباحت ظل ملاحظت است ملاحظت بحسن صباحت منصب گردید و نیز صباحت بہ حسن ملاحظت رنگین گشت یعنی این امتزاج بواسطہ این کمینہ امت برائے سر دارد و عالم بحصول پیوستہ پوشیدہ نہ اند کہ مالیکہ یکی از امتان آنحضرتؑ بواسطہ متابعت آنحضرتؑ بسر گرد آن کمال بہ پیغمبر متبوع نیز حاصل میگردد، بنا بر آن چون شان خود سر دارد و عالم از صباحت بلند بودہ و صباحت بہ یکے از امتان او کہ حضرت امام است حاصل و بہ سر دارد و عالم نیز عاید شدہ است۔

تذکرہ: از تذکرات فوق فضیلت ولی برہنہ ثابت نمی گردد، زیرا کہ مالیکہ بحضرت امام حاصل شدہ است از برکت متابعت آنحضرتؑ می باشد و این کمال بواسطہ اینست کہ حضرت امام از جملہ امتان آنحضرتؑ اند، بنا بر آن بہ نسبت ائمتہ حضرت امام با آنحضرتؑ نیز راجع می گردد و در اینجا دو سوال عاید میگردد۔

(۱) این معنی مستلزم مزیت ولی است برہنہ؟ — (۲) چون حضرت امام از جملہ امتان آنحضرتؑ اند و امت حضرت ابراہیمؑ نیستند بنا بر آن بروے کدام مناسبت حصول کمال ملاحظت بواسطہ حضرت امام بحضرت ابراہیمؑ کہ دارائے ولایت صباحت است راجع گردیدہ باشد؟

جواب سوال اول: از جملہ حسن صباحت کہ ظل ملاحظت است بسر دارد و عالم بواسطہ حضرت امام هیچ مضائقہ ندارد زیرا کہ محبوبان در ذات خود بہ کمالات طلبیہ التفات ندارند و کمالات طلبیہ بواسطہ تابعین و پیروان شان بآہا میرسد و حضرت امام چونکہ از جملہ امتان و پیروان آنحضرتؑ است اگر بواسطہ حضرت امام کمالات طلبیہ بآنحضرتؑ حاصل گردد کدام مفهوم برتریت و

مرتبت ولی برتبی نیست بلکه یک نوع خدمتی است کہ بواسطہ خادمان بخدو مان میرسد آیاتی
بینی کہ از درود گفتن عامہ امتان آنحضرت تیر رفع درجات و کمالات ظلیہ بآنحضرت راجع میگردد۔
جواب سوال دوم: این است کہ کافہ مسلمانان ملت حضرت ابراہیم می باشند
بنابران حضرت امام نیز یکی از پیروان شان محسوب می گردد و ازین سبب ارجاع حصول کمال
ملاحت بواسطہ حضرت امام بحضرت ابراہیم کد ام غربتی ندارد چنانچہ کافہ مسلمانان میگویند کہ بدین
سر دارد و عالم ولایت حضرت ابراہیم می باشیم۔

سوال: این کمال امتزاج ملاحت بصباح و امتزاج صباحت بہ ملاحت در
خلال ہزار سال یعنی در الف اول بوجود بیچ فرامت آنحضرت و یابدعائے بیچ ولی و یاعارف
و یابدعائے بیچ صحابہ کرام و تابعین وغیرہ ظاہر نگردیدہ و بالآخرہ بوجود حضرت امام موقوف
گردیدہ علت آن چہ خواهد بود؟

جواب: کمالاتیکہ بآنحضرت دادرہ شدہ است اگرچہ کمال خود سر دارد و عالم است
اما ظہور بعضی آہام موقوف باوقات می باشد بنابر آن ظہور این کمال موقوف بمروید ہزار سال بودہ
چنانچہ آنحضرت فرمودہ اند کہ خزان زمین بمن دادہ شدہ است و حالانکہ ظہور این کمال در وقت
ظہور حضرت ہمدی موعود است و نیز آنحضرت فرمودہ اند کہ فتوحات شام را شاہدہ کرم و ظہور این
مشاہدہ موقوف بدورہ خلافت حضرت فاروق بودہ و خلاصہ این ہمہ کمالات از فضائل آنحضرت
می باشد کہ ہر کدام بواسطہ یکے از اسباب عادیہ بظہور پیوستہ است و از فرمایشات حضرت امام معلوم
گردید کہ حسن ملاحت عبارت از اجمال جمال ذاتی حق تعالی است و حسن صباحت عبارت از تفصیل
جمال ذاتی او تعالی است و حسن صفات نیز از قسم صباحت می باشد و ملاحت اجمال و مرکز صباحت است۔
حضرت امام میفرمایند: باید دانست کہ مقام محبت بہ مرتبہ ملاحت مناسبت دارد و مقام
فلت بہ مرتبہ صباحت یعنی ملاحت اجمال و مرکز حسن و صباحت تفصیل و دائرہ آن مرکز است۔

سوال: حضرت امام حضرت موسیٰ را در مرتبہ محبت کہ مقام ملاحت است ہمید دانستہ

و مقام قلت را کہ صباحت است بحضرت ابراہیم نسبت داده اند۔ ازین فرمایش حضرت امام مزین حضرت موسیٰ بر حضرت ابراہیم معلوم میشود، این موضوع چگونه خواہد بود؟

جواب: در کمال ظہور حقیقت کعبہ کہ در وجود حضرت ابراہیم ظاہر است بیچ کس مستثنا آنحضرت بحضرت ابراہیم مقایسہ شدہ نمی تواند اگرچہ در این مقام مزین حضرت موسیٰ است، اما شان حضرت ابراہیم در ظہور حقیقت کعبہ فوق شان حضرات انبیاء دیگر است بدون ہر درو عالم۔ تبصرہ: این فرمودہ حضرت امام بیان کشف و مشاہدہ است و افضلیت انبیاء عظام از یکدیگر شان بہ نصوص قطعیہ ارتباط دارد، بنا بران این بیان حضرت امام بیان کشف و مشاہدہ است نہ اظہار حکم افضلیت یکی بہ دیگرے۔

حضرت امام میفرماید: فرزندان وجود این معادلہ کہ بخلقت من مربوط بودہ است کارخانہ عظیم دیگر بمن حوالہ فرمودہ اند۔ و نیز میفرماید: دعوت انبیاء نسبت بہ معاملات باطنیہ ایشان نیز عین حکم دارد یعنی مقصود اولی کمالات خود آہا بودہ و دعوت خلق از مقصود ثانوی می باشد۔

تبصرہ: شاید مراد از کارخانہ دیگر قرب و منزلت مقامات خود حضرت امام بودہ باشد و نیز شاید کہ مراد ازین معادلہ دیگر مقام منصبی بودہ باشد کہ حق سبحانہ تعالیٰ در مقام شفاعت بحضرت امام اذن عطا میفرماید تا وسیلہ شفاعت خواہی شان حق تعالیٰ عدہ از مجربین و عاصیان را مورد عفو و مغفرت قرار بدہد چنانچہ از فرمایشات حضرت امام در بعض مواضع مفہوم می گردد کہ حق سبحانہ فرمود کہ شخصی کہ ترا بمن وسیلہ گرداند اورا می بخشم۔

مکتوب ہفتم

حضرت امام میفرماید: بدان کہ در محبت ذاتیہ کہ حق تعالیٰ خود را دوست می دارد سہ اعتبار است: یعنی اول ظہور کمالات محبوبیت ذاتیہ است کہ در وجود مبارک آنحضرت ظاہر گردیدہ است (۲) ظہور کمالات محبت بہ صیغہ اسم فاعل کہ نصیب حضرت کلیم اللہ است۔ (۳) ظہور محبت

بصیغہ مصدر در وجود حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر شدہ است و ہر کلام ازین اعتبارات انوار جدا گانہ می باشد۔

تبصرہ: حق تعالی ذات خود را دوست میدارد و این محبت ذاتیہ دارای سہ اعتبار می باشد۔ (۱) محبوبیت (۲) محبت (۳) نفس محبت۔ پوشیدہ نماںد کہ این سہ مرتبہ دوست داشتن چنانچہ بذات حق تعالی تعلق دارد در مرتبہ ثانی نیز بطہور پیوستہ است و در وجود حضرات انبیاء عظام ظہور کردہ است۔ باید دانست کہ حق تعالی چنانچہ ذات خود را دوست میدارد کمالات اسمائی و صفائی و افعالی خود را نیز دوست میدارد و بطہور این محبت حق تعالی در وجود مبارک حضرت خلیل تمام تراست یعنی نفس محبت اسماء و صفات در حضرت ظاہر بودہ و محبوبیت اسمائی و صفائی در وجود انبیاء دیگر نیز محقق می باشد و بطہور محبت اسمائی و صفائی نیز در وجود انبیاء دیگر ظاہر است و صفات او تعالی داراے ظلال و متعلقات تیر می باشد۔ پوشیدہ نماںد کہ حق تعالی صفات اضافی و فعلیہ خود را نیز دوست میدارد و بطہور محبوبیت آن ظلال نصیب اولیاء مرادان و محبوبان است و بطہور محبت آن ظلال نصیب اولیاء مریدین و مجبین است یعنی اولیاء محبوبین منظر محبوبیت صفات فعلیہ حق تعالی و اولیاء مریدین و مجبین منظر محبت ظلال صفات حق تعالی پیدا شد۔ خلاصہ بطہور محبوبیت و محبت خود صفات در وجود حضرات انبیاء عظام و ظلال آن در وجود اولیاء کرام می باشد۔

خلاصہ بطہور کمالات محبوبیت ذاتی حق تعالی در وجود مبارک آنحضرت ظاہر است حضرت امام میفرماید فوق مقام محبت ذاتیہ مقام حب است کہ جامع اعتبارات ثلاثہ است یعنی جامع محبوبیت و محبت و محبت است۔ و نیز میفرماید مقام رضا فوق مقام محبت و حب است یعنی در مقام محبت و حب صفات تا اندازہ اشتراک دارد و در مقام رضا صفات قطعاً اشتراک نداشته و این مقام صرف بہ ذات بخت او تعالی ارتباط دارد و صفات مقدسہ دلالت بر الخواص عارف نمی باشد۔ حضرت امام میفرماید فوق مقام رضا قدمی نیست مگر خاتم الرسل را یعنی مقام رضا

عبارت از عروج سردار دو عالم است در مراتب ذات بخت او تعالی و تبعیت او یہ اولیاء مرادین نیز میسر است۔

تبصرہ: ذات بخت او تعالی چنانچہ کہ بسیط است دارے وسعت نیز می باشد و این وسعت حاوی سه مراتب است۔ (۱) بدایت وسعت (۲) وسط وسعت (۳) کمال وسعت و یا عبارہ دیگر (۱) مبرا وسعت او تعالی (۲) خود وسعت او تعالی (۳) کمال وسعت او تعالی۔

(۱) مقام حب ابتداء وسعت او تعالی است

(۲) مقام رضا عبارت از وسط وسعت او تعالی است۔

(۳) مقام سردار دو عالم کمال وسعت او تعالی است کہ از مقام رضا فوق تر است۔

حضرت امام میفرماید جایز است کہ در آن موطن کہ فوق مقام رضا است خادمی را بواسطہ وراثت و تبعیت جادہند و این فضیلت خردی خادم است الخ، شاید این فرمودہ شان کنایہ از قرب معرفت خود حضرت امام بودہ باشد و ازین قرب مرتبت حضرت امام کہ از حبلہ امت و از عرفاء اند بحضرات انبیاء دیگر ثابت نمی گردد، بدلیل اینکه انبیاء دیگر نیز بطیفلی آنحضرت بآن مقام عالی مشرف اند و اولیاء بزرگ این امت تبعیت آنحضرت بآن مقام مشرف می شوند۔ تا گفتہ نماوند کہ مرتبہ طفیلی فوق مرتبہ تبعی می باشد۔ بنا بر آن حضرات انبیاء طفیلی و اولیاء کرام تبعی می باشند و تبعی بدون تنوع خود فیض گرفتہ نمی تواند و طفیلی بدون واسطہ ہم فیض گرفتہ نمی تواند اما بعض افراد تبعی مانند طفیلی می باشند۔

مکتوب ششم

حضرت امام میفرماید قرب و معیت او تعالی نیز چون ذات او تعالی بے چون است الخ یعنی قرب او تعالی بہ منزله قرب جسم بحکم نبودہ و نہ بمنزلہ قرب عرض است بچوہر بلکہ یک قرب بلا کیف می باشد و نیز میفرماید کہ در حیات این جهان نصیب کاملان ایمان بالغیب می باشد و

و قرب او تعالیٰ در حق آہتا قرب بے کیفیت است حضرت امام میفرماید کہ ایمان بہ غیب اخص خواص
 در رنگ ایمان بہ غیب عوام نیست عوام بہ سماع و بیا بہ استدلال ایمان بہ غیب حاصل کردہ اند الخ
 یعنی عوام بہ سماع ایمان حاصل کردہ اند و علمائے ظواہر اندوے استدلال ایمان حاصل کردہ اند
 و اخص و خواص یعنی بزرگان ذات او تعالیٰ را در پشت پردہ ہائے جلال و جمال و عقب سر پردہ
 ہائے تجلیات و ظہورات مطالعہ نمودہ ایمان بالغیب حاصل نمودہ اند ناگفتہ نماند کہ ایمان
 بہ غیب بزرگان مانند ایمان بالغیب عوام و یا علمائے ظواہر نیست بلکہ ایمان اخص خواص را
 از این سبب ایمان بالغیب میگویند کہ مطلوب را در پشت پردہ ہائے جمال و جلال مشاہد فرمود
 اند چون سر پردہ ہائے جمال و جلال در بین است اگرچہ مانع شہود نیست اما چون در بین است
 بنابران ایمان این بزرگان را تعبیر بہ غیب می نمایند و نہ ایمان این بزرگان ایمان شہودی
 می باشند بالغیب و با اینکه ایمان این بزرگان در وقت عروج شہودی بودہ ولی در حین نزول
 چوں توجہ بخلق دارند و آہتا اطراف حق دعوت می نمایند ایمان شہودی شان تبدیل بالغیب
 می گردد و نہ در وقت عروج شہودی بودہ است۔

حضرت امام میفرماید، متوسطان ظلال را اصل انگاشته اند و تجلیات را عین متجلی
 دانستہ و بہ ایمان شہودی خرسند الخ یعنی متوسطان میگویند کہ ما ایمان شہودی داریم و این
 طائفہ دین گفتار خود را اشتباہ کردہ اند بہ سبب اینکه ظلال را اصل پنداشتہ اند و در حقیقت ہنوز
 بہ شہود اصل مشرف نگردیدہ اند و مشاہدہ ظلال را اصل دانستہ چہنہ ادعا نمودہ اند و ایمان خود را
 ایمان شہودی فکر نمودہ اند و در حقیقت ایمان شان بالغیب بودہ و ہنوز بہ مرتبہ ایمان شہودی نرسیدہ اند۔
 سوال: عارف چرا تجلی را کہ عبارت از یک نور یا شدہ اصل مطلب بداند و حالیکہ
 اصل مطلوب کہ ذات مقدس او تعالیٰ است ہنوز عارف بآن مرتبہ مقدسہ نرسیدہ است و
 عرفا کہ شہود نور را شہود حق تعالیٰ می پذیرند دلیل آنچه خواہد بود؟

جواب: تجلی چنانچہ ظہور یک نور قدسی را گویند و بکذا ظہور شے در مرتبہ ثانی نیز تجلی

— آن شے گفته میشود چنانچه ظهور زید در آئینہ تجلی زید گفته میشود پس وقتیکہ عارف این طور
مثالات را مشاهده کند بعید نیست کہ آنرا اصل بدانند و الله المثل الاعلیٰ۔

مکتوب نهم

حضرت امام میفرماید کہ نخست نفی الہہ باطلہ نموده اثبات معبود بحق نماید الخ یعنی ہر چیزیکہ
مکشوف و مشہود گردد آنرا نفی باید کرد و بعد از ان اثبات معبود بحق باید نمود۔ مراد اثبات شہودی
است زیرا کہ اثبات تقییدی و استدلالی در وقت نفی ہم وصل ہوئے۔ آنحضرت میفرماید و از
حق تعالیٰ حکایہ می نمایند کہ اگر ہفت آسمان و ملائک کہ در آسمانہا ہستند و یکذا ہفت طبقہ زمین
در یک پلہ ترازو و کلمہ نفی اثبات بہ یک پلہ دیگری ترازو گذاشتہ شود البتہ کلمہ نفی و اثبات نسبت
باہم راجح و گران تر می شود یعنی بدلیل اینکه زمینہا و آسمانہا از حبلہ ممکنات اند ولی در کلمہ مبارکہ
نفی و اثبات حقیقت و حوی و حقیقت امکانی ہر دو حقایق تذکرہ است چنانچہ جزا و این کلمہ
بیان امکان و ماسوی ہوئے و جز ثنائی اثبات مراتب و وجوب است و باین دلیل کلمہ نفی و اثبات
متضمن ممکن و واجب می باشد و آسمانہا و زمین ہا تنہا ممکن اند۔

خلاصہ اینکه جزو اول این کلمہ جمیع ماسوی را نفی میکند و آسمانہا و زمینہا عرش و کرسی
روح و قلم و غیرہ عوالم را غیر معبود میداند جزو دیگران کہ اثبات است بیان ثبوت الوہیت
حق تعالیٰ است پس در این کلمہ مبارکہ ممکن و واجب ہر دو تذکرہ است بنابر ان وزن آن
از تمام آسمانہا و زمین ہا گران تر است و نیز ممکن کہ محدود و تنہای است در مقابل مراتب و وجوب
کہ غیر محدود و غیر تنہای است بیچ حیثیت ندارد حضرت امام میفرماید ہرچہ در برابر آفاق
و انفس متجلی شود چہ و چون خواهد بود کہ شایان نفی است یعنی ہر تجلی کہ در ممکنات دیدہ شود راجح
ممكنات می باشد و مطلوب نیست و خود مطلوب از این ظہورات برتر است چہ را کہ در ممکنات مشاہد
بینایم و آنرا تنزیہ می پذیریم در حقیقت تنزیہ ہوئے بلکه تشبیہ است و یکاثر بعید مرتبہ تنزیہ است

یعنی ذات و صفات او تعالیٰ در آفاق و انفس دیرہ نمی شود و این تراشیده عقل بنده است کہ تجلی و ظہورات را حق می پندارد و گرنہ آن تجلی از ظلال بعیدہ ذات او تعالیٰ است قابل معبودیت نسبت آنرا نفی باید نمود تا باصل رسیدہ شود۔

حضرت امام میفرماید کہ ایمان بالغیب وقتی میسر شود کہ ہم را در آنجا جولا نگاہ نمازد و این معنی در اقربیت او تعالیٰ متحقق است الخ یعنی بعد از مراحل سیر آفاق و انفس سیر اقربیت است کہ سیر صفات او تعالیٰ است در این سیر ایمان بالغیب نصیب عارف میگردد و آن ذات غیب مشہور می شود، افعال و صفات نیز اگر چه ظلال ذات او تعالیٰ اند و مگر داخل دائرہ اصل و از مراتب و جویا بندہ بنا بران در آنجا و ہم و خیال گنجایش ندارد بعد از سیر اقربیت کہ سیر صفات است سیر مراتب ذات پیش رواست و بعضی کمال مراد ان بہ عروج آن مشرف اند۔ مصرع
تایار کر اخواہد و میلت بہ کہ باشد

چیزے کہ در دنیا نمونہ نداشته باشد و ہم و خیال در آنجا نمی رسد ذات مقدس و صفات ثمانیہ در دنیا نمونہ ندارد۔
تبصرہ: ایمان بالغیب دو نوع است یکے ایمان بالغیب عوام است و دیگرے ایمان بالغیب خواص۔ در غیب عوام معارضہ ہم موجود است و در غیب خواص معارضہ ہم و خیال گنجایش ندارد زیرا کہ خواص از مراحل آفاق و انفس گذشتہ و در سیر اقربیت رسیدہ اند و در سیر اقربیت ہم جولا نگاہ ندارد۔ حضرت امام میفرماید کہ ایمان شہودی در این دنیا صرف در حق آنحضرت صحت دارد کہ در معراج برویت او تعالیٰ مشرف گردیدہ اند و از اثبات نصیب کامل گرفتہ اند و حضرت ابراہیم ؑ مقام نفی را با انجام رسانیدہ اند و تمام ماسوی را پشت سر گذاشتہ از معبودیت غیر حق روگردان شدہ ہمہ را نفی کردہ اند اما بہ مقام اثبات نرسیدہ و برویت حق تعالیٰ مشرف نشدہ اند یعنی مقام اثبات در این نشأ خاصہ آنحضرت بوده قبل از محشر بہ رویت بصری سرفراز گردیدہ اند۔

تبصرہ: رویت بصری در این جهان با استشائے آنحضرت بہ هیچ کس میسر نشدہ۔ ولی رویت قلبی درین دنیا با ترائیای عظام و بعضی بزرگان نیز حاصل می شود۔

سوال: حضرت امام در اینجا ایمان شہودی را عبارت از رویت بصری میدانند و شہود قلبی را مربوط به ظلال میدانند ولی در دفتر ثبات سیر اقربیت را در حق دیگران نیز ثابت و یہ رویت قلبی قائل اند دلیل آن چه خواهد بود؟

جواب: دریں آن این است کہ فرمایشات بزرگان ہمیشہ بروے احوال است لهذا حضرت امام در حق کتابت دفتر دوم بیک حال و مرتبہ قرار داشتند و در حق نوشتن دفتر سوم بحال دیگرے لهذا فرمایشات شان در دفتر سوم مطابق مرتبہ همان حال شان میباشد و هیچگونه مورد اعتراض نیست خلاصہ اینکه شاید کہ در وقت تحریر دفتر دوم برویت قلبی مشرف نشدہ بودند و در وقت تحریر دفتر سوم باین نعمت سر قرار گردیدہ اند حضرت امام در مکتوبی میفرمایند از مرتبہ بعین البقیں و حق البقیں چه گفته شود انچه ازین فرمودہ حضرت امام ہم معلوم می شود کہ رویت قلبی ہست پیر کہ بعین البقیں و حق البقیں غیر از رویت قلبی معنائے دیگر نخواہد داشت و حضرت امام در مکتوب مکررہ دفتر سوم فرمودہ اند کہ ادراک و درک ادراک او تعالی میسر میشود و ادراک و درک ادراک فرع رویت است۔ حضرت امام میفرمایند کہ عالم دلیل وجود حق تعالی شدہ نمی تواند انعم یعنی عالم ظلمت است و ظلمت دلیل نور شدہ نمی تواند بلکہ حق تعالی دلیل وجود عالم است و برہان برہان لمی است نہ برہان انی۔ و معنی ایمان بغیب کہ دین مکتوب است آنست کہ بذات غیب رسیدہ میشود تبصرہ: ازین فرمودہ نیز رویت قلبی معلوم می شود، زیرا کہ برہان لمی شہود علت را میخواہد کہ ازان جا استدلال بہ معلول کردہ شود۔

مکتوب دہم

حضرت امام در این مکتوب شریف از حضرت بایزید بسطامی و شیخ جنید حکایہ میفرمایند کہ این دو بزرگان گفتہ اند کہ اگر عرش را در زاد یہ قلب عارف بنہند عارف بواسطہ فراخی وسعت قلب بہ وجود عرش آگاہ نیگردد انچه در این مورد حاصل فرمودہ حضرت امام این است کہ چون در قلب عارف

تمثال و نمونہ عرش ظہوری نماید و اینها نمونہ و تمثالات را خود عرش می پندارد و قلب را از عرش بزرگتر می پندارد سبب آن اینست که عارف تمثال عرش را عرش دانسته اند و از نارسائی خود طلال را اصل پنداشته و اگر این طائفہ صوفیہ در بین تمثال عرش و خود عرش فوق میکردند چنین چیزها نمی گفتند و قلب را بواسطہ ظہور النوار قدم قدیم نمی گفتند یعنی در قلب آنها النوار قدم مینماید از آن سبب از نارسائی خود قلب را نیز قدیم می پندارند در وقت این اشتباه نہ رسیده بودند شاید کہ بعد ازین بہ اصل رسیده باشند و این بیان گفتار ابتداء آنها بوده باشد۔

حضرت امام میفرماید کہ عرش آنست کہ حضرت حق اورا عظیم می نامد و سراسنوار آنجا اثبات میفرماید الخ پس قلب آنها بہ نسبت عرش هیچ قابل مقایسہ نیست حضرت امام میفرماید کہ قلب عارف چون بہ مقتضای استعداد خاص خود بہ نہایت برسد قابلیت آن پیدامی کند کہ لمعہ از لمعات بے نہایت ظہور النوار عرشی بر وی فائض گردد الخ یعنی اگر قلب بکمال برسد یک جزو یک حصہ از تجلیات عرشی در او ظاہر میشود، ناگفته نماند کہ عرش منظر ذات و صفات او تعالی است و منظر طلال نمی باشد قلب عارف کامل نیز تا اندازہ از ظہور اصلی بہرہ دارد۔ قلوب غیر کاملان منظر طلال است و اگر سلطان العارفین و حضرت جنید نیز از مراتب طلال می گذشتند چنین چیزها نمی گفتند پوشیدہ نماند کہ اولیای کرام بیک حال نمی باشند بلکہ در ترقیات می باشند بنا بر آن شاید کہ حضرت بایزید و حضرت جنید ازین احوال گذشتہ باشند۔ بیت

گے بر طارم اعلیٰ نشینم گے بر پشت پایے خود نہ بنیم

مکتوب یازدم

حضرت امام میفرماید عالم کبیر با وجود وسعت و تفصیل چونکہ ہست و وحدانی ندارد قابلیت ظہور بسیط حقیقی کہ مجرد از نسب اعتبارات است و معرا از تفصیل و شیون و صفات است ندارد الخ یعنی عالم کبیر کہ عبارت از عناصر و افلاک و عالم ارواح می باشد چونکہ ہست و وحدانی ندارد و ہر کدام

شان بصورت چراگاہ موجود است منظر ذات حق شدہ نمی تواند ولی عرش کہ اشرف اجزای عالم
 کبیر است محل ظهور انوار حضرت ذات مستجمع صفات است و ماورای عرش تمام عالم کبیر منظر ظلال اند
 ازین سبب حضرت رب العالمین سر استوار مخصوص بعرش مجید گردانیده و در عرش ظهور ذات و صفات
 او تعالی دائمی است اگر چه حق تعالی نور آسمانها و زمین است اما آن نور مقرون بہ حجب ظلال است
 و این ہمہ ظهورات مقبوس از انوار ظهور عرشی میباشد کہ در پردہ حجاب در آسمانها ظهور فرمودہ است
 چنانچہ در این آیات کریمہ اشارہ باین معارف می باشد۔ الله نور السموات والارض مثل نور
 کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجة الزجاجۃ کأنها کوب در یوقد من شجرة
 مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیۃہا یضئ و نولہ تمسسد نار نور علی نورہ
 یعنی آسمانها و زمین ہا در رنگ مشکات و آن نور بمنزلہ مصباح تصور باید نمود۔ زجاجة را پردہ آسمان
 صفات باید دانست و آن مصباح کہ در آن مشکات گذاشتہ شدہ از شجرہ مبارکۃ زیتونہ است۔ شجرہ مبارکۃ
 کنایہ از ظهور جامع عرشی است۔ یعنی نوریکہ در آسمانها و زمینها ظاہر شدہ است بمنزلہ چراغ می باشد
 و آسمانها و زمین مانند مشکات است، زجاجة پردہ آسمان و صفات است شجرہ زیتونہ عبارت از ظهور جامع
 عرشی است و این ظهور جامع عرشی در آسمانها و زمین در حجاب آسمان و صفات ظاہر گردیدہ و بہ حجاب
 نمی باشد و زجاجة صفات چونکہ واجب و قدیم است بمنزلہ ستارہ درخشان بودہ و آن ظهور جامع
 کہ لامکانی است از آن سبب شرقی و غربی نمی باشد و در آسمانها و زمینها در پردہ آسمان و صفات ظاہر
 شدہ بنابر آن نور بالائے نور می باشد یعنی نور ذات و کمالات ذات با کمالات صفات جمع
 گردیدہ است۔

خلاصہ نوریکہ در آسمانها و زمینها ظاہر شدہ درین حجاب آسمان و صفات می باشد شجرہ
 زیتونہ عبارت از ظهور عرشی است مشکات عبارت از آسمانها و زمین است و زجاجة عبارت از صفات است
 و مصباح عبارت از آن نور میباشد کہ در آسمانها و زمین ظاہر شدہ و صفات او تعالی کہ قدیم است و دارا
 حسن جمال قدامت است بہمان ستارہ درخشان است و شجرہ زیتونہ عبارت از آن ظهور جامع عرشی است۔

تبصره: در عرش عظیم ظهور ذات و صفات بدون حجاب است و در غیر عرش ظهور ذات و صفات او تعالی بدن حجاب نمی باشد چنانچه در آسمانها و زمینها و غیره بواسطه حجاب به ظهور فرموده -
سوال: اگر عرش محل ظهور ذات و صفات باشد این صورت برای حق تعالی مکان تعیین میگرد در حالی که او تعالی لامکان است پس این ذیالرش حضرت امام چگونه خواهد بود؟
جواب: ظهور حق تعالی در عرش از ظرفیت و مطروفت میراست چنانچه تمثال زید در آئینه خود زید نمیباشد بلکه آئینه مظهر صورت زید است و مکان زید نیست همچنان عرش نیز محل ظهور ذات و صفات است نه مکان و محل حق سبحانه.

تبصره: در آسمانها و زمینها ظهورات کمالات واجبی بواسطه حجابات صفات است و در قلوب اولیاء کرام نیز ظهور ظلال و تمثالات صفات است مگر قلب عارف کامل که در آن نیز ظهور اصل و ظهور عرشی است اما ظهور عرش کل و ظهور قلب بمنزله جزو آن است و انسان بواسطه جامعیت لیاقت ظهور بسیط حقیقی داشته می باشد.

حضرت امام میفرماید که این ظهور جامع که به عرش انتساب یافته است تنهائے مشاهدات معائنات و مکافات است بعد از آن معامله بجهل قرار می یابد یعنی کمالات که بعد از آن رود در مثال تصویر آن نمی گنجد - ازان سبب عارف از ادراک آن عاجز است - ناگفته نماند که این فرموده حضرت امام وقتی است که به ادراک ذات مقدس مشرف شده بود در ثانی که با ادراک آن مرتبه مقدسه مشرف شده اند فرموده اند که ادراک و درک ادراک آن مرتبه مقدسه نیز ممکن واقع است اما حقیقت آنست که بعد از گذشت ظهور عرشی اول جهل و در ثانی ادراک است.

آنچه میفرماید این ظهور جامع هر چند مقرون به صفات است اما صفات حجاب ذات نیستند یعنی در وقت ظهور ظلال یک چیز صفات او حجاب ذات آن چیز میشود و در وقت ظهور خود آن چیز صفات حجاب ذات آن چیز نمی گردد زیرا که در بین صفات و خود آن چیز هیچ تفریق وجود ندارد - بنابراین اولیاء کرام که تجلیات عالم و جوب را به تجلیات فعلی تجلیات صفاتی و تجلیات ذاتی تعبیر

نمودہ اند این گونه تعبیرات در مراتب ظلال اند و در حین وصول باصل این تجلیات ثلاثہ در بین خود فرقی ندارند زیرا کہ ذات و صفات و افعال از ہم جدائی ندارند و تجلی یکے بدون دیگر نمی باشند۔ حضرت امام میفرماید نمی بینی کہ در آخرت ذات مستجمع صفات دیدہ میشود و ذات بدون صفات دیدہ نمی شود الخ یعنی در وقت رسیدن بہ اصل شہود صفات از ذات جدائی نداشته و ذات صفات در یک مرتبہ موجود است ولی در حین وصول بظل فعل و ظل صفات تجلی فعل جداگانہ و تجلی صفات جداگانہ می باشد چنانچہ تفصیل آن قبل از ذکر ریاضت خلاصہ عارفیکہ بہ خود صفات افعال رسیدہ است برائے او تجلیات ثلاثہ یک جا حاصل است۔

حضرت امام میفرماید کہ عارف کامل را چون گرفتاری ذات او تعالی استیلا می یابد ملاحظہ اسما و صفات از نظر او ساقط میگردد و غیر از ذات احدیت تعالی هیچ مشہود او نمی ماند الخ یعنی در خارج ذات او تعالی از صفات مقدسہ جدائی ندارد مگر در قلب عارف کہ عاشق ذات است ذات او تعالی بدون ملاحظہ در قلب او ظاہر است و این یک نوع فصیلت جزئی قلب میباشد نسبت بعرش عظیم زیرا کہ عرش عظیم مظهر ذات و صفات او تعالی است و قلب عارف تنہا مظهر ذات می باشد و این فصیلت اثر عشق عارف است کہ عرش آنرا ندارد۔ بیت

گر عشق نبود و غم عشق نبودی چندین سخن نغز کہ گفتی کہ شنودی

حضرت امام میفرماید عدم شرکت صفات نصیب ہیئت و جدائی انسان است و نصیب ہیئت و جدائی قلب انسان است و نصیب جزو ارضی انسان است و میفرماید کہ در انسان دو چیز است کہ عرش آنرا ندارد در انسان جزو ارضی است کہ در عرش نیست و ہیئت و جدائی است کہ آہم خاصہ انسان است و شعوریکہ بہ ہیئت و جدائی تعلق دارد نور علی نور است کہ مخصوص بعالم اصغر است کہ عبارت از قلب انسان می باشد یعنی عرش جزو خاک ندارد و بکنز عالم کبیر دارا ہیئت و جدائی نمی باشد بنا بر آن ظہور ذات تنہا در قلب عارف می باشد و پس و بہ سایر موجودات این نعمت میسر نیست دلیل شان این است کہ قلب عاشق ذات مقدس است بنا بر آن

ذات بیرون صفات دروے ظاہر میگردد و این تفصیل قبلاً نیز تذکار یافت۔
 مزیت دیگرے کہ قلب دارد و این است کہ قلب دارے شعور و عشق میباشد و عرش
 ازین شعور و عشق بے بهره است، بنابراین قلب انسان کامل منظر صرف ذات بخت است کہ مجرد از
 صفات و اعتبارات است و این امر از عجائبات انسان است کہ در هیچ مخلوق دیگر جستجو
 نمیکرد، ازین سبب است کہ انسان افتخار اہلیت و لیاقت خلافت را حاصل و تحمل بار امانت
 گردیده است۔ عارفی گفته:

عرش و غزین ہر دو یک طبق است بلکہ غزین شریف تر طبق است
 یعنی عشق و شعور یکہ قلوب اولیٰ غزین طہند عرش ازاں بے بهره است۔ بیت
 حسن تو چنان کرد مرا زیر و زبر کہ ز حال و خط و زلف تو ام نیست خبر
 حضرت حافظ میفرماید:

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعہ قال بنام من دیوانہ زدند
 حضرت بیدل نیز میفرماید:

نامش از برده بر زبان می آید و اندر کہ نیست جائے او جز دل ما
 بیت عارف بخارانی میفرماید: رو بر در دل بنشین آن دلبر خرگاہی
 پوشیدہ نماں کہ این یک فضیلت جزئی است مر قلب را و فضیلت کلی عرش مجید راست۔
 و آن ہم سبب عشق است کہ انسان بآن مشرف است۔ بیت
 ہر چند پیر خستہ دل و ناتوان شدم ہر گاہ کہ یاد روے تو کردم جوان شدم

مکتوب دوازدم

حضرت امام میفرماید ملائکہ کرام مشاہد اصل اندر انسان بیچارہ در این دنیا کم است کہ
 اندازہ ظلیت قدم بیرون تہذیب یعنی ملائکہ متوجہ و مشاہد ذات و صفات او تعالیٰ اند و مشاہد

مراتب اصول اندو انسان از دائرہ ظلیت بیرون و بالاتر از ان کمتر سیر و عروج می نمایند چنانچه اکثر بزرگان در دائرہ ظلال قرار دارند و عده محرومی از بزرگان در حین حیات بمراتب اصل مشرف میگردند و بعد از وفات کافه اولیاء کرام بلکه مومنان به شهود مراتب اصل قرار مراتب شان مشرف میشوند۔

فضیلت که انسان را بر ملک است این است که بر توصل جز قلب انسان کامل میگردد و آن بر تو بقا پیدا می کند بعد از حصول بقا به دعوت خلق اشتغال می نماید ولی ملائک مانند انسان نبوده و بر تو عالم و خوب جز بدن آنها نمی گردد و این بقا به تجلی عالم و خوب خاصه انسان است و ملائک از آن بی بهره اند و این افضلیت از برکت جز خاکی انسان می باشد۔ بیت

قدسیاں را عشق هست در نیست در دله آزادی در خورد نیست

تبصره: ایمان عارف اگر چه در وقت عروج شهودی بوده اما در وقت نزول بر اے دعوت ارشاد دیگران ایمان شهودی او به غیبی تبدیل می گردد اما چون وقت ارشاد عارف با انجام بر دار قضاے خداوندی فوت شود در آن وقت عارف بشهود اصل مشرف میگردد۔

سوال: از فرموده فوق که انسان در ظلیت است معلوم میشود که انسان باطل نمی رسد۔

جواب: بعد از آن که انسان باطل می رسد در وقت نزول منظر اصل می گردد و این ظهور

اصل ظل اصل می باشد نه خود اصل۔

حضرت امام مہدیؑ بگوید چون انسان بعد از تمامی مدت رجوع و بعد از انضباع به صیغ اصل رجوع باصل نماید و متوجه بحجاب قدس گردد اختصاصی و انبساطی که او را آنجا میسر شود یقین است که دیگرے را نشود زیرا که این عارف در حیات این جهان در اصل فانی گشته و بقا به اصل پیدا کرده و دیگرے را چه مجال که به او برابری جوید و دعوی همسری نماید الخ یعنی اگر چه انسان مشاهد اصل می باشد اما چیزے که در بدن او جای میگیرد ظل آن اصل است نه خود اصل و بقا به ظل اصل پیدا می کند زیرا که اصل در وجود او نمی آید و بقاے انسان به ظل اصل است بعد از رسیدن باطل بظل

آن باقی می شود آنکه باصل نمی رسد۔

سوال: حضرت امام این مراتب مقدسہ و این مقامات را خاصہ انبیاء عظام گفته اند آیا انبیاء عظام در ابتداء کمالات نبوت شان باین مراتب مقدسہ رسیدہ خواہند بود و یا بمرور زمان۔
جواب: در کمالات نبوت نیز ابتدا و وسط و انتہا موجود است چنانچہ کمالات ہدایت و نہایت نبوت انبیاء عظام در احادیث شریف بسیار دیدہ میشود۔

در مشکوٰۃ شریف وارد است کہ آنحضرتؐ بہ جنازہ یک طفل انصاری تشریف بردہ بودند بعد از تشریف آوردن شان حضرت صدیق بی بی عائشہؓ مادر مومنین فرمودند کہ آن طفل گنجشک است از گنجشک ہائے جنت۔ آنحضرتؐ فرمودند کہ توجہ خبر داری کہ اگر این طور نبودہ باشد شاید کہ درین وقت با آنحضرتؐ معلوم نبودہ کہ اطفال مسلمانان بہشتی میباشند یا خیر۔ در ثانی با آنحضرتؐ معلوم شد کہ اطفال مسلمین بہشتی اند بنا بر دلائل متذکرہ نبوت نیز در اے کمالات ابتدائی و وسط و انتہائی می باشد اما نبوت معارف ظلیہ ندارد بقیہ این بحث در آخر مکتوب نمبر ۱۴ این حصہ ملاحظہ شود۔

مکتوب سیزدہم

حضرت امام میفرماید کہ نصیب علمائے ظواہر علم شرائع و احکام است الخ یعنی علمائے ظواہر اگرچہ دارے علم و عمل بودہ اما از معارف ذات و صفات بہرہ ندارند۔ صوفیہ کرام بر علاوہ آنچه کہ علماء دارند دارے احوال و مواجید نیز می باشند و نیز میفرماید کہ نصیب علمائے راسخین کہ ورثہ انبیاء اند۔ آنچه علمائے ظواہر دارند و با آنچه صوفیہ بآن ممتاز اند اسرار و دقائق است کہ در تشاہات قرآنی رمز و اشارات بآن رفتہ است الخ یعنی علمائے ظواہر علم و عمل دارند و صوفیہ کرام با وجود علم و عمل دارے تجلیات و معارف و کشفیات اند و علمائے راسخین بر علاوہ اینکه کمالات ہر دو طائفہ را دارا ہستند از اسرار تشاہات قرآنی نیز با خبر اند زیرا کہ آنها بر سبیل تبعیت و وراثت بدولت کمالات انبیاء مشرف و خادم حضرات آنها و محرم بارگاہ اند و تشاہات قرآنی اسرار عالم

حضرات انبیاء و علماء را سچین خادمان خاص انبیاء مانند بنابر آن از اسرار مخدویان آگاہ و وارثان کامل اند و دیگران وارث کامل نمی باشند۔

مکتوب چہارم

حضرت امام میفرماید کہ ہفتاد ہزار بار پر حائیت الخ چون در مرض طاعون حضرت خواجہ محمد صادق پسر کلان حضرت امام و ہمیشہ محترمہ او مرحوم گردیدہ بودند بنابر آن حضرت امام بحضرت شیخ احمد برکی توصیه میفرماید کہ ثواب کلمہ مبارکہ را ہفتاد ہزار بار یا در لوح شان بخشش نمایند۔

تبصرہ: در کتاب جامع صغیر و یاد کتاب بدور سافہ سایر کتب احادیث دیدہ شدہ کہ آنحضرت بخواندن کلمہ نفی و اثبات امر کردہ اند و فرمودہ اند کہ این کلمہ شریف ہفتاد ہزار بار خواندہ شود حضرت انا نیز بہ تعمیل آن حدیث شریف ہفتاد ہزار بار امر کردہ است۔

حضرت امام میفرماید کہ قطب الاقطاب صاحب علم است الخ یعنی در ہر عصر و زمان دو قطب موجود است یکے قطب ارشاد و دیگرے قطب ہدایت قطب ارشاد حلقہ ارشاد و ہدایت است قطب ہدایت حلقہ امدادات غیبی است و اولیاء دیگرے نیز تحت اثر این قطب ارشاد و ہدایت قرار دارند و ہر کدام شان در حصہ خود امدادات غیبیہ را بہ عہدہ دارند چنانچہ کشتی ہارا از غرق شدن و بیلہ کسانیکہ در صحرا ہا بہ چنگال درندہ میافتد و غیرہ خطرات دیگر یکہ انسانہا بآن مواجہ و روبرو میگرددند چنانچہ اشخاصیکہ در دستہا گمراہ میشوند بآن ہار ہیری می نمایند این طائفہ بزرگان بہ نجات آہنہا سہم دارند و وظائف امدادات غیبی را بہ عہدہ دارند و قطب ہدایت یکہ امدادات غیبیہ را بہ عہدہ دار صاحب کشف میباشد و اولیاء کہ زیر دست او میباشد بعض آہنہا صاحب کشف پودہ و برخی آہنہا داراے کشف نمی باشند باز ہم امدادات غیبی خود را بہ عہدہ داشتہ و بکمک دوستان رسیدہ و بہ ہدایت قطب ہدایت کار می کنند علم بہ معنای کشف است۔

سوال اولیاء کہ داراے کشف نمی باشند و ہدایت خود معلومات نداشتہ باشند

بیرون داشتن معلومات و کشف دیگران چگونه ممکن خواهند نمود و آہنہارا از خطرات عایدہ چہ طور نجات خواهند بخشید؟

جواب: امدادات غیبی در حقیقت از جانب حق تعالی است کہ یک مخلوق خود را از خطرات عائدہ نجات می بخشد ولی بر سبیل عادت تمثال و عکس و نمونہ این دوستان خود را نشان دادہ سبب رفع خطرات میگرداند یعنی در این عمل خود عارف کہ داراے کشف ہم نباشد و ازین موضوع آگاہ ہم نباشد حق تعالی تمثال و صورت آہنہارا ظاہر ساختہ خطرات را بوسیلہ او مرفوع می گرداند و یا این کہ قطب مدار آہنہارا می فرستد حضرت امام در مکتوبے از حضرت خواجہ نقل میفرماید: عارفی گفتہ کہ مردے از حج آمدہ میگوید کہ ترا در عرفات دیدم و یاد در فلان و فلان جا ہا دیدم در حالیکہ من در بیچ جاترقنہ ام و در خانہ قرار دارم یعنی حق تعالی تمثال دوستان خود را گاہے در عرفات و یاد را ما کن دیگر نشان میدہد اما خود عارف گاہے ازین معاملات آگاہ می شود و گاہے آگاہ نمیشود۔ مصرع از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند

حضرت امام میفرماید: حق سبحانہ ہمہ را علم احوال نمی بخشد الخ یعنی لازم نیست کہ ہر ولی داراے کشف بودہ باشد و نیز کشف سبب بلندی درجہ و مراتب نمی باشد چنانچہ بعض عرفا اگر چہ داراے کشف ہم نباشند از بعضی اولیائے صاحبان کشف عالی تر خواهند بود خلاصہ اینکہ قرب چیز دیگر است و کشف چیز دیگر اما کشف سبب بصیرت مقامات می باشد۔

تبصرہ: اگر قرب عارف در خیال او منتقش گشت آن عارف داراے کشف است و اگر قرب او بخيال او منتقش نگردد داراے کشف نمی باشد پس کثرت عروج و کثرت قرب چیز دیگر است و کشف چیز دیگر اگر چہ کشف سبب فضیلت نہ بودہ اما کشف سبب بصیرت مقامات است و صاحب آن بہ تفصیل مراتب عروج خوب تر می فہمید۔

مکتوب پانزدہم

درین مکتوب شریف حضرت امام عالی این بلده راسرزنش میفرماید و برائے شان بنویسد
 کہ خطیب آنجا در خطبہ از خلفائے راشدین نام نبرده است چرا آنرا تهدید و ملامت نکرده اند یعنی
 اگر چه یاد کردن نامہائے مبارک خلفائے راشدین از شرائط خطبہ نیست مگر از شعار اہل سنت
 می باشد و آنچه میفرماید کہ جامعہ ہمدویہ الخ یعنی در ہندوستان شخصے بود نام سید محمد جون پوری کہ
 کہ بعض مردم اورا مہدی آخر زمان می پنداشتند مرده است قبر او در یکے از ولایات افغانستان یعنی
 در فراہ می باشد مقصد حضرت امام این است کہ مردمان این شہر تبلیغات تابعان اورا نزدیک نماید تا سبب
 گمراہی نشود و ثابت است کہ آن شخص مہدی نبوده است۔ در حال ہم تابعان آن شخص از ہندوستان
 بولایت فراہ افغانستان می روند و قبر او را آباد کردہ و احترام می کنند۔ شنیدہ ام کہ تو اب پالان پور نیز
 بآن عقیدہ بودہ و اورا مہدی موعود دانستہ۔

مکتوب شانزدہم

حضرت امام در این مکتوب شریف از فضیلت مرگ طاعون و عجائب قبر بیان میفرماید
 و میگوید کہ مرگ طاعون شہادت است و در قبر ترقی مقامات نیز موجود است یعنی مردگان توجہ مرشدان
 و مابدون توجہ در قبر نیز ارتقائی یابند و درک این معاملہ از عقل عوام بلند است کشف و مشاہدات
 ہمو احوال کار اولیا است نہ اشخاص دیگر۔ حضرت مولانا گوید بیت
 در نیابد حال پختہ، میج خام پس سخن کوتاہ باید و السلام

مکتوب ہفتم

در این مکتوب حضرت امام بحوالہ حضرت میرزا حاسم الدین کہ بعد وفات حضرت خواجہ
 محمد صادق نعزیت نامہ نوشتہ بودند چنین تذکر میدہند و میفرمایند کہ مخدوم زادہ کلان کہ درین مرض
 طاعون انتقال کردہ است دارائے حالات عجیبہ و غریبہ میباشد کہ فقیر در قبر او مشاہدہ می کند یعنی

حق تعالیٰ در حق او و این اموات مرض طاعون مہربانی ہائے زیاد کردہ است و می کند۔

مکتوب ہشودہم

حضرت امام میفرماید کہ شریعت را صورتی است و حقیقتی الٰہی یعنی صورت شریعت بہ محکمت کتاب و سنت تعلق دارد و حقیقت شریعت بہ تشاہیات کتاب و سنت تعلق دارد و این ہر دو علم نصیب علمائے را سخین می باشد و علمائے را سخین کسانے اند کہ از اسرار تشاہیات و مقطوعات قرآنی آگاہی دارند و صورت شریعت را با حقیقت شریعت جمع ساختہ اند علمائے ظواہر ازین مہربانی نصیب اند صرف بصورت شریعت اکتفا کردہ و از حقیقت آن غافل اند بلکہ بعضی آہنامکر حقیقت شریعت بودہ مردم را از ازاں باز می دارند و من زین لد سوء عملہ فراہ حسنا۔ و طائفہ از صوفیہ تا رسیدہ نیز شریعت را منحصر با حکام و استدلال دانستہ و از حقیقت شریعت بے خبر اند و این طائفہ حقیقت را سوائے شریعت می پذیرند بگاہ علت آن اینست کہ این طائفہ در مراتب ظلال قرار داشتہ و از حقایق شریعت معلوماتی ندارند و اگر بمراتب اصل می رسیدند و مصداقات مسائل شرعی از روی کشف مشاہدہ میفرمودند آنگاہ چنین چیز ہائی گفتند یعنی حقیقت را جدا از شریعت نمی پذیراشتند۔

تبصرہ: حقیقت ولایت دیگر است و حقیقت شریعت دیگر یعنی حقیقت ولایت صغری رسیدن بظلال صفات است و حقیقت شریعت رسیدن بہ صفت الکلام و شان الکلام است۔ کسانیکہ بہ حقیقت ولایت رسیدہ و بہ حقیقت شریعت نہ رسیدہ اند این طور میگویند اما اگر بہ حقیقت شریعت برسند میدانند کہ حقیقت ماضی حقیقت شریعت است۔

حضرت امام میفرماید پیری و مریدی در طریقہ عالیہ نقشبندیہ بہ تعلیم و تعلم طریقہ است الٰہی یعنی در طریقہ نقشبندیہ تعلیم ذکر است و صحبت شیخ و صرف بکلاہ دادن و شجرہ گرفتن کاری نمی شود در این طریقہ عالیہ نہایت دیگران کہ جذبہ است در بدایت ایشان درج است نظر و صحبت پیران

این طریق عالیہ شفا دہندہ امراض قلبیہ است چنانچہ توجہ ایشان کہ در وقت ہائے قلبیہ را موعوم
و از بین می برد و سالک را بہ فنا و بقا مشرف می گردانند۔
مکتوب نوزدہم حاجت بہ شرح ندارد۔

مکتوب ہفتم

دین مکتوب شریف حاصل فرمودہ حضرت امام این است کہ صفرا بیان شیرینی شکر را
نمی فہمند و وجود صفری مانع احساس شیرینی شکر میگردد و سودا بیان شیرینی شکر را می فہمند یعنی
طبقہ عوام مانند صفرا بیان میباشند کہ از سر و عروق و کمالات صلوٰۃ معلوماتی ندارند ولی طبقہ خواص
از سر و مراتب عروج خبر دارند بنا بر آن این طائفہ عوام و خواص با ہم قابل مقایسہ نیست حضرت
امام انہار می فہماید کہ بخواص مقابلہ کنید۔ خلاصہ حقیقت صلوٰۃ عبارت از تجلی حق تعالیٰ است
کہ بصورت ارکان صلوٰۃ یعنی مانند قیام رکوع و سجۃ متمثل میگردد حضرت عروۃ الوثقی در بارہ
حقیقت صلوٰۃ میفرماید۔ بیت۔

چکد مشک تراز دہم گران گیسو بد افتد دم صبح از گریہ نام گران مہ در کنار آید
و نیز میفرماید کہ کسی کہ آن حقیقت رعتار را شاہدہ نکرده باشد قدر این ارکان را نمی فہمد۔

مکتوب ہشتم و یکم

در این مکتوب شریف حضرت امام راجع بہ بیان قلب تذکراتی داردہ اند یعنی قلب بدو
معنی اطلاق میشود۔ (۱) قلب نوری کہ از عالم امر است و عالم امر چون لامکانی است لہذا
دارای وسعت می باشد بروے ہمیں وسعت قلب نوری است کہ حضرت جنید و حضرت یازید
اترا از عرش بزرگتر پیدا شدہ اند۔ (۲) قلب مضغہ کہ عبارت از پارچہ گوشت می باشد کہ بطرف چپ
سینہ ما بین دو شش و قبرغہ قرار داشتہ مانند صنوبر می باشد اما استعداد ازین پارچہ گوشت از استعداد

قلب نوری بلندتر است یعنی در قلب نوری ظهور یک تجلی از تجلیات است۔ اما در قلب صنوبری ظهور ذات اوتعالی است۔ بنا بر آں کمال قلب نوری اگر چه از کمالات ظهورات عرشی پائین تر اما ظهور قلب صنوبری از ظهور عرشی فاضل تر است زیرا کہ در عرش ظهور ذات مسجع صفات می باشد و در قلب صنوبری تنها ظهور ذات اوتعالی است۔ بیت

عشق تو چنان کرد مرا زیر و زبر کز خال و خط و زلف تو ام نیست خبر
رو بر در دل بنشین آن دلیر خراگای وقت سحری آید و یانیم شب آمد

تبصره: اگر چه صفات از ذات اوتعالی جدائی ندارند اما در قلب عارف که عاشق ذات اوتعالی است ظهور ذات مقدس بدون صفات است۔ اما این یک فضیلت جزئی است و فضیلت کلی مرعش راست۔ خلاصه اینکه درجائے کہ حضرت امام ظهور قلب را کمتر از ظهور عرشی گفتہ مقصد شان قلب نوری بوده نہ قلب صنوبری و آنچه در حدیث شریف وارد است مراد از قلب قلب مضغہ و صنوبری می باشد نہ قلب نوری و اکثر اولیائے کرام از کمالات قلب صنوبری معلوماتی ندارند و صرف بہ کمالات قلب نوری رسیده اند، کمالات قلب صنوبری کمالات انبیائے عظام است کمالات قلب نوری کمالات اولیائے کرام اند کہ در ظلال قرار دارند ناگفته نباید گذاشت زمانیکہ قلب صنوبری بکمال برسد تمام لطائف عارف اجزائے او میگردد اما جزو اکمل او عنصر خاکی است عرفائے کہ بہ کمالات قلب صنوبری نایل آتند کمالات نبوت مشرف گردیده اند۔

حضرت امام میفرماید کہ قلب نوری چون بکمال برسد بہ کمر متخدد و متجوہر بہ کمر میگردد یعنی از ذکر اوتعالی انعکاس میگیرد و ذکر ملک و یادداشت او میگردد و در این مرحلہ پیچ گاہ غفلت دست نمیدہد و قلب مضغہ اگر بکمال برسد منظر عین مطلوب میگردد، بر عکس قلب نوری کہ اگر بکمال برسد منظر ظل مطلوب میگردد۔ پس در بین قلب نوری و صنوبری فرق آنست کہ ظهور در ہر دو قلب ظهور ظل است اما ظاہر در قلب صنوبری اصل است و در قلب نوری ظاہر ہم ظل می باشد۔

حضرت امام میفرماید عجائب کار و بار است الخ یعنی این قلب صنوبری کہ مظہرات او
تعالیٰ است بعد رجوع و نزول بدعوت خلق بہ ظلمت و تیرگی مواجہ میگردد چنانچہ در حین نزول آن
حضور قلبی کہ داشت تغیری یابد و حضور بہ غیبت تبدیل میشود ازین سبب آنحضرت ہمیشہ استغفار
می نمودند۔ حاصل کلام حضرت امام اینکہ قلب صنوبری جو ہر نفیس است کہ خزان داسہ را عالم خلق
در رویہ تہادہ شدہ است و بہذا کمالات خفیہ عالم امر نیز در روی مکنون گردیدہ بالآخرہ ہیئت و حرانی
پیدا کردہ است۔ قلب عوام اگرچہ داراے اجزائے عشرہ یعنی داراے لطائف عالم امر و عالم خلق میباشد
اما چون این اجزائے شان بکمال نرسیدہ اند و ہیئت و حرانی پیدا نہ کردہ اند و ہر کدام شان بصورت
جد گاہ افتادہ است بنا بر این کمال قلب عارف را ندارند حضرت امام میفرماید لے برادر این ہمہ
کمالات الخ یعنی مقام قاب قوسین دیگر است و مقام اودانی دیگر۔

تبصرہ: قلب مظہر است حق تعالیٰ دران ظاہر در مقام قاب قوسین در ظاہر رنگی از
مظہر تا اندازہ متوسم و نمایاں میگردد و مظہر ہنوز کامل در ظاہر فنا نگردیدہ است و از وجود بشری او یک
اندازہ اثری باقی ماندہ است و در مقام اودانی وجود بشری عارف فتلے کامل یافتہ است۔ نام و
نشائے از عارف باقی نماندہ است، پس مقام قاب قوسین داراے دو قوس می باشد یکے قوس جوی
است و دیگرے قوس امکانی کہ عبارت از وجود بشری عارف است کہ در مقام قوسین وجود بشری
ہنوز باقی و قوسین موجود است۔ و در مقام اودانی کہ داراے یک قوس می باشد قوس امکانی بہ کلی
فانی گردیدہ دران وقت از وجود بشری عارف ہیچ اثری باقی نمی ماند و وجود مہوہی بہ عوض آن عارف
گردیدہ است۔ ناگفتہ نباید گذاشت کہ مقام قاب قوسین داراے چند مراحل می باشد۔

(۱) مرحلہ شہود صفات اضافی است کہ در این مرتبہ عارف در مراتب و جوی بہ کلی فانی نگردیدہ
و قوس امکانی او ہنوز قرار دارد پس دو قوس در اینجا عبارت از وجود بشری عارف و صفات اضافی
(۲) فتلے عارف در صفات ثبوتیہ است کہ در این مرتبہ دو قوس عبارت از قوس عارف و قوس
ثبوتیہ او تعالیٰ است و فتلے این مرتبہ از فتلے مرتبہ اول اتم و کامل تر میباشد۔

(۳) فناے عارف در شیونات ذاتیہ است در این جائیز دو قوس است یکے قوس عارف است و دیگرے قوس شیونات ۔

(۴) فناے عارف در مقام اعتبارات ذاتیہ است در این جائیز دو قوس است یکے قوس عارف و دیگرے قوس اعتبارات ۔

(۵) فناے عارف در مقام تجلی ذاتیہ است کہ بلندترین فنا ہا ہمیں فنا است کہ در اینجا عارف بمقام اودانی مشرف میگردد و از قوسین اثری باقی نمی ماند صرف قوس وجوب بحال خود می ماند کہ در این مکتوب شریف از ان تذکرات داده شدہ است ۔

بقرار فوق عارف در ہر مرتبہ از مراتب وجوبی بوجود موہوبی آن مرتبہ مشرف میگردد و وجود موہوبی کہ در مقام اودانی بعارف عنایت میشود اکمل ترین وجودات موہوبی عارف است کہ از مرتبہ تجلی ذات مقدس بہا و عنایت میشود ۔

تبصرہ : فنا و نوع است یکی فناے شہودی است و در این فنا سالک ممکنات را فراموش و بہ شہود مراتب وجوب مشرف میشود ۔ دیگر فناے وجودی است کہ در این مقام وجود بشری عارف حکم یک پوشین وجہ پیدامی کند و تجلیات عالم وجوب ذات عارف میگردد باین طور کہ باطنی او تجلیات ذاتیہ و ظاہر او تجلیات صفاتیہ گردیدہ و وجود بشری سابق عارف بمنزلہ لباس او میگردد ۔ تبصرہ : در وقت نزول صاحب این قلب کامل ہم بہ استدلال محتاج میگردد چیزے را کہ در عروج دیدہ بود در نزول مفقود گردیدہ و عارف محتاج استدلالی گردیدہ ۔

مکتوب بہت دوم

حضرت امام در این مکتوب شریف از شرافت سرسند شریف بیان و میفرمایند کہ چاہ عمیق راصفہ بلند ساختہ اند و توری در ان نہادہ شدہ کہ ما خود از نور بے صفتی و بے کیفی است انہ یعنی چنانچہ کہ در بیت اللہ شریف نور ذات بخت او تعالی است در این جائیز آن نور مقدس ظاہر است ۔

مرا دار بلندی آنست که زمین سرسبز منظر انوار عالیہ می باشد۔

حضرت امام میفرماید که پیش از آنکه حال فرزندی عظمی مرحومی بہ این درویش ظاہر ساخته بودند و در گوشہ سکونت فقیر توری نشان داده بودند کہ گردی از صفات و شیونات بوی راہ نیافتہ بود ائم یعنی نور ذات بخت او تعالی بمشاہدہ می رسید و حضرت امام بعد از مشاہدہ این حال باین فکر بودند کہ شاید محل آن نور زمین مدفن خودشان خواهد بود، در نتیجہ آن زمین مدفن حضرت مخدوم زادہ کلاں گردید بالآخرہ بعد از مدتہ بحضرت امام ظاہر شدہ کہ آن نور یک تجلی از انوار قلبیہ حضرت شان بودہ مانند چراغیکہ از مشعل بزرگ انشعاب و جدا شود، مرقد مبارک حضرت امام ہم در آنجائی باشد حضرت امام میفرماید کہ تمام این انوار از نزد حق تعالی است و تجلی قلب فقیر ہم از عنایت او تعالی است۔ تبصرہ: لباس و محل نشین عارف بکمالات عارف منعکس میگردد و چون سرسبز محل تجلیات قدسیہ گردیدہ ازین سبب میفرماید کہ چاہ عمیق را بلند ساخته اند۔

مکتوب بست و سوم

تبصرہ: در این مکتوب شریف خلاصہ و حاصل فرمایش حضرت امام این است کہ بدعت حسنہ وجود ندارد و تمام اقسام بدعت ہا سنیہ می باشد بعضی علماء و یا صوفیہ کرام کہ بدعت را حسنہ گفته اند دلیل آن این است کہ نور سنت را در بدعت دیدہ اند و گمان کردہ اند کہ این نور از خود بدعت خواهد بود و حالانکہ آن نور در حقیقت پر توی از سنت بودہ و در بدعت منعکس گردیدہ بود و اکنون چون مردم تارک سنت گردیدہ اند و سنت ضعیف گشتہ انعکاس آن نور در بدعت دیدہ نمی شود و نور سنت کم شدہ و خود بدعت قطعاً نور نداشته و تمام بدعت ہا سنیہ و ظلمانی می باشد در بدعت ہیچ حسن نیست۔ بنابراین می باید صوفیہ کرام کہ بعض بدعت ہا را از قبیل سماع و نغمہ کہ در طریقہ شان رواج ساختہ اند از انہا پیروی و تقلید نکنند یہ و سنت باشند چہ در این وقت و وقت ضعف سنت بودہ باید عوض بدعت سنت را پیروی کردہ و بدعت را ترک نمایند۔ و نیز علماء کرام کہ بعض افراد بدعت

حسن گفته اند از گفتار خود منصرف گردند و تمام افراد بدعت را ظلمانی بدانند و سر دارد و عالم تمام بدعت را ضلالت فرموده -

حضرت امام در حق مرشدان خود دعا میکنند و میفرمایند که آہا بدون سنت عمل نکرده اند لاجرم کارخانہ این بزرگواران بلند است مشہود دیگران در نزد این بزرگواران داخل ماسوی است یعنی چیزے را کہ دیگران مقصود و مطلوب پنداشته اند این بزرگواران آنرا داخل ماسوی می دانند دیگران نفی و اثبات را برای ان میکنند کہ تمام عالم را بعنوان حقیقت و بہ عنوان وجوب ببینند برعکس این بزرگواران مقصودشان از تکرار نفی و اثبات وسعت دائرہ نفی است تا تمام شہودات و مکشوفات را داخل نفی بسازند تا بران ذکر نفی و اثبات در طرق دیگر مناسب حال بتندیان دانستہ شدہ یعنی از ان تکرار اسم ذات یعنی اللہ کہ کلمہ اثبات محض است می پردازند تا مکشوفاتی کہ بواسطہ تکرار اسم ذات حاصل میگردد استقرار و ثبات یابد -

اما کار این بزرگواران برعکس طرق دیگر میباشد چنانچہ اسم ذات را در ابتدا تکرار میکنند بعد از ان بہ نفی و اثبات می پردازند مقصودشان این است کہ ظلال مراتب وجوب کہ از تکرار اسم ذات مشہودشان گزیده بود بہ تکرار نفی و اثبات نفی گردد تا از ظلال بہ اصل برسند یعنی دیگران ظلال را استقرار می بخشند و این بزرگواران اصل را میخواهند و ظلال را نفی میکنند حضرت امام میفرماید کہ اگر تا فقص سوال کند حاصل جواب حضرت امام اینکہ اثبات دیگران در نزد این بزرگواران حاصل می باشد چون اثبات دیگران ظلال است لهذا این بزرگواران آنرا نفی می کنند و اگر این بزرگان از اثبات خود بنیان کنند خواص عوام ملحق گردند یعنی کسانی کہ با ثبات و استقرار ظلال خود را خواص می پنداشتند بمقابل معرفت عالی این بزرگان خود را عوام خواهند دانست -

حضرت امام میفرمایند از اسم و صفت جز ذات نمیخواهند انچه یعنی بزرگان نقش بندہ کہ تکرار اسم ذات می نمایند مقصودشان ازین تکرار خواص اسمانی باشد بلکہ مقصودشان ازین تکرار اسم ذات رسیدن بہ مسمی آن اسم می باشد نہ خواص اسماء - آنچہ میفرماید طریق این اکابر طریق اصحاب کرام است

یعنی استفادہ اصحاب کرام از حضور آنحضرت صرف بواسطہ صحبت آنحضرت بوده نہ بواسطہ ریاضات شاقہ وفاقہ شدیدہ۔ استفادہ طالبان این طریق نیز مربوط بہ صحبت شیخ مقتدا است نہ بواسطہ ریاضات شاقہ و این معاملہ نشانہ خاص مناسبت نقشبندیہ است باصحاب کرام و در طرق دیگر این امر موجود نیست و ترقیات آنہا مربوط بر ریاضات شاقہ است۔ حضرت امام میفرمایند فی الحقیقت اخیر باول از وسط نزدیک تر است یعنی الف ثانی اگرچہ نسبت بہ اوسط از الف اول دوزیر است اما در حقیقت باول نسبت بہ وسط نزدیک تر است زیرا کہ آنحضرت فرمودہ اند کہ امت من مانند باران اند معلوم نمی شود کہ برکت در اول آن است و یا در اخیر آن۔ آنحضرت در این فرمایش شان آخر بابت اول مشابہ دیدہ اند و وسط را بہ اول مشابہ ندانستہ اند۔

خلاصہ حق تعالی حضرت امام را بدرجات عالی مشرف ساختہ و بہ منصب مجددیت الف ثانی مفتخر فرمودہ و وسیلہ ہدایت عالم ساختہ است کہ امروز خلفائے حضرت امام در ہر نقطہ ممالک اسلامی رہنمائی عالم اسلام و مبلغان ظاہر و باطن شریعت اند از ملاحظہ بعض کتب رسائل نیز چنین استنباط میگردد کہ نسبت و برکت حضرت شاہ نقشبند و حضرت امام تاجہ حضرت ہمدی موعود میرسد و حضرت ہمدی ہم مروج این نسبت شریفہ خواہد بود۔

مکتوب بست چہارم

حضرت امام میفرمایند نسبت رابطہ شمار با صاحب رابطہ میدارد یعنی رابطہ واسطہ جزا کمالات مرشد است شکرانہ حصول رابطہ را بجا باید آورد۔

تیسرہ: رابطہ عبارت از تصور شیخ مقتدا است و این رابطہ چند قسم میباشد۔

- (۱) طالب تصور نماید کہ شیخ مقتداے او در مقابل او نشسته است از قلب او و قلب طالب فیض میرسد۔
- (۲) طالب تصور میکند کہ شیخ مقتداے او در قلب او جا دارد و از قلب مرشد بہ قلب او فیض میرسد۔
- (۳) طالب در حین وظیفہ خود را عین شیخ مقتدا تصور می نماید رابطہ قوائد بسیار داشتہ بطالبانیکہ

رابطہ حاصل گردد و تصور شیخ یہ سہولت میسر شود در ان صورت طالب شیخ مقتداے خود را در ہر جایا خود
می بیند چنانچہ حضرت یوسف و قتیکہ یہ ہمت مبتلا می شد رابطہ حضرت یعقوب نیز از اسباب
نجات او گردیدہ است۔ لہذا حضرت امام میفرماید کہ نسبت رابطہ شمار ایا صاحب رابطہ می دارد۔
و آنچه میفرمایند قبض و بسط ہر دو بازوے طیران این راہ اند یعنی سالک و قتیکہ منعکس بہ تجلیات
صفات میگردد گاہے خود را منظر صفات جلال و گاہے منظر صفات جمال می یابد بنا بر ان جلال سبب
قبض و جمال سبب بسط او می باشد حضرت امام میفرماید از زوے آن نموده بودند کہ در جمیع ذرات
مشاہدہ جمال لایزال میسر شود الخ یعنی این خواہش شما از تصور نظر است ذرات عالم طاقت ظہور آن
جمال را ندارند و آن جمالیکہ در ممکنات دیدہ میشود یک ظل از ظلال بے نہایت آن جمال بے نہایت است
کہ در ممکنات یک ظل از ظلال بعیدہ او نمایاں گردیدہ است و ممکنات طاقت ظہور خود آن جمال ندارند
و نسبت شما فوق از زوے شماست چوں آن نسبت بہ تنزیہ صرف از تباط دارد در درک شما نمی گنجد
بنا بر ان شما خود را بے نسبت می دانید۔

مکتوب بست و پنجم

حضرت امام میفرماید ذکر عبارت از طرد غفلت است یعنی وقتیکہ در خرید و فروش مراعات
اوامر و نواہی شرع شریف صورت گیر خود این عمل نیز در حقیقت ذکر و یاد خدا است اما ذکر یکہ در
طریقہ خواجگان نقشبندیہ است مربوط بہ باطن می باشد کہ وسیلہ وصول بمطلوب است ذکر اول
نیز گاہے سبب وصول میگردد مگر راہ متعارف راہ مشارع است و اگر ذکر ظاہری نیز مطابق توصیہ ہا
مشارع عملی گردد نتیجہ موثر خواہد داشت۔

مکتوب بست و ششم

تبصرہ: حضرت شیخ المشارع خواجہ باقی باشد صاحب در حین وفات شان توصیہ کردہ بودند کہ

فرزند آن شان یعنی خواجہ عبید اللہ و خواجہ عبداللہ تحت تربیت حضرت امام قرار گیرند زبانی کہ مخدوم زادہ
 بہ سن رشد رسیدہ بودند و می بایست با ساس توصیہ حضرت شیخ المشائخ تحت تربیت حضرت امام قرار
 میگرفتند در این اثناء میرزا حامد الدین احمد کہ بہ تربیت ظاہری مخدوم زادہ اشتغال داشت بحضور حضرت
 امام مکتوبے می نویسد کہ خواجہ زادہ کلاں و خواجہ جمال الدین حسین فرزند میرزا حامد الدین احمد
 از شیخ اللہ داد و طبقہ گرفتہ اند زبانی کہ از جہاں بحضور حضرت امام مشرف شدہ نمی توانست
 حضرت امام بجواب آن میفرماید کہ ازین روش وضع مہانت و مخالفت مفہوم می شود یعنی شما
 چگونہ راضی شدہ اید کہ این طور بشود و میان شیخ اللہ داد نیز با وجود احترام بہ پیر خود چہ خلاف توصیہ
 پیر خود این عمل جرات نمودہ است و میفرماید کہ وصول با و تعالی بجز تلقین نمیشود مرشد راہ بین و
 رہنما در کار است صرف تلقین بمنزلہ تعلیم الف و یاست کہ بہ صبیان دادہ میشود راہ وصول دیگر است
 و میان شیخ اللہ داد از ان راہ بے خبر است اما میداند کہ وصیت حضرت خواجہ بے حکمت نخواہد بود
 و امید است کہ عاقبت محمود گردد و مخدوم زادگان بکمال برسند و نیز میفرماید مکتوبیکہ مخدوم زادہ کلاں
 بدست برادر خود ارسال داشتہ بود متضمن کمال تواضع بودہ جنون طلب و عشق و اشتیاق صحبت من
 ازان ہویدا بود امید است کہ وصیت حضرت خواجہ موثر گردد و مخدوم زادگان بکمال برسند انہ ناگفتہ مان
 کہ در حین وفات حضرت شیخ المشائخ مخدوم زادگان بسن شیرخوارگی بودند کہ حضرت خواجہ ہر دوے
 شان را بحضور خود خواستہ و حضرت امام امر کردند کہ بمخدوم زادگان توجہ کنند حضرت امام در حضور حضرت
 خواجہ ہر دوے شان توجہ فرمودند و اثر توجہ مبارک در ظاہر بدن مخدوم زادگان نیز ظاہر شد و نیز حضرت
 خواجہ بحضور امام ہدایت دادند کہ بوالدہ ہائے مخدوم زادگان نیز غائبانہ توجہ نمایند زبانی کہ غائبانہ
 توجہ کردہ باشند اما در اخیر ہر دو مخدوم زادگان بحضور حضرت امام مشرف و بدرجات عالی رسیدہ اند
 خواجہ عبداللہ کہ فرزند دوم حضرت شیخ المشائخ اند با نوازہ علمیت داشتہ اند کہ پدر شاہ ولی اللہ
 دہلوی یعنی شاہ عبدالرحیم صاحب از شاگردان شان بودہ اند۔

مکتوب بہت مفہم

حضرت امام میفرماید: آنجا اندراج یافتہ بود کہ اگر حقایق ممکنات عدمات باشند انہ یعنی شیخ عبدالعزیز چون پوری اعتراض کردہ بود کہ اگر حقایق ممکنات عدمات باشند لازم می آید حصول آن عدمات در ذات و علم او تعالی زیر کہ معلوم در علم عالم داخل می باشد پس عدمات در ذات و صفات او تعالی داخل خواہد شد حضرت امام این اعتراض را اعتراض عالمانہ ندانستہ و در جواب آن میفرماید کہ عجیب شبہ است۔ ای شیخ عبدالعزیز میدانید کہ حق سبحانہ اشیائے شریفہ و کثیفہ را میدانند و هیچ کدام اینہا را در ذات و صفات او تعالی حصولی نیست یعنی تعلق علم او تعالی بمعلومات یک تعلق بے کیف است طریقت و مطروفت در آن نیست و نیز شیخ عبدالعزیز نوشتہ کہ حقایق ممکنات باید کہ وجود و ثبوتی باشند نہ عدمی کہ حقایق عبارت از ارواح و نفوس ممکنات است حضرت امام در جواب آن می نویسند کہ درست است حقایق ممکنات وجود و ثبوت علمی دارند اما وجود خارجی در کار نیست حضرت امام نوشتہ ہلے شیخ عبدالعزیز را تعجب اور پنداشتہ میفرماید عجب کار است اینجا حقایق را عبارت از ارواح و نفوس ممکنات دانستہ و اعیان ثابتہ و معلومات اللہ را گذاشتہ یعنی شیخ عبدالعزیز در گفتار خود از راہ تناقض پیش آردہ چنانچہ یک مرتبہ حقایق ممکنات را اعیان ثابتہ و معلومات اللہ گفتہ و باز حقایق ممکنات را ارواح و نفوس ممکنات پنداشتہ است۔

و نیز حضرت امام علاوہ میکند کہ شیخ عبدالعزیز باید کہ اعتراض خود را اول بر شیخ محی الدین بکن کہ او گفتہ است کہ اعیان یعنی حقایق ممکنات بوی وجود انشعبہ است و حالانکہ شیخ عبدالعزیز مخلص شیخ محی الدین بن عربی است۔

تبصرہ: حضرت امام حقایق ممکنات را عبارت از عدمات و پرتو تجلیات صفات او تعالی میدانند شیخ عبدالعزیز بقرایش حضرت امام اعتراض نمودہ بینوسند کہ اگر حقایق ممکنات عدمات باشند شرافت و کرامت از ممکنات مسلوب میگردد و حالانکہ حضرات انبیاء نیز از جملہ ممکنات می باشند۔

حضرت امام در جواب او میفرماید که چرا شرافت و کرامت از ممکنات مسلوب گردد کما و تعالی
 بحکمت بالغه و قدرت کامله خود آن عبادات را بحسن تربیت خود منظر عکس و تجلیات اسما و صفات خود
 ساخته و شرف نبوت و ولایت شرف گردانیده است یعنی اگر چه ذات ممکنات عدم است لاکن
 خداوند کریم بحسن تربیت خود آن عدم را بدرجات عالی رسانیده و منظر تجلیات خود ساخته است چنانچه
 انسان را از یک قطره آب منی خلق کرده و باز بدرجات بلند تامل گردانیده است شیخ عبد العزیز چون از
 اہل توحید و جود بودہ بنا بران حضرت امام در جواب او میفرماید عجیب است کہ شرافت و کرامت انسان
 را در نظر آورده و تنزیہ و تقدیس و عظمت و جلال و جمال او تعالی را فراموش گردانیده ہمہ اوست میگویند
 و انشاء خبیثہ و ذلیلہ را عین حق میدانند و انسان را حقیقت عدمی نمیدانند خداوند شمار انصاف
 دہد کہ عظمت و قدسیت و جلال و جمال او تعالی را فراموش نکرده باشد و نیز شیخ عبد العزیز اعتراض کرده
 بود سخن اجماعی را بہ سخن ساختگی شما ارتقاع نمی توان نمود یعنی شیخ عبد العزیز گفته است کہ سخن اجماعی
 آن است کہ ہمہ اوست گفته شود حقایق ممکنات را عدم نیاید دانست در جواب او حضرت امام میفرماید
 کہ سخن ابداعی و اختراعی سخن ہمہ اوست است و کلام من ہمہ ازوست می باشد کہ کلام اتفاقی است
 علمائے شریعت بآن اجمال کرده اند و آیات و حدیث برآن دلالت میکنند سخن من مابداعی و اختراعی
 نمی باشد شما میدانید کہ شیخ اکبر را کہ مردم ملامت میدادند سبب ملامتی او این است کہ ہمہ اوست
 گفته است یعنی تمام اشیا را حق دانسته است و حاصل معارف فقیر ہمہ ازوست می باشد یعنی ہمہ مخلوق
 او تعالی است و معارف من مقبول شرع و عقل است و یکشف و الہام تا بید گردیده است پس
 سخن ابداعی مقولہ ہمہ اوست می باشد و مقولہ ہمہ ازوست مقبول شرع و عقل است۔

حضرت امام میفرماید کہ شیخ مشارالیه بعد از ذکر اعتراضات در مقام شفقت آیدہ نوشتہ است
 کہ اگر حقایق ممکنات را ارواح انسانی بدانیم موافق جمہور است۔

حضرت امام در جواب او میفرماید کہ شما کہ امام طائفہ را جمہور میدانید تا این زیان شنیدہ نشود
 کہ کسے حقایق ممکنات را ارواح انسانی دانستہ باشد تعجب است بسیار تعجب است شیخ عبد العزیز

خیال می کند که هر کس سخنی را بقیاس و تخمین می گوید و بفکر خود سخن بانی می کند نه چنان است معارفیکه بدون کشف و الهام و بدون شهود و مشاهده در تحریر و تقریر آید بهتان و افترا است علی الخصوص که مخالف قوم یعنی مخالف صوفیه وجودیه بوده باشد۔

حضرت امام میفرماید که شیخ مشارالیه چه اعتقاد داشته باشد و این معارف را از کدام قسم دانسته باشد یعنی کلام من را قیاسی و تخمینی و سخن بانی میدانند یا معارف مرا کشف و الهام و شهود و مشاهده میدانند و حالانکه معارف من و تحریر من بدون کشف و الهام و شهود و مشاهده نمی باشد بمن لکشف شده است که حقیقت ممکنات عداات است باینکه تو بجای اسماء و صفات او تعالی تفصیل مقام قرار ذیل است. صفات ثمانیه او تعالی یعنی حیات، علم، قدرت، اراده، سمع، بصر، کلام و تکوین که صفات ذاتیه او تعالی اند و این صفات هشت گانه دارای عداات متقابل می باشد چنانچه در مقابل علم عدم علم در مقابل قدرت عدم قدرت علی هذا القیاس الخ پس این صفات ثمانیه او تعالی در عداات متقابل خود پر تو انداخته بعد از آن صفت تخلیق او تعالی آن عداات متقابل را موجود ساخته زید و عمر و بکر و غیره را بوجود آورده است۔

خلاصه اینکه این عداات متقابل در آن وقت وجود علمی داشته و در علم او تعالی موجود بوده ولی وجود خارجی نداشته اند یعنی پر تو صفات بآن عداات ممتزجه در علم او تعالی رسیده بوده ولی وجود خارجی نداشته اند بعد از آن توسط صفت تخلیق بآن عداات متقابل وجود خارجی بخشیده شده است۔ حاصل فرموده حضرت امام این است که حقایق ممکنات عداات متقابل صفات می باشد یا پر تو صفات او تعالی یعنی در نزد صوفیه محققین حقایق ممکنات عداات متقابل است و در نزد صوفیه وجودیه حقایق ممکنات وجودات منزله و ظهورات و اعیان ثابت می باشد چنانچه این طائفه میگویند که حق تعالی به پنج مراتب منزل فرموده است۔

(۱) بصورت علم اجمالی۔

(۲) بصورت علم تفصیلی۔

(۳) بصورت عالم ارواح -

(۴) بصورت عالم مثال -

(۵) بصورت عالم اجساد -

پس نزد صوفیہ وجودیہ ممکنات بواجب تعالیٰ مناسبت دارند و ظہورات او تعالیٰ می باشد
لہذا حمل ممکن را بر واجب جائز میدانند و صوفیہ محققین بزرگی را عجز و انکار دانسته و حقایق ممکنات
را عداوت می پذیرند و میگویند کہ ممکنات بحق سبحانہ هیچ مناسبت ندارند گفتار وجودیہ معکوس
فرمایشات صوفیہ محققین بوده اما چون این طائفہ در حال سکرند معذور اند لہذا ملامت پذیرا نشدند
اما گفتارشان خلاف حقیقت است چنانکہ در این بارہ قبلاً نیز در چند مکاتیب دیگر تذکرات تفصیلات
داده شدہ است کہ گفتار وجودیہ قابل تقلید نیست اما خودشان معذور اند۔

مکتوب بست و ششم

حضرت امام میفرماید سعی نمایند کہ این حمل بہ تکلف ہم میسر نشود الخ یعنی چون ذات او
تعالیٰ از صفات برتر است باید کہ صفات را در آنجا حمل نکنند بدلیل اینکه در حمل می باید کہ در بین موضوع
و محمول اتحاد موجود بوده باشد و در بین ذات او تعالیٰ و صفات مقدسہ مغایرت مفہومی و صدیقی
موجود است۔ بنا بران حمل صفات بر ذات او تعالیٰ مجاز نیست یعنی صفات را عین ذات نباید دانست۔
انچہ میفرماید کہ روح او را نیز دخل داده باشند الخ یعنی در کتاب رشحات دیدہ شدہ است کہ از بابا ابرہ
نقل گردیدہ کہ گفتہ است "وقتیکہ ملائکہ گل حضرت آدم را می سرشتند من نیز دران گل آب می انداختم"
حاصل فرمایش حضرت امام اینست کہ ارواح کاملین بصورت اجسادشان تشکیل گردیدہ در بے
اوقات بہ دوستان خود امداد می نمایند و دشمنان دین را بہ شکست مواجه می سازند تا گفتہ نباید گذاشت
کہ این تشکیل شدن ارواح بزرگان بصورت اجساد ناسخ تصور نگردد۔ زیرا کہ ناسخ آنست کہ
روح یک بدن در بدن دیگر حلول نمودہ آن را حیات نبد و در این جا این چنین نمودہ بلکہ روح

یک جسد بعین شکل ہماں جسد متمثل گردیدہ است و بابہ عبارت دیگر ارواح بزرگان بہ شکل اجساد شان متمثل و بہ دوستان خود کمک می نمایند چنانچہ بعد از کمال لطائف عشرہ انسانی تیرہ کلام از لطائف عشرہ بہ شکل عارف متمثل میگرددند۔

لے عزیز محققین و محدثین حضرت خضر اوقات می دانند اگرچہ جمہور بخلاف آنها است باز ہم بعد از وفات حضرت خضر در ہر جاے دیدہ می شود معلوم است کہ روح بزرگان بصورت اجساد متمثل می گردد۔

مکتوب بست و نهم

در این مکتوب شریف کہ جناب شیخ عبدالحق دہلوی بعد از وفات مخدوم زادہ کلان یعنی خواجہ محمد صادق بحضور حضرت امام تحریریت نامہ فرستادہ حضرت امام بجواب شان می نویسد کہ بہترین تملع دنیا حزن و اندوہ است یعنی حزن دنیاوی وسیلہ فرحت ہاے اخروی میگردد و الم نفس سبب لذت روح و الم روح سبب لذت نفس می باشد و این ہر دو در ذات خود نقیض یک دیگر اند و نیز چون ایلام و انعام ہر دو افعال محبوب اند بنابر آن ہر دو حال بعارف کلام کدورتی رخ نمیدہد و عارف ہر دو را یکسان می بیند بلکہ ایلام را بہ نسبت انعام خوش دارند۔ بیت

ناصر اگر گشت مارا دوست داریم دوست	و یقتل من رضاے اوست داریم دوست	بیت
قہر او عین رضا و مہر او عین مراد	لے عزیزان این چہ گفتگوست داریم دوست	بیت
عرض ز عشق تو ام چاشنی درد و غم است	ورنہ زیر فلک عیش و تنعم چہ کم است	

مکتوب سی ام

خواجہ محمد اشرف بحضور حضرت امام عرض نمودہ است کہ بواسطہ غلبہ رابطہ در نماز شد خود را مسجوری یابد آیا اینگونہ معاملہ و احوال معصیت و گناہ خواہد بود یا خیر؟ حضرت امام بجواب

آن میفرماید کہ حصول رابطہ بہ این طور دولت بزرگ و آرزوے طالبان است و شاید کہ این طور مرید بیک صحبت تمام کمالات شیخ مقتدر را جذب نماید و این طور رابطہ علامت بلندی استعداد طالب است و مخالفت شرعی در آن نیست و مرشد در این حال مسجد الیہ میباشند مسجدی چنانچہ محراب یا مسجد الیہ میباشند مسجدی معلوم است کہ در وقت نماز طالب متوجہ رابطہ نمی باشد و آنچه خود بخود پیداشده است عیب ندارد حضرت امام در بارہ مولانا حاجی محمد میفرماید کہ فتور در او را در وظائف پاک ندارد اگر در دو چیز فتور واقع نشود یعنی اول از نزد عارف متابعت آنحضرت ترک نشود دوم در محبت و اخلاص شیخ خود دستی پیدانہ کند با این دو چیز اگر ہزاران کدورت ہلے دیگر عارض گردد در باکی نداشتند و بالاخرہ خوب خواہد شد۔

مکتوب سی و یکم

حضرت امام میفرماید خواب خرگوش محفوظ نباشد انہ یعنی سالک مانند خرگوش نباشد کہ چشم او بیدار و خود را در خواب استراحت بلکہ سالک راہ حقیقت را می یابد کہ بیدار بوده اوقات گراہیہا خود را بہ غفلت و سہل انگاری سپری نہ نموده و بہ لذت ہلے نفس و ہوس ہلے لا یعنی فرقیہ نشود و در وقت بیداری خواب آسودہ نباشد کہ این لذایذ نفسی و استراحت طلبی یک چیز زود گذر بوده و بہ لذایذ روحی و معنوی قابل مقایسہ نیست بدلیل اینکہ لذت ہلے روحی از تجلیات اسماء و صفات حق تعالی سرچشمہ میگیرد و لذت ہلے نفسی از مادیات دنیاوی سرچشمہ میگیرد کہ ہمہ خواستہ ہلے نفس امارہ است شتان بینہما لے عزیز لذت ہلے اسماء و تعالی را بہ لذت ہلے عادات قیاس نہ کنید۔

ذوق این مے شناسی بخدا تا بخشی

مصرع

مرغ آتش خوارہ کے لذت شناسد دانہ را

مصرع

خرگوش چشم خود را در خواب نمی پوشاند۔ ازین سبب غافلان را بخواب خرگوش تشبیہ

می فرمایند۔

مکتوب سی و دوم

میرزا قلیچ اللہ بخش نور حضرت امام قاتحہ نامہ فرستادہ حضرت امام بجواب شان چنین میفرماید کہ با بقضائے او تعالیٰ راضی شدیم شما ہم راضی باشید و در حق مرحومین دعا بکنید و بکذا میفرماید کہ خبر خلاصی شما باعث فرحت گشت الخ شاید کہ میرزا قلیچ اللہ در وقت حبس پریشان شدہ از جمعیت باطن شکایت کردہ بود حضرت امام در جواب او میفرماید کہ پریشانی ظاہری در پریشانی باطنی تا اثر میکند و کدورت پیدامی شود تلاقی آنرا بہ توبہ و استغفار بکنید و اگر یک صورت ہولناک ظاہر شود بکلمہ تمجید آنرا دفع کنید یعنی لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و این صورت موحش از تصرفات شیطانی می باشد۔

مکتوب سی و سوم

تبصرہ: در این مکتوب شریف حاصل فرمایش حضرت امام این است کہ محبوب یعنی حق تعالیٰ در نظر محب بلکہ در نفس الامر ہمیشہ محبوب است ایلام و انعام در نزد عاشق و محب حق در ہمہ احوال یکسان می باشد بلکہ در نزد بعض عاشقان لذت ایلام از انعام بیشتر می باشد بدلیل اینکه در انعام مراد نفس شریک است و در ایلام لذت روحی و خالص مراد محبوب است بنابر آن عاشق واقعی لذت نفس را نمی خواہد باید دانست کہ مرتبت حمد بہر شکرا زمین سبب است کہ در حمد انعام ملحوظ نیست و شکر در مقابل انعام است چنانچہ در حمد ثنائے حق تعالیٰ در انعام و غیر انعام ادامی شود و شکر تنہا مربوط بہ نعمت است تا گفتہ ماند کہ حمد بیان صفات کمال او تعالیٰ است بحصول نعمت کلام ارتباطی ندارد و شکر در مقابل نعمت است پس شکر بہ مرتبہ حمد نمی رسد آنچہ میفرماید۔

سوال: تو در بعضی مکتوبات خود نوشتہ فی الخ یعنی حضرت امام در بعض مکتوبات شان مقام

رضا رافوق مقام محبت گفته اند و در این مکتوب مقام محبت رافوق مقام رضا میدانند علت آن چه خواهد بود۔

جواب: مقام حب و مقام محبت که در این مکتوب شریف تذکار یافته است غیر آن مقام محبت و مقام حب است که در سایر مکاتیب ذکر گردیده است بدلیل اینکه در اینجا مراد از محبت و حب صرف محبت ذات او تعالی است که اسماء و صفات و شیون و اعتبارات در آن ملحوظ نیست و مقام محبت که در سایر مکاتیب ذکر شده خالی از صفات و شیونات نیست یعنی مقام محبت ذات دیگر است و مقام محبت صفات دیگر و آنچه میفرمایید که کرامیت ظاہر انسانی سبب عدم رضای باطن نیست یعنی عارفانیکه مقام رضا مشرف شده باشند در باطن از ایلام او تعالی کرامیت ندارند و اگر در ظاهر آنها کدام علایم کرامیت بملاحظه برسد دلیل آن هم این است که چون ظاهرشان از باطنشان مجزا گردیده است بنابراین بروز کرامیت ظاہری در رضای باطنشان کدام تاثیر ندارد و نیز ناگفته نماند که ظاہر عارف کامل در صورت ماندن ظاہر عوام می باشد فرق که در بین این دو صورت ظاہری موجود است این است که ظاہر عارف کامل مانند یک لباس ظاہری است بر وجود عارف و ظاہر غیر عارف جز حقیقت و شخص اوست پس در بین دو ظاہر فرق زیاد موجود است و اگر عوام ازین دقائق آگاهی میداشتند کفار در حصه انبیاء عظام نمی گفتند که "این چه طور پیغمبر است که نان میخورد و در بازار میگردد" ازین جاست که اولیای کرام گفته اند که بزرگان امان اند کسانیکه ایشان را بروی ظواهرشان بشناسد زبان کار میگردند و کسانیکه ایشان را بروی باطن ایشان بشناسد رشتکار و کامیاب اند۔

مکتوب سی و چهارم

حضرت امام میفرمایند حضرت حق سبحانه و تعالی چنانچه داخل عالم نیست خارج عالم هم نیست یعنی نسبت واجب و ممکن مانند نقطه حواله و دائره موهومہ است چنانچه که نقطه حواله نه داخل

دائرہ است و نہ خارج دائرہ، و وجود ممکنات مانند دائرہ و وجود حق سبحانہ تعالیٰ بمنزلہ نقطہ پیداشہ میشود و معلوم است کہ نقطہ داخل دائرہ است و نہ خارج دائرہ۔

تبصرہ: وجود ممکنات اگرچہ مہموم است اما مہموم سوفطائی نیست زیرا کہ طائفہ سوفطائیہ عالم را تابع و ہم میدانند و در این جامہ از و ہم و ہم متقن است کہ حق تعالیٰ وجود ہی ممکنات را ثبات و راسخ بخشیدہ است کہ معاملہ ثواب و عذاب دائمی آخرت بآن ارتباط دارد۔ خلاصہ اینکه وجود ممکن و ہم بار سوار و متقن است یعنی اگرچہ دائرہ مہمومہ کہ از نقطہ حوالہ نمودار میگردد یک امر و ہی می باشد اما حق تعالیٰ قدرت دارد کہ این دائرہ مہموم را ثبات بخشد و وجود عالم از ہمیں نوع و ہم است نہ و ہم سوفسطائی بنا بر آن وجود واجب را محدود ساختہ نمی تواند۔ حضرت امام باین شخص توصیہ می نمایند کہ اگر صفت دخول و خروج و اتصال و انفصال در کشف شما ظاهر شدہ باشد این ہمہ مراتب ظلال اند و در مرتبہ اصل این نسبت ہا گنجایش ندارند۔ نسبت حق تعالیٰ ب عالم یک نسبت بلا کیف است و از نوع نسبت ہاے متذکرہ چارگانہ مبرا است و این اتصال و انفصال و غیرہ در ظلال صفات او تعالیٰ است۔

مکتوب سی و نهم

حضرت امام میفرمایند از شمول نسبت حضور اندراج یافتہ بود الخ یعنی مراد ازین حضور حضور قلب سالک است و حضور عبارت از ظہور احوال تجلیات عالم و جوب است کہ در عالم امکان می رسد و خود این سالک ہنوز بمراتب و جوب نرسیدہ است بسبب این فرمایش حضرت امام این است کہ وقتی کہ مخدوم زادہ ہا بخدمت حضرت امام توشہ اند کہ پیشگاہ توحید ظہور کردن گرفتہ است حضرت امام در جواب می نویسند کہ مشہود محب کثرت است لیکن بعنوان وحدت یعنی این سالک در مرتبہ علم الیقین می باشد و ہنوز بمرتبہ عین الیقین نہ رسیدہ است بلکہ او ممکنات را بہ عنوان وجوب دریدہ است۔ انچہ میفرماید حقیقت فتاویٰ متحقق شود الخ یعنی فتاویٰ چند قسم است یکے فتاویٰ ابتدائی است

و دیگرے فناے انتہائی و درین فناہے بسیار است چنانچہ فنا در صفات ثبوتیہ و شئیوات اعتبارات ذاتیہ -
(۱) فناے ابتدائی آنست کہ سالک از شہود ممکنات گذشتہ و بہ شہود ظلال صفات یعنی
صفات اضافیہ برسد۔

(۲) فناے انتہائی آنست کہ سالک از مرتبہ اسماء و صفات و شئیوات و اعتبارات ذاتیہ و تعالیٰ
بزرگتر و این فنا فناء اکل است زیرا کہ عارف از مراتب ظلال و جوی گذشتہ و باصل الاصل
یعنی بذات مقدس او تعالیٰ رسیدہ است و این مرتبہ فنا بہا بعین الیقین تعبیر می گردد۔

تبصرہ: اصل عبارت از صفات و اصل عبارت از مرتبہ ذات مقدس است -
و آنچه میفرماید مخدوم زادہ میخواستند کہ آن عین در علم گنج الخ یعنی عین الیقین در تعبیر نمی گنج معاملہ عین الیقین
کہ عبارت از رسیدن بذات او تعالیٰ است یک معاملہ بلا کیف است تا نرسی نیابی یعنی تا کہ از ممکنات
نگذری نمی یابی۔ مصرع

ذوق این مے شناسی بخدا تا نہ چستی

و آنچه میفرماید علم تاویل تشابہات الخ یعنی تاویل تشابہات کنایاتی است از معاملات
خداوند تعالیٰ کہ با پیغمبران خود دارند امتنان دران معاملات اشتراک ندارند مگر بعض اقل قلیل از
اولیاء کرام ازین معاملات بہرہ ور اند کہ با تہمتا بت انبیاء عظام بعلم این اسرار مشرف می شوند زیرا کہ
ہمچو اولیاء خادمان خاص انبیاء عظام اند و خادمان خاص از اسرار مخدومان باخبری باشند
و آنچه میفرماید جائز است کہ تاویل تشابہات حاصل آن بعض بود الخ یعنی عارفان بدون نوع اند۔ یکی
اولیاء صاحب کشف اند و دیگرے کشف۔

در عرفاے صاحب کشف این اسرار کشف معلوم میگردد و در عرفاے بدون کشف
ازینکہ کشف ندارند از احوال و مقامات خود بہ خبر اند اگر چہ در اے قرب و مرتبہ عالی ہم باشند و
بمقام قرب اسرار تشابہات ہم رسیدہ باشند مگر از تعبیر آن عاجز اند۔ مقام وقوف اسرار تشابہات
ولایت کبری و کمالات نبوت است صاحبان ولایت صغری بہ علم تشابہات نہ رسیدہ اند۔

مکتوب سی و ششم: این مکتوب شریف بعلم ظاہری ارتباط دارد و نکات تصوفی در آن کمتر است بتایران حاجت بہ تشریح ندارد۔

مکتوب سی و ہفتم

حضرت امام میفرماید مجموعہ این دو کلمہ جامع کمالات ولایت و نبوت است یعنی تکرار این کلمہ طیبہ ولایت را از ظلال صفات بخود صفات مقدسہ و بمراتب مافوق صفات کہ عبارت از شہوتات و اعتبارات و مرتبہ ذات او تعالی است میرساند یعنی ولایت داراے ظہور معارف ظلیہ بودہ و بواسطہ تکرار این کلمہ سالک مراتب ظلال رابطہ نمودہ و بمرتبہ اصل میرسد ولی نبوت داراے معارف ظلیہ نبودہ بتایران تکرار این کلمہ مقدسہ کمالات نبوت را بمراتب عالی تری تا بل میگرداند۔

حضرت امام میفرماید در آن موطن جز پائے کلمہ طیبہ الخ یعنی عارف بہ تکرار این کلمہ از خود و از نفس خود دور و بعالم وجوب مشرف میگردد و در مراتب وجوبی نیز بواسطہ تکرار آن از مراتب ظلال و صفات و اعتبارات گذشتہ باصل ذات مقدس بلا کیف مشرف میگردد خلاصہ اینکہ عالم امکان داراے انتہا و محدودیت است ولی مراتب وجوب غیر تنہای و غیر محدود است و بہ یک گفتن این کلمہ مقدسہ مسافت بیشتر از دائرہ امکان را قطع می نمایند و آنچه میفرماید ظہور عظمت این کلمہ طیبہ باعتبار درجہ گویندہ است الخ یعنی ہر قدر کہ مرتبہ عارف بلند تر باشد ظہور کمالات این کلمہ نیز در حق او پیمانہ عالی تر و زیادہ تر است۔ صاحبان ظلال بہ گفتن این کلمہ بہ خود صفات میرسند و رسیدگان صفات بہ تکرار این کلمہ بذات مقدس میرسند۔ مصرع

بقدر آئستہ حسن تومی نماید روی

بیت

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار گل چین بہار تو ز دامان گلہ دارد

یعنی عارف ہر قدر داراے استعداد و عروج بلند تر باشد ظہور کمالات این کلمہ مقدسہ نیز در حق او بیشتر خواہد بود۔

مکتوب سی و ہشتم

حضرت امام میفرماید، معرفت خدا جل سلطانہ بر آن کس حرام است کہ برابر خوردہ در باطن او محبت دنیا پودہ باشد الخ

تبصرہ: ظاہر عبارت از لطائف عالم خلق و باطن عبارت از لطائف عالم امر انسان است و این لطائف ظاہر و باطن در وجود عوام متمیز بودہ ولی در وجود عارف این لطائف از ہم جدا گردیدہ است و ہر کدام بہ فنا و بقا مشرف شدہ اند چون در وجود عارف این لطائف از ہم مجزا می باشند بنا بر این باطن عارف کہ مشاہد مراتب و جوب باشد و ظاہر او بامور دنیاوی اشتغال نماید شغل ظاہری او کدام تاثری در باطن ندارد اگرچہ در نزد عوام راغب و مشغول دنیا معلوم میشود لہذا حقیقت این طائفہ دست بہ کار و دل بیارند و مکنز را تخمین در خلوت اند و عوام بیچارہ چون معرفت ندارند بنا بر آن ازین اسرار چہ خبر دارند چنانچہ حضرت مولانا روم میفرماید

در نیابد حال پختہ، بیج خام پس سخن کوتاہ باید و السلام
از بیرون در میان بازارم و زردون خلوتی است بایام بیت

مکتوب سی و نہم

حضرت امام میفرماید اصحاب شمال اصحاب حجب ظلمانی اند الخ یعنی انسان ہا بہ سہ نوع آیت تقسیم

(۱) طبقہ عوام -

(۲) سوفیانیکہ در ظلال قرار دارند -

(۳) عارفانیکہ از مراتب ظلال و خود صفات گذشتہ اند از سابقان می نامند -

در بین طبقہ عوام و در بین مراتب و جوب حجاب ہائے ظلمانی و کدورت ہائے قلبی و نفسی موجود است عرفائے کہ در ظلال قرار داشتہ و ہنوز از صفات نگذشتہ اند در بین آہنا و ذات اول تعالیٰ

حجاب ہائے نورانی قرار دارد و حجب نورانی عبارت از صفات و ظلال صفات او تعالیٰ می باشد۔
 سابقان عبارت از ان اولیا و عرفاے است کہ از مراتب حجب ظلمانی و نورانی گذشتہ
 و بوصول بلا کیف بذات او تعالیٰ رسیدہ اند و ایشان را سابقان نامند۔ زیرا کہ از مرتبہ ظلال و نیز از
 خود صفات بمرتبہ ذات مقدس سبقت کردہ اند کفرہ و مشرکین نیز از اصحاب شمال اند و اگر اصحاب شمال
 متفاوت اند حضرت امام میفرماید: این شخص نیز از زمرہ اصحاب است الخ یعنی سابقان بالاصالہ
 حضرات انبیاء عظام می باشند و صحابہ کرام نیز بتبعیت و وراثت ایشان بہ کمالات سبقت مشرف اند
 و بعد از صحابہ عرہ از اولیاء کرام نیز بواسطہ متابعت باین کمالات مشرف شدہ اند چنانچہ
 حضرت امام کہ بقیۃ السلف و حجتہ الخلف می باشد و آنچہ میفرماید کہ فاروق اعظم بتوسل ابدولت
 افضلیت مشرف گشتہ است الخ یعنی حضرت فاروق اعظم بہ خلیفہ اول کہ صدیق اکبر است
 محبت مفطر داشتند۔ بتابیران کمالات او مشرف شدہ اند زیرا کہ افادہ و استفادہ مربوط بہ محبت است
 و محبت سبب جذب کمالات محبوب است۔ بیت

بیار دیدہ ام کہ یکے را دو کرد تیغ قربان تیغ عشق دو کس ریکے کند
 تبصرہ: در بعض رسائل تصوف دیدہ شدہ است کہ خلفاے راشدین یکے شاگرد دیگر شدہ
 بودہ اند چنانچہ فاروق اعظم از حضرت خلیفہ اول استفادہ کردہ اند و بکذا حضرت عثمان ذوالنورین
 از حضرت فاروق اعظم استفادہ کردہ اند و حضرت امیر از حضرت ذی النورین استفادہ نمودہ اند
 بدلیل اینکه بیعت آہنابیک دیگر شان صرف برائے انتظام امور دنیاوی نبودہ بلکہ منافع اخروی و
 درجات معنوی نیز در نظر شان بودہ است و ازین عبارت حضرت امام کہ فرمودہ اند کہ فاروق اعظم
 بتوسل ابدولت افضلیت مشرف گشتہ است نیز استفادہ یکی از دیگر شان بخوبی معلوم می شود
 حضرت امام میفرماید: کتاب شان و رلے کتاب ارباب بہیمین و کتاب ارباب شمال است الخ
 در مکتوبات قدسی آیات حضرت عرۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم مجددی کہ خلیفہ اکمل و فرزند ارشد حضرت
 امام اند دیدہ شدہ است کہ میفرماید: اعمال حسنہ بعض اشخاص بقدرت حق تعالیٰ تحریر میشود و حاجت

بہ تحریر لائیکہ نمی باشد و فرمود کہ قبض روح بعض خواص نیز بہ قدرت حق مربوط بوده بلائیکہ در ان فصل
نذارند یعنی سابقان آن بزرگان اند کہ اصحاب یمین مثل اصحاب شمال از اسرارشان خبر ندارند و کتابت
اعمال شان بہ قدرت خداوند است کراما کا تبین آنرا نوشتہ نمی کنند۔

تبصرہ: اصحاب شمال بدو معنی اطلاق میگردد: اول اصحاب شمال عبارت از ان
مسلمانان اند کہ بہ سلوک مشرف نشدہ اند و از مراتب امکانی نگزشتہ اند، و حجاب ہائے نورانی و ظلمانی
در بین دارند۔ دوم اصحاب شمال عبارت از اہل کفری باشد کہ بواسطہ حجب ہائے قلبی و نفسی تصدیق
قلبی و ایمان نیز مشرف نشدہ اند و سابقان انا اند کہ از تمام حجب ظلمانی و نورانی گزشتہ اند۔

مکتوب چہم

حضرت امام میفرماید: حرق حجب اسماء و صفات دو قسم است یعنی ازالہ حجاب دو نوع
است۔ اول ازالہ حجاب بہ اعتبار وجود است، دوم ازالہ حجاب بہ اعتبار شہودی باشد۔
(۱) حجب ظلمانی عبارت از کدورت ہائے عالم امکان است تا کدورت ہائے قلبی و نفسی
از بین نرود و عالم امکان از شہود سالک نہر آید و وصول بمراتب و حجب صورت نمی گیرد پس در
کدورت بشری ازالہ وجودی و در مراتب و حجب ازالہ شہودی است۔ باید دانست کہ فراموشی
و از خاطر بردن عالم امکان را فنا گویند و فنا بمنزلہ طہارت بودہ وصول بعالم و حجب بنمانند
نمازی باشد تا طہارت صحیح نباشد نماز درست نیست۔

(۲) ازالہ حجاب با اعتبار شہودی یعنی در این جا حرق حجاب ہائے نورانی کہ عبارت از صفات او
تعالی باشد صرف با اعتبار شہود عارف است نہ با اعتبار وجود زیرا کہ حجاب ہائے نورانی کہ صفات او
تعالی اند از بین نمی روند بلکہ از شہود عارف می برآید و آنچه در حدیث شریف وارد است کہ حجاب ہائے
نورانی از بین نمی رود مراد از ازالہ وجودی صفات او تعالی است نہ شہودی و ازالہ وجودی
صفات مقدسہ امکان پذیر نیست۔

خلاصہ این حجاب ہائے توراتی و تعالیٰ کہ عبارت از صفات انداز حیث وجود از بین نہی رود و خرق آن صرف باعتبار شہود عارف است و این عارف بہ فناء مطلق مشرف شدہ است کہ از شہود صفات ہم گذشتہ است۔ حضرت مولانا روم میفرماید
بے فناء مطلق و جذب قوی کے حریم وصل را محرم شوی

مکتوب چہل و یکم

حضرت امام میفرماید در وقت عروج بمراتب نہایت مرتبہ پیش می آید الخ یعنی بعد از رسیدن بعالم وجوب یک نقطہ سیر آنجا بیشتر از چند ہا عالم امکان است۔
تبصرہ: اگر مراد از نہایت نہایت صفات ذاتیہ بودہ باشد قریب ایش حضرت امام بجا است زیرا کہ خود نہایت وصول است بظال صفات کہ نہایت اکثر اولیائے کرام است و نہایت نہایت عبارت از خود صفات او تعالیٰ است کہ غیر تنہا ہی است و اگر نہایت را عبارت از خود صفات و نہایت نہایت را عبارت از مرتبہ ذات مقدس او تعالیٰ بدانیم ہم بجا است زیرا کہ حق تعالیٰ چنانچہ کہ بسیط است و ترکیب ندارد دارائے وسعت نیز میباشد کہ آن وسعت یک وسعت بلا کیف است و رسیدن بآن مرتبہ نیز بے کیف است و این نکتہ از فہم عوام بعید است عرفائے کہ باین مقام مقدرہ مشرف شدہ باشند این دقائق را می فہمند اما اقل قلیل مانند آنچه میفرماید کہ دائرہ امکان را نسبت بمراتب وجوب الخ یعنی مراتب وجوب عبارت از ظلال صفات او تعالیٰ و خود صفات او تعالیٰ و حیوانات اعتبارات است مرتبہ فوق آن عبارت از ذات مقدس او تعالیٰ است آنچه میفرماید بقوت پلے خویش بکوے دوست نتوان رسید الخ یعنی رسیدن بآن مرتبہ مقدرہ مربوط بوجہ مہو بی است نہ وجود بشری زیرا کہ وجود بشری در انجاء راہ ندارد و شتران پادشاہ عبارت از وجود مہو بی است کہ بعد از فنا بعارف عنایت میگردد۔

مکتوب چہل و دوم

حضرت امام میفرماید بگوش ہوش بشنوائی یعنی حضرت امام سیرانتہا در مراحل آفاق و
انفس منحصر و محدود نمیدانند بدلیل اینکه در آفاق و انفس مراتب و جوب ظهوری نماید بلکه یک ظلی از
ظلال صفات او تعالی ظهور می کند و تا که سالک از مراحل سیر آفاقی و انفسی نگذرند فنا دست
نمی دهد و بقا بعد از فنا بیاید بعض صوفیان کرام کہ سیر آفاقی را انتہائی سیر الی اللہ و سیر انفسی
سیر فی اللہ و بقا باللہ و سیر معشوق در عاشق گفته اند در حقیقت اشتباه کرده اند و از تارسانی خود
ظلال را اصل پنداشته اند چه هنوز فنا در پیش است و بہ مرتبہ بقا کہ بعد از فناست نرسیده اند چنانچہ
حضرت امام میفرماید چون لطایف سالک در سیر اول الخ یعنی در سیر آفاقی بواسطہ قابلیت فی الجملہ
کہ سالک پیدا کرده است ظلال پر تو اتم جامع کہ رب اوست بروی نمایاں میگردد بعد از تصفیہ
لطائف و ظلال تجلیات مراتب و جوب در نفس سالک منعکس میگردد و آنرا سیر انفسی میگویند یعنی
صوفیہ کرام ہمیں مراحل سیر انفسی را کہ ظهور ظلال پر تو اتم جامع کہ مربی آنهاست در نفس آنها ظهور کرده
است آنرا فنا فی اللہ و بقا باللہ و یا سیر معشوق در عاشق پنداشته اند در حالی کہ عاشق هنوز بہ مراتب
و جوب مشرف نگشته و در پر تو ظلی از ظلال مراتب و جوب قرار دارد بنا بران از اشتباه و تارسانی خود
چنین گمان کرده اند مانند کسی کہ صورت معشوق را در آئینہ ظاہری دیدہ انرا اصل معشوق تصور
نماید پوشیدہ تماند اگرچہ آئینہ بجای خود نصب بودہ و در نزد معشوق زرقہ است ولی بواسطہ صفائی
کہ دارد پر تو صورت معشوق دروے نمایاں گردیدہ است در سیر انفسی نیز سالک هنوز از سیر اشیا نگذشته
و در عالم امکان قرار دارد ولی فی الجملہ صفائی لطائف نصیب او گردیدہ لہذا پر تو ظلی از تجلیات
مراتب و جوب دروے منعکس گشتہ و آنرا از تارسانی خود سیر معشوق در عاشق و مرتبہ فنا فی اللہ و بقا
باللہ دانستہ است۔

خلاصہ اینکه فنا فراموش نمودن آفاق و انفس است و بقا بعد ازین مراحل دست میدہد
بنا بران این بزرگان هنوز بہ مراتب فنا نرسیدہ اند و از مرتبہ بقا گفتگو دارند یعنی بہ مرتبہ کہ هنوز بآن
نایل نشده اند از خصوصیات آن بحث می نمایند و ہم ناگفتہ نباید کہ این طائفہ بزرگان سیر انفسی را

بی نہایت گفتہ اند و میگویند کہ اوصاف محبوب نہایت ندارد بنا بران دلآیند و جود سالک ہمیشہ صفتی از صفات او تعالیٰ ظهور میکند یعنی آنها سیر انفسی را بے نہایت تصور نموده و ظهور ظلال و عکوس تجلیات مراتب و جوب را بقایا شد میدانند و بعد از ان بسیر رجوعی گمان برده اند و حالانکہ این ہا نفہمیدہ اند کہ ہنوز سیر عروجی با انجام نرسیدہ و سیر خود اسما و صفات و شیونات و اعتبارات ہنوز در پیش است و این ہا سیر تمام مراتب و جوب را در سیر انفسی تکمیل پنداشتہ اند و این گفتار از قصور و تارسائی آنهاست کہ ظلال صفات را خود صفات دانستہ اند۔

حضرت امام سیر و سلوک خود را اظہار کردہ و میفرمایند کہ حضرت حق سبحانہ کہ بچون و بچگون است چنانچہ وراء آفاق است وراء انفس است نیز پس سیر آفاقی را سیر الی اللہ گفتن و سیر انفسی را سیر فی اللہ نامیدن معنی ندارد۔ و میفرماید چہ بلا شد انفس را بکدام اعتبار حق گفتہ اند و نیز میفرمایند ظہور اسما و صفات واجبہ در مراتب سالک کہ درین سیر انفسی قرار دادہ اند این ظہیت اسما و صفات نیز بیرون آفاق و انفس است یعنی وقتی کہ سالک از سیر آفاق و انفس بگذرد بہ صفات اصافیہ و فعلیہ میرسد و صفات فعلیہ ظلال صفات ثبوتیہ می باشد و صفات فعلیہ نیز بیرون آفاق و انفس است و در آفاق و انفس صرف تجلی و انوار صفات فعلیہ رسیدہ است و خود صفات فعلیہ و ثبوتیہ ہنوز در پیش بودہ و در سیر قربیت است خلاصہ اینکہ آنها بہ ظلال ہم نہ رسیدہ اند بلکہ بہ اثر ظلال رسیدہ اند۔

حضرت امام میفرماید کہ این بزرگان بہ انواع تربیت مراتب ترتیب کردہ اند یعنی من با ستادی و بزرگی شان احترام دارم ولی چون بحث از صفات و ذات او تعالیٰ میشود و چیزیکہ شایان جناب قدس او نباشد در ان جاسکوت مانندن از دین و دنیانت دور است و چیزیکہ لائق قدسیت مراتب و جوب نباشد می باید آنرا تردید نمایم۔ زیرا کہ حقوق خداوند تعالیٰ از ہمہ حقوق برتر و بالاتر است و آنچه میفرماید خلاف علماء و مشائخ آزرہ نظر و استدلال است و خلاف این فقیر با ایشان از روی کشف و شہودی باشد یعنی این فقیر مکتوفات این بزرگان را بدینمی گوید زیرا کہ گفتارشان بر روی

احوال است و از خود چیز نمی گویند بلکه این فقیر میگوید که ازین مرحله باید گذشت و برانتب عالی تری ارتقا باید نمود اما شیخ علاءالدوله همچو مکشوفات را تقبیح می کند یعنی مکشوفات وجودیه را که خلافت شرع است تقبیح می نماید و این فقیر میگوید که این بزرگان در مکشوفات خود معذور اند و بدون اختیارشان بآنها مکشوف شده اند اما امت نمی باشد بلکه فقیر میگوید گذشتن ازین احوال مراتب از ضروریات این راه بوده و فنا بآن مربوط است. آنچه میفرماید آنچه در خرق حجب گفتند که در سیر آفاقی حجب ظلمانی و نورانی مرتفع میگردد محل خدشه است الخ یعنی حجب ظلمانی بمراحل آفاق و انفس ارتباط دارد که این مرحله در مراتب امکان است و تا از آفاق و انفس نگذرد حجب ظلمانی ازین نمی رود و خرق حجب نورانی مربوط به سیر اسماء و صفات مراتب و جوبی است یعنی بعد از سیر اسماء و صفات و شیون و اعتبارات حجب نورانی مرتفع میگردد بنا بر آن آنها که خرق حجب نورانی را در آفاق و انفس گفته اند خلاف حقیقت است۔

و آنچه میفرماید در حجب ظلمانی مراتب متفاوت اند که سبب اشتباه میگردد یعنی بزرگان کمال حجب نفس را حجب ظلمانی و حجب قلبی را حجب نورانی گفته اند در حالی که هر دو این حجابات ظلمانی اند و آنچه میفرماید طریقی که این فقیر را به تسلیک آن مشرف ساخته اند را به است که جامع جذب و سلوک است و تخلیه و تحلیه یعنی سلوک که تخلیه است به خائے معجمه و جذب که تحلیه است آنجا با هم جمع اند لیکن تقدم ذاتی بر تحلیه و جذب راست بر تخلیه و سلوک. و جذب را بر تزکیه سبقت ذاتی است و ملحوظ نظر انفس است نه آفاق پس ناچار در این طریق راه اقرب گشته و بوصول نزدیک تر شده یعنی در ضمن جذب و سیر انفسی سیر آفاق و سلوک نیز طے میگردد و سلوک را علیحدہ طے نمی نماید بواسطه اینکه سلوک خالص بدون جذب سبب توقف سیر میگردد و جذب بدون سلوک و ریاضت نیز موصول نیست۔ بنا بر آن حضرت امام میفرماید که در سیر فقیر جذب و سلوک با هم جمع اند و آنچه میفرماید این طریق است که شاه را ابتیار است الخ یعنی در عروج حضرات انبیاء عظام جذب و سلوک هر دو موجود بوده ولی جذب و اجتناب انبیاء عظام غیر از جذب بهای مرتب

ظلال است و جذبہ ہائے متعارفہ ظلی مخصوص مقامات و مراتب ظلی است و اجتنابے اتبیاے عظام
بمقامات ظلیہ ارتباطی ندارد و آنچه میفرماید این معنی فراختر فہم ہر مجذوب سالک و سالک مجذوب
نیست یعنی بزرگانیکہ در مراتب ولایت صغری قرار دارند و در سیر انفس می باشند بنا بران این
بزرگان صورت خود را بعنوان حق می بینند و این بزرگان کہ در مرحلہ آفاق و انفس قرار دارند
دو قسم اند: یک قسمت ایشان گفتہ اند کہ عالم وجوب را در مرتبہ امکان می بینیم و برخی آنہا
گفتہ اند کہ سالک تمثال عالم وجوب را بصورت امکان می بینند۔ خلاصہ ہر دو طائفہ این
دستہ بزرگان در سیر انفسی قرار دارند و ازین مرحلہ نگزشتہ اند۔

حضرت امام مدح مرشدین خود را چنین تذکر میدہند کہ نسبت انجذاب بہ ہمت قیومیت
از ایشان اخذ نمودہ ام الخ یعنی انجذاب چند قسم اند۔
اول آنست کہ قیومیت حق تعالی بعارف جلوہ گر شود و بہ آن طرف جذب گردد و
آن را جذبہ قیومیت می نامند۔

دوم جذبہ معیت است کہ معیت حق تعالی بعارف جلوہ گر شود۔

سوم جذبہ محبت است کہ در این جذبہ محبت حق تعالی بعارف مستولی گردیدہ و بآن
طرف جذب گردد و جذبہ حضرت خواجہ احرار جذبہ دیگر است کہ سالک را بذات بحت او تعالی میرساند۔
تذکرہ: محشی مکتوبات قدسی آیات جذبہ قیومیت را قیوم شدن عارف ترجمہ نمودہ
درین مورد اشتباہ کردہ است بلکہ جذبہ قیومیت عبارت از جذبہ بالیست کہ فوقاً تذکار یافت۔
و آنچه میفرماید در طریق این بزرگواران راہ اقرب است یعنی طریق این بزرگواران طریقے است
کہ جذبہ و سلوک و سیر آفاقی و انفسی دران جمع اند چنانچہ در ضمن جذبہ سلوک و در ضمن سیر انفسی
سیر آفاقی نیز یکجا طے میگردد و در سیر سالک توقف رخ نمی دہد در سائر طرق برعکس آنست
یعنی سلوک و جذبہ سیر آفاقی و انفسی ہر کدام را بصورت جداگانہ طے می نماید و آنہا جذبہ برداشت
ندارند و آنچه میفرماید حضور و آگاہی ایشان فوق آگاہی ہائے اکثرشان است یعنی

حضور این بزرگواران دالمی است و آنچه میفرماید چون در مآورای آفاق و انفس ولایت را قدم گاهی نیست الخ یعنی ولایت اولیاء در ظلال قرار داشته و از آفاق و انفس نگذشته است زیرا کہ مقولہ این بزرگان است کہ گفتہ اند "اہل اللہ بعد از فنا و بقا ہر چہ می بینند در خودی بینند و ہر چہ می شناسند در خودی شناسند و حیرت ایشان در وجود خود است" اما ولایت انبیاء عظام از مآورای آفاق و انفس پورہ کہ بخود صفات ثمانیہ تعلق دارد و آنرا ولایت کبری گویند حضرت امام میفرماید نفی غیرت دیگر است و انتفاء غیرت دیگر یعنی ازین فرمایش حضرت امام معلوم میشود کہ بزرگان دو نوع اند بعضی شان از مرحلہ سیر انفسی گذشتہ اند و بعضی آنها ازین مرحلہ نگذشتہ اند و بانتفاء غیرت نرسیدہ اند اما گرفتار انفس ہم نمیند۔

تبصرہ: نفی در مقام طریقت است و انتقاد در مقام حقیقت و این بزرگان اگر چہ از انفس نگذشتہ مگر گرفتار انفس ہم نبودہ متوجہ سیر اقربیت اند۔ خلاصہ نفی ازین بردن است کہ ہنوز نرفتہ باشد و انتقاد ازین رفتن است کہ اغیار بیچ در شہود نماندہ باشد۔ و آنچه میفرماید کہ مآورای این ارکان اربعہ ولایت الخ یعنی جذبہ و سلوک و سیر آفاقی و انفسی کہ بظلال ارتباط دارند مقام آن کہ کمالات نبوت نہ رسیدہ اند و کمالات لایت انبیاء عظام و کمالات نبوت انبیاء عظام مآورای این مقام است یعنی باصل و اصل الاصل تعلق دارد و آنچه میفرماید باین راہ جامع جذبہ و سلوک قطع منازل نمودہ و در مآورای سلوک و جذبہ قدم نہادہ اند الخ

سوال: در اینجا فرمایش حضرت امام تناقض دیدہ میشود چہ یک مرتبہ فرمودہ اند کہ براہ جامع جذبہ و سلوک و باز میفرماید کہ در مآورای جذبہ و سلوک قدم نہادہ اند علت این تناقض چہ خواہد بود؟

جواب: در فرمایشات حضرت امام تناقض موجود نیست بدلیل اینکه جذبہ دو نوع است یکے جذبہ ایست کہ بمراتب ظلیہ ارتباط دارد و دیگرے جذبہ ایست کہ بمراتب اصلیہ تعلق دارد جذبہ ظلیہ بمراتب ولایت اولیاء مربوط است و این فرمایش شان کہ گفتہ اند در مآورای سلوک و جذبہ

قدم نہادہ اند، این جذبہ مقام ولایت اولیاء مربوط است کہ در ظلال است و فرمایش دیگرے حضرت امام کہ فرمودہ اند باین راہ جامع جذبہ و سلوک این نوع جذبہ بمقام ولایت انبیاء مربوط است کہ ماورائے جذبہ و سلوک مقامات اولیاء است و باصل ارتباط دارد و آنرا جذبہ و اجتہاد انبیاء عظام میگویند و این جذبہ بمقامات اصلیہ متعلق است کہ عبارت از صفات و شیونات و اعتبارات است۔ و آنچه میفرمایید کار این بزرگواران جذب و محبت است۔ یعنی این محبت یک لطف و غایت الہی است آنچه کہ بہ سیر آفاقی و انفسی ارتباط داشتند در ضمن این جذبہ بانجام می رسد ناگفتہ نماند در حدیث شریف وارد است کہ "محب ہمارے محبوب است" محبوب چون ورای آفاق و انفس است بنابراین محب نیز از آفاق و انفس می گذرد۔

تبصرہ: مخلص بہ فتح لام شخصی است کہ اخلاص کامل و دائمی نصیب او گردیدہ و بہ تزکیہ نفس مشرف شدہ است و مخلص کسیر لام آنست کہ اخلاص تکلفی داشتہ اما ہنوز از خواہشات نفس رہائی نیافتہ است چنانچہ عوام و علمائے ظواہر کہ اخلاص شان تکلفی است۔ و آنچه میفرمایید از سیر انفسی چارہ بود الخ یعنی سیر انفسی کہ عبارت از اصلاح و تبدیل اخلاق سالک است و از سبب بہ حسنہ رفتن یک امر ضروری این راہ است سیر آفاقی عبارت از قطع علاقہ سالک است از ماسوی، و این قطع علاقہ از اغیار در ضمن اصلاح و تبدیل اخلاق سالک و از سبب بہ حسنہ رفتن خود بخود میسر میگردد یعنی سیر آفاقی در ضمن سیر انفسی طے می گردد۔ و آنچه میفرمایید بشنو ظہور اسماء و صفات واجبہ در مراتب سالک کہ در سیر انفسی گفتہ اند الخ یعنی آہنگمان کردہ اند کہ در سیر انفسی اسماء و صفات واجبہ ظاہر شدہ است و حالانکہ این چنین نبودہ بلکہ در انفس ظلی از ظلال اسماء و صفات ظہور نمودہ است کہ محصل تخلیہ میباشد و تخلیہ بہ حالے ہمملہ ہنوز در پیش است۔

تبصرہ: حاصل فرمایش حضرت امام این است کہ در مراتب عارف در مرتبہ اول ظہور ظلی از ظلال مطلوب صورت می گیرد تا بواسطہ این ظہورات ظلی کہ در مرتبہ سالک

از بین برود و نتیجہ بصورت تدریجی ظہورات مراتب واجبی صورت میگیرد، یعنی این ظہورات ظلی در مراتب آفاق و انفس صورت میگیرد تا حجب ظلماتی مرتفع گردد بعد از انجام سیر آفاق و انفس سیر مراتب واجبی آغاز می یابد که سیر اقرابت بوده و سبب ارتفاع حجب نورانی می باشد۔

ناگفته نماند که بزرگان در مسائل پیوستن و گسستن اختلاف نظر دارند بعضی بزرگان پیوستن را مقدم میدانند و بعضی دیگرشان گسستن را مقدم می پندارند، یعنی عده ازین بزرگان پیوستن بجز را مقدم دانسته و برخی دیگر ازین بزرگان ترک و فراموشی ماسوی را مقدم پنداشته اند۔ و در نزد حضرت امام پیوستن دو نوع است یک پیوستن ظلی است و دیگری اصلی، پیوستن ظلی قبل از گسستن است و پیوستن اصلی بعد از گسستن دست میدهد و اینکه پیوستن ظلی مقدم است از آن سبب است که سبقت از طرف محبوب است یعنی در مرتبه اول ظهور ظلال مطلوب در وجود طالب منعکس گردیده و طالب را از ماسوی و اغیار پانیده بعد آن ظهور اصل که ما وراء آفاق و انفس است آغاز می یابد پس پیوستن ظلی قبل از گسستن است و پیوستن اصلی بعد از گسستن دست میدهد خلاصه از فرمایش حضرت امام معلوم میشود که علم الیقین دارای سه شرط میباشد۔

اول۔ سیر آفاقی که یک شرط علم الیقین است۔

دوم۔ سیر انفسی که شرط دوم علم الیقین است۔

سوم۔ سیر اسماء و صفات که سیر اقرابت است شرط سوم علم الیقین است زیرا که صفات نیز از اندر ذات او تعالی بوده است و عین ذات نمی باشد پس سیر آنها نیز در علم الیقین داخل است یعنی صوفیہ کرام سیر آفاقی را علم الیقین و سیر انفسی را عین الیقین و حق الیقین گفته اند و از آن شرط سوم علم الیقین که سیر اقرابت است قطعات ذکره نداده اند۔ حضرت امام در مکتوب دیگر میفرماید که از عین الیقین و حق الیقین چه گفته شود و اگر گوید که فهم کند و چه فهم کند و که دریا بدو چه دریا بدو یعنی اکثر اولیاء کرام بعین الیقین ترسیده اند و حق الیقین هنوز کجا است۔ از فرمایش حضرت امام معلوم است که عین الیقین و حق الیقین هم حاصل میشود اما فادراست۔

مکتوب چہل و سوم

حضرت امام میفرماید، این سخن مناسب مقام اندراج نہایت در بدایت است کہ موطن جذبہ خاص این بزرگواران است الخ یعنی جذبہ بدایت کہ جذبہ نقشبندیان است بہ طریق دیگر وجود ندارد و درین طریق عالیہ نمونہ از نہایت در بدایت گنجائزہ شرہ است تا برائے سالک در جذبہ بدایت نمونہ از ذوق یافت پیدا شود۔ اگر چہ یافت خاصہ نہتہیان است مگر بواسطہ ذوق و محبت نمونہ از یافت در جذبہ بدایت نیز وجود سالک بتدریج پیدا می شود و این غایت از برکت شاہ نقشبند می باشد و آنچه میفرماید و چون معاملہ از جذبہ بیرون رود الخ یعنی وقتی کہ جذبہ بدایت کہ خاصہ نقشبندیان است با انجام برسد و معاملہ بہ توسط بکشد ذوق یافت در رنگ یافت نیز مفقود گردد یعنی در ابتدا ہم یافت نمودہ است صرف بواسطہ جذبہ بدایت ذوق یافت پیدا شدہ بود و آن ہم با جذبہ بدایت یکجا مفقود گردید و چون جذبہ بدایت کہ سبب شہود ظلال بودہ معدوم شد ذوق یافت نیز معدوم گردید۔

سوال: توسط کدام وقت را گویند و سالک متوسط کدام سالک خواہد بود۔

جواب: سالک متوسط شخصی را گویند کہ از عالم امکان اعراض نمودہ ولی ہنوز بعالم وجوب نرسیدہ و در ظلال است و در حق این طائفہ نہ یافتہ است و نہ ذوق یافت برعکس بتدریان نقشبندیہ اگر چہ یافت ندارند مگر ذوق یافت برائے شان بیسر است۔

و آنچه میفرماید، چون کار بہ نہایت رسد یافت میسر میگردد و ذوق یافت مفقود بود یعنی بعد از رسیدن بہ مراتب وجوبی با وجود یافت ذوق یافت از بین می رود۔ بدلیل اینکہ ذوق فرع ادراک است و در این وقت چون مراتب وجوبی در ادراک عارف نمی گنجد تا بران آن ذوق قبلی کہ در مرتبہ ابتدا دست دادہ بود در این مرتبہ از بین می رود۔ خلاصہ چون ادراک نیست ذوق ہم نمی باشد اگر چہ یافت موجود است و آنچه میفرماید دولت یافت نصیب باطن متہنی است کہ

بعد از انقطاع تعلق او کہ بطاہر خود داشت باین دولت مشرف گشتہ است یعنی یافت نصیب باطن منتہی می باشد و بعد از رسیدن بانتہا لطائف عارف تفریق می یابد بنا بران ظاہر عارف از یافت باطن آگاہی نمی یابد بنا بران ذوق او معدوم می گردد پوشیدہ نماند و فتیکہ عارف بہ مبرا فیض خود رسید لطائف او متفرق و از ہم جدا میگردد یعنی روح او در عروج و نفس او نزول میکند و در این مرحلہ چوں لطائف تفریق و جدائی پیدا کردہ است بنا بران ظاہر عارف از یافت باطن او آگاہ نمی گردد بنا بران ذوق یافت نمی باشد یعنی اسباب فقدان ذوق روچہ است اول عدم ادراک مراتب و جوب دوم تفریق لطائف عارف کہ ظاہر او باطن او خبر ندارد۔

سوال: ازین فرمایش حضرت امام معلوم میشود کہ وصول بانتہا نصیب باطن بودہ کہ عبارت از عالم امر است و حالانکہ وصول بذات بخت مقدس او تعالی خاصہ ظاہر انسان است بالخاصہ این افتخار نصیب عنصر خاکی است این فرمایش حضرت امام چگونه خواہد بود؟

جواب: در این جامہ از انتہا وصول بہ صفات است نہ وصول بذات بخت او تعالی زیرا منتہی عارفی را گویند کہ با سم مری خود رسیدہ باشد و وصول بذات بخت او تعالی بالا صالہ خاصہ انبیلے عظام است و از بکت متابعت بعض اکابر بزرگان را نیز میسر میگردد و ہر منتہی باین مرتبہ نمیرسد و یا اینکه مراد از انتہا انتہای لطائف عالم امر است نہ انتہای عارف و انتہای عالم خلق او مراد نیست۔

نہ ہر کہ سر بر ترا شد قلندری داند نہ ہر کہ آیینہ سازد سکندری داند

و آنچه میفرماید ازین جاست کہ سماع و رقص و صیہ و اضطراب نزد ایشان عزیمت الوجود است الخ یعنی چون آنہا از ذوق باطن بے نصیب اند بنا بران ولایت را عبارت ازین چیز یاد دانستہ اند و آنچه میفرماید پس نظریہ ظاہر توان گفت کہ منتہی را یافت میسر است اما ذوق یافت مفقود باقی ماند یا باطن منتہی کہ ہم یافت دارد و ہم ذوق یافت اما چون آن ذوق داراے بچوپی است بنا بران بدرک ظاہر عارف نمی گنجد خلاصہ اینکه باطن منتہی ہم داراے یافت است و ہم داراے ذوق

یافت اما ذوق این یافت بچون است لهذا بادراک ظاہر گنجایش ندارد زیرا کہ ظاہر از باطن جدا گردیدہ است و از یافت باطن آگاہی نمی یابد و در بتدی چون لطافت سالک با ہم متمنزع بودہ ازین سبب ظاہر و از معاملہ باطن او آگاہ میگردد و آنچه میفرماید بعض از مشائخ سلاسل دیگر از سخن اندراج نہایت فی البدایت کہ ازین بزرگواران صادر شدہ است در اشتباہ اندازہ یعنی مشائخ دیگر بتدیان باین طریقہ را مساوی شتہیان طرق دیگر میخوانند و در حیرت و اشتباہ می افتند کہ بتدی این طرق چگونہ مساوی شتہی طرق دیگر است۔

حضرت امام میفرماید عجیب است مساوات بتدی این طرق را با شتہی طرق دیگر از کجا ہمیدہ اند یعنی مشائخ طرق نقشبندیہ میفرمایند کہ در این طرق نہایت در بدایت درج است و این قریبیش مشائخ نقشبندیہ مفہوم آنرا نمی دید کہ تمام کمالات و قرب نہایت در بدایت این طرق موجود است بلکہ ازین قریبیش مقصدشان این است کہ نمونہ از نہایت در بدایت این طرق درج است کہ عبارت از جذبہ بتدی است و طرق دیگر داراے این جذبہ نمی باشند۔ چنانچہ حضرت امام میفرماید بتدی این طرق ہر چند حکم شتہی ندارد اما از دولت نہایت بے نصیب است و این سخن دلالت بر مساوات ندارد۔ و نیز میفرماید آن ذرہ نمک کلیت اورا بلیع و نمکین خواہد ساخت یعنی محبت شیخ و ذکر و تعالیٰ حضور یا نند است کہ دانہ از تخم صالح بزمین مستعد انداختہ شود۔ خود بخود نمو کند و بتدیان این طرق نیز چون نمونہ از کمال نہایت در وجودشان موجود است لهذا از کمال انتہائی بے ہر نیما شد و این امتیاز خاصہ بتدیان نقشبندیان است و بس و اگر بتدی این طرق عالی قوت شود و بہ انتہا نہ رسد از فیض انتہا بے نصیب نخواہد بود و آن نمک نہایت اورا بلیع خواہد ساخت۔

و آنچه میفرماید باید دانست کہ میان شتہیان این طرق و طرق دیگر ہمیں قدر فرق است یعنی برائے شتہیان این طرق وصل عریان است و برائے شتہیان طرق دیگر مطلق وصل شتہان مابینہما و بکذا حضرت امام میفرماید از تجلیات اعراض نمودہ متجلی را می جویم و ظہورات را

واپس گذاشتہ ظاہر را در لطن بطون میخواستیم انحراف یعنی بعض منتہیان تجلیات و ظہورات تماثلات را انتہا پنداشتہ اند ولی منتہیان این طریق بہ ظلال میدان نداشتہ و بآنها گرفتار نمی شوند بلکه خود متجلی را میخواستند چنانچہ بظلال صفات و ظہورات خود صفات قناعت نکرده اصل ذات او تعالی را میجویند و ذات او تعالی با وجود ساطت دارے وسعت نیز می باشد این بزرگان بقوت یحیی درال وسعت نیز سیر می نمایند۔

مکتوب چہل و چہارم

در این مکتوب شریف حضرت امام اقوال صوفیہ و جودیہ و علمائے کرام را مقایسہ و تطبیق میفرمایند چنانچہ علمائے کرام عالم را مخلوقات او تعالی میدانند و صوفیہ و جودیہ آنرا ظہورات حق میگویند و صوفیہ و جودیہ عالم را معدوم خارجی گفته و بطور خارجی آن قابل اند و علمائے کرام عالم را موجود خارجی میدانند ناگفته نماند کہ وجود خارجی دیگر است و ظہور خارجی دیگر چنانچہ صورتیکہ در آئینہ نمودار است دارے ظہور خارجی بودہ و وجود خارجی ندارد۔

حضرت امام میفرماید صوفیہ و جودیہ ہر چیز عالم را معدوم خارجی میدانند اما در خارج وجود و ہمی آنرا اثبات می نمایند انحراف یعنی این وجود و ہمی را مثل اوہام و خیالات سفسطائی ہانمی دانند چنانچہ کہ سفسطائی ہا عالم را اوہام و خیالات گفته اند بلکہ صوفیہ و جودیہ این وجود و ہمی و نمود خیالی را کہ چون مخلوق حق است از احوال محفوظ و از خلل مصون یعنی بعد از آن معدوم ابدی نمی گردد و بہ ثبات و استقرار آن قابل اند و بکذا معاملہ دنیا و آخرت را کہ مخلد و موبد است بآن وجود مروط میدانند پس در نزد این ہر دو فرقہ وجود ممکنات در خارج ثابت گشت و ظہور خارجی نیز بکنوع وجود خارجی می باشد پس نزاع شان نزاع لفظی است۔

حضرت امام میفرماید کہ غایت مافی الباب صوفیہ کہ آن وجود را و ہمی میگویند بواسطہ اینکہ در وقت عروج از نظر ایشان مختفی میگردد یعنی چون در وقت عروج اشیاء را ندیدہ اند وجود

اشیاء را وہی گفته اند و علماء چون آنرا ہمیشہ می بینند بنا بر آنرا موجود خارجی می دانند۔

تبصرہ : وہم دو نوع است : یکے وہم متقن و ثابت است و دیگرے وہم مخترع و غیر ثابت و موموم متقن موجود نفس الامری است و صوفیہ کرام عالم را وہم متقن گفته اند و فسطائی ہا کہ عالم را وہم گفته اند مقصدشان وہم مخترع است کہ صرف اختراع وہم است۔

حضرت امام میفرماید در رنگ اینکه شعبہ بازی چہائے غیر واقع را واقع نماید یک چیز را دہ چیز دانا ندان دہ چیز را حصول نیست مگر در حس و وہم و در نفس امر جزیک چیز موجود نیست و این دہ چیز را کہ نموده است اگر بقدرت کاملہ خداوندی ثبات و استقرار پیدا کند نفس الامری میگردند الخ یعنی وحدت وجود مطلقا نفس الامری است و تعدد وجود بہ اعتبار وہم نفس الامری گشتہ بتایران آنرا عالم حقیقت و این را عالم مجاز گویند چون حق تعالی وجود موموم عالم را ثبات و استقرار بخشیدہ است نفس الامری گردیدہ چنانچہ کہ حضرت امام قصہ شعبہ بازی از ان بلاد ہندوستان را بیان فرمودہ است و حق تعالی قادر است کہ یک چیز وہی را ثبات و استقرار بخشد چنانچہ حضرت امام میفرماید پس در صورت تنازع فیہ حضرت حق سبحانہ و تعالی کہ جز او صفات او در خارج و نفس امر موجودی نیست بقدرت کاملہ خود کمالات اسمائی و صفاتی خود را در پردہ صور ممکنات در مرتبہ حس و وہم ظاہر ساخت و بوجہ وہی و ثبوت خیالی آن کمالات را در محالی اشیاء جلوہ گر گردانیدہ الخ یعنی اشیاء را بر طبق آن کمالات در مرتبہ حس و وہم ایجاد فرمودہ و عالم را در مرتبہ نمود بے بود ایجاد کرد و این نمود بے بود را اتقائی و استقرار و ثبات کرامت فرمودہ چنانچہ شعبہ بازی از ان کہ یک چیز را دہ چیز دانا ندان و این دہ چیز صرف نمود بے بود است مگر حق تعالی قادر است کہ آن نمود بے بود را ثبات و استقرار بخشد چنانچہ بخشیدہ است پس در بین اقوال صوفیہ و علمائے کرام ہیچگونہ مخالفی موجود نیست، صوفیہ کہ بوحثت قائل اند مرادشان وجود خارجی و حقیقی و نفس امری می باشد و علماء کہ بکثرت قائل اند مرادشان وجود مشہور و محسوس است کہ این ہمہ کثرت و تعدد وجود بالمشاہدہ ثابت می باشد و صوفیہ کرام

نیز ازین امر انکار نمی ورزند مگر منظورشان حقیقت است و در حقیقت وجود واحد است و وجود عالم وجود حقیقی نبوده بلکه وجودشان یک و هم متقن است که معامله دنیا و آخرت بدان مربوط است پس نزاع این دو طائفه نزاع لفظی می باشد بدلیل اینکه صوفیه نمی گویند که عالم محسوس و مشهود نیست و علمائیزباین نظریه نمی باشد که عالم را مانند وجود واجب تعالی وجود حقیقی بدانند یعنی علمای کرام وجود عالم را وجود ضعیف دانسته اند و صوفیه کرام و هم متقن گفته اند بنا بر گفتار متذکره در بین این دو فرقه کدام نزاع معنوی دیده نمی شود و مغایرت اقوال شان صرف جنبه لفظی و ظاهری و مناظره شان نزاع لفظی می باشد و وجود ضعیف و موهم متقن هر دو در حکم یک چیز است۔

مکتوب چهل و پنجم

حضرت امام میفرماید باید دانست که عالم مجالی و مظاہر اسما و صفات واجب است یعنی علم ممکن منظر و نموده علم او تعالی قدرت بنده نموده قدرت او تعالی است و علی هذا القیاس۔ خلاصه عالم منظر تجلی صفات او تعالی است نه منظر ذات مقدس او تعالی چنانچه حضرت امام میفرماید ذات او تعالی را در عالم منظر نمیست و بکذا میفرماید بخلاف ذات که ممکن ازان دولت به نصیب است الخ یعنی ممکنات را از ذات نبوده و تنها نموده صفات او تعالی می باشند نه نموده ذات او تعالی ازین سبب ممکنات اعراض بوده جوهر نمی باشند و علمای معقول که ممکن را به عرض و جوهر تقسیم نموده اند از ظاہر بینی شان است و از حقیقت به خبر اند بدلیل اینکه جوهر بذات خود قائم می باشد در صورتیکه ممکن اصلاً دارای ذات نمی باشد و در حقیقت قیام او به صفات او تعالی است قیام یک ممکن به ممکن دیگر قیام است بطوات قیام سرعت به حرکت قیام عرض است بعض دیگر در حقیقت قیام این هر دو به صفات او تعالی و قیام صفات بذات واجب تعالی است یعنی قیام ممکنات به صفات او تعالی بوده و قیام صفات بذات او تعالی است پس ممکنات جوهر نمی باشند تا گفته نماند که اگر ممکنات جوهر می بودند بواسطه عرض از بین نمی رفتند و بحال خود باقی می بودند و حالانکه صد اسرار فیل

کہ یک نوع عرض است تمام عالم بواسطہ آن فنا گردیدہ و از بین میر و ندر ازین و صنعت معلوم و ہویا است کہ عالم عرض پورہ و جہر نمی باشد خلاصہ اینکه ممکنات مظہر صفات او تعالی پورہ و مظہرات مقدس نمی باشد بنا بر آن اعراض باندہ جوابہ زیر کہ صفات واجبہ ہم بمنزلہ اعراض میباشد حضرت امام میفرماید این معارف غامضہ را کوتاہ نظران بامعارف توحید و جودی خلط نہ کنند الخ یعنی این معارف غامضہ بمعارف توحید و جودی قابل مقایسہ نیست بدلیل اینکه در توحید و جودی عالم را موجود نمی دانند و ہمہ را ظہور حق می پندارند ولی در نزد حضرت امام عالم موجود پورہ اما داراے قابلیت اشارت حسن نمی باشد زیرا کہ حقیقت ممکنات همان اعراض مجتمعه است کہ قابل اشارت حسی نمی باشد و ممکنات مظہرات واجب نبودہ۔ و آنچه میفرماید عجیب عالمہ است اناے ممکن الخ یعنی اناے ممکن بواجب تعالی راجع شود و ممکن بحال خود ممکن پورہ واجب نباشد یعنی اشارہ ممکن بواجب تعالی باین معنی است کہ قیام جمیع اشیائذات اوست یعنی مقوم ممکنات اوست و ممکن قابل اشارت حسی نیست و بآن معنی نیست کہ ممکن عین واجب است چنانچہ وجودیہ گفتہ اند خلاصہ اینکه ممکن بواسطہ عرضیت خود قابل اشارت حسی نبودہ بنا بران اناے او بواجب راجع میگردد آنکہ ممکن واجب است چنانچہ وجودیہ گفتہ اند۔

مکتوب چہل و ششم

حضرت امام میفرماید: کلمہ طیبہ متضمن طریقت و حقیقت و شریعت است یعنی کسانیکہ تکرار نفی و اثبات استعمال نمایند براتب طریقت حقیقت و شریعت می رسند۔ و آنچه میفرماید تا زمانیکہ سالک در مقام نفی است و در مقام طریقت است الخ یعنی تا زمانیکہ ماسوی از نظر سالک فراوانی و ثانی نشہ است سالک در مقام طریقت است و وقتی کہ ماسوی فراوانی گردد سالک بمرتبہ فنا مشرف و بمقام حقیقت میرسد۔ بعد از ان کہ حقیقت شریعت سرفراز میگردد۔ آنچه میفرماید و چون بعد از نفی در مقام اثبات آید و از سلوک بجزیہ گراید الخ یعنی بعد از فنا ماسوی سالک بسیر فی اللہ

میرسد کہ مقام جذبہ است و در این مرتبہ سالک بحقیقت رسیدہ و بہ بقا باللہ مشرف میگردد و بقا عبارت از قبول انعکاس تجلی صفات او تعالیٰ است در وجود عارف۔ تا گفتہ نباید گذاشت کہ در مرتبہ بقا باللہ عارف متخلّق باخلاق اللہ گردیدہ و نفس او نزول می کند و روح او بہ ملک جذبہ در مراتب و جوبی عروجات می نماید۔ خلاصہ کسانیکہ باین مراتب مشرف گردند و نفس شان از امارگی باطمینان برسد نام ولایت و بزرگی بآنها صادق می آید و سیر فی اللہ مقام جذبہ است در تمام طرق اربعہ۔ و آنچه میفرماید پس کمالات ولایت مربوط بہ جز اول این کلمہ طیبہ گشت کہ نفی و اثبات است باقی ماندہ جز دوم این کلمہ مقدسہ کہ مثبت رسالت خاتم الرسل است این جز را خبر محصل و مکمل شریعت است یعنی آنچه در مقام نفی حاصل شدہ بود صورت شریعت بودہ و حصول حقیقت شریعت بعد از وصول بمرتبہ ولایت دست میدہد کہ مقام اثبات است تا کہ سالک از بار و نگارشدہ در مقام نفی بودہ و قتیکہ بمراتب و جوب برسد بہ مقام اثبات میرسد۔

و آنچه میفرماید طریقت و حقیقت کہ محصلان ولایت اند گو یا شرائط انداز برای تحصیل و رسیدن بہ حقیقت شریعت یعنی حقیقت ولایت عبارت از رسیدن بہ ظلال مراتب و جوبی بودہ و حقیقت شریعت عبارت از کمالات ولایت نبوت است کہ رسیدن بآصل مراتب و جوب است و باین اساس کسانیکہ بمراتب ظلال مراتب و جوبی برسند گمان نکنند کہ شریعت پوست است و حقیقت منزعزیر کہ حقیقت آنها عبارت از شہود ظلال مراتب و جوبی است و حقیقت شریعت عبارت از کمالات ولایت نبوت است و رسیدن بخود مراتب و جوب است و مراتب و جوب عبارت از صفات و حیوانات و اعتبارات و مرتبہ ذات بخت او تعالیٰ است۔ و حقیقت این اشخاص ظل از ظلال حقیقت شریعت است نہ حقیقت شریعت۔

و آنچه میفرماید در طریقت گو یا از الہ نجاسات حقیقیہ است و در حقیقت از الہ نجاسات حکمیہ یعنی نجاسات حقیقیہ عبارت از گرفتاری ممکنات است و گرفتاری ظلال شبیہ نجاسات حکمیہ است و قتیکہ سالک از گرفتاری ممکنات و نیز از گرفتاری ظلال کاملارہائی یابد آنگاہ ایاق

آزاد پیدامی کند کہ احکام شرعیہ را بہ طور کامل تعمیل نماید و از اسرار قرآنی با خبر گردد۔ بیت
عروس معنائے قرآن حجاب انگہ بر اندازد کہ دارالملک پیمان مجرد بیند از غوغا
دارالملک قلب انسان است یعنی زبانیکہ سالک از گرفتاری ہلے ماسوی و ہکذا از گرفتاری ہا
مراتب ظلال مراتب و جوبی خلاصی یافت و بہ مراتب اصل مشرف گردید آن وقت اسرار قرآنی را
درک نموده و ہم نمازیکہ ادا می نماید حقیقت نماز خواهد بود چہ قبل ازین مراتب فوق صلوٰۃ سالک
صورۃ صلوٰۃ پودہ و بعد از وصول بہ مرتبہ مقدسہ فوق صلوٰۃ او بحقیقت صلوٰۃ تبدیل می یابد یعنی
نماز معراج او میگردد و در این مرحلہ عارف در نماز مظہر تجلیات مراتب و جوبی میگردد۔

و آنچه میفرماید جزو آخر این کلمہ مقدسہ را دریائے یافتہ کہ جزو اول در جنب آن قطرہ بنمود
یعنی کمالات ولایت را در جنب کمالات نبوت ہیچ مقداری نیست بہ تکرار نفی و اثبات سالک
بہ ترتیب ولایت میرسد و انبیائے عظام نیز بواسطہ تکرار این کلمہ مقدسہ بہ مدارج عالی و بہ مراتب بلندتری
مشرف میگرددند چنانچہ تفصیل آن قبلا بمکاتب دیگری توضیح یافتہ است۔ و آنچه میفرماید
علی الخصوص کہ باین تخلیص مامور شود الخ یعنی حضرات انبیاء کہ بہ تبلیغ و ارشاد خلق و نیز
مشائخ کرام کہ بہ مراتب عروج و نزول مشرف میگرددند ہر دو حقوق را ادا می نمایند یعنی حقوق خالق
و مخلوق را ادا می نمایند و مامور بہ تبلیغ و ارشاد گردیدہ اند۔ و آنچه میفرماید ذکر یکہ باسم و صفت تذکرہ
واقع شود سریع التاثر است الخ یعنی ذکر و نوع است یکی یاد کردن نام مبارک او تعالی است
دیگرے تعمیل او امر شرعیہ است بدون دوام ذکر۔ ذکر اولی سبب جذب و محبت میگردد و اکثرد
عرفائے کرام ازین راہ بہ وصول بلا کیف مشرف شدہ اند و ذکر ثانی کہ تعمیل او امر است اگر چہ
دارائے این خواص نیست با وجود آن بر سبیل ندرت سبب وصول میگردد۔

چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ یعنی شاہ نقشبند فرمودہ اند کہ مولانا زین الدین نای بادی بدو
سلوک از راہ علم شریعت بخدا رسیدہ است۔

سوال: تعمیل او امر چہ سبب وصول نیست۔

جواب: بیعت و محبت نیز از حبلہ و امر است۔

و آنچه میفرماید: ذکر یکہ باسم و صفت واقع شود و سبب است کہ الخ یعنی مراعات حدود شرعیہ بدون محبت بصاحب شرح و بدون ذکر نام او تعالیٰ میسر نمی شود بواسطہ اینکہ بدون تکرار اسم ذات او تعالیٰ کہ سبب تذکرہ است مراعات حدود شرعیہ مشکل میباشد و بعد از ذکر کہ سبب محبت است مراعات حدود شرعیہ آسان می گردد۔

و آنچه میفرماید: و رای این معاملہ سہ گانہ طریقت و حقیقت و شریعت معاملہ دیگر نیست و کار و بار دیگر و آن معاملہ وراثت انبیاء اولوالعزم است کہ نصیب اقل قلیل است الخ یعنی این مرتبہ محض بہ فضل و احسان او تعالیٰ مربوط است و بس و بہ تعمیل او امر مربوط نیست زیرا کہ تمام انبیاء تعمیل او امر دارند و اولوالعزم نشدہ اند۔

نہ صرہ: تمام انبیاء عظام تعمیل او امر شرعیہ را بجا آورده اند ولی باین مرتبہ اولوالعزمی مشرف نشدہ اند بنابراین وصول باین مرتبہ مقدسہ صرف بہ لطف و احسان حق تعالیٰ مربوط است و بس اما حضرات انبیاء عظام دیگرہ طفیل انبیاء اولوالعزم و بعض اولیاء کرام بہ متابعت ایشان نیز باین مقام عالی مشرف میشوند۔ خلاصہ مراتب و جوی متفاوت بودہ و حق تعالیٰ ہر کس از دوستان خود را علی قدر استعدادشان بآن مراتب مقدسہ سرفراز ساختہ است۔ و آنچه میفرماید کہ نصیب اقل قلیل است الخ یعنی چون تمام انبیاء عظام اصالتاً باین مقام مشرف نشدہ اند و اولوالعزم نگشتہ اند لهذا از اولیاء کرام نیز اقل قلیل باین دولت مشرف خواہند گشت۔

و آنچه میفرماید: ازین معارف لازم می آید الخ یعنی شریعت عبارت از تعمیل او امر شرعی است و این معاملہ بہ باطن ارتباط دارد زیرا کہ عروجات این مرتبہ در این دنیا خاصہ باطن است ولی در آخرت بظاہر نیز ارتباط میگیرد و این قریش حضرت امام قبل از رسیدن بہ کمالات عالم خلق بودہ و در ثانی فرمودہ اند کہ معارف اصلیہ نصیب عالم خلق است و یا مراد ازین تہا بہایت عالم امر است نہ مطلق بہایت۔ خلاصہ قریش حضرت امام این است کہ وصول

یابن مرتبہ مقدسہ بواسطہ تعمیل اوامر شرعیہ نبودہ مگر تعمیل اوامر شرعیہ از شرائط آن بحساب میرود چنانچہ عروج و جاتی که در نماز میسر میگردد سبب آن وضوئی باشد زیرا که عروجات موقوف بر نماز است و نماز موقوف بر وضوئی باشد و صدور حقیقت از شرائط عروجات نبوده است نه سبب عروجات همچنان برای رسیدن بمرتبه اولو العزم نیز تعمیل اوامر شرعیہ سبب آن نبوده بلکه از شرائط وصول می باشد یعنی عروجات انبیاء و العزم یابن مرتبہ مقدسہ اولو العزمی بحض فضل و احسان او تعالی است و تعمیل اوامر شرعیہ از شرائط آن است و نه سبب آن و اگر تعمیل اوامر و امتناع از منافی سبب علت این کمال می بود بیانیست هر نبی بمرتبه اولو العزمی مشرف می گردید و آنچه میفرمایند که توجه بخلق عین توجه بحق است نه یابن معنی که ممکن عین واجب است الخ یعنی این توجه بخلق چون بامر او تعالی است لهذا مانند عین توجه بحق می باشد و توجه بخلق را عین توجه بحق دانستن و ممکن را واجب دانستن حال صوفیه وجودیه است و معرفت حضرت امام بمراتب ازاں عالی تر است۔

و آنچه میفرمایند توان گفت که واجب تعالی مرات ممکن است الخ یعنی عارف در وقت ابتداء عروج و نزول در وقت ابتداء نزول ممکنات را در مرات واجب مشاهده میکند و در کمال عروج ممکنات مشهود او نمی باشد و در وقت کمال نزول نیز واجب دیده نمی شود و آنچه میفرمایند چنانچه آن صور را در مرات صورت حلولی نیست الخ یعنی صورتهای که در آئینه دیده میشود هیچ حلول و انضمام به آئینه ندارند و لهذا صور ممکنات که در مرات واجب تعالی دیده میشوند قطعاً حلول و انضمام به آن مرات مقدس نیست بلکه یک معامله بلا کیف است۔

و آنچه میفرمایند در مراتب نزول که موطن ثبوت اسماء و صفات است الخ یعنی ممکنات را آئینه ظهور تمثال اسماء و صفات او تعالی میتوان گفت زیرا که سمع و بصر و علم و قدرت بنده مراتب سمع و بصر و علم و قدرت او تعالی است اما ممکنات لایق آن نیست که آئینه و منظر ذات او تعالی شده نتواند مگر قیوم وقت که منظر ذات مقدس او تعالی میگردد مجدداً الف به نسبت قیوم هم

بلند تر است۔ و آنچه میفرماید این صورت را نہ توان گفت کہ آئینہ قرب اوست و نیز توان گفت کہ آئینہ محیط آن صورت است الخ یعنی این قرب و احاطہ یک قرب و احاطہ بے کیف است چنانچہ یقین داریم کہ حق تعالی بآزما قریب تر است و محیط است اما کیفیت این قرب و احاطہ را نمی دانیم بلکہ از جملہ تشابہات است کہ ادراک آن از فہم قاصر ما بلند است۔ بیت

یار نزدیک تر از من بمن است این عجب تر کہ من ازوے دوم
غفلت ما سبب بعد ما شدہ ورنہ حق سبحانہ بہ نسبت ما بہ نزدیک تر است مصرع
تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

مکتوب چہل و ہفتم

حضرت امام میفرماید کہ این دولت اثر قرب صحبت است یعنی این حرارت طلب کہ در باطن شمایید شدہ است اثر صحبت فقیر است و آنچه میفرماید صحبت بر شما درست شدہ است الخ یعنی ذرا نہ صحبت فقرا را ہمیدہ مگر آنرا ترک کردہ اید بنا بر آن زبان عذر شما بستہ است و آنچه میفرماید جوہر استعداد شما نفیس است الخ یعنی بزرگان بواسطہ فراست کہ حق تعالی بآہنہا دادہ است استعداد طالیان را می ہمند و شب دیگر عبارت از حیات این جہان است زیرا کہ فائدہ خوبی و ضرر بدی محسوس نمی شود۔

مکتوب چہل و ہشتم

حضرت امام میفرماید، جائے آنست کہ حجاب از فعل محبوبان لذت بگیرند و عیش تمام یعنی قوت فرزند شما فعل او تعالی است ہذا می باید از آن لذت گرفت و این فعل او تعالی را می نباید دانست بلکہ آنرا فعل معشوق دانستہ و از آن لذت باید گرفت چہ در نزد عاشق انفا ایلام محبوب ہمہ یکسان بودہ و ہمہ را فعل معشوق دانستہ از آن متلذذ میگردد۔ عاشق متفقط

شہود فعل معشوق است خصوصیت ایلام و انعام از نظر او بر فائز است۔

مکتوب چہل و نہم

حضرت امام میفرماید نصیحتی کہ باخوی خواجہ محمد گدا نموده می آید بعد تصحیح عقاید کلامیہ و بعد اتیان احکام فقہیہ دوام ذکر الہی است برہمی کہ یاد گرفتہ اند باید کہ ذکر آفتدراستیلایا بد کہ غیر تذکرہ را در باطن نگذارند یعنی بآن اندازہ بزرگ مشغول شود کہ بہ فنا و نسیان ماسوی مشرف و بمنزبہ بقا باشد برسد۔ حضرت امام خواجہ محمد گدا را بہ فنا و قلب اشارہ میفرماید و توصیہ میفرماید کہ باید قلب شما فانی گردیدہ و بہ نسیان ماسوی مشرف شدہ باشد زیرا کہ فنا قدم اول ولایت است و بقا مترتب بر فنا است و بمعنی اول نسیان ماسوی است و باز مرتبہ بقا عبارت از متخلق شدن با خلاق خداوند است و یا بعبارة دیگر متصف شدن عارف است بہ پر تو انعکاس صفات او تعالیٰ۔

خلاصہ فنا و بقا ہر دو یکی آن دور کن ولایت اند فنا بمنزلہ وضو و بقا بمنزلہ نماز است تا سالک فانی نگردد قرب او تعالیٰ نصیب وی نیگردد و قبل از نسیان ماسوی متخلق با خلاق و جوبہ نمی گردد۔ حضرت مولانا میفرماید

ہیچ کس را تا نگردد او فنا نیست رہ در بار گاہ کبریا

بے فنا و مطلق و جذب قوی کے حریم وصل را محرم شوی

در مکتوبات حضرت عروۃ الوثقیٰ مذکور است تا دشمن را از دل بیرون نکشی دوست نمی آید بعد از برآوردن دشمن دوست خود بخودی آید۔ بیت

مراد دیگر بجائے من نہ بینی چو جان آئی بجائے من نشینی

توئی از ہر د عالم آرزویم ترا چون یافتم از خود چہ گویم

مکتوب پنجاہم

حضرت امام میفرماید شریعت را صورت است و حقیقت الہی یعنی تائید آنیکہ نفس سالک از امارگی رہائی نیابد ایمان او صورت ایمان است و نماز او صورت نماز است حاصل فرمایش حضرت امام اینکہ ایمان دو نوع است یکے ایمان قلبی است و دیگرے ایمان نفسی۔

(۱) ایمان قلبی برائے ہر فرد مسلمان حاصل است۔

(۲) ایمان نفسی کہ بعد از تزکیہ نفس حاصل میگردد خاصہ اولیائے کرام است۔

تبصرہ: کسانیکہ دارائے ایمان قلبی اند اگرچہ داخل جنت میشوند اما حصول مراتب عالی بہ تزکیہ نفس و ایمان نفسی ارتباط دارد چنانچہ حضرت امام فرمودہ است کہ جنت را صورت است حقیقت یعنی کسانیکہ بہ تزکیہ نفس مشرف اند از حقیقت جنت و کسانیکہ فقط ایمان قلبی دارند از صورت جنت برخوردار خواهند بود و در جنت ہر کس بہ اندازہ کمال معرفت خود محظوظ میگردد بنابراین از ولج مطہرات آنحضرت اگرچہ در جنت آنحضرت اند اما حظ و تمتع حضرات شیخین در جنت ہائے خود شان نسبت بہ آہنہا بیشتر می باشد در حدیث شریف وارد است کہ "ثمرات جنت نتیجہ تسبیحات است" یعنی ہر کس کہ تسبیح او حقیقی بودہ باشد محظوظیت او بیشتر است و نیز از سیاق و سباق کلام حضرت امام معلوم می شود کہ میوہ جنت بمنزلہ تسبیحات این جهان است بنابراین شاید کہ سبب ترقیاً روزمرہ بہشتیان بودہ باشد ناگفتہ نباید گذشت کہ در جنت قرب بہشتیان با و تعالی در ریعہ ماکولات جنتہ بیشتر میگردد زیرا کہ ماکولات جنت نتیجہ تسبیحات این جهان است بنابراین کسانیکہ در جنت غذا و قاہہ میخورند مانند آنست کہ در دنیا تسبیح میگویند و نیز از اقرب شان روز بروز بیشتر میگردد چنانچہ در طین جهان پیشرفت معرفت و قرب او تعالی بواسطہ تسبیحات است در جنت بواسطہ ماکوت۔ زیرا کہ ماکولات آنجا نتیجہ تسبیحات این جهان است۔ این معنی را بندہ از سیاق و سباق مکتوبات قدسی آیات فہمیدہ ام شاید کہ ہمیں طور بودہ باشد۔

سوال: درباره ایمان قلبی در شریعت مقدس تذکرات داده شدہ ولی درباره ایمان دماغ کہ یک عضو حساس انسانی بودہ و ہمہ کاسہ با و مربوط است شریعت مقدس از ان کلام

ذکر یعمل بیاوردہ علت آن چہ خواہد بود یعنی شریعت مقارن از ایمان دماغ پیچ بحث نکرده است؟

جواب: چون دماغ جز نفس انسانی بودہ و ہمہ مردم یا ایمان نفس مکلف نگریدہ زیرا کہ رحمت عامہ حق تعالی مقتضی آنست کہ اکثر مردم مرحوم و اہل جنت بودہ باشند و اگر ایمان نفس و دماغ فرض عین می گشت بدون اولیائے کرام سایر مردم مومن نمی بودند و این امر خلاف مقتضی رحمت عامہ است و رحمت عامہ مقتضی آنست کہ تنہا ایمان قلبی بدون ایمان نفس و دماغ سبب دخول جنت بودہ باشد و ایمان نفس سبب درجات عالیہ می باشد۔ خلاصہ صاحبان ایمان صورت بصورت شریعت عامل اند و صاحبان ایمان حقیقی بہ حقیقت شریعت رسیدہ اند یعنی صورت شریعت عبادہ از بجا آوردن احکام و ادا امر شرعیہ است و این عمل قبل از تزکیہ نفس بہ تکلف صورت میگیرد و حقیقت شریعت آنست کہ عارف بہ سبب تزکیہ نفس از تعمیل ادا امر شرعیہ محظوظ نگردد۔ خلاصہ اینکه اگر ایمان نفس فرض عین می گشت بدون اولیائے کرام دیگر اشخاص مومن نمی بودند و این خلاف مقتضی رحمت عامہ است۔ اما ایمان نفس کہ بہ تزکیہ نفس مربوط است سبب درجات عالیہ است شامی دانید کہ مقربین دیگر و ابراہیم دیگر است۔

حضرت امام میفرماید: کمالات ولایت نتائج صورت شریعت است و کمالات نبوت ثمرات حقیقت شریعت میباشد الخ یعنی کمالات ولایت رسیدن بظلال صفات واجب است کہ سالک بواسطہ تعمیل ادا امر شرعیہ بان نایل میگردد و بشہود ظلال صفات او تعالیٰ مشرق میشود اما کمالات ولایت نبوت کہ حقیقت شریعت است وصول بخود صفات مقدسہ ات او تعالیٰ میباشد۔ تبصرہ: کمالات انبیائے عظام دو نوع اند یکے کمالات ولایت نبوی است و دیگرے کمالات نبوت نبوی کمالات ولایت نبوی عبارت از معارف صفات او تعالیٰ است کہ حقیقت شریعت اند و کمالات نبوت نبوی عبارت از معارف ذات بحت او تعالیٰ است کہ فوق صفات است و از حقیقت شریعت بلند بودہ مگر ثمرہ آنست۔

حضرت امام در مکتوبی میفرماید که حقیقت شریعت از روح و سر نمیگذارد یعنی حقیقت شریعت که عبارت از صفت الکلام و شان اہم است، از روح و بلند نمی باشد زیرا کہ مبدأ فیض روح صفات ذاتیہ و مبدأ سر شیونات ذاتیہ می باشد و خفی و اخفی از مرتبہ شیونات فوق تر است زیرا کہ مبدأ فیض خفی صفات سلابیہ یعنی اعتبارات ذاتیہ و مبدأ اخفی شان جامع است کہ بلند تر است۔

ازین قریبایش حضرت امام معلوم میگرد کہ کمالات ولایت نبی کہ ثمرات حقیقت شریعت است عبارت از صفات و شان الکلام و شان العلم است و کمالات رسالت رسول و کمالات اولوالعزم بذات بخت او تعالی تعلق دارد کہ از صفات قوتیت داشته و از ثمرہ حقیقت شریعت بلند تر است، لهذا این مراتب از حقیقت شریعت بالاتر است و مربوط با حسان و فضل او تعالی می باشد یعنی بانی کہ انبیاء عظام ہمہ عامل شریعت اند و گر ہمہ شان رسول و اولوالعزم نشدہ اند لهذا کمالات رسالت و کمالات اولوالعزمی و کمالات محبوبیت آنحضرت و کمالات خلت حضرت خلیل و کمالات محبت حضرت کلیم ہمہ از مرتبہ حقیقت شریعت بالاتر اند و تعمیل او امر شرعیہ مربوط نمی باشد و گر تعمیل او امر شرعیہ از شرایط این مراتب است یعنی باین مراتب کسانی مشرت می شوند کہ بہ او امر شریعت عمل کردہ باشند و تعمیل او امر شرعیہ شرط این عروجات بودہ و علت آن نیست چنانچہ عروجات کہ در نماز است صحت نماز بوجود طہارت مربوط است و بدون طہارت نماز درست نمی شود اما عروجات نماز نتیجہ طہارت نیست و در این جا طہارت سبب صحت نماز و از شرائط عروج است نہ علت آن چنانچہ تعمیل او امر شرعیہ نیز شرط رسیدن بہ حقیقت شریعت است کہ مراتب صفات واجبہ است و بدون عمل بہ شریعت وصول باین مرتبہ مقدسہ امکان پذیر نیست و بالاتر از حقیقت خود کہ مراتب ذات مقدس است تعمیل شریعت سبب وصول شدہ نمی تواند بگرمانند و صلو کہ از شرائط نماز است تعمیل او امر نیز از شرائط این عروج است نہ سبب آن حقیقت شریعت نیز از شرائط وصول مراتب فوق بحساب میرود نہ علت آن چنانچہ تفصیل آن گذشت۔ خلاصہ اینکه کمالات نبوت اگر چه از حقیقت شریعت بلند بودہ مگر ثمرات شریعت است اما کمالات رسالت و اولوالعزم از ثمرات

حقیقت شریعت ہم بابت تر است حضرت امام میفرماید در طریقت ازالہ نجاسات حقیقیہ الخ یعنی گرفتاری ظلال بمنزلہ گرفتاری بہ نجاسات حکمیہ میباشند گرفتاری ممکنات بمنزلہ نجاسات حقیقیہ است۔

تبصرہ: گرفتاری ممکنات و ماسوی را ازین سبب نجاسات حقیقیہ گفته اند تا ماسوا قراموش نگردد و قنارخ نمی دہد و قنارخ مآل ولایت است یعنی عدم نیان ماسوی مانع رسیدن بقنا است لهذا آنرا نجاسات حقیقیہ میگویند زیرا کہ گرفتاری گرفتاری ظلمات عالم امکان است کہ مثل نجاسات حقیقی است۔ دوم مرتبہ حقیقت ولایت است کہ در ظلال قرار دارد آنرا سبب ازالہ نجاسات حکمیہ گفته اند علت آن این است کہ این مرتبہ در مراتب ظلال قرار داشته و ظلال رنگ از امکان داشته و شبیہ ماسوی است لهذا آنرا نجاسات حکمیہ میگویند یعنی گرفتاری بہ ظلال در حکم گرفتاری بہ ماسوی است و تا سالک از این اشتغال و گرفتاری بہ ماسوی حکمی رہائی نیابد بمراتب اصل نمی رسد۔

حضرت امام در مکتوبی میفرماید جزو آخر این کلمہ مقدسہ را دریائے یاقتم یعنی کمالات نبوت نسبت بہ کمالات ولایت مانند دریا بوده و کمالات ولایت بمنزلہ قطرہ ازین دریا است زیرا کہ کمالات ولایت در مراتب ظلال صفات بوده و کمالات ولایت نبوت در مراتب اصل است و کمالات نبوت نبی بہ مرتبہ ذات مقدس است حضرت امام میفرماید کہ اینقدر فرق است الخ یعنی در وقت کمالات عارف در مراتب ظلال قرار داشته روح او متوجہ حق و نفس او متوجہ خلق است و عارف بہ تمام قوای ظاہری و باطنی خود متوجہ بخلق نبوده صرف بیک قوہ ظاہری کہ عبارت از نفس است متوجہ بخلق است۔ اما در کمالات نبوت چون مراتب اصل طے شدہ لهذا قوای ظاہری و باطنی یعنی روح و نفس عارف یکجا متوجہ بخلق می باشد و ظلال بہ نسبت اصل بمنزلہ قطرہ ہم نیست بہ نسبت دریا۔ و باین سبب کمالات نبوت مانند دریائے عظیم و کمالات ولایت نسبت بآن بہ منزلہ قطرہ ناچیز می باشد زیرا کہ ظل بہ نسبت اصل در حکم قطرہ بہ مقابل دریائے بیکران است۔

حضرت امام میفرماید مراد از جہاد اکبر جہاد قالب است یعنی اطمینان و تزکیہ نفس دو نوع است یک تزکیہ نفس در مراتب ظلال و ولایت صغری است و دیگرے تزکیہ و اطمینان نفس

در مراتب اصل و ولایت کبری است کہ خاصہ انبیاء است۔ در ولایت صغری یعنی در مراتب ظلال نفس تا اندازہ تزکیہ می یابد، ولی در مراتب اصل بہ تزکیہ کامل می رسد و در نفس چنان مخالفت نمی ماند و این مرتبہ در ولایت کبری است کہ خاصہ انبیلے عظام است و همچنان کمال نفس بعد از تزکیہ عناصر است کہ یکمالات نبوت مربوط است۔

تبصرہ: بعد از اطمینان نفس جہاد عناصر آغاز می یابد و ہر کدام تا یک مرتبہ از مراتب وجوبی میسرند یعنی عناصر ثلاثہ تا بہ اسم باطن می رسند۔ اما جہاد عنصر خاکی تا وصول بذات بحت او تعالی ادامہ می یابد و رسیدن بہ آن مرتبہ مقدسہ نصیب عنصر خاک بودہ و آنجا ہم دو مرتبہ است یک تمام ادراک ذات مقدس و دیگری مرتبہ ادراک ذات مقدس او تعالی است۔

مرتبہ اول وظیفہ عنصر خاک و مرتبہ ثانی وظیفہ ہیئت و صدائی بودہ و ریاست آنجا نیز عنصر خاک است۔ و اطمینان کامل نفس نیز بعد از کمال عناصر دست می دہد زیرا کہ نفس شیرہ و شربت عناصر است و بعد از تزکیہ عناصر کمال اطمینان نفس دستیاب می گردد در ولایت کبری اگر چہ نفس تزکیہ شدہ بود اما کمال اطمینان آن بعد از تزکیہ عناصر است در این وقت نفس خود را فرای مولای خود گردانیدہ مستغرق عشق معشوق است و می گوید بیت

بعد ازین دست من دامن دوست بعد ازین گوش من و حلقہ یار
مراد دیگر بجائے من نہ بینی چو جان آئی بجائے من نشینی
شعر افغانی

لتا در جمال پہ روی بادا رہ محرومی مکرہ دوجوب لہ جمالونہ
وصلی اللہ علی سیدنا و مولانا سید المرسلین و امام النبیین و علو الہ
و اصحابہ و علینا معہم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین



تَمَتَّلِينَ جُلُودَهُمْ وَقُلُوبَهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ

شرح مکتوبات قدسی آیات

بیان عقائد اسلامی و نصوت

محبوب بجانانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی کابلی

سرسندی قدس سرہ السامی

حصہ ہفتم ————— دفتر دوم

شارح

مولوی نصر اللہ ہوتکی ولد مرحوم حاجی محمد شاہ خان

حافظ مضامین مکتوبات قدسی آیات

رکن ازار اکین جمعیت العلماء دولت علیہ سلامیہ جمہوری افغانستان

محرر و مرتب و ہمکار شرح این کتاب مقدس

الحاج حفیظ اللہ خان سیرت بدشتی تالقانی ولد مرحوم صفر علی خان

بینگ باشی

و آغاے خیری مدیر صاحب وزارت جلیلہ مطبوعات نیربا بندہ معاونت زیادہ فرمودہ است

فہرست مضامین

صفحہ	موضوع	مکتوب نمبر
۶۱۹ {	۵۱۔ حق تعالیٰ بعض اوقات بادوستان خوردیوں واسطہ ملک و بدون الہام القاء کلام می نمایند و شنیدن این کلام بہ تمام بدن عارف تعلق داشته می باشد	مکتوب ۵۱
۶۲۲	۵۲۔ محبت فقر اسبب محبت او تعالیٰ است	"
۶۲۳	۵۳۔ اگر از تکاب عمل خلاف شریعت بجز وندامتی رخ بدید نعمتی است عظیم۔	"
۶۲۵	۵۴۔ متابعت آنحضرت دارای ہفت درجہ است۔	"
۶۲۸	۵۵۔ بیان جامعیت قرآن مجید	"
۶۳۲	۵۶۔ رایے عارف از اخلاص مرید بہتر است	"
"	۵۷۔ ذکر گفتن بہتر است از درود فرستادن	"
۶۳۷	۵۸۔ بیان عالم مثال و تردید تنازع	"
۶۴۱	۵۹۔ توحید و جوری بمنزلہ شعبہ بازی است۔	"
۶۴۲	۶۰۔ ہر کدام از صوفیہ تصور نمایند کہ بمن از برادر صوفی دیگر کم فیض میرسد۔	"
۶۴۳	۶۱۔ انسان بواسطہ حصول کمال ولایت از نیاز مند بہائے بشری مستغنی نمیکردد۔	"
۶۴۴	۶۲۔ اگر مرید از مرشد خود فیض گرفته تواند بدینسان دیگر مرادہ کند۔	"
"	۶۳۔ غمہائے دنیائے دوں را انداشتن ب فکر آخرت باشد۔	"

- ۶۴۴ مکتوب ۶۵ - لغویات را گذاشته دنیا را بقدر ضرورت باید طلبید۔
- ۶۴۵ " ۶۶ - حضرت امام خان خانان را بہ توبہ و انابت ارشاد و رہنمائی می نماید۔
- ۶۴۷ " ۶۷ - معتقدات اہل سنت بطور اختصار عنوانی خان خانان۔
- ۶۴۹ { ۷۰ - تجلیات و ظہورات کہ در بیت اللہ شریف ظاہر است در قلب
انسان کامل نیز از ان ظہورات موجود است
- ۶۵۰ " ۷۱ - شیخ اکبر میگوید کہ آنحضرت جامع وجوب و امکان است۔
- ۶۵۱ { ۷۲ - قیوم بالاصالہ خود خداوند متعال بودہ عارف کامل خلیفہ و نائب
قیوم حقیقی است۔
- ۶۵۱ { ۷۳ - اعیان ثابتہ نزد شیخ اکبر صور علمیه صفات او تعالی است و صفات
بہ نزد او صرف وجود علمی دارند اما نزد حضرت امام اعیان ثابتہ
صور علمی صفات ثمانیہ است کہ دالای وجود خارجی اند۔
- ۶۵۲ { ۷۴ - انسان بصورت رحمان خلق گردیدہ است چنانچہ صفات ثمانیہ
انسان صورت صفات ثمانیہ رحمان است
- ۶۵۶ " ۷۵ - دوستان خدا از ہر دوے ایلام و انعام محظوظ میگردند۔
- ۶۵۷ " ۷۶ - بعض اولیائے کرام قلب عارف را نسبت بعرش وسیع پنداشتہ اند
- ۶۵۹ " ۷۷ - شیخ حسن خیال کردہ است کہ عارف در ظاہر و باطن فنا میگردد۔
- ۶۶۰ " ۷۸ - بیان محبت و اخلاص بہ بزرگان اسلام
- ۶۶۲ " ۷۹ - اسلام و کفر ہر کدام دو نوع می باشند۔
- ۶۶۳ " ۸۰ - بیان عبارات عین القضاة۔
- ۶۶۴ " ۸۱ - نسبت نقشبندیہ نسبت صحابہ کرام است۔

- ۶۶۴ مکتوب ۸۵ - جذبہ متعارف در سیر آفاقی و انفسی و مقامات ظلیہ است -
- ۶۶۵ ۸۸ - کسانیکہ بہ اطمینان نفس سید باشند از ہر دوے ایلام و انعام
" { محفوظا میگردند -
- ۶۶۵ ۹۱ - بود از ولایت صغری سیر ولایت کبری دست میدہد -
- ۶۶۶ ۹۲ - بعض بزرگان صاحب کشف و بعض آنها صاحب کشف نمی باشند -
- ۶۶۷ ۹۳ - عالم خلق ظاہر انسان و عالم امر باطن انسان است -
- ۶۶۸ ۹۴ - حقیقت انسان عدم است با عکس اسما و صفات او تعالی -
- ۶۶۹ ۹۷ - مقصد از آخرتیش فقیر این بودہ است کہ ملاحظت بزرگ صاحب
" { منصبی گردد -
- ۶۷۱ ۹۸ - نسبت واجب و ممکن مثل نسبت نقطہ جوالہ است بدائرہ مہومہ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح مکتوبات قدسی آیات

حصہ ہفتم

مکتوب پنجاہ و یکم

دفتر دوم

حضرت، امام میفرماید: بدان لے برادر محب صادق کہ بتحقیق کلام حق سبحانہ و تعالیٰ بابتشر
گاہے رویار و بودہ الخ یعنی حق تعالیٰ در بعض اوقات بایندگان برگزیدہ خود از قبیل انبیاء عظام
و برحق تابعان کامل انبیاء عظام کہ عبارت از اخص اولیاء کرام باشند بیرون واسطہ ملک و
بیرون الہام القاء کلام می نمایند۔ در این وقت تمام وجود عارف سامع آن کلام بودہ و استماع آن
تنہا بہ سماع گوش منحصر نمی باشد و این نوع کلام حق سبحانہ تعالیٰ بیرون حرف و صوت و بیرون رویت
متکلم صورت گرفتہ و بوجہ عارف القامی یاید بعد از ان تجلیات و دملغ انسان بصورت حرف و صوت
و کلمہ منتقل گردیدہ بالآخرہ بہ تعبیر لسانی و تحریر بہ شکل حرف و صوت و کلمہ ظہور می کند اما الہام تنہا
بہ قلب مربوط است، تعریف الہام الہام القاء خیر است در قلب بہ طریق فیض نہ بطریق کسب۔
تبصرہ: بعد از طے مراحل تصفیہ و تزکیہ و بعد از فنا و بقاے کامل وجود بشری عارف
بوجود موعود و بی تبدیل گردیدہ باطن وے تجلیات ذات او تعالیٰ ظاہر وے تجلیات صفات وے گردد۔
در این مرتبہ مقدسہ چون وجود عارف فی الجملہ رنگ از بیچونی گرفتہ کمال ولیاقت آنرا پیدا کردہ است
کہ تا کلام ذات بیچون حق سبحانہ را بیرون رویت متکلم و بیرون واسطہ ملک و بیرون الہام تمام وجود
خوش نشود۔ بیت

ذرات وجود ہمہ بر عشق تو شیدا
از وصف جمال تو زیبا تم شدہ کوتاہ
حسن تو نہ آنست کہ مجنون شدہ عاشق
حسن تو سمان مست کہ عالم شدہ شیدا

حسن تو کسیک جلوہ نمود بہ کنعان متناہ بگردانید یعقوب وزلیخا

چنانچہ اولیائے کرام با اموات بزرگان مکالمہ و مصاحبہ میفرمایند و تمام موضوعات مورد بحث شان بدون تکلم سانی و بدون حرف و صوت بوده کہ شارف زنده بمردہ و عارف مردہ بہ زنده مکالمہ نمایند صرف تلقی روحانی و اقارہ و استفادہ بودہ و حرف و صوت نمی باشد۔

ناگفته نباید گذاشت کہ سانیکہ مراحل تصفیہ و تزکیہ را طے نکرده باشند و بہ نعمت اطمینان نفس و تزکیہ عناصر نایل نشدہ باشند ازین مزایای باطنی و روحی بے بہرہ و محروم اند کہ لا محمل عطایا الملک الامطایاہ۔ خلاصہ اینکہ انسان دارای اجزای عشرہ و ہیئت وحدانی بودہ و جامعیت کہ ازین ناحیہ دارد بہ نص قطعی خلیفہ رحمان نامبرہ شدہ و متحمل بار امانت گردیدہ است و بالخاصہ این فضیلت خاصہ عنصر خاکی است کہ باندترین اجزای انسانی می باشد۔

و آنچه میفرمایند و این قسم از کلام کہ بایکے از انسان ہا بکثرت واقع گرد آن کس محدث نامیدہ می شود بفتح دال، یعنی بہ کسانیکہ کلام حق سبحانہ تعالی بدون واسطہ ملک و بدون الہام مکرر القا گرد آنرا محدث گویند چنانچہ در امتنان آنحضرت بحضرت عمرؓ این نوع کلام بصورت مکرر القا گردیدہ لہذا ایشان را محدث می نامند۔ سر دارد و عالم میفرماید کہ حق سبحانہ زبان عمرؓ حرف می زند و آنچه میفرماید این جنس کلام غیر الہام است زیرا کہ الہام تنہا بہ قلب تعلق دارد و غیر ازان کلام است کہ بالملک باشد انحراف زیرا کہ ملک بگوش خوابید شنید این نوع کلام حق سبحانہ و تعالی نصیب کسانی میگردد کہ عالم امر و عالم خلق شان تصفیہ و تزکیہ گردیدہ و نفس او از ابارگی ربا یافتہ و بمرتبہ جہاد اکبر کہ جہاد عناصر است نایل شدہ باشد و بکذا بواسطہ طے مراتب بچیونہ عقل معاش شان بہ عقل معاد ارتقا یافتہ و کمالات قرب شان بہ خیالات آنها منتقل شدہ بتواند یعنی صاحب کشف و علم ہم بودہ باشند و ملائک جامعیت ندارند۔

و آنچه میفرمایند ازین کلام لازم نمی آید کہ متکلم دیدہ شود انحراف یعنی القاء کلام بدون واسطہ و بدون الہام متلزم آن نیست کہ خود متکلم بالمواجه دیدہ شود چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام

بدون رویت یا حق سبحانہ و تعالیٰ مکالمہ نموده است و ناگفته نماند کہ مخاطب بواسطہ غلبہ شغشان تجلیات و ضعف بصیرت خود متکلم را دیدہ نمی تواند ولی کلام او را می شنود چنانچہ آنحضرت در مقابل سوال حضرت ام المومنین کہ اندیدین حق تعالیٰ پرسیدہ بود چنین جواب دادہ اند کہ حق جل و علا تو را چگونه اورا دیدہ می توانم ازین جواب آنحضرت معلوم میشود کہ کمالات انبیاء عظام داراے مراتب بدایت و وسط و انتہامی باشد زیرا کہ در مراتب نہایت شغشان تجلیات و جوی مانع شہود ذات مقدس شدہ نمی تواند چنانچہ آنحضرت در معراج مستقیماً بہ شہود و رویت ذات حق سبحانہ تعالیٰ مشرف گردیدہ و مکالمہ نموده اند و معراج آنحضرت مکرر واقع شدہ است۔ سوال بی بی صاحبہ در معراج دیگر خواهد بود۔ و آنچه میفرماید بدستی کہ در کلام شفا ہی خرق حجب شہودی است نہ وجودی الخ یعنی در کلام بدون واسطہ اگرچہ صفات مقدس او تعالیٰ کہ در خارج موجود می باشد از بین نمی رود مگر مانع شہود عارف نمی گردد۔

سوال: و قنیکہ در کلام بدون واسطہ در شہود عارف کدام حجاب و موانعی حائل نباشد پس دیدار و رویت او تعالیٰ مستحق می گردد در حالی کہ حضرت امام در فرمایشات شان تذکرہ دادہ اند کہ متکلم مرتبی نمی باشد این موضوع چگونه خواهد بود۔

جواب: ضعف بصیرت بیندہ مانع رویت است و شہود مستلزم رویت نیست چنانچہ آفتاب مشہود است ولی قرص آفتاب بواسطہ غلبہ شغشان آفتاب و ضعف بصیرت الی خوب دیدہ نمی شود۔ این است فرق شہود و دیدن کہ آفتاب مشہود است و دیدہ نمی شود۔ بنا بر آن دیدن آفتاب را شہود آفتاب دانستہ و رویت گفته نمی توانیم۔

تبصرہ: چشم دنیا با چشم آخرت قابل مقایسہ نیست لہذا رویت آخرت معاملہ جداگانہ است کہ با رویت این جهان قابل مقایسہ نمی باشد و نیز ناگفته نماند کہ در چشم ہاے این جهان نیز تفاوت ہاے عجیبی موجود است کہ قطعاً با یکدیگر قابل مقایسہ نیست چنانچہ چشم اسپ در شب تاریک موی را دیدہ بینواتر اما چشم انسان از دیدار عاجز است۔ همچنان چشم آخرت داراے قوت

جدا گاہ است کہ چشم دنیا فاقدان است و آنچه میفرماید کہ باین معرفت کسی تکلم نکرده است الخ یعنی
ہمچو معارف خاصہ مجدد الف است کہ بعد از ہزار سال بطور پیوستہ است۔

خواجہ محمد ہاشم کشتی در مدح حضرت امام فرمودہ۔ بیت

ہمین فرزند فاروق است چون اب کون نطق از زبان او کند رب

معارف حضرت امام معارف حضرات انبیاء عظام است و اکثر اولیاء کرام بآن نرسیدہ اند۔

مکتوب پنجاہ و دوم

حضرت امام میفرماید کہ حق سبحانہ ببحث این طائفہ استقامت کرامت فرماید الخ یعنی محبت
این طائفہ سبب محبت او تعالیٰ است۔ آنحضرت میفرماید خدا یا محبت خود را بہ روزی گردان و
محبت کیسکہ ترا دوست دارد بہ اعنایت کن و نیز آنحضرت میفرماید کہ شخص با کسے است کہ او را دوست
دارد۔ چون دوستان او تعالیٰ با او تعالیٰ می باشند لہذا کسانیکہ با دوستان او تعالیٰ محبت و علاقہ
داشته باشند در حقیقت با خدا محبت داشته بآن محبت سرفرازی گردند چنانچہ عارفی در شان سرمد
دو عالم میفرماید "حب محبوب خدا حب خداست" بیت

عجب آن نیست کہ محبوب جهانی زہم عجب آن است کہ مہمان محبوبان اند

حضرت امام میفرماید کسیکہ بظاہر این طائفہ نظر گردانید و زبان کار شد و کسیکہ بہ باطن
آہن نظر کرد نجات یافت و کامیاب شد الخ یعنی دوستان او تعالیٰ در ظاہر مانند دیگران و در ظاہر بشر
و در معنی ملک اند بصورت در زمین و در معنی بر فلک اند چنانچہ حضرت بیدل میفرماید

بآن نشہ جمعے کہ محروم شوند ز غولے گذشتند و آدم شوند

ز آدم ملک از ملک تو پاک چنین ریشہ ہا دارد اسرار پاک

و نیز میفرماید کب پشہ زمین بادہ گز تر شود بہ سمرغ و عنقا برابر شود

اگر ذرہ گردد از و کامیاب کشد آئینہ بر رخ آفتاب

بزرگے فی فریاد بیت

غافل متوازی سیر گریبان اینجا است کہ عنقاہ تہ بال است نگس را

یعنی نگس کتابیہ از انسان بودہ کہ در مراقبہ ذات مقدس را پیدامی کند۔ دوستان خدا در ظاہر مانند عوام تعدیہ می شوند و می اشامتند اما در باطن از یاد او تعالی غافل نیستند، چنانچہ لایہم ہم تجارتہ ولا بیع عن ذکر اللہ در بارہ این طائفہ نص قطعی است۔ از حضرت امام پر سیدہ شدہ است کہ اولیاء از عبادت او تعالی معاف خواہد گشت یا خیر؟ در جواب فرمودہ اند کہ ہر گاہ اولیاء از خوابی خوراک و امراض و غیرہ عوارض بشری فارغ شود آنگاہ از عبادت او تعالی نیز معاف خواہد شد یعنی ولی از احتیاجات بشری بے نیاز شدہ نمی تواند از عبادت حق تعالی چگونہ معاف خواہد گشت مناسبت ظاہری خواص با عوام باعث آنست کہ کفار بہ حضرات انبیاء عظام ایمان نمی آوردند و میگفتند کہ چگونہ پیغمبر است کہ می خورد و می خوابد و در بارہ میگرد و آنہا نمی دانستند کہ انبیاء عظام چون از جنس بشر بودہ در ظاہر مانند عوام و بہ عوام مناسبت جنسی دارند تا مسائل اقادہ و استفادہ بصورت کامل صورت بگیرد و اگر انبیاء عظام از جنس بشری بودند مسائل اقادہ و استفادہ بطرز کامل میسر نمی شد۔

خلاصہ علامہ ولایت ولی آنست کہ از ملاقات و صحبت او قلب انسان مائل بہ حق سبحانہ تعالی گردیدہ محبت ماسوی کم شود نہ آنکہ او نان نخورد و مرخص نہ شود۔ باید دانست کہ صحبت بزرگان کیمیا است کہ مس را طلا و غافل را ذاکر میگردانند بیت
در من قلب من اے منظر حق کن نظری زانکہ اکسیر اثر نرگس شہلا داری
و نیز عارفی میفرماید۔

یک نظر کن تا کہ مستغنی شوم ز ابتائے جنس سگ چو شد منظور نجم الدین سگانرا سرود است
و آنچه میفرماید تقدیم ذاتی بیک اعتبار شناخت راست و بیک اعتبار یافت را الخ یعنی مختار شیخ الاسلام آنست کہ یافت او تعالی مقدم است اندہمیدن عارف و حضرت امام

در این مورد تحقیقات بیشتر نمود و معارف بلند حاصل نمود، میفرماید کہ پیوستن فی الجملہ مقدم است و پیوستن کامل بعد از گسستن است یعنی اول وصل فی الجملہ بہ عارف عنایت گردیدہ سبب رسیدن اومی گردد پیوستن اصل بعد رسیدن است۔

مکتوب پنجاه و سوم

سائے از حضرت امام پر سیدہ کہ اگر عبادت میکنم نفس استغنا حاصل می شود و اگر ذلت خلاف شرع از من صادر میشود ندامت و شکستگی پیدا می شود بخ حضرت امام چنین جواب میدہد کہ در ارتکاب عمل خلاف شریعت شکست و ندامتی کہ رخ میدہد نعمتی است عظیم کیے از شعب توبہ است و عجبی کہ در ارتکاب طاعت و عبادت پیدا شود سہمی است قائل و مرضی است ہملک کہ اعمال صالحہ نیست و نابود میگردد و اندر چنانچہ آتش ہیزم را بخاکستر مبدل و نابود می سازد۔ لہذا انسان ہمیشہ حسنا خود را از قبح و نقصان معرا و خالی نداند و تصور کند کہ حسنا و قبح ندارد بلکہ اگر اندک متوجہ شود ہمہ را قبح یابد و بوی از حسن احساس نکند، اگر انسان خود دقت کند و صحت ارکان عبادت خود را ملاحظہ نماید شاید کہ عبادت خود را ناقص و اندبیت

بے گنہ نہ گذشت بر ما ساعتی با حضور دل نہ کردم طلعتی

و نیز میفرماید و چون دید قصور در اعمال پیدا شود اعمال را قیمت افزاید الخ یعنی انسان سعی نماید کہ در اعمال حسنہ برایش دید قصور پیدا شود نہ عجب و خود پسندی۔ آنچه میفرماید جمعی را کہ این دید قصور اعمال بوجہ کمال میسر گردد الخ یعنی کسانیکہ تواقص حسنا را مشاہدہ می نمایند رگمان می کنند کہ کاتب یمین آنها عاقل و سیکار است و کاتب شمال شان ہمیشہ در کار است۔

تبصرہ: وقتی کہ عارف بمقام عبودیت می رسد آنگاہ بہ کنہ و حقیقت خود پی می برد کہ حقیقت او عدم محض است و عدم سراسر قباح و شرارت و نقصان است لہذا در این مرتبہ مقدسہ حسنا و خورا لایق کتابت ملائک یمین نمیدانند بلکہ ہمہ را لایق کتابت کاتب شمال می پندارند

و خود را از ہمہ حسات خالی میداند بعد ازین مرتبہ عبدیت حق سبحانہ تعالیٰ دوستان خود را بدرجاتی نایل میگردد اندکہ از بیان بیرون و از عقل انسان خارج است۔ تا گفته نمائند کہ قبل از مقام عبدیت سالک گاہے خود را مرات و منظر حق می بیند و گاہے خود را ظل حق می بیند و یا ادعائے عینیت می کند۔ یعنی قبل از مقام عبدیت از سکر خالی نمی باشد اما در مقام عبدیت چوں مقام کمال صحو است عارف خود را مخلوق و او تعالیٰ را خالق خود میداند و در این مرتبہ هیچ کشف عارف مخالف ظاہر شریعت صورت نمی گیرد و از نسبت ہائے سکر بہ بیزاری گرد و عارف عدم خود را مشاہدہ می کند کہ ظلمت محض است چنانچہ کہ حضرت امام عدم خود را ملاحظہ و عمل خود را ملاحظہ می داند مقام عبدیت مقام ولایت کبریٰ است کہ ولایت انبیاء عظام است۔

مکتوب پنجاہ و چہارم

حضرت امام میفرماید کہ متابعت آنحضرت دارائے ہفت درجہ می باشد۔

درجہ اول: درجہ علمائے ظواہر و عوام مسلمانان است کہ ہنود داخل طریقت نشدہ و بہ تصفیہ قلب و اطمینان نفس مشرف نشدہ و مصداق قضایائے شرعیہ را مشاہدہ نکرده اند اتبع ایشان اتبع صوری است۔

درجہ دوم: از درجات متابعت آنحضرت درجہ مردمان داخل طریقت اند کہ بمہر شیخ مقتدا بہ سیر الی اللہ مشغول و اکتساب تہذیب اخلاق می نمایند اما تا ہنوز بمبدأ فیض خود نہ رسیدہ اند و قلب شان بہ فنا و نفس شان ہنوز بہ تزکیہ مشرف نگردیدہ است۔

درجہ سوم: از متابعت آنست کہ قلب سالک بہ مبدأ فیض خود رسیدہ و نفس او تا اندازہ اطمینان و تزکیہ حاصل نمودہ چوں نفس او بہ کمال اطمینان ترسیدہ تزکیہ کامل ندارد لہذا اعمال او گاہے بہ اخلاص است و گاہے بدون اخلاص زیرا کہ این طائفہ در این وقت بہ مرتبہ ولایت صغریٰ می باشد و ہنوز بہ مرتبہ ولایت کبریٰ کہ ولایت انبیاء عظام است نرسیدہ اند۔ خلاصہ در ولایت صغریٰ

تزکیہ کامل میسر نمی گردد بلکه تزکیہ فی الجملہ دستیاب می گردد۔

درجہ چهارم از اتباع: مخصوص بہ علماء راسخین است کہ ولایت کبری مشرف و نفس شان بکمال اطمینان رسیده است و این طبقہ بہ حقیقت شریعت و حقیقت اتباع مفتخر و تمام اعمال شان بروی اخلاص، بودہ و از اجراء حسات محظوظ می گردند و تسلیم می شوند و می گویند: بیت

بعد ازین دست من و دامن دست بعد ازین گوش من و حلقہ یار

بیت بے غم و درد تو صد حیف ز عمر کہ گذشت پیش ازین کاش گرفتار غمت می بودم

درجہ پنجم از متابعت کمالات آنسرو است کہ علم و عمل را در حصول آن کمالات مدخلی نیست زیرا کہ کمالات اولو العزم فضلی است و عمل را در آن گنجایش نمی باشد حضرت امام میفرماید کہ این کمالات مخصوص بہ انبیاء اولو العزم است و نیز میفرماید این درجہ بس عالی است یعنی کمالات ذات او تعالی است و کمال درجہ چهارم و ریت کبری و ولایت انبیاء عظام است کہ کمالات صفات او تعالی است تا گفته نماںد کہ در بین کمالات نبوت کمالات رسالت و کمالات اولو العزمی و کمالات محبوبیت و محبت فرق زیاد موجود است۔

نہضہ: کمالات نبوت انبیاء اگرچہ از خود حقیقت شریعت فوق بودہ اما ثمرہ حقیقت شریعت می باشد اما کمالات رسالت و اولو العزم از ثمرہ حقیقت شریعت ہم بلندتر است۔

درجہ ششم از متابعت، اتباع کمالات آنحضرت است کہ مخصوص مقام محبوبیت سرار دوز عالم

است و از مقامات انبیاء عظام و رسولان کرام و مقام اولو العزم بلندتر است و این مقام محبوبیت نیز از معارف تجلیات ذات مقدس او تعالی است اما در آن مقام اعلی تجلی ذات مقدس نیز درجہ

مقامات است یعنی درجہ رسول فوق درجہ نبی است و درجہ اولو العزم فوق درجہ رسول است و درجہ

خلیل و کلیم فوق درجہ اولو العزم است و درجہ محبوب فوق درجہ تمام اولو العزم است و بعض ادیان

نیز بہ سبب متابعت و وراثت بہ تبعیت بہ این مقام مشرف شدہ می تواند۔

درجہ ہفتم از متابعت: تعلق بہ نزول دارد و مراتب شش گانہ فوق غیر از درجہ اول ہمہ مقامات

عروج تعلق دارند، در این درجہ نزول ہم تصدیق قلب موجود است کہ در درجہ اولی پورہ و ہم تمکین قلب موجود است کہ در درجہ سوم پورہ یعنی در درجہ سوم تمکین پورہ و تزکیہ نفس بکمال رسیدہ بود و در این درجہ نزول اطمینان نفس ہم موجود است چنانچہ در درجہ چہارم تزکیہ نفس بکمال رسیدہ بود و در این درجہ نزول اعتدال اجزائے قالب ہم موجود است کہ در کمالات نبوت انبیائے عظام چہ حصول پیوستہ است یعنی درجہ نزول جامع تمام درجات عروج است و انچہ سابق فرمودہ بود گاہ ہست کہ بے توسط فنا و بقا الخ یعنی رسیدن بہ این کمال دارائے دو طریق می باشد یکے از راہ سلوک و تصوف است و راہ دوم تنہا اتباع سنت است بدون آنکہ از راہ سلوک باین کمال برسد۔

س: ازین بیان معلوم می شود طریق ارشاد طریق سنت نیست ؟

جواب: مراد حضرت امام این است کہ طریق سنت دو نوع است یکے از راہ طریقت و اتباع سنت است و دیگرے آنست کہ بدون داخل شدن بہ طریقت و رہنمائی شیخ مقتدا اتباع سنت می نماید اما صحبت ہم داخل سنت است۔

تبصرہ: طریق تصوف و قائدہ صحبت در صدر اول موجود پورہ حضرات صحابہ کرام صحبت آنحضرت بہ کمال می رسند یعنی بیعت و صحبت از طرق تصوف و از جملہ سنت ہائے سر دارد و عالم است نہ می بینی کہ سر دارد و عالم ترک معاصی کردہ است۔

و انچہ میفرمایند عجب معاملہ است الخ یعنی عارف بہ سبب کمالات متابعت آنحضرت بہ کمالی مشرف میشود کہ بدون توسط آنحضرت نیز اخذ فیض می کند و این نیز از کمالات آنحضرت است کہ تابع او از بکت متابعت او بہ این کمال مشرف شدہ می تواند کہ بدون توسط او اخذ فیض می نماید۔ و انچہ میفرمایند پیرو مقتدائے خود را غیر از ہدایہ و یزدوی ندانستہ اند الخ یعنی مقصد حضرت امام این است کہ ہدایہ و یزدوی بیان ظاہر شریعت است و از باطن شریعت بحث نمی کنند و حال آنکہ شریعت مقدر دارائے ظاہر و باطن است بنابر آن باطن شریعت را نیز طلب باید کرد و تنہا بظاہر قنات نباید کرد یعنی ہدایہ و یزدوی را نیز خوانندہ مگر محتویات این دو کتاب را حاوی ظاہر و باطن شریعت

گمان نہ کنند و باطن شریعت را از راه سلوک و طریقت حاصل نمایند تا وارث کامل گردند۔ تعلیم ظاہر شریعت چیز دیگر و باطن آن دیگر است اما دعوی باطن بدون متابعت ظاہر صحت ندارد۔

مکتوب پنجاویں

در این مکتوب شریف حضرت امام از جامعیت قرآن مجید بحث و بیان نموده و میفرماید کہ قرآن جامع تمام احکام شرعیہ بودہ بلکہ جامع شرائع مائتہ و کتب سابقہ نیز می باشد الخ یعنی احکامیکہ برای پیغمبران سابقہ نازل و در کتب و صحایف شان درج بودہ قرآن مجید حاوی آن احکام منزله سابقہ بودہ و قرآن کامل ترین کتب آسمانی است و شریعت آنحضرت جامع ترین شرائع مائتہ است چنانچہ حق سبحانہ میفرماید و انہ لفی زبر الاولین۔

سوال: آنحضرت میفرماید ہما نقدر احکامیکہ در قرآن موجود بودہ من ہمان اندازہ احکام را بیان کردہ ام۔ ازین حدیث شریف چنین استنباط میشود کہ قرآن حاوی تمام احکام نہ بودہ است بدلیل اینکه ہمان قدر احکامیکہ در قرآن بودہ ہمان اندازہ احکام از طرف آنحضرت نیز بیان گردیدہ است و اگر قرآن جامع تمامی احکام می بود احکام جداگانہ دیگر یا بتازہ احکام محتویات قرآنی از طرف آنحضرت بیان نمی گردید۔

جواب: این اعتراض را حضرت امام چنین دارہ است کہ بعض احکام قرآن از ان قبیل است کہ بدون اعلام خداوندی از قرآن ہمیدہ نمی شود و حصول این اعلام مخصوص بہ پیغمبر است یعنی چون انبیاء عظام ممثل و بین احکام خداوندی اند تا بران ہمیدن معنی این نوع احکام غیر صریح قرآنی خاصہ حضرات انبیاء بودہ کہ آنرا بعد از اعلام خداوندی تبلیغ فرمودہ اند و پیام حدیث شہرت یافتہ پس این احکام ہم احکام قرآنی است یعنی این حدیث شریف معنی آنرا نمی دہد کہ آنحضرت بر علاوہ احکام قرآنی احکام جداگانہ دیگر را از خود بیان و تفصیل دارہ باشد اما این بیان پیغمبر سنت می نامند و بیانات سردار دو عالم ہم تفصیل قرآن بودہ و چیز دیگر نمی باشد۔

آنچه میفرماید پیغمبر اینکه متابعت پیغمبران اولوالعزم می نمایند آن
تبصره: متابعت دو نوع است یک متابعت انبیاء عظام است که از پیغمبران اولوالعزم
متابعت می نمایند و دیگر متابعت امت است که از پیغمبر متبوع خود متابعت و پیروی می نمایند. فرقیکه
در بین این دو متابعت موجود است این است۔

۱۔ پیغمبر اینکه از پیغمبران اولوالعزم متابعت می نمایند این متابعت آنها مانند متابعت امت
نیست که از سنت پیغمبر متبوع خود پیروی شده تواند بلکه این پیغمبران نیز از خود دارای سنت و حدیث
می باشند و تابع سنت و حدیث پیغمبر اولوالعزم نمی باشند۔ خلاصه اینکه پیغمبران در احکام صریح خود
صحیفه تابع شریعت پیغمبران اولوالعزم بود و در احکام غیر صریح تابع تاویل خود می باشند زیرا که در ک
فهم علام خداوندی خاصه کافه انبیاء عظام است (خواه اولوالعزم باشند یا رسل و نبی)۔

۲۔ متابعت امت آن است که تابع سنت و حدیث پیغمبر متبوع خود نیز می باشد۔ آنچه
میفرماید اجتهاد حضرت روح الله مطابق اجتهاد حضرت امام اعظم خواهد بود الخ یعنی حضرت امام در این
مکتوب شریف کمال حضرت امام اعظم علیه الرحمہ را بیان میفرماید۔ فرقیکه در بین اجتهاد حضرت امام اعظم
و سایر مجتهدین موجود است این است که حضرت امام اعظم حدیث مرسل نیز بر اجتهاد خود مقدم میداند
بر عکس مجتهدین دیگر که حدیث مرسل و قول صحابی را بر اجتهاد خود مقدم نمی دانند بلکه اجتهاد خود را نسبت
به حدیث مرسل و قول صحابی ترجیح می دهند۔ باز هم بعضی از مخالفین حضرت امام اعظم بواسطه قلت
فهم و درایت حضرت امام را صاحب رای یعنی خود را می پندارند علت بچوپنداریهای آنها این است
که ماخذ حضرت امام اعظم علیه الرحمہ تبایات دقیق و عالی است و از سویه فهم مخالفین بلند است و
مخالفین بواسطه کوتاه نظری اندک آن قاصد و عاجزان را بر آن حضرت امام را بنام خود را می
منهم ساخته اند و در حقیقت قرائنات حضرت امام را خود از کتاب سنت است اما دقیق است
و از فهم مخالفین بلند است۔ مصرع

کار پاکان را قیاس از خود بگیر

حضرت امام میفرماید الہام مثبت حل و حرمت نبود الخ یعنی کشف والہام کہ بعارفان
 دست میدہد این کشف والہام آہن فرض و سنت حلال و حرام را اثبات نمی نماید زیرا کہ مثبت
 حل و حرمت عبارت از کتاب و سنت و قیاس و اجماع است غیر ازین ادلہ اربعہ هیچ عوامل دیگر فرض
 و سنت را ثابت نمی کنند و الہام بالائے دیگران حجت نیست ابارے خود صاحب الہام حجت است۔
 حضرت امام میفرماید الہام ایشان راست و کلام با ایشان است الخ یعنی حق سبحانہ و تعالی
 بدوستان خود اتقائے کلام می نماید و این بزرگان نیز کلام او تعالی را بدون واسطہ می شنوند و در تمام
 اعمال و حرکات تابع الہام و کشفات خود اند چنانچہ این بزرگان اگر نماز نفل میخوانند یا ساس الہام
 است۔ خلاصہ ہر عمل خوبی را کہ انجام میدہند ہمہ مثلاً بہ الہام است بنا بران نفل دیگران فرض
 ایشان است دیگران ثواب را کہ از ادائے فرض میگیرند این بزرگان آن ثواب را از ادائے نفل می برد
 زیرا کہ نفل ایشان چون بامر و الہام حق سبحانہ صورت گرفته بمنزلہ فرض گردیدہ است۔

تبصرہ: اگرچہ دوستان حق سبحانہ و تعالی بکمالات کشف والہام مشرف اند و ہمہ
 عمل آہن با ساس کشف والہام است اما کشف والہام ایشان در حق خود آہن مثبت بودہ و سبب
 الزام دیگران نمیکرد۔ حضرت امام میفرماید کہ حضرت خواجہ محمد پارسا کہ روحانیت حضرت خضرا
 در علوم لدنی متوسط دانستہ است الخ یعنی این نسبت بہ بتدی و متوسط خوابد بود و معاملہ شہی
 دیگر است یعنی تنہیان بحضرت خضر احتیاجی ندارند چنانچہ کشف صریح شاہدان است و نیز حضرت
 خضر از محمدیان نیست پس محمدیان با و احتیاج ندارند چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت
 خضر اسرائیلی دانستہ است و ازین عبارت معلوم است کہ حضرت خضر از محمدیان نیست از بلل سابق
 است۔ خلاصہ ازین فرمایش فوق معلوم می گردند کہ حضرت خضر در جہن بعثت آنحضرت حیات
 نداشته است و اگر در قید حیات می بود بزیارت آنحضرت مشرف و در جملہ متابعان شان قرار میگرفت
 و از اسرائیلیت بہ محمدیت ارتقائی یافت زیرا کہ نبوت آنحضرت برائے کافہ عالم است و نیز محققین
 محدثین وفات حضرت خضر را تأیید نمودہ اند و آنحضرت میفرماید کہ اگر خضر حیات می بود بہ ملاقات من

میر سید: حضرت عروۃ الوثقیٰ در بارہ وفات حضرت خضر تفصیلات زیادہ ارشاد فرمودہ اند خلاصہ بروے دلائل فوق معلوم می گردد کہ حضرت خضر قبل از بعثت آنحضرت چشم از جهان پوشیده بودند و از این امت نمی باشند بنابران منتهیان محمدیان بایشان محتاج نمی باشند بیت

عجب آن نیست کہ محبوب جهانی زیمہ عجب آنست کہ محبان تو محبوبان اند

سوال: بعض اشخاص حضرت خضر را می بینند و از صحبت شان فیض می برند و از نزد شان آمد آمدی جویند ازین معلوم میشود کہ حضرت شان هنوز در قید حیات بودہ چشم از جهان پوشیدہ اند۔
جواب: دیدن حضرت خضر دلیل حیات او شدہ نمی تواند زیرا کہ لطافت عارفان کامل اجسام و اموات بشکل و صورت خود شان متمثل شدہ و بہ دوستان شان امدادات غیبی می نمایند۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما
حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم نیز در مکتوبات قدسی آیات خود وفات حضرت خضر را بدلائل زیادہ تأیید فرمودہ اند و حضرت امام نیز در مکتوبی درین مورد تفصیلات مکتفی دادہ اند۔

آنچہ میفرمایند پس محقق شد کہ علوم و معارف دیگر آنکہ اہل ہندوستان مخصوص اند انحراف یعنی بعض معارف کہ بہ بیان مرتبہ صفات و مرتبہ ذات او تعالیٰ مربوط است کہ ظاہر شریعت مقدس از ان ساکت است در این بارہ کشف و الہام بزرگان قابل دقت و داراے اہمیت است مہر مصلحت نیست کہ از پردہ بیرون افتد از

ازین قریبایش حضرت امام معلوم می شود کہ حصول ہمچو معارف عالی بواسطہ تعیل احکام شریعت میسر نمیگردد بلکہ بہ فضل و احسان حق سبحانہ و تعالیٰ مربوط است اگر بدست آوردن این چنین معارف بہ تعیل شرائع مربوط می بود می بایست تمام انبیاء عظام رسل و تمام رسولان اولوالعزم می بودند و نیز تمام اولوالعزماں محبوب و خلیل و کلیم می بودند زیرا کہ تمامی این بزرگواران عامل شرائع بودند پس معلوم شد کہ بعض مراتب و بعض معارف بہ شریعت مربوط نیست۔ ناگفتہ نماند کہ اساس و بنیاد این معارف شریعت است یعنی شریعت بمنزلہ تہداب و این معارف بمنزلہ کرسی و بالا خانہ است

واگر تہداب خلل رخ دہر تمام خانہ عالی متزلزل و خراب میگردد و اگر تہداب صحیح بود در تعمیر هیچگونه خلیبی رخ نخواهد داد یعنی شریعت مقدس شرط این معارف بوده اما علت آن نمی باشد۔ و آنچه میفرماید پس رواست کہ خواص اہل اللہ الخ یعنی بزرگان اسلام بلکہ بزرگترین اولیائے کرام چنانچہ حضرت امام در معارف ذات و صفات ثمانیہ و تعالی بعض اسرار و دقائق را بیان کرده اند کہ ظاہر شریعت ازان ساکت است و آن مربوط باطن قرآن می باشد مقام بزرگان را ازین جا قیاس باید کرد۔

تبصرہ: اگرچہ تمام صفات ثمانیہ او تعالی در یک درجہ و مرتبہ قرار دارند اما در کشف اولیائے کرام بعضی فوق و بعضی تحت بمشاہدہ می رسد چنانچہ حیات و علم و قدرت در مراتب فوق و صفات دیگر در مراتب پائین تر مکتشف می گردد در دلیل آن اینست کہ بعض صفات مدار صفات دیگر اند نمی بینی ذاتیکہ حیات نداشته باشد علم از کجا خواهد کرد و نیز ذاتیکہ داراے علم نباشد از قدرت خود چه کار خواهد گرفت و نیز ذاتیکہ قدرت نداشته باشد چه طور ارادہ خواهد کرد علی ہذا القیاس۔

اے عزیز این معارف از مجملہ اسرار شریعت بوده و ظاہر شریعت ازان ساکت است پس لازم است کہ از کمالات بزرگان انکار نہ کنی و تسلیم باشی تفصیل کہ حضرت امام در بیان مراتب وجود حق داده اند در هیچ کتاب یافتہ نمی شود کہ وجود را ندراست و یا عین ذات مقدس بوده۔ و نیز ناگفتہ نماند کہ در معارف حضرت امام مکتشف شدہ است کہ کدام صفت مرئی کدام پیغمبر اولوالعزم است و صفت دیگر مرئی کدام پیغمبر اولوالعزم دیگر است علی ہذا القیاس و حالانکہ ظاہر شریعت از مجموع معارف باطنی تذکرے ندادہ است و این مسائل مربوط باطن شریعت است اما افسوس از بے خبری بعض ملائما کہ از تصوف و باطن شریعت انکار می وندند

و آنچه میفرماید بسیار است دیگران در بعض اوقات عبارت کنند الخ یعنی صوفیہ کرام میفرمایند کہ برای بتندی تکرار اسم ذات او تعالی عمل مقربین بودہ تلاوت قرآن و نماز و اقل در حق او عمل ابرار است و در حق متوسط و نشہی تکرار نفی و اثبات عمل مقربین بودہ و تکرار اسم ذات عمل ابرار است و در نہایت نہایت تلاوت قرآن کریم خصوصاً در نماز در حق او عمل مقربین بودہ و تکرار اسم ذات و نفی و اثبات عمل

ابرا راست خلاصہ اینکہ ہر سخن جائے و ہر نکتہ مکملے دارد۔ خلاصہ در بعض اوقات عبادت مرضی نمی باشد۔ و آنچه میفرماید، اما امور دینیہ ماورای احکام شرعیہ بسیار است الخ یعنی تصفیہ لطائف خمسہ و تکمیل و تزکیہ اجزای عشرہ انسانی کہ بمعارف اولیاء مربوط است ظاہر شریعت از ان ذکر بیان تیاورده است اما بزرگان اسلام بواسطہ فضل و عنایت خداوندی تمام اجزای عشرہ خود را ذکر ساخته و ہر کدام آنرا بعروج مراتب و جوب مشرف گردانده است و در ظاہر شریعت این مسائل بیان نیامده۔

سوال: اگر معارف باطنیہ از امور شرعیہ پورہ باشد علمائے ظواہر و سایر عوام بہ ترک این معارف عاصی میگردند زیرا کہ علمائے کرام نام خفی و اخفی را نمی شناسند بنا بر آن از معارف آن چه خبر خواهند داشت۔

جواب: این معارف اگر چه از امور شرعیہ نیست و ترک آن موجب عصیان ہم نیست اما از مسائل دینیہ بحساب میرود کہ از کمالات خفیہ دین پورہ و سبب کمال ایمان است اولیائے کرام بر علاوہ تعمیل با امور شرعیہ از تعمیل امور خفیہ دینیہ نیز غفلت نمی نمایند۔ خلاصہ اینکہ با امور شرعیہ خاص و امور دینیہ عام است و ہر امر شرعی امر دینی پورہ و ہر امر دینی با امور شرعی نیست و ظاہر شریعت بآں امر نکرده اما از اسرار شریعت است چنانچہ تفصیل صفات ثمانیہ در ظاہر شریعت نیامده و شناختن آن از امور دینیہ می باشد و این کہ کدام صفت مبداء فیض کدام پیغمبر است نیز از امور شرعیہ پورہ اما در ظاہر شریعت نیامده است۔

تبصرہ: حضرت امام فرمودہ کہ از جملہ امور دینیہ بعد از ادلہ اربعہ اصل پنجم الہام اولیا است بلکہ میتوان گفت کہ بعد از کتاب و سنت اصل سوم الہام است بدلیل باین کہ اجتہاد و قیاس مستند برائے است و الہام مستند بر خالق را یعنی از طرف حق سبحانہ است بنا بر آن در الہام یک نوع اصالت پیدا شد کہ در اجتہاد نیست خلاصہ الہام شبیہ اعلام نبی است کہ ماخذ سنت است اینقدر فرق است کہ اعلام نبی قطعی است الہام اولیا ظنی۔

مکتوب پنجاہ و ششم

حضرت امام میفرماید کہ از سیئات است الخ یعنی ریاء عارف از اخلاص مرید بہتر است زیرا کہ عارف ازین سبب عبادت خود را ظاہری کند تا سبب تشویق و اقتداء دیگران گردد و گرنہ این عارف بمقام عبدیت رسیدہ از کبر و عجب و ریاء خلاص شدہ و باصلیت خود پی برده و فہمیدہ است کہ اصل او عدم است کہ سراسر ظلمت و کدورت است و دارائے هیچگونہ خیریت نمی باشد و خیریتیکہ در وجود او ہویدا است پر تو صفات ثنائیہ او تعالی است بنا بران در صورت ریاء و سماع مقصود او خود نمائی و شہرت طلبی نیست بلکہ اظہار نعمت خداوندی است و اعلام احسان اوست کہ نسبت باین عارف مہبت شدہ است پس ریاء در حق این عارف عین اظہار حمد و شکر خداوند است کہ ذات او را از عدم بوجود و یا از رسالت بہ محبت آورده است بیت

گر بر تن من زبان شود ہر موے یک شکر نواز ہزار نتوانم کرد

بیت از ان طرف نہ پذیرد کمال او نقصان ازین طرف شرف روزگار من باشد

و نیز تعریف حقیقت انسان کہ ذات او چہ چیز است در ظاہر شریعت نمود بلکہ بہ باطن شریعت مربوط است۔

سوال: حقیقت انسان در شریعت موجود است چنانچہ کہ فرمودہ کہ نطفہ و علقہ و مضغہ بودہ۔

جواب: مرام مرند است در ظاہر شریعت تیادہ کہ حقیقت علقہ و مضغہ از کجاست بزرگان

اسلام بہ اسرار شریعت واقف اند می فہمند کہ ذات انسان عدم است کہ ظلمت بودہ و خیریت ندارد

و ہر خیریت کہ ہست از ان طرف است، بیت

نیاردم از خاہ چیز نہ نخست تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

مکتوب پنجاہ و ہفتم

حضرت امام میفرماید۔ فتورے در این التزام پیدا گشت الخ یعنی حق سبحانہ تعالی دوستان خود را

می فہمائے کہ دلائل وقت کلام عبادت سبب قرب الہاست بنا بران حضرت امام رانیز دانا نیدہ است کہ دلائل وقت ذکر گفتن بہتر است از درود گفتن زیرا کہ در درود گفتن سوال موجود است و در ذکر گفتن بجز از یاد کردن محبوب حقیقی ہیچگونہ سوالی وجود ندارد و نیز از درود گفتن و ذکر گفتن کہ ہر دوسے آن یک عمل نیک و از جملہ عبادات است بہ آنحضرت ثواب راجع می گردد بواسطہ این کہ معلم و یانی تمامی ہجو اعمال حسنہ آنحضرت است و پس پس ثواب ذکر نیز بآن حضرت راجع میگردد۔

خلاصہ فریقہ در بین ذکر و درود موجود است این است کہ در درود گفتن سوال موجود است و در ذکر گفتن سوال نیست لہذا ذکر گفتن اولی گشت از درود گفتن و آنچه میفرماید ذکر یکہ شایان قبول است باین مرتبت مخصوص است الخ یعنی ذکر یکہ از شیخ کامل گرفتہ شدہ و یا بعد از فناے قلب و فتلے نفس صورت میگیرد از درود فرستادن بہتر است بواسطہ اینکہ در این مرتبہ عارف بہ فتلے قلب و نفس مشرف و بمقام عبدیت رسیدہ است لہذا ذکر او از ہرگونہ عجب و ریامبر است و ذکر او سبب وصول مقام مقربین است۔ و آنچه میفرماید این ذکر وسیلہ آن ذکر است الخ یعنی ذکر یکہ طالب بتدی از مرشد کامل میگردان ذکر ابتدائی بالآخرہ سبب رسیدن بہ ذکر انتہائی میگردد کہ خاصہ مقام عبدیت است۔ بنا بران ذکر ابتدائی سالک کہ از کامل بکمل گرفتہ است سبب آن ذکر است اما ذکر ابرارہ چنان است کہ نسبت بہ درود گفتن اولی و انسب گشتہ باشد۔

سوال: و قتیکہ عارف بہ فناے قلب و نفس مشرف گردد می باید از مردم بے گانہ و بے خبر گردد و حالانکہ این عارف ہم ہمیشہ بامروم اختلاط و آمیزش داشتہ و از خود و بیگانہ راجی شناسد پس فناے قلب و نفس در حق این عارف چہ مفہوم خواہد داشت؟

جواب: فناے قلب و نفس در یک زبان واحد عبارت دست نمی دہد بلکہ فناے قلب مقدم است بہ فتلے نفس و قتیکہ قلب فانی گردد معاملہ عارف بامروم بواسطہ نفس است و در وقت فناے نفس سر و کار عارف بامروم بواسطہ حواس خمسہ است و در نزد صوفیہ کرام حواس خمسہ درارے ادراک اند و نیز ناگفتہ نماں کہ در وقت فتلے نفس قلب عارف نزول میکند و بامروم

مخالفت پیدا می کند اما بعالم گرفتاری نمی گردد یعنی با عالم می آمیزند اما نمی گردند چنانچه بزرگان میفرمایند که عارف کامل آمیخته با عالم است و آویخته با عالم نیست۔ بیت

از درون شو آشنا و از بیرون بیگانه و ش این چنین زیبا روش کم می بود اندر جهان

و آنچه میفرماید، مشایخ طریقت بتدی را غیر از ذکر کردن انچه یعنی بزرگان برای طالب بتدی ذکر گفتن را بهتر دانسته اند تا بواسطه تکرار اسم ذات بعالم وجوب منجذب و عروج نماید و برای طالب متوسط تکرار نفی و اثبات را لازم دیده اند تا بواسطه تکرار این کلمه مبارکه مشهودات طلبیه که از تکرار اسم ذات پیدا شده انتقایا بدو سالک در مراتب وجوب به ترقیات بلند مشرف شود و برای تنہیان که به تزکیہ نفس مشرف شده باشند تلاوت قرآن مجید را مناسب دیده اند تا از اسرار قرآنی محظوظ گردند، زیرا که قبل از تصفیه قلب و تزکیہ نفس پے بردن به اسرار قرآنی امکان پذیر نیست چنانچه عارفی میفرماید:

عروس معنی قرآن حجاب آنکه بر اندازد کہ دارالملک ایمان را مجرد بیند از غوغا

دارالملک قلب انسان است و قتی که از گرفتاری های لاطائل خلاص شود اسرار قرآنی را درک می کند یعنی تا که عارف از غوغای ماسوی رہائی نیابد و به تزکیہ نفس مشرف نگردد حجاب معنی قرآن از بین نبرد و از اسرار قرآنی پے نمی برد و قتی که به کمال اطمینان نفس برسد حجاب از بین می رود و همه اسرار قرآنی لکشف عارف گردیده و تلاوت آن وسیله پیش رفت و ترقی او میگردد۔ خلاصه اینکه ہر سخن جائے و ہر نکته مکاتے دارد۔ اے عزیز! استعداد طالب بہ یک حال نبوده تفاوت پیدا می کند و بلند شدہ می رود۔ و آنچه میفرماید، ہیچ فردے از امت اگر چه در کمالات بدرجہ علیا برسد یہ پیغمبر خود مساوات نکند انچه یعنی پیغمبر بر علاوہ ثواب عبادات خود بہ ثواب عبادات تمام امتان خود نیز حصہ دارد لہذا ثواب ہیچ فرد امت ہر قدر بدرجات عالی ہم رسیدہ باشد بہ ثواب پیغمبر قابل مقایسہ نیست و نیز ناگفتہ نماں کہ پیغمبر بالا صالہ خواستہ شدہ و امتان بواسطہ پیغمبر خواستہ شدہ اند دعوت می نماید۔ شتان مابینہما۔ و آنچه میفرماید فضل مطلق مبلغ جامع راست انچه یعنی فضیلت مطلق نصیب کسانے است کہ داراے علوم ظاہر و معارف باطن بودہ و بہ ہر دوی آن دعوت و تبلیغ نماید و در عین

تدریس تعلیم احکام شرعیہ از راہ سلوک نیت طالبان را تزیین نموده و بہ تصفیہ لطایف و تزکیہ نفس
 رسانند تا طالبان بر علاوہ احکام شرعیہ از اسرار و معرفت باطنی نیز بہرہ ور گردند و مبلغیکہ دارا
 این اوصاف نباشد و منحصر تبلیغ ظاہر بودہ باشد مبلغ جامع گفتہ نمی شود و بہ قضیلت شخص جامع
 نمی رسد، سر دارد و عالم مبلغ ظاہر و باطن بودہ اند و تنہا ظاہر شریعت را تبلیغ نہ کردہ اند حضرت
 ابوہریرہؓ میفرماید کہ از حضور مبارک دو نوع علم آموختہ ام۔ اما اکثر محدثین کرام از اسرار شریعت
 غافل بودہ شریعت را محصور در احکام ظاہری پنداشتہ و از اسرار قاصر دانستہ اند۔ بیت
 چو آن کرے کہ در سنگ نہان ست زمین و آسمان او ہمہ است

لے عزیزی معاملہ بہ مناسبت مربوط است شخصیکہ در باطن با سرار شریعت یک گونه مناسبت
 داشتہ بآن طرف مائل است و کیکہ مناسبت ندارد منکر است۔ این اختلاف بینی بر اختلاف
 استعدادات است۔ بیت

ہر کس را بہر کارے ساختند مہر اورا دردش انداختند
 آنچه میفرماید، ظاہر بے باطن ناتمام است الخ یعنی عالمیکہ تنہا داراے علم ظاہر بودہ از معارف
 باطن بے بہرہ باشد آنرا عالم ناقص میگویند، عالم کامل کسے است کہ داراے علوم ظاہر و معارف
 باطن باشد۔ خلاصہ اینکہ باطن بدون ظاہر ناقص و ظاہر بدون باطن ناتمام است آنحضرت
 میفرماید کہ "قرآن داراے ظاہر و باطن است" یعنی درک ظاہر قرآن مربوط بعلم ظاہر و درک باطن
 آن مربوط بہ معارف باطنی است و نیز حضرت مولاناؒ فرماید۔

من ز قرآن مغز را برداشتم پوست را بر دیگران بگذاشتم
 در این جائز مراد از مغز باطن و مراد از پوست ظاہر قرآن است تفصیل بیشترین موضوع در شرح
 مکتوب ۵۴ ہمیں دفتر مکتوبات قدسی آیات قبلاتن کا یہاں ہے۔

مکتوب پنجاہ و ہشتم

حضرت امام در این مکتوب شریف در اطراف عالم مثال و تردید تناسخ و غیرہ صحبت میفرمایند۔ آنچه میفرماید کہ در عالم شہادت غیر از ابوالبشر حضرت آدم دیگر آدم بوجود نیامده الخ یعنی این فرمایش حضرت امام در جواب مقولہ حضرت شیخ محی الدین بن عربی است کہ در حین طواف کعبہ معظمہ جمعی را دیدہ کہ ہرے وے طواف می نمایند اما ایشانرا نمی شناسد در حین حال یکے ازین جماعہ حضرت شیخ راطف خطاب قرار دادہ میگوید کہ من جد تو ام و از قوت من بیش از چہل ہزار سال میگذرد و شیخ در تعجب می افتد کہ از خلقت حضرت آدم ہفت ہزار سال نمی گذرد و این شخص کہ قوت خود را بیش از چہل ہزار سال و امور بسیار دیگر چگونہ خواہد بود۔

حضرت امام با ساس کشف و مشاہدات بلند خود باین مقولہ حضرت شیخ جواب دادہ و میفرماید این ہمہ آدم ہاے کہ پیش از وجود حضرت آدم گذشتہ اند وجود حضرت آدم در عالم مثال بودہ است نہ در عالم شہادت و در عالم شہادت غیر از حضرت آدم علیہ السلام آدم دیگر بوجود نیامدہ است و این جماعہ را کہ حضرت شیخ دیدہ کہ یکے آن خود را جد ایشان و نمود ساخته است آن آدم ہا ہمہ لطائف حضرت آدم بودہ کہ قبل از تخلیق حضرت آدم بصورت آدم در عالم مثال بوجود آمدہ و بصورت آدم ظاہر گشتہ و باسم آدم مسمی شدہ اند و کار و بار اصل آدم منتظر از آنها سرزدہ حتی مناسب آن عالم مثال توالد و تناسل نیز بطور آردہ و توالد و تناسل آئندہ آنها در عالم مثال ظاہر شدہ و کمالات صوری و معنوی نیز مناسب آن عالم ظہور یافتہ شایان عذاب و ثواب گردیدہ اند و ثواب و عذاب آئندہ آنها در عالم مثال دیدہ شدہ است۔ خلاصہ اینکه از قرآن فرمایش کشفی حضرت امام چنین معلوم میشود کہ در عالم شہادت غیر از حضرت آدم علیہ السلام آدم دیگر بوجود نیامدہ است ازینکہ آدم جامعیت داشتہ و دارای صفات تنوع و لطائف متعددہ است لهذا قبل از خلقت حضرت آدم در ہر وقتی از اوقات صفاتی از صفات بالطیفہ از لطائف او در عالم مثال بایجاد خداوندی بصورت آدم در عالم مثال بوجود آمدہ اند و گذشتہ اند و از ان حملہ یکے آن خود را جد حضرت شیخ و نمود ساخته و با حضرت شیخ مکالمہ کردہ است و اگر آدم دیگر می بود

جد شیخ نمی بود۔

تبصرہ: عالم مثال عبارت از عالمی است مانند آئینہ کہ خود آن داراے اجسام و داراے ارواح نیست اما تمام اجسام و تمام ارواح در آنجا نمایان و موجود است و معانی نیز در آنجا نمایان است خلاصہ اینکہ در عالم مثال مخلوقات گذشتہ و آئندہ ہمہ نمایان و ظاہر است چنانچہ آنحضرت میفرماید کہ اہل بہشت را در بہشت و اہل دوزخ را در دوزخ مشاہدہ کردم شاید کہ این شہود نیز در عالم مثال بودہ است زیرا کہ آہا ہنوز در جنت و دوزخ ترفتا ند۔

ناگفتہ نمائند کہ در این مکتوب شریف حضرت امام تناسخ را نیز تردیدی نمایند تناسخ آنست کہ روح یک شخص بدن اصلی خود را گذاشتہ بدن دیگر را زندہ کند و این عقیدہ کفر است بدلیل اینکہ قرار نص قطعی روح و بدن در محشر حاضر می شوند در صورت تناسخ اگر روح ہمراے بدن ثانی حاضر شود بدن اول بے روح ماندہ و در محشر حاضر شدہ نمی تواند و این خلاف نص است بنا بر این عقیدہ تناسخ خلاف ہدایات قرآنی و احادیث نبوی بودہ و اعتقاد آن کفر است۔ و نیز حضرت امام از بروز و کمون شکایت میکنند کمون و بروز آنست کہ مرشد روح خود را از بدن خود کشیدہ در بدن مرید بیاندازد تا باین تربیت روح اورا تصفیہ نماید حضرت امام این قسم تربیہ مرشد را تقبیح و آزار شدہ تناسخ میدانند۔

تبصرہ: فرقیکہ در بین تناسخ و کمون و بروز موجود است این است کہ در تناسخ روح یک شخص بدن آنرا گذشتہ و در بدن دیگر داخل و آنرا حیات بخشد و در کمون و بروز این چنین نبودہ بلکہ مرشد را انعکاس روح خود را در بدن مرید انداختہ روح مرید را تصفیہ می نماید و مرید قبل از گرفتن انعکاس روح مرشد بروح خود زندہ بودہ است شتان ما بینہما۔ با وجودیکہ در بین تناسخ و بروز و کمون تفاوت زیاد موجود است با آن ہم حضرت امام این عمل و این چنین تربیہ مرشد را تقبیح و شبیہ تناسخ دانستہ و از آن ممانعت میفرمایند۔ و ہدایت می دہد کہ روح مرشد در بدن او بودہ اثرات آن را بے روح مرید اندازد۔

پوشیدہ نمائند کہ کمون و بروز داراے معنای دیگر نیز می باشد و آن این است۔ وقتے کہ

در وجود عارف تجلیات عالم و جوب غلبہ و ظهور نماید آرزو برود گویند و زمانیکہ این تجلی انقطاع یابد
آرزو کمون می نامند و کمون و بروز در مذہب ہنود آنست کہ خداوند در مرتبہ الوہیت کمون و در بدن
برہمان و جوگیان بروز نماید از اینجا است کہ ہندوان بہ جوگیان سجدہ می کنند و این کفر صریح بودہ
خداوند از آن برتر است کہ در بدن جوگی داخل شود بے عقلمان اندازن خدای قدوس باین اجسام خبیثہ
ظلمانی بکدر چرکین کہ بہ انواع معاصی و کفر محفوف است چہ مناسبست و کجا در آنہا ظہور می کند
شیطان لعین است کہ اولاد حضرت آدم را با انواع کفر و معاصی رہبری و اغوا کردہ است حق سبحانہ
میفرماید بعد ہم و ہمینہم و ما بعد ہم الشیطن الاغر و را۔

و نیز ناگفتہ نباید گذاشت کہ معتقدین تناسخ تناسخ را برائے تکمیل روح یک امر لازمی
میدانند و میگویند وقتی کہ روح در بدن اول بکمال نرسد باید در بدن ثانی انتقال یابد تا در آنجا بکمال
برسد و اگر در آنجا ہم بکمال نرسد بہ بدن ثالث داخل گردد علی ہذا القیاس حضرت امام ابن عقیدہ را
کفر میدانند حضرت امام در این مکتوب شریف انتقال روح را نیز تفتیح و آرزو تردیدی قسریانند
نقل روح آنست کہ روح بعد از کمال خود در یک بدن آن بدن را بواسطہ پیری و یا ضعیفی ترک
نمودہ در بدن جوان دیگر داخل می شود۔ این عقیدہ نیز کفر بودہ از تناسخ ہم بدتر است زیرا کہ وقتی کہ
روح بدن اول را بواسطہ ضعیفی گذاشتہ در بدن جوان دیگر داخل گردد بدن اول در محشر بدون
روح چگونه حاضر خواہد شد؛ بنا بران این عقیدہ نیز خلاف ہدایات قرآن و حدیث نبوی است۔

حضرت امام میفرماید؛ بلکہ اعتقاد ایشان از اعتقاد فلاسفہ ہم بدتر است الخ یعنی فلاسفہ
اگر چہ از حشر اجساد منکران را با عذاب روحانی قایل اند ولی معتقدین تناسخ از عذاب آخرت بالکل
انکار دارند۔ انچہ میفرماید؛ ارواح این بزرگواران است الخ یعنی ارواح بزرگان بشان جسم متمثل میگردد
و در این معاملہ تناسخ موجود نیست و انچہ میفرماید؛ بعض اولیاء در یک آن در امکانہ متعددہ الخ یعنی
ہر کدام لطیف از لطائف و صفی از صفات بزرگان بصورت جسد آن بزرگ متمثل می شود و بنا بر آن
عرفاء در یک آن در امکانہ متعددہ حاضر می شوند یعنی یک لطیفہ شان بیک جلے و لطیفہ دیگر شان

بصورت خود آن بزرگ تمثال شدہ بجائے دیگر حاضر می شوند چنانچہ حضرت غوث ثقلین و حضرت شاہ نقشبند و حضرت امام و بعض دیگر و دیگر آن در چندین جاہلے مختلف تشریف بردہ و در آنجا حاضر ہو رہے اند و آنچه میفرماید و این تشکل گاہ در عالم شہادت بود الخ یعنی یک بزرگ زندہ در یک وقت در نقاط متعددہ حاضر و یاد عالم مثال می باشد چنانچہ آنحضرت را در یک شب ہزاراں نفر بصورت ہا مختلف در خواب می بینند و آنچه میفرماید در عالم صغیر نمونہ عالم مثال خیال است الخ یعنی خیال نمونہ از عالم مثال است و عالم مثال اگرچہ وسیع ترین عوالم است باز ہم تنہا ہی است لہذا صفات و ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کہ غیر تنہا ہی است دوری کہ تنہا ہی است نگنجی را باطلال صفات در عالم مثال و خیال عارف می گنجی چنانچہ عارفان تا زمانیکہ در مراتب تطلال قرار دارند بحث از معارف می نمایند اما وقتی کہ بمراتب صفات و ذات مقدس برسند اذ بیان آن عاجز اند و بواسطہ اینکہ این مراتب در عالم مثال و خیال نمی گنجند و یہ تعبیر نمی آید۔ آنچه میفرماید اقلی را این دولت در این جا میسر میگردد الخ یعنی بعضی اولیاء بلند استعداد و محبوبان او تعالیٰ در زندگی خود از مرتبہ خیال میگذرند و بوصول بلا کیف بذات او تعالیٰ میرسند و بعضی اولیاء کرام بعد از مرگ از مرتبہ خیال می گذرند۔ در وقتیکہ از مرتبہ خیال بگذرند در آن وقت یا دراک ذات مقدس مشرف شدہ می تواند و آن لوراک بہ عناصر بلکہ بہ عنصر خاک می باشد۔

اے عزیز! یاقوت اولیاء کرام تعجب آور ہو رہے از ادراک ما و شما بلند است کہ عناصر آہا در رک ہو رہے و بہ قرب مشرف اند بلکہ ادراک آن مرتبہ مقدسہ نصیب ہیئت و حدائی انسان است۔

مکتوب پنجاہ و نہم

حضرت امام از خواجہ عبداللہ حکایت میکند کہ گفتہ است آن شعبہ ہا بر طرف شدہ است الخ یعنی توحید و جود ہی بمنزلہ شعبہ بازی است و حقیقت ندارد از ان گذشتہ ام۔ و آن چہ میفرماید ہمت بران مصروف است الخ یعنی ہمت من آن است کہ در مرتبہ اثبات ہیچ چیز محسوس نشود

زیرا کہ محسوسات و معقولات و موجودات ہمہ داخل ماسوی بوده و ظلال است۔ آنچه میفرماید، اما این معنی بہ تکلف است الخ یعنی از شہود ماسوی بکلی خلاص نشدہ ام و نیز ماسوی را کہ ماسوی می گوئیم بنا بر تکلف است و کشف ما ثبت و جوب آنهاست۔ حضرت امام میفرماید کہ اگر نفی کردن ماسوی بہ تکلف است مقام طریقت است و از حجاب علم الیقین است و اگر نفی ماسوی حاصل و ماسوی منتفی گردد بمقام حقیقت و عین الیقین و حق الیقین خواہی رسید الخ یعنی تا کہ سالک ماسوی را نفی میکند در مقام طریقت است و در مرتبہ علم الیقین است و وقتی کہ ماسوی منتفی شود بہ مقام حقیقت عین الیقین و حق الیقین میرسد و عارف میگردد۔ آنچه میفرماید ببول این نفی و اثبات الخ یعنی وقتی کہ شہود عارف از ماسوی بگذرد و بمراتب و جوب برسد بولایت خاصہ مشرف میشود و مقام نفی کہ عبارت از ممکنات است در مقابل اثبات کہ مرتبہ و جوب است بہ منزلقہ قطرہ است نسبت بہ دریا زیرا کہ مرتبہ و جوب غیر متنہای بودہ و مرتبہ ممکنات متنہای است و متنہای بہ نسبت غیر متنہای هیچ نسبت ندارد۔

تبصرہ: ولایت دو نوع است یکے ولایت عامہ است کہ ولایت کافہ مسلمین است چنانچہ حق تعالی میفرماید: خداوند دوست کسانی است کہ ایمان آورده اند۔ دوم ولایت خاصہ است کہ بہ معنای فنا و بقا و عروج و نزول و تزکیہ نفس مربوط است چنانچہ ولایت اولیائے کرام کہ بہ این کمالات مشرف اند و ولایت خاصہ کہ فنا و بقا و عروج و نزول است نیز دارائے خاص و عام است ولایت خاصہ ولایت آنحضرت است و بہ تبعیت آنحضرت نیز بعض اولیائے کرام را ازین مرتبہ نصیب است و ولایت عامہ ولایت انبیائے اولوالعزم دیگر است۔

مکتوب ۶۰ حاجت بشرح نیست۔

مکتوب شصت و یکم

حضرت امام میفرماید در یک دیگر فانی باشند الخ یعنی ہر کدام از صوفیان کرام تصور نمایند کہ از برد

صوفی من بہن فیض میرسد و آنچه میفرماید طریق شیخ حسن الخ یعنی استعداد شیخ حسن مناسب استعداد مولانا است و نیز نسبتیکہ بحضرت مولانا رسیدہ بود نسبت اصلی پورہ و شیخ حسن دران شتراک دارد و شیخ حسن از طلال گذشتہ و بہ ابتداء معارف مرتبہ اصل رسیدہ است و آنچه میفرماید مبارک نفس امارہ الخ یعنی شیخ حسن ہم تا ہنوز خلیفہ مقیال پورہ و بمرتبہ خلافت مطلق مفتخر نگردیدہ است۔ ناگفتہ نہان کہ شیخ یوسف برادر شیخ حسن است بتایران احوال اورانیز بہ شیخ حسن نوشتہ اند۔

مکتوب شصت دوم

حضرت امام میفرماید خیریت و صلاح شما الخ یعنی چونکہ شما بہ برادران اسلامی معاونت می نمایند بتایران دعائے کہ در حق شما صورت می گیرد منفعت او بہ کافہ اسلام میرسد و آنچه میفرماید اہل این سلسلہ علیہ الخ یعنی طریق علیہ نقشبندیہ تازہ بہ ہندوستان رسیدہ و ہنوز توسعہ نیافتہ است و بواسطہ اینکہ در این طریق علیہ التزام سنت است و در این دیار بدعت بیشتر است بتایران بعض نقشبندیان نیز اختراع بدعت کردہ اند تا بدگران مناسبیت پیدا کنند و آنچه میفرماید در تمدن بہ بنی نوع خود محتاج است الخ یعنی انسان بواسطہ حصول کمال ولایت از احتیاجات بشری مستغنی نمیگردد و اولیائے کرام نیز مانند سایر عوام الناس بخوراک و پوشاک و مسکن و غیرہ معاملات و معاشرت حیاتی نیازمند است چنانچہ اولیائے کرام تشنہ و گشنہ میشوند و بکذا لباس می پوشند و بہ کمک دیگران محتاج اند خلاصہ اینکہ ظاہر عارف بتایران مقصداً بشریت مانند عوام و در باطن مانند ملک اند و آنچه میفرماید وجود سیادت پناہ الخ یعنی وجود حضرت میرنعمان در ولایت دکن بسیار غنیمت است۔ و آنچه میفرماید ظاہر ساختہ بودند الخ یعنی حضرت میرنعمان در مکتوب خود بجنور حضرت امام نوشتہ بود کہ پادشاہ وقت بہ صوبہ داری ولایت دکن شخص دیگرے را مقرر کردہ است و خان خانان را عزل نمودہ است بتایران از حضور حضرت امام تمنا بردہ است کہ خان خانان واپس بولایت خود مقرر شود دعا و توجہ طلب کردہ است صوبہ داری بہ معنی والی بودن است۔

مکتوب شخصیت و سوم

در این مکتوب شریف حضرت امام ہدایت میفرمایند کہ اگر مرد یا زن شد خود فیضیاب نگردد
 میتواند بیشتر دیگر مراجعہ و راہ ترقی و پیش رفت خود را جستجو نماید یعنی مقصد پر نیست بلکہ مقصد قرب
 حق سبحانہ و تعالیٰ است لهذا بواسطہ ہر کس و در ہر جا کہ این سعادت میسر گردد در رجوع ان شخص و در
 آنجا کسب سلوک نمودہ خود را بہ مقصدی رساند بیت
 اے دوست ترا بہ ہر مکان می جستم ہر دم خبرت ز این و آن می جستم

مکتوب شخصیت و چہارم

در این مکتوب شریف حضرت امام شہ شخص کہ شاید در اول دالہ عزت و سر پایہ بودہ و
 بالآخرہ آنرا از دست دادہ است توصیہ میفرمایند کہ غمہاے دنیایہ و دنیا را گذاشتہ بفکر آخرت باشید
 دنیا چیست شغل قلب و ثقل حساب و ترک دنیا فراغ قلب و خفت حساب۔

مکتوب شخصیت و پنجم

در این مکتوب شریف حضرت امام مرسل الیہ را کہ گرفتاری ہاے لا طائل داشتہ و در عین
 حال قریب بعض کار ہاے نیک تیر می شدہ است توصیہ نمودہ می نویسید کہ لغویات را گذاشتہ و دنیا
 را بقدر ضرورت باید طلبید و حرمت اقارب و صاحبان حقوق را ہم نا اندازہ بجا آورده باشید و اما عمل
 مقربین کہ فناء و بقا و عروج و نزول است از دست ندادہ و در فکر آن باشید کہ شمر رضاے و تعالیٰ است

مکتوب شخصیت و ششم

در این مکتوب شریف حضرت امام خان خانان را توجیہ انابت و رعایت تقویٰ ارشاد و رہنمائی میفرمایند۔

تبصرہ: ورع و تقویٰ دو نوع است یکی تعمیل اوامر و دیگر ترک منہای است ترک منہای جزو اعظم ورع و تقویٰ است اما در اکثر تقویٰ را در تعمیل اوامر و ورع را در ترک منہای استعمال می نمایند ناگفته نماند کہ ترک منہای نسبت بتعمیل اوامر دارای اہمیت است زیرا کہ در ترک منہای مخالفت نفس است از ہمیں سبب است کہ ترک منہای وسیلہ پیش رفت و ترقی سالک میگردد و نیز سبب مزیت بر ملک انسان ملک ہمیں مواملہ ترک منہای است کہ نصیب انسان گردیدہ است یعنی چون ملک از تکاب منہای نداشته بہ ترک منہای مامور نہ گردید اند۔ پیش رفت و ترقی نیز ندارند خلاصہ اینکہ ملائک چون دارای نفس نیستند لہذا بہ ترک منہای مامور نشدہ اند ازین سبب ترقیات کردہ نمیتوانند زیرا ترقیات اثر ترک منہای می باشد۔

مکتوب شخصت و ہفتم

در این مکتوب شریف حضرت امام معتقدات اہل سنت و جماعت را بطریق اختصار عنوانی خانہ بیان توضیح می نمایند و میفرمایند کہ از دربار او تعالی استقامت این عقیدہ را طلب باید کرد کہ شمارا بہ فضل و کرم خود باین عقیدہ ثابت داشتہ باشد الخ زیرا کہ بدون این عقیدہ نجات متصور نیست و نیز حضرت امام در مکتوب دیگر میفرمایند کہ بلا لائل نقلی و عقلی و کشفی بہ نزد من ثابت شدہ کہ نجات مخصوص طائفہ تاجیہ اہل سنت است۔ انچہ میفرمایند کہ اللہ تعالی بذات قدیم خود موجود است الخ بیان عقاید است یعنی مخلوقات بواسطہ عرض وجود موجود گشتہ و ذات او تعالی بدون عرض وجود بذات خود موجود است و انچہ میفرمایند شریک ندارد الخ یعنی خداوند تعالی ہم در وجوب وجود واحد است و ہم در استحقاق عبادت واحد است و مشرکین کہ حق تعالی را در وجوب وجود واحد میدانند و در استحقاق عبادت برے او شریک میگیرند این ہا از حقیقت انحراف کردہ جاہل ہا اند زیرا ذاتیکہ وجوب وجود نداشته باشد خود او مخلوج پورہ مستحق عبادت شدہ نمیتواند۔ و انچہ میفرماید مراد اصفا کمالہ است الخ یعنی صفات ثمانیہ او تعالی در خارج موجود پورہ و قدیم می باشند۔

وتعلقات صفات حادث و خود صفات قدیم اند و حدوث تعلق و حدوث متعلق بہ فتح لام مانع قدامت متعلق بکسر لام کہ صفات است شری نمی تواند آنچه میفرماید: او تعالیٰ از صفات و لوازم جوہر و اجسام الخ یعنی حق تعالیٰ از صفات تمکانات منسزہ بودہ و نیز حق تعالیٰ زمانی و مکانی نیست زیرا کہ مکان و زمان مخلوق او تعالیٰ است. و آنچه میفرماید بے خبری باشد کہ او را فوق عرش خواند الخ یعنی حق تعالیٰ مکان ندارد فوق عرش و تحت عرش نبود عرش و غیر عرش در قرب و بعد باو تعالیٰ یکساں است این قدر هست کہ عظمت و کبریائی او تعالیٰ در عرش ظاہر است و عرش آئینہ عظمت خدا است زیرا کہ عرش دارای این لیاقت بودہ و غیر عرش این لیاقت ندارد. چنانچہ یک آئینہ و یک دیوار نسبت بہ زید نام در مقام قرب و بعد یکساں بودہ باشد اما زید در آئینہ ظاہر و در دیوار ظاہر نمیگردد این ظهور زید در آئینہ بواسطہ قرب آئینہ نیست بلکہ بہ نسبت لیاقت آئینہ است کہ زید در آن ظهور نمودہ و دیوار چون این لیاقت نداشته است در آن نمایان شری نمی تواند. وجود واجب و وجود ممکن بہ منزله نقطہ و دائرہ است کہ در بین آن قوتیت و تحتیت نیست۔

تبصرہ: وجود و ظهور از ہم فرق داشته ہر دو یک چیز نمی باشد چنانچہ زید در آئینہ ظاہر است و در آئینہ موجود نیست بنا بر آن عرش مجید ظرف و مکان او تعالیٰ نہ بودہ بلکہ منظر او تعالیٰ است قلب عارف نیز ظرف او تعالیٰ نبودہ بلکہ منظر او تعالیٰ است. کعبہ معظمہ نیز منظر عظمت جلال جمال و کبریائی او تعالیٰ است و مکان او تعالیٰ نیست حق تعالیٰ از ظرف و مکان و زمان مبرا است آنچه میفرماید: بلکہ واسع است الخ یعنی وسعت حق تعالیٰ یک وسعت بہ کیف است و مانند وسعت اجسام نیست و عدم محدودیت و عدم تناسلی او تعالیٰ نیز مانند صفات اجسام نبودہ احاطہ و قرب او تعالیٰ تیر بہ کیف است در ادراک مانعی گنج و علمائے کرام کہ احاطہ علمی و قرب علمی گفتہ اند ان نیز یک تاویل متشابہات است حقیقت آنست کہ او تعالیٰ بما قریب و بما محیط است اما این احاطہ و قرب او تعالیٰ یک امر بہ کیف و از متشابہات است و درک این امر در عقل انسان نمی گنجد. و آنچه میفرماید: او تعالیٰ با هیچ چیز متحد نشود الخ یعنی حق تعالیٰ بسیط و

قدیم است و مرکب حادث نیست و غیر او تعالیٰ ہمہ حادث اند حادث با قدیم متحد نشوند حق تعالیٰ چون بسیط است تبعض و تجزی ندارد و او تعالیٰ مثل و سیال ندارد زیرا کہ تمام ماسوی حادث و فانی اند و او تعالیٰ قدیم است زوال ندارد، هیچ کس فرزند او تعالیٰ شدہ نمی تواند و حق تعالیٰ بزرگ فرزند اصیل ندارد و صفات او تعالیٰ بے مثل و بے کیف اند مانند صفات بندگان نیستند زیرا کہ آن صفات قدیم و کامل اند و این صفات بندگان حادث و ناقص اند تصور صفات حق تعالیٰ از عقل مابلند است و تصورات حق سبحانہ و تعالیٰ از ادراک بشر بسیار بلند است۔ بیت

زاعلیٰ و بالا و بالا زبالا بلندی ہی نمی گنجد در آنجا

بیت

لے برتر از خیال و گمان و دم و از ہر چہ گفتہ اندوشنیدیم و خواندہ ایم

و آنچه میفرماید: اسما و تعالیٰ موقوف بر سماع اند الخ یعنی ہر نامیکہ از نامہاے او تعالیٰ در شریعت مقدس تذکار یافتہ است بآن اسم حق تعالیٰ را باید یاد کرد و ہر اسمیکہ در شریعت مقدس نیامد حق تعالیٰ را بدان نام یاد نباید کرد۔ و آن اسم نام او تعالیٰ نباید دانست۔

تبصرہ: یاد کردن دو نوع است: اول آنکہ آن اسم را نام او تعالیٰ بدانید کہ در شریعت مقدس تذکار یافتہ باشد و اگر آن اسم در شریعت نیامدہ باشد آنرا نام خدا نباید دانست۔ دوم آنکہ آن اسم را نام او تعالیٰ نمیدانید مگر با و تعالیٰ اطلاق می نمایند این قسم اطلاق تعلق بر سماع شرع شریف ندارد بلکہ یک اسم کہ معنی مدح داشتہ باشد بدون نام گذاشتن با و تعالیٰ اطلاق کردہ میشود چنانچہ بزرگان اسلام حق تعالیٰ را محبوب و معشوق و دوست گفتہ اند و این قسم اطلاق بقسم نام گذاشتن و علمیت نیست بلکہ یک اطلاق است بدون اینکہ این کلمات نام او تعالیٰ بودہ باشد۔ نمی بینی کہ کلمہ خدای ہم در شریعت نیامدہ مگر چون معنای مدح داشتہ و ذم ندارد با و تعالیٰ اطلاق کردہ میشود۔ و آنچه میفرماید: قرآن کلام خداست الخ یعنی کلام حق تعالیٰ دو نوع است یکے کلام نفسی است کہ آنرا صفت الکلام میگویند و دیگر کلام لفظی است چنانچہ قرآن کریم و تورات شریف و انجیل شریف و زبور شریف و غیرہ صحائف مقدسہ کہ بر انبیاء عظام

نازل شدہ است، تمامی آنها کلام لفظی بوده کلام او تعالیٰ می باشد۔ حق تعالیٰ کلام نفسی خود را به لباس حرف و صوت در آورده به پیغمبران خود نازل گردانیده است و هر دو قسم کلام کلام او تعالیٰ است اما صفت کلام قدیم و کتب منزلہ حادث اند و آنچه میفرمایید دیدن مومنان حضرت حق سبحانہ را حق است الخ یعنی مومنان در شبست حق تعالیٰ را می بینند و این دیدن بے کیف است کدر این دنیا در عقل و تعبیر بشر نمی گنجید فلاسفہ و معتزلہ و دیگر فرقہ ہائے بتدعہ اندیدار حق تعالیٰ انکار کرده اند و آخرت را بدینیا و چشم آخرت را چشم دنیا قیاس کرده اند و این قیاس آنها یک قیاس غلط و بے اساس است زیرا کہ چشم آخرت ہمہ نور است و چشم دنیا کہ از عدم ساخته شدہ مرکب از نور و ظلمت بودہ و جزو عظم آن ظلمت است بنا بر آن چشم آخرت را با چشم دنیا مقایسہ کردن کار بے خبران و بے خردان است۔ خلاصہ اینکہ چشم آخرت سراسر نور بودہ و در دیدن آن نور مقابلہ و محاذات شرط نیست بلکہ آن نور جہات ستہ و چنیہ جہت را دیدہ می تواند بنا بر آن آن نور را باین ظلمت قیاس کردن قیاس مع الفارق است و قیاس لیاقت آخرت بے لیاقت این جهان فانی یک قیاس مع الفارق است۔ ناگفتہ نماند کسیکہ ایمان بقرآن آورده و بقرآن اعتقاد داشتہ باشد باید تلویع فرمایشات و ارشادات قرآن و سنت باشد و ہدایات قرآن و حدیث ثبت دیدار او تعالیٰ است۔

تبصرہ کہ چشم آخرت و موجودات جنت نتیجہ شیونات او تعالیٰ بودہ لیاقت آن بلند است و چشم دنیا از عدم ساخته شدہ کہ ظلمت می باشد۔

و آنچه میفرمایید از عذاب گور ضعتہ آن الخ یعنی ضعتہ در حق اشخاص صالح مانند بغل کشی و ملاقات دو نفر بودہ و زمین بمثل مادر ہر بان فرزند خود را در آغوش می کشد مسلم است کہ تمام انسانہ اولاد زمین اند و ضعتہ در بار اشخاص ناصالح البتہ سبب تکلیف و تعذیب است و این مضمون کتاب شرح صدور و بدور سافرہ علامہ سیوطی تذکار یافتہ است۔

و منکر نگیرد و ملک نا شناختہ می باشد کہ یکے آنها از میت مسلمان و دیگران از میت کافر

می پرسد یعنی از میت سوال کرده میشود که خدای تو کیست و دین تو کدام دین است و پیغمبر تو کدام پیغمبر است و نیز در حدیث تشریف آورده است که مرده در قبر خود آنحضرت را می بیند اگر مرده مسلمان بوده باشد در جواب ملک میگوید که این ذات مبارک پیغمبر خداست و من برسالت او ایمان دارم و اگر میت کافر باشد در جواب ملک میگوید که من هیچ نمی دانم و خبر ندارم۔ بعد از سوال و جواب در قبر من فرش و لباس جنت آورده میشود و در قبر کافر فرش آتش و دوزخ آورده میشود و لباس او نیز از آتش دوزخ پوشانیده می شود۔

تذکرہ: در قبر مسلمان خوش خلق یک شخص توراتی تشریف فرما می شود که تمام قبر را منور می گرداند مرده از آن شخص توراتی می پرسد که شمار نمی شناسم، آن شخص توراتی میفرماید که من همان خوشی می باشم که مراد دل یک نفر مسلمان انداخته بودی و تا قیامت با تو می باشم۔
مکاتیب ۶۸ و ۶۹ حاجت بشرح نیست۔

مکتوب ہفتاد

حضرت امام میفرماید در انسان چنانچه قلب او الخ یعنی در انسان کامل تجلیات که در عرش مجید است در انسان نیز موجود است همچنان تجلیات و ظہورات کہ در بیت اللہ شریف و کعبہ معظمہ ظاہر است در انسان کامل نیز از ان ظہورات موجود است۔ آنچه میفرماید از ہمین و شمال بیگانه است الخ ہمین و شمال عبارت از صفات و ظلال صفات بوده، تجلی ظلال صفات و تجلی خود صفات گذشته یہ تجلیات ذاتیہ مشرف شدہ است بلکہ مقامی رسیدہ کہ از تجلی ہم بلند تر است و بوصول بلا کیف بذات بے کیف او تعالی رسیدہ است و آنچه میفرماید اگر کسی را بہ این دولت الخ یعنی خود حضرت امام از فضل و محبت او تعالی باین دولت مشرف شدہ است و رسیدہ گان این مقام بسیار کم اشخاص می باشند۔ و آنچه میفرماید نسبت بہ سابقہ رویہ زوال آمد الخ یعنی نسبت قلب و دیگر لطائف کہ تعلق بہ ظلال داشتہ زائل میشوند

زیرا کہ در وقت اصل ظل در تحت می ماند و آنچه میفرماید کہ از وصول مطلوب بعید تر می افتد الخ یعنی کسیکه طرف مرکز متوجه نبوده طرف ظلال صفات توجه کند از مطلوب دور تر می افتد زیرا کہ تفصیلات صفات تعلقات صفات است و آن غیر تنہای است و بطرف ممکنات است زیرا کہ ممکنات نیز متعلق صفات می باشند۔

مکتوب ہفتاد و یکم

حضرت امام میفرماید صاحب فتوحات مکیہ الخ یعنی حضرت شیخ اکبر گفته کہ آنحضرت جامع وجود و امکان است زیرا کہ آنحضرت از جمله ممکنات است و صفات واجبہ نیز در ذات مبارک او ظاہر است کہ عبارت از حیات و علم و غیرہ صفات است مگر صاحب فتوحات نہ فہمیدہ کہ در ذات مبارک آنحضرت تمثال صفات واجبہ ظاہر است نہ خود صفات واجبہ۔ و آنچه میفرماید و چون وسعت مرتبہ و جوب پر تواند از دل الخ یعنی وقتی کہ عارف وسعت ذات مقدس او تعالی و وسعت صفات ثمانیہ را مشاہدہ کند تمام عالم را در مقابل آن جزو محقر خواهد دید زیرا کہ ذات مقدس و صفات ثمانیہ او تعالی غیر تنہای است و آنچه میفرماید زیرا کہ گوئیم نبوت عبارت الخ یعنی نبوت تنہا نزول نہ بودہ بلکہ یک جزو نبوت عروج است و دیگر جزو آن نزول است چنانچہ ولایت داراے عروج و نزول است نبوت نیز داراے عروج و نزول است اما عروج نبوت بہ کمالات اصلیہ بلکہ بہ ذات مقدس او تعالی می رسد و عروج ولایت بہ کمالات ظلیہ تعلق دارد۔ اما عارفیکہ بہ کمالات حضرات انبیاء مشرف شود از معارف اصلیہ با خبر میگردد۔

مکتوب ہفتاد و دوم

حضرت امام میفرماید بطور عرش ہر چند الخ یعنی در عرش مجید ظہور ذات جامع الصفات است و کعبہ معظمہ یک معاملہ بے کیف بذات بخت او تعالی داشته می باشد کہ از ظہور ہم برتر است زیرا کہ ظہور شے

تمثال شے است و معاملہ کعبہ معظمہ از تمثال و ظہور بلند تر است۔ آنچه میفرماید الحاق بہ حقیقت کعبہ
بیسر شدہ است و بالاتر از ان نیز عروج واقع شدہ الخ

سوال: حضرت امام در اول مکتوب فرمودہ اند کہ معاملہ کعبہ فوق ظہورات است یعنی
بذات او تعالیٰ تعلق دارد و در اینجا میفرماید کہ ترقیات بہ اندازہ وصول پیوستہ است یعنی عروج
فقر از حقیقت کعبہ بالاتر است و قتیکہ حقیقت کعبہ بذات او تعالیٰ رسیدہ باشد عروج بالاتر از ان
چہ گنجایش داشتہ خواهد بود؟

جواب: این سوال دو جواب داشتہ می باشد۔ جواب اول آنکہ وصول بذات مقدس او
تعالیٰ مراتب متفاوتہ داشتہ می باشد نمی بینی کہ حضرات انبیاء ہمہ در آنجا رسیدہ اند و بعض اولیاء کرام
نیز واصل گشتہ اند، اما در بین این دو وصول فرق زیاد موجود است۔
جواب دوم: آنکہ کعبہ معظمہ اگرچہ وصول بلا کیفیت مشرف است اما کعبہ منظر تنزیہ صرف او تعالیٰ
است نہ منظر ذات او تعالیٰ و ترقی از ظہور تنزیہ هیچ اشکال ندارد اما حقیقت کعبہ از حقیقت عارف و
استقرار کعبہ از استقرار عارف بلند است و بلند رفتن عارف فقط در وقت عروج بودہ و استقرار عارف
پائین تر از استقرار حقیقت کعبہ است۔ اما عوجات عارف از حقیقت کعبہ بسیار بلند است مراد از عارف
آن عارف است کہ از کمال مراد ان بودہ باشد نہ ہر عارف مصرع
نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند

تبصرہ: تنزیہ یک شان از حیوانات او تعالیٰ بودہ و عین ذات او تعالیٰ نیست و کعبہ
منظر تنزیہ او تعالیٰ است نہ منظر ذات او تعالیٰ عروج عارف کہ طرف ذات او تعالیٰ واقع میشود از
حقیقت کعبہ کہ ظہور تنزیہ صرف است می گذرد۔ از اینجا است کہ کعبہ بہ نزد بعض بزرگان تشریف می برد۔

مکتوب ہفتماد سوم

حضرت امام میفرماید اعیان ثابۃ را کہ حقایق ممکنات است الخ

تبصرہ: اعیان ثابتہ بہ نزد حضرت شیخ اکبر صور علمیه صفات او تعالیٰ ہست کہ آن صور علمیه بصورت ممکنات ظاہر شدہ است و بہ نزد حضرت شیخ صفات ثمانیہ او تعالیٰ وجود خارجی نہ داشتہ صرف وجود علمی دارند و بہ نزد حضرت امام اعیان ثابتہ عبارت از صور علمیان صفات است کہ در خارج موجود اند و تجلیات خود صفات در عبادات مقابلات خود پر توانداختہ و این پر توصفات و عبادات متقابلہ در علم او تعالیٰ مفرج گردیدہ و بعد صفت تخلیق خداوندی این عبادات مفرجہ را موجود گردانیدہ زید بکر و غیو ایجاد شدہ است پس اعیان ثابتہ نزد حضرت امام تجلیات صفات است یا امتزاج عبادات متقابلہ اگر سائل از حضرت شیخ اکبر سوال کند و پرسد: وقتی کہ صفات ثمانیہ نبودہ باشد علم او تعالیٰ کہ از جملہ صفات او تعالیٰ است کجا وجود خواہد داشت کہ صور علمیه نامیدہ شود۔ حضرت شیخ در جواب خواہد گفت کہ مراد از علم عالمیت او تعالیٰ است نہ وجود صفت العلم۔ اما فرمودہ شیخ چون موافق عقیدہ اہل سنت نبودہ محمول بہ سکر وقت است۔

تبصرہ: چون فرق این دو مذہب حضرت شیخ و حضرت امام واضح گردید باید دانست کہ کدام این دو مذہب موافق شریعت غرا و موافق اہل سنت است و کدام آن موافق نیست و بکدام کدام مناسب حال ابتدا و کدام مکشوف مناسب حال انتہا است معلوم است کہ مکشوف حضرت امام مطابق شریعت و مکشوف انتہائی است۔ زیرا کہ وجود خارجی صفات عقیدہ اہل سنت است و مکشوف حضرت شیخ ابتدائی و مطابق شریعت نیست۔ و آنچه میفرماید این مقام را کہ جمع توہمین است بس عالی گفتہ اند الخ یعنی بہ نزد انتہا عالم خلق ظاہر انسان و عالم امر باطن انسان است و قتی کہ عارف بہ مبداء فیض خودی رسد و عالم خلق او کہ عبارت از نفس اوست برائے دعوت نزول کند و عالم امر او برآئے طے کردن مقامات عالیہ در عروج پورہ باشد این مقام را بس عالی میدانند و جامع توہمین میدانند و بہ نزد حضرت امام بمشاہدہ رسیدہ است کہ عارف کامل کہ از جملہ خاص خواص است بعالم امر و عالم خلق خود نزول میکند و بہ کلیت متوجہ دعوت می شود۔ و صاحب توہمین مقامات عالیہ را بانجام نہ رسانیدہ نفس او نزول کردہ و روح او بہ طے کردن کمالات عالیہ در عروج ماندہ بخلاف شہی حقیقی

کہ کمالات عالیہ را با انجام رسانیده بروح و نفس خود متوجہ دعوت خلق است و فرق این دو عارف بمنزلہ قطرہ و دریای می باشد و نیز بمشایدہ حضرت امام رسیده است کہ ظاہر عارف تجلی صفات باطن او تجلی ذات مقدس می گردد و عالم خلق و عالم امر او بمنزلہ پوتین و لباس او گردیدہ از حقیقت او خارج میگردد۔ و نیز حقیقت عارف آن صفت اضافی است کہ مبداء فیض اوست و این اسم نیز داراے اصول دیگر است کہ عبارت از خود صفات و حیوانات و اعتبارات است و آن صفت حقیقت و حوی عارف است کہ عارف آنرا حقیقت خودی بیند۔ و آنچه میفرماید این شہود مجرد تجلی نیست الخ یعنی اگرچہ حقیقت عارف اسم او تعالی نبودہ بلکہ اسم او تعالی مبداء فیض اوست اما عارف آن اسم را بمنزلہ حقیقت خود مشاهده میکند و این شہود اگرچہ داراے حقیقت نیست اما سبب آثار و علامات بود و باین شہود عارف منظر آن صفت گردیدہ و از تجلیات او بہرہ ورمی گردد و بآن تجلیات تقاید میکند بیت مراد گیر بجائے من نہ بینی چو جان آئی بجائے من نشینی

و آنچه میفرماید و آنچه فقیر الخ یعنی در آن وقت من ہم عالم خلق را ظاہر عارف و عالم امر را باطن عارف گفته بودم اما آن معرفت از معارف مقامات متوسطہ و این معرفت از معارف انسانی است۔

سوال: عارف از افراد عالم و حادث است اسما و صفات و حیوانات حقیقت او شدہ

نمی تواند این موضوع چگونه خواهد بود؟

جواب: انوار مراتب قدسیہ جزو بدن عارف میگردد نہ اینکه خود مراتب و حوی حقیقت

عارف گردد و این مہمیت از لیاقت و استعداد انسان است بہر مقام و مراتب عالی کہ مشرف میگردد

انعکاس تجلی آن مراتب قدسیہ جزو بدن او میگردد و ملک داراے این لیاقت نیست۔ بیت

قدسیاں را عشق ہست و در نیست در دہ جز آدمی در خورد نیست

و آنچه میفرماید، باید دانست کہ توجہ بحق الخ

تبصرہ: صاحب عروج داراے سہ حال می باشد: اول، سالک بہ تمام قوائے خود

متوجہ عالم و حوی بودہ ولی ہنوز بہ مبداء فیض خود نرسیدہ است۔ دوم: آنکہ عارف بہ مبداء فیض خود

رسیدہ و منعکس بہ انعکاس تجلیات صفات گردیدہ و بہ تجلیات آن مرتبہ باقی گردیدہ و بقا با شرف
 مشرف شدہ است اما عروجات مراتب و جوب را با انجام نہ رسانیدہ دلایں مرتبہ نفس او برائے
 دعوت نزول می کند و روح او برائے طے کردن مقامات عالیہ در عروج می باشد۔ سو ہم؛ آنکہ
 عارف سیر تمام مراتب و مقامات و جوبی را طے کردہ و از مرتبہ خواص گذشتہ و بہ مرتبہ اخف خواص مشرف
 گردیدہ است این عارف نائب اکمل انبیاء عظام است لهذا بظاہر و باطن متوجہ دعوت خلق است
 است چنانچہ حضرات انبیاء عظام بظاہر و باطن متوجہ خلق اند۔

پوشیدہ نمائند با اینکه این عارف متوجہ بحق نبودہ بلکہ متوجہ بخلق است مگر مظهر آن تجلیات
 است کہ عارف متوجہ بحق بہ گردان نرسیدہ است۔ حضرت امام در مکتوبے میفرماید کہ سر در دو عالم
 در وقت نماز ہم متوجہ دعوت خلق بودہ با وجود آن مظهر آن تجلیات بودند کہ عارفان متوجہ بحق بہ گردان
 نمیرسند زیرا کہ مقامات عروج با ہتھار سیدہ۔ پوشیدہ نمائند کہ معاملہ سر در دو عالم در ادراک ہم نمی گنجد
 سرش آنست کہ او تعالیٰ محبوب خود را مظهر آن کمالات و تجلیات گردانیدہ کہ دیگران بہ عشر عشران
 ہم نمیرسند و این مرتبہ مقدسہ مظهریت حاجت بہ توجہ عارف ندارد صرف عنایت محبوب حقیقی
 است کہ بہ محبوب خود مومبت کردہ است و تابعان کامل بہ تبعیت بآن مشرف می شوند۔

تذکرہ: وقتی کہ تزکیہ و تصفیہ حاصل شود عارف مظهر تجلیات قدسیہ می گردد۔ بیت
 اول بروب خانہ پسان ہمان طلب آئینہ شود وصال پری طلقان طلب

مکتوب ہفتاد و چہام

تبصرہ: حضرت امام در این مکتوب شریف این آیہ کریمہ را تخریر فرمودہ: ثم اورثت
 الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فممنہم من ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم
 سابق بالخیرت یا ذن اللہ و آیہ دیگر انما عرضنا الامانۃ علی السموت والارض والجبال
 فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوماً جہولاً

حضرت امام تذکرید میں ہے کہ در این آیہ کریمہ از سہ طائفہ یاد آوری گردیدہ است۔

(۱) قیوم وقت کہ تعبیر از ان قیوم بظالم لنفسہ واقع شدہ است۔ قیوم وقت عبارت از عارفی است کہ ہر فیض وجودی و توابع وجودی کہ بعالم میرسد بواسطہ اومی رسید یعنی حق تعالی کمالات ظاہری و باطنی را بہ توسط او بعالم می رساند و انس و جن و ملک باو محتاج اند و در حقیقت جمیع اشیاء بجاتب او متوجہ اند زیرا کہ تمام ممکنات از مکلفین و غیر مکلفین محتاج وجود و بقا اند پس تمام عالم باو متوجہ اند اگرچہ توجہ خود را دانند و یا نہ دانند۔ خلاصہ تعبیر ازین عارف بہ لفظ ظالم برے آن واقع شدہ است کہ نفس خود را خراب ساختہ و ظلم بمعنای تخریب نفس است کہ او نفس خود را در معرفت و عبادت او تعالی قانی ساختہ است۔

(۲) طائفہ دوم آن بزرگان اند کہ حق تعالی تعبیر از انہا را بہ کلمہ مقتصد فرمودہ است و انہا بدولت خلعت مشرف گشتہ اند و صاحب اسرار و ازہلے او تعالی بوردہ و ندیم می باشند چنانچہ حضرت خلیلؑ۔

(۳) طائفہ سوم آن بزرگان اند کہ تعبیر از انہا بہ سابق بالخیرات شدہ است و آن عبارت از محبوب محبوب است و این طائفہ بہ نسبت یار و ندیم ہم محبوب تر اند چنانچہ سر دار دو عالم و حضرت کلیمؑ۔

آنچہ میفرمایند تا بصورت شے مخلوق نگردد الخ یعنی انسان بصورت رحمان خلق گردیدہ است چنانچہ صفات ثمانیہ کہ در انسان است صورت صفات ثمانیہ عالم و جوب است یعنی حقیقت صفات در مرتبہ و جوب و صورت آن در مرتبہ امکان است ازینجا است کہ فرمودہ اند انسان بصورت رحمان مخلوق شدہ است و نگفتہ اند کہ انسان بحقیقت رحمان مخلوق گردیدہ است۔

تبصرہ: جامعیت کہ انسان دارد سایر ممکنات دارے این جامعیت نمی باشند یعنی انسان دارے اجزائے عشرہ و صورت صفات ثمانیہ است اما عالم کبیر با وجود وسعت و فراخی دارے این جامعیت نیست چنانچہ زمین با کلائی خود تنہا خاک است و آب با وجود بزرگی و وسعت خود تنہا آب است و علی ہذا القیاس سایر عوالم۔ بنا بر آن انسان بواسطہ این جامعیت قیوم وقت و خلیفہ رحمان گردیدہ است و بہ منصب قیومیت و خلعت و مجبیت و محبوبیت مشرف شدہ است۔

ناگفتہ نماز کہ انسان بواسطہ ہمیں جامعیت خود مناسبت فی الجملہ بعالم وجوب داشته است۔ بیت
زمین زاده بر آسمان تا ختہ زمین و زبان را پس انداختہ

چنانچہ ذات مقدس او تعالیٰ بسیط جامع است قلب انسان کامل نیز بسیط جامع پورہ کہ با خوری
خود دارے اجزائے عشرہ است۔ باید دانست کہ بساطت عالم وجوب باعتبار عدم ترکیب است
و بساطت قلب بواسطہ خوری آن است پس قلب نیز بہ سبب بساطت و جامعیت مناسبت
فی الجملہ بعالم وجوب پیدا کرد۔ خلاصہ اینکه قیوم بالاصالہ خود خداوند تعالیٰ است و عارف کامل
خلیفہ و نائب قیوم حقیقی است۔ آنچه میفرمایید این دو صفات ظلم و جهالت علت اندر حمل
بار امانت را الخ یعنی وقتی کہ عارف نفس خود را در معرفت او تعالیٰ فانی ساختہ و از تمام مراتب
امکان و وجودی گذشتہ بہ مرتبہ رسید کہ از ادراک آن عاجز است کہ حق سبحانہ او را ظلم و جهول نماید
بنابر آن لایق آن شدہ است کہ خلیفہ رحمان گردد۔

تبصرہ: قیوم اول حضرت آدم است و علیٰ ہذا القیاس حضرات انبیاء اولوالعزم دیگر
کہ ہر کدام نائبان و خلیفہ گان او تعالیٰ اندر طائفہ دوم کہ بہ مقتصد یاد آوری شدہ اند بہ منصب
خلت مشرف گشتہ اند ہر حلقہ مقام خلعت حضرت ابراہیم است و مقام محبت فوق مقام خلعت
است۔ طائفہ سوم کہ سابق با انجیزات می باشد عبارت از محب و محبوب اندر ہر حلقہ مجاہدان حضرت
کلیم اللہ است و سرگروہ محبوبان حضرت خاتم الرسل و سردار دو عالم است و تبعیت و وراثت این
انبیاء عظام ہر کسے را کہ حق تعالیٰ بنواز دہان مقامات مشرف بسازد۔ و محبوبیت تنہا خاصہ سرارد و عالم
است و از برکت متابعت شان بعض اولیاء کامل نیز باین مقام مشرف شدہ میتوانند۔ آنچه میفرمایید
مقامات کہ فوق مقام محبت اند الخ چنانچہ محبوبیت و محبت فوق مقام محبت اند محبت از حضرت کلیم
محبوبیت از سردار دو عالم است ازین مکتوب فوقیت حضرت موسیٰ معلوم است۔

مکتوب ہفتاد و پنجم

تبصرہ: در این مکتوب شریف مرسل الیہ شخص متنفذ و صاحب منصب بوده کہ در سفری با عالمی ہم سفر بوده است شاید کہ این سفر او سفر حج و زیارت بیت اللہ شریف یا سفر جہاد بوده باشد و در این سفر برای مرسل الیہ خسارہ ہائے و تکلیف جانی رسیدہ است بنا بر آن حضرت امام اورا تسلی دادہ و میفرماید کہ ہرچہ از محبوب حقیقی می رسد باید کہ انسان از آن لذت بگیرد الخ زیرا کہ چیزیکہ مراد محبوب است لذیذ است می باید انسان از آن محفوظ گردد۔ پوشیدہ نماں کہ صبر کردن دیگر است و لذت گرفتن دیگر یا طبقہ عوام اگر لذت گرفتہ نتوانیم صبر کردہ ہم بتوانیم غنیمت است اما دوستان خاص او تعالی از تکلیفات و آلام لذت میگیرند زیرا کہ آنها از خواہشات نفس آزاد و عاشق فعل محبوب اند۔ بنا بر آن برای دوستان خدا ایلام و انعام کہ ہر دو فعل محبوب اند یکسانند یعنی از ہر فعل محبوب چہ ایلام باشد و یا انعام محفوظ و متلذذ می گردند، این مقام ہم مقام بعض اولیاء بزرگ است ہر عارف، باین مقام نمی رسد۔

مکتوب ہفتاد و ششم

تبصرہ: بعض اولیاء کرام قلب عارف را بہ نسبت عرش کلان و وسیع پندارند حضرت امام در این مکتوب شریف آنرا تردید و میفرماید کہ فضیلت کلی برای عرش ثابت است و تجلی قلبی یک جزو ظہور عرشی است الخ چون در حدیث شریف لیاقت قلب بہ نسبت لیاقت آسمان ہا ثابت گردیدہ حضرت امام آنرا چنین تشریح می دہد کہ وسعت قلب بہ نسبت آسمان ہا درست است اما عرش از حیلہ آسمان ہا نیست۔ آنچه میفرماید کہ عرش مجید کہ محل الخ یعنی تجلی عرشی تجلی اصلی است و تجلی آسمان ہا و غیرہ ظل آن تجلی است مسلم است کہ ظل در جائے اصل حکم معدوم دارد اما تجلی قلبی در مقابل تجلی عرشی معدوم نمی گردد زیرا کہ تجلی قلبی یک جزو تجلی عرشی است و همچنان تجلیاتیکہ در عالم امر است کہ فوق عرش می باشند فوق تجلی عرشی است۔ پوشیدہ نماں کہ خود عرش از عالم امر نمی باشد بلکہ یک طرف عرش کہ رو بہ عالم امر داشتہ حکم عالم امر دارد و طرف دیگر آن

کہ رو بہ عالم خلق داشته حکم عالم خلق دارد۔

سوال: از بیان فوق معلوم می گردد کہ عالم امر بہ نسبت عالم خلق افضل است و حالانکہ حضرت امام در مکاتیب دیگر عالم خلق را افضل گفته اند؟

جواب: فضیلت در بین عالم خلق و عالم امر دائر است یعنی در این جا حیثیات مختلف است از حیث مکانیت و ظهور عالم امر افضل است کہ مکان آن فوق عالم خلق است و نیز ظهور عالمی کہ در عالم امر است فاضل تر است بر ظهوریکہ در عالم خلق است و حیث دیگر کہ عبارت عروج است و در عروج و وصول بلا کیف بذات بخت او تعالی عالم خلق افضل است بہ نسبت عالم امر و پستی خاک سبب بلندی او گردیده است و عروجاتی کہ عالم خلق دارد عالم امر از آن بے بهره است۔ حضرت امام میفرمایند بعد از تمامی این دائرہ الخ یعنی وقتی کہ عارف از ظہورات عالم امر میگذرد و بہ عالم وجوب می رسد در این وقت چون مراتب وجوب بدرک او نمی گنجی چہل نصیب و میگردد اما بعض افراد اکمل اولیاء کرام از مرتبہ خیال گذشتہ و بہ معرفت ادراک مرتبہ وجوب و حتی بدرک ادراک نیز مشرف میگردند ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء۔ چنانچہ حضرت امام در دفتر سوم بآن تصریح فرمودہ و درک بہ نسبت ادراک فوق تر است۔

و آنچه میفرمایند اما آنرا ہیئت وحدانی حاصل است الخ یعنی عالم صغیر کہ انسان است دارای ہیئت وحدانی است کہ عالم کبیر فاقدان است و این ہیئت وحدانی سبب لیاقت انسان گردیدہ است۔ آنچه میفرماید جزو ارضی اقرب ظہورات است الخ یعنی حضرت امام جزو ارضی را دور تر و عالم امر را اقرب تر میدانند ازین فرمایشات حضرت امام معلوم می شود کہ تخلیق عالم امر قبل از تخلیق عالم خلق است و از ملاحظہ حدیث شریف کنت نبیا نیز تقدیم عالم امر قبل از تخلیق عالم خلق معلوم میگردد۔ علامہ ملا علی قاری میفرماید کہ روح بہ نسبت بدن چہار لک سال قبل تخلیق شدہ است و حضرت امام عالم خلق و عالم امر را بہ منزله دائرہ پنداشتہ اند کہ نصف آن دائرہ عالم امر و نصف دیگر آن عالم خلق است و از مرتبہ مقدسہ عالم وجوب تعبیر بہ نقطہ نمودہ اند۔ حضرت امام عالم امر را قوس اولی عالم خلق

توس دوم دائرہ فرمودہ وقوس اول معرض وقوس ثانی را مقبل فرمودہ۔ آنچه میفرمایید کہ در مرتبہ عالم امر کہ جزو اول دائرہ است ظہورات معرض است از نقطہ کہ عبارت از عالم وجوب است و در نصف آخر دائرہ کہ عالم خلق است ظہورات مقبل و متوجہ بہ نقطہ اول می باشد کہ عالم وجوب است و در بین معرض و مقبل فرق زیاد موجود است یعنی مقبل افضل است نسبت بہ معرض۔ شمامی بینید کہ در رسم کردن دائرہ نصف اول دائرہ معرض و نصف دوم آن مقبل است۔

مکتوب ہفتاد و ہفتم

تبصرہ: شیخ حسن خیال کردہ است کہ در وقت فتا باید کہ ظاہر و باطن فانی گردید و عارف در حین فتا داراے قابلیت حرف زدن نبودہ و می باید کسی را شناسد اما شیخ حسن این را نفہمیدہ است کہ سالک داراے لطافت ظاہر و باطن است لطافت باطنی سالک عبارت از قلب توری روح و سر و خفی و اخفی بودہ کہ فانی میشود و ظاہر سالک کہ عبارت از عالم خلق و حواس خمسہ او باشد بحال خود باقی است۔ و نیز شیخ حسن بر علیہ صوفیہ وجودیہ اعتراض کردہ می گوید کہ آنہا عالم را ظہور حق تعالی میدانند بتباران حضرت امام در این مکتوب شریف شیخ حسن را دانائیدہ و میفرمایید کہ توحید شہودی از ضروریات طریقت است الخ یعنی سالک باید کہ ماسوا را فراموش نماید و اینکہ وجودیہ عالم را ظہور حق تعالی میدانند، این گفتارشان داراے حقیقت نبودہ و یک حال ابتدائی است اما آنہا معذوراندر ملامت نمی باشند۔

خلاصہ حاصل فرمایش حضرت امام این است کہ ظاہر سالک دوہین است و باطن او یکہ بین یعنی باطن او غیر حق را نمی بیند و ظاہر او شرک است چنانچہ خداوند ایمان داشتہ و دیگران را ہم می بیند۔ حضرت امام میفرماید ظاہر و باطن عارف را در مکتوبی الخ یعنی حضرت امام در آن مکتوب فرمودہ کہ لطافت خمسہ عالم امر باطن انسان و عناصر رجب و نفس ناطقہ ظاہر انسان میباشد و آنچه میفرمایید نہایت امر تبیہ است الخ یعنی شخصی کہ بہ بردافین خود میرسد کہ ظل یک صفی از صفات

ثانیہ است این شخص منتہی گفتمی شود و شخصیکہ بخود صفات برسد نیز منتہی گفتمی شود و ہکذا
عارفیکہ بہ حیوانات و اعتبارات میرسد نیز منتہی است و عارفیکہ بوصول بالاکیف بذات بخت او
تعالی میرسد منتہی حقیقی است پس معلوم گردید کہ انتہا دارے مراتب متفاوت است حضرت مولانا
میں فرماید: مصرع

از دوزانو تا دوزانو فرقہا است

یعنی موش و اشتر ہر دو دارے زانو می باشند و این دوزانو از ہم دیگر فرقہا پیدا شدہ می باشند
زانوے موش با زانوے اشتر قابل مقایسہ نیست۔

مکتوب ہفتاد و ہشتم

حضرت امام در این مکتوب شریف در اطراف محبت و اخلاص بزرگان اسلام صحبت میفرماید
آنچہ میفرماید کہ محبان ایشان با ایشان اند الخ یعنی قریبیکہ این بزرگان دارند محبان ایشان بہ آن قریب
مشترف میشوند تفاوت و بدبختی ہا تحت فصیلت این قرب پنهان میگردد حق تعالی خطاب با آنحضرت
میں فرماید: یگویم اگر خدا را دوست دارید متابعت من بکنید تاکہ محبوب خداوند شوید۔ یعنی
متابعت و محبت بزرگان سبب فنا و بقا و قرب حق سبحانہ می گردد۔ و آنچہ میفرماید اگر در ابتدا بدو
توسط احدی الخ یعنی انسائہاد و نوع اندیکہ محبوبین است و دیگرے مجبین۔ مرتبہ محبوبین بسیار عالی
بدون توسط مرشد ہم میرسد و فضل و مرحمت او تعالی شامل حال آنهاست و در حق محبوب
انابت لازم است۔ بیت

مرا اگر تو سن دل نیست در راہ کمنڈ زلف او ہم نیست کوتاہ

ناگفتہ نماںد اگرچہ محبوبین بدون وسیلہ مرشد ہم بمطلوب میرسد اما عادت حق تعالی آنست کہ
تربیت محبوبین نیز از اسباب و وسائل کار گرفته شود اما مجبین محتاج بہ راہبر و مرشد اند تا در محبت
شیخ فانی شدہ و آن فنا سبب فنا فی اللہ و بقا باشد گردیدہ باشد۔

تبصرہ: فنا فی الشیخ معاملہ ایست کہ نصیب مرید صادق میگردد و این مرید درویش

فنا فی الشیخ ہمیشہ مرشد خود را حاضر می بیند مکاشفات و مشاہدات تصوف از عقل بلند است -
و نیز ناگفته نماند کہ بقا باللہ گرفتن انعکاس صفات مقدسہ او تعالیٰ است و آنچه گفته شد کہ در
محبوبین ہم از اسباب عادیه کار گرفته میشود چنانچہ در بارہ آنحضرت کہ رئیس و سر دار محبوبین است از
اسباب عادیه کار گرفته شدہ است، و سینہ مبارک شان سہ مراتب تشریح گردیدہ و قلب مبارک شان
بہ آب کوثر شستہ شدہ است و اگر اسباب عادیه در نظر نمی بود بہ شرح صدر آنحضرت کہ بہترین عالم و
عالمیان است ہیچ احتیاجی نبود۔

سوال: بعض محذوبین صاحب کشف و خوارق بودہ با وجود آن بہ تعمیل امور شرعیہ متصرف
نمی باشند دلیل آن چہ خواہد بود؟

جواب: مولانا عبد الرحمن جامی میفرماید کہ این طائفہ دو قسم اند بعضی آنہا بزرگ بودہ و کشف
شان کشف ولایت است و بعضی آنہا دیوانہ بودہ کشف شان کشف حیوانی است زیرا کہ حیوانات ہم دارا
کشف اند نیز این دو کشف وظیفہ اولیای کرام است و بزرگان میدانند کہ این صاحب کشف عارف ہست یا دیوانہ۔

سوال: بعض اشخاص با وجودیکہ با احکام شرعیہ پایت نمی باشند با آن ہم در بین مردم
بہ بزرگی و ولایت شہرت دارند چنانچہ در زمین طائفہ دیدہ میشود کہ نماز ایشان قصا میشود و
بادائے نماز ہیچ متوجہ نمی شوند علت آن چہ خواہد بود؟

جواب: این شخص اگر عارف بودہ باشد از امکان دور نیست زیرا کہ احتمال دارد کہ
لطائف او مراتب تصفیہ و تزکیہ را طے کردہ و از ہم جدا شدہ باشند و ہر کدام ان بصورت آن
عارف متمثل شدہ در جاہاے دیگر بہ ادائے نماز پرداختہ باشند چنانچہ بعض عارفان کمل باین دولت مشرف
شدہ اند از قبیل حضرت غوث الثقلینؒ و خواجہ بزرگ حضرت شاہ نقشبندؒ و حضرت امام وغیرہ۔ خلاصہ
اینکہ حق تعالیٰ بدوستان خود چنین کمالات را موصیبت میفرماید کہ درک و فہم آن از عقل عوام بعید است
و اگر عارف نیست معلوم است کہ یک شخص جاہل است۔ و آنچه میفرماید بر شکر غلطید الخ یعنی کسانی کہ
بمرتبہ ولایت نرسیدہ باشند مانند صفراے شیرینی، تقوی و معرفت را نمی فہمند چنانچہ صفراے شیرینی

نبات را نمی فهمد بنا بر آن لازم که آنان بزرگان مقابله و موافقت کنند و معاملہ آنها را در پیش گیرند۔

مکتوب ہفتاد و نهم

حضرت امام میفرماید اسلام طریقت نیز الخ یعنی اسلام و کفر هر کدام دونوع میباشد اول اسلام مجازی چنانچه اسلام عوام و کفر مجازی چنانچه کفر یہود و نصاری و غیرہ مشرکین۔ دوم اسلام حقیقی چنانچه اسلام عرفائے کرام کہ بعد از کفر طریقت با اسلام طریقت و حقیقت مشرف شدہ اند۔ ناگفتہ ماند کہ کفر طریقت مانند کفر حضرت مضر است کہ بمقام جمع رسیدہ بود و در آن وقت در بین حسن اسلام و قبح کفر تمیز کردہ نمی توانست و این کفر طریقت را کفر حقیقی نیز میگویند حضرت امام بہ شیخ یوسف میفرماید کہ از کفر طریقت با اسلام طریقت رسیدہ شود الخ۔ پوشیدہ نماند کہ کفر طریقت عقیدہ نیست بلکہ یک حال است کہ برای بعض اولیاء کرام در راه سلوک دست میدہد و برای بعض دیگر دست نمی دہد صاحب کفر طریقت حق تعالی را جامع تشبیہ و تنزیہ میداند و میگویند چنانچہ کہ مرتبہ تنزیہ واجب است مرتبہ تشبیہ کہ ممکنات است ہم واجب است لهذا ہمہ اوست میگویند۔

خلاصہ اینکه این طائفہ چنانچہ کہ مرتبہ تنزیہ را ذات مقدس او تعالی میداند سایر اشیاء و ماسوی حق سبحانہ را نیز ظہورات حق پنداشتہ و میگویند کہ حق تعالی بہ شان زمین و آسمان و غیرہ مخلوقات ظہور فرمودہ است پس ہمہ واجب اند۔ ناگفتہ نماند کہ ظہور دیگر است و وجود دیگر و صفیہ وجودیہ نمی گویند کہ حق تعالی بصورت آسمان و زمین و غیرہ تبدیل گردیدہ بلکہ میگویند کہ باین اشکال ظہور فرمودہ است چنانچہ زید در آئینہ ظاہر است اما در آئینہ موجود نیست۔ آنچه میفرماید بہ حقیقت اسلام مشرف گرداند الخ یعنی حق تعالی بہ ایمان قلب و نفس مشرف سازد زیرا کہ قبل از فائزہ ایمان قلب است و بعد از تنزیہ نفس ایمان نفس ہم میسری گردد و بہ حقیقت اسلام مشرف می شود و تمام ادا شرعیہ را بر غبت تعمیل می کنند۔

تبصرہ: فنا عبارت از معدوم شدن سالک نیست بلکہ فنا عبارت از نیان ماسوی

و بقایا بشارت ازان نیست که عارف خدا شود بلکه بقایا عبارت از گرفتن انعکاس صفات مقدسہ
او تعالیٰ است

مکتوب ہشتم

حضرت امام میفرماید معنی عبارت تمہیدات عین القضاۃ آنحضرت را واجب دیدہ و واجب
را بعنوان آنحضرت تعبیر کردہ و سردار دو عالم را بہ عنوان وجوب دیدہ معنائے این عبارات را
شیخ بہاری از حضرت امام پرسیدہ است حضرت امام در جواب آن میفرماید کہ این عبارت بینی
بر توحید و اتحاد است کہ از غلبہ سکر در مرتبہ جمع ظہور می کند۔

عین القضاۃ ہمدانی از صوفیہ و وجودیہ است و صوفیہ وجودیہ تمام عالم را واجب می پذیرند
اگر سردار دو عالم را واجب دانند گنجایش دارد عین القضاۃ از جملہ صوفیہ وجودیہ بودہ و در وجود
گویندہ را مشترک بگوید۔

و آنچه میفرماید کہ آنحضرت منظر اتم کمالات اوست یعنی انعکاس صفات و کمالات
مرتبہ مقدسہ وجوب باندا زہ کہ در وجود مبارک آنحضرت ظاہر گردیدہ در وجود هیچ کس دیگر یاں پمانہ
بظہور نہ پیوستہ است زیرا کہ کمالات دیگران تحت کمالات آنحضرت قرار دارند و آنچه میفرماید بدانند کہ
اشتراک در میان مبتدی الہی یعنی تنہی در صورت و توجہ بہ خلق مانند مبتدی است اما در کمالات باطنی
از مبتدی امتیاز دارد زیرا کہ باطن تنہی بواسطہ عروج و نزول منظر انوار و اسرار گردیدہ باطن او از ظاہر او
جدا شدہ است و باطن مبتدی ازین کمالات بی بہرہ بودہ و متوزع مراتب سلوک و معرفت را طے نکرده است۔
بیت اگر بصورت آدمی انسان بودی ۔ آدمی و بوزنیہ یکسان بودی

حضرت مولانا روم میفرماید:

کار پاکان را قیاس از خود بگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر
مکاتیب ۸۱ و ۸۲ حاجت بہ شرح ندارد۔

مکتوب ہشتاد و سوم

حضرت امام میفرماید کہ صحبت اصل عظیم است نزد این بزرگواران الخ یعنی نسبت مشائخ
نقشبندیہ شبیہ نسبت اصحاب کرام است زیرا کہ کمالات آنها از برکت صحبت آنحضرتؑ ہونہ ہونہ
نسبت این طریقہ علیا نیز بواسطہ صحبت شیخ مقدراست۔ و آنچه میفرماید دوام توجہ قلب است الخ
یعنی در صحبت اول مرشد قلب طالب طرف عالم وجوب متوجہ گردیدہ و در ثانی یہ بیان ماسوی
کہ آنرا فنا گویند مشرف می گردد۔

مکتوب ۸۴ حاجت بہ شرح نیست۔

مکتوب ہشتاد و نجم

حضرت امام میفرماید بلکہ از ماورائے فنا و قبلے متعارف الخ یعنی شیخ عبدالحی از فنا و بقا
و جذبہ و سلوک متعارف کہ متعلق بمقامات ظلیہ است بالارقتہ و بمعارف اصلیہ رسیدہ است
جذبہ متعارفہ قبل از ان و در سیر آفاقی و انفسی می باشد کہ از مقامات ظلیہ است کمالات اصلیہ
از جذبہ و سلوک متعارف بزرتر است یعنی جذبہ و سلوک متعارف در ولایت صغریٰ است و شیخ
عبدالحی تذکرہ ولایت کبریٰ بلکہ بمراتب ولایت علیا و کمالات نبوت رسیدہ است۔

مکاتیب ۸۶ و ۸۷ حاجت بہ شرح نیست۔

مکتوب ہشتاد و ہفتم

حضرت امام میفرماید بلکہ چون فعل محبوب است الخ یعنی از بندگان او تعالیٰ کسانے کہ
باطمینان نفس مشرف شدہ باشند از ہمہ افعال محبوب چہ ایلام باشند و یا انعام محظوظ می گردند یہ
ناصحی اگر گشت مارا دوست داریم دوست
در قتل من رخصت اوست ما داریم دوست

قبر او عین رضا و مہر او عین مراد لے عزیزان این چہ گفتگو نیست دانیم دوست
تبصرہ: این مرتبہ فوق مقام صبر و رضا قرار دارد زیرا کہ صبر وقتی است کہ فعل ایلام
را خوب نمی داند اما صبری کہ در رضا در حالتی است کہ آن فعل را بداند است و بآن رضا بیت
داشتہ باشد ولذت ایلام ازین ہر دو فوق تر است۔

مکاتیب ۸۹ و ۹۰ حاجت بہ تشریح نیست۔

مکتوب نود و یکم

حضرت امام میفرماید کہ مربوط بسیر فی اللہ است الخ یعنی وقتی کہ عارف از ولایت صغری
و مراتب ظلال می گذرد و مرتبہ ولایت کبری کہ ولایت انبیاء عظام است میرس رشایان آن میگردد
کہ معشوق دروے ظہور فرماید و سیر فی اللہ سیر در صفات است کہ تجلیات صفات در وجود عارف
پر تومی اندازد و این را سیر معشوق در عاشق می نامند زیرا کہ تجلی ازان طرف است۔

تبصرہ: ظہور صفات موجب آن نیست کہ قلب عارف محل و مکان صفات
و جوی بگردد زیرا کہ وجود دیگر است و ظہور دیگر یعنی در قلب عارف ظہور صفات او تعالی است
نہ وجود صفات چنانچہ ظہور زید را آئینہ خود زید نیست بلکہ ظہور زید است۔ و آنچه میفرماید این مقام
اعلاے مقامات قاب قوسین است یعنی در وقت ظہور صفات قوسین موجود است کہ قوس صفات
و قوس ذات مقدس است و این مقام مقام اعلاے مقامات قاب قوسین است و چون عارف
را گرفتاری و عشق بذات مقدس او تعالی کہ محبوب حقیقی است پیدا شود و بہ صفات ملتفت نگردد و
صفات از شہود این عارف بکلی برایدان را مقام او ادنی میگویند۔ و آنچه میفرماید ازین مقام اعلی الخ
یعنی چون عارف ازین مقام نزول میکند قدم اول او بہ عنصر خاک است۔

سوال: بلندترین و بالاترین مخلوقات لطیفہ خفی است می یا نیست کہ قدم اول او
در نزول در لطیفہ خفی می بودہ کرہ خاک؟

جواب: مثال واجب و ممکن مثال نقطہ حوالہ و دائرہ موجود است لہذا بہ نسبت واجب تعالیٰ لطیفہ اخفی و عنصر خاک در قرب و بعد یکسان اند۔

و آنچه میفرماید این قدر فرق است کہ آن نقطہ ثانیہ الخ یعنی از فرمودہ ہاے حضرت امام معلوم میشود کہ عالم امر در تخلیق سبقت دارد از عالم خلق و نیز عالم امر معرض از مرکز و عالم خلق مقبل بمرکز است از معرض تا مقبل فرق زیاد موجود است۔ قوس اول دائرہ معرض است بہ نقطہ و قوس ثانی بہ نقطہ مرکز مقبل است و قوس دوم عالم خلق و قوس اول عالم امر است۔

مکتوب نود و دوم

حضرت امام میفرماید شخص را این قرب الخ یعنی مردم بصورت عموم سه قسم اند

اول: آنکہ داراے قرب بوده و اطلاع بر احوال غیبی نیز داشته می باشد۔

دوم: آنکہ داراے قرب بوده ولی بدون کشف بوده باشد۔

سوم: آنکہ با وجود اینکه داراے قرب نمی باشد ولی از احوال مغیبات خبر دارند و این طائفہ سوم

اہل استدراج اند بواسطہ اینکه آہا بہ نسبت ریاضت صفائے نفس یدست آورده اند و بہ صفائے نفس مکتوبات را کشف کرده می توانند اما چون تزکیہ نفس ندارد از کشفات الہی عاجز اند۔

تبصرہ: شخص اول و دوم داراے تصفیہ قلب و تزکیہ نفس و از دوستان او تعالیٰ اند اما

تفاوت درجات آہا مروط بہ کثرت عروج و استعداد آہا است و کشف بسبب زیادت قرب نیست۔

سوال: بعض اولیائے کرام صاحب کشف بوده و بعض آہا داراے کشف نمی باشند

علت آن چہ خواہد بود؟

جواب: اگر قرب عارف در خیال او منقش شدہ بتواند صاحب کشف است اگر قرب او

در خیال او منقش نشود صاحب کشف نمی باشد۔

سوال: فرق در بین صفائی نفس و تزکیہ نفس چہ خواہد بود؟

جواب: فرق در بین صفائے نفس و تزکیہ آن این است کہ اگر بواسطہ ریاضات شاقہ و رحمت قافہ بدو انبلاع شریعت مقدسہ دارائے کشفات کو تہ گردانے صفاے نفس میگویند چنانچہ جوگیہ ہندو و فلاسفہ یونان و اگر از احکام شریعت مقدس پیروی نموده دارائے کشفات الہیہ گردیدہ و تہ تزکیہ نفس مشرف شود۔

و آنچه میفرماید بسیارے از اولیا راشد الخ یعنی عارفیہ قرب او در خیال او منقش نگردد و بلایت خود علم نداشته و ظاہر او از باطن او خبر نداشته باشد۔ آن عارف صاحب کشف نیست۔ و آنچه میفرماید کہ پیر دل مردہ مرید الخ یعنی اولیا راشد چنانچہ جسدشان زندہ است دلہائے شان نیز زندہ و تعالی زندہ اند و دل مردہ مرید را نیز زندہ میگردانند۔

اما طبقہ عوام اگرچہ از حیث جسد زندہ اند ولی دلہائے شان مردہ اند و زندگی و حیات حقیقی ندارند۔ تبصرہ: حیات و ممات دل بعد از اشتغال سلوک معلوم میشوند تنہا قلب بلکہ تمام اجزائے بدن سالک زندہ و بہ ذکر مشغول میگردد۔ بیت

ذرات وجود ہمہ بر عشق نوشیدا	آنی کہ بیانم بود از وصف تو کوتاہ
حسن نہ ہمان سکہ مجنون شدہ عاشق	حسن تو چنان ست کہ عالم شدہ شیدا
از شغلہ وصف تو بود یوسف مصری	از پرتو فعل تو بود دامن و عذرا
حسن تو کہ یک جلوہ بہ نمود بکفان	مستانہ بگردانید یعقوب و زلیخا

مکتوب نود و سوم

تبصرہ: عالم خلق ظاہر انسان و عالم امر باطن انسان است اما این ظاہر باطن یعنی لطافت عالم خلق و امر نیز سر کلام آنها دارائے ظاہر و باطن می باشند و باطن لطیف عبارت از تعلق آن لطیف است باسم مربی و اسم قیوم خود۔

و آنچه میفرماید کہ منصب بزرگ باطن است الخ یعنی ظاہر انسان اگرچہ بعالم تعلق داشته

می باشد اما انعکاس اسم قیوم خود را گرفته است و در حقیقت بعالم تعلق نداشته اگرچه آمیخته بعالم اندام و آمیخته بعالم نمی باشد و دل بیار و دست بکار اند و آنچه میفرمایند این توجه ظاہر و باطن یعنی عارف کامل بظاہر و باطن خود متوجه تکمیل و ارشاد خلق است و عارف متوسط این چنین نیست بلکه ظاہر او متوجه بخلق و باطن او متوجه بحق است زیرا که عروجیات او هنوز بآنتہا نرسیده و عارف کامل از عروجیات فارغ است اما توجه عارف بخلق تا زمان حیات او است بعد از وفات بظاہر و باطن متوجه حق میگردد و بوصول محبوب حقیقی مشرف می شود و بکلام حسن انتظام اللهم الرفیق الا علی مترنم می گردد۔

مکتوب نود و چهارم

حضرت امام میفرمایند بلکه عکس الخ یعنی حقیقت انسان عدم است یا عکس اسما صفات او تعالی و چون عارف به قرب او تعالی مشرف گردد عدم ذاتی او به تجلیات مستور می گردد یعنی عدم و عکس صفات که بشکل و صورت انسانی بظہور پیوسته بود در روی آن شہود عارف می برآید و این مرتبه را مقام فنا گویند۔ و آنچه میفرمایند اگر این سالک فانی بقا بخشد الخ یعنی این عارف کہ بعد از فنا و بقا بعالم رجوع نماید مایل عدم ذاتی خود را در رنگ پوست نازک می یابد و در ثانی عدمی کہ ذات او بوده در رنگ جامہ او میگردد و از حقیقت او خارج می شود۔ بیت

جسم آب گشت و چشم بگریست در عشق تو بے جسم ہی باید زیست

تبصرہ کا: ذات مردمان غیر عارف عدم بوده اما ذات عارف بواسطہ فنا و بقا عدم ذاتی خود را فانی ساخته و تجلیات مراتب و حجب جانشین آن عدم گردیده است یعنی وجود بشری عارف کہ عدم است بوجود مہیوی تبدیل یا فتناست۔ عارفی میفرماید بیت

مراد دیگر بجائے من نہ بینی چو جان آئی بجائے من نشینی

و آنچه میفرمایند کہ آن جز و مغلوب از این ترکیب انحلال یافته الخ یعنی ذات بتدری و میولائی او عدم است

وتجلی صفات دروے جا گرفته و درنتہی این عدم ذاتی عارف بمنزل صورت و تجلیات صفات بمنزل ہیولے او میگردد چنانچہ انعکاس صفات کہ قبلاً بعدم قیام داشته و در این وقت باصول خود قائم میگردد کہ صفات است و عدم قبلاً چنان بودہ کہ عکس صفات بآن قیام داشته اکنون آن عدم چنان ضعیف گشتہ کہ او بعکس اسما و صفات کہ در وجود عارف است قائم گردیدہ است۔
سوال: اصول آن عکس کہ ظلال و صفات اضافیہ است صفات او تعالی است و صفات واجبہ چگونه حقیقت یک ممکن شدہ میتواند کہ عارف است۔

جواب: این معاملہ یک ام شہودی است نہ وجودی یعنی عارف عدم خود را و عالم خلق و عالم امر خود را بمنزلہ جامہ و پوشین خود مشاہدہ می نماید و آن اسم مری خود را بمنزلہ حقیقت خود میداند اما این معاملہ در شہود است۔

سوال: این شہود چه فائدہ خواہد داشت؟

جواب: این شہود سبب گرفتن انعکاس آن اصول است کہ عارف بہ تجلیات آن اصول منعکس و وجود بشری او بوجود مہمومی کہ عبارت از تجلیات است تبدیل گردیدہ است و یک خیال بدون ثمرہ نمی باشد۔ انچه میفرماید این تاثر و سرایت بیرونی است الخ یعنی بعد از تزکیہ نفس این عارف از وساوس داخلی فارغ گردیدہ است و اگر احياناً وساوس رخ بدہد این وساوس و وساوس بیرونی یعنی شیطانی است نہ نفسی۔

تبصرہ: نفس دشمن داخلی است و شیطان دشمن بیرونی شیطان بہ کمک دشمن داخلی کہ نفس است ہمدست شدہ انسان را گمراہ و از راہ حقیقت منحرف یسازد اما وقتی کہ نفس تزکیہ گردید و دشمن داخلی از بین رفت بعد از آن فعالیت دشمن بیرونی کہ شیطان است کرام تاثیری وارد کردہ نمی تواند۔
مکاتیب ۹۵ و ۹۶ حاجت بہ شرح نیست۔

مکتوب نود و ہفتم

و فرمودہ کہ فتوحات شام را مشاهده کردم و ظهور آن در وقت خلافت حضرت فاروقی باشد۔

مکتوب نود و ہشتم

تبصرہ: نسبت واجب و ممکن مثل نسبت نقطہ جوالہ است بدائرہ مہمومہ و نقطہ
داخل دائرہ است و نہ خارج دائرہ و نہ متصل بہ دائرہ است و نہ منفصل بہ دائرہ۔

و آنچه میفرماید: رویش گفتن نظریہ عوام است الخ یعنی عالم در نظر عوام پرده و حجاب
مرتبہ و جوب است و عالم در مقام ولایت صغریٰ کہ مقام ظلال است، آئینہ شہود مرتبہ
و جوب است زیرا کہ در این مقام ظل را اصل می انگارند و در مقام نبوت عالم دلیل ربّانی
مرتبہ و جوب است و مصنوع آنست بواسطہ اینکه در این مقام عالم را دلیل وجود حق تعالی می دانند۔
و ایمان حضرات انبیاء در وقت نزول ایمان غیب است اگرچہ در عروج شہودی بوده۔

و آنچه میفرماید: این کمالات را در بیرون خانہ علم الخ یعنی عدم مظهر کمالات و جوبی است
و این کمالات و جوبی قبل از آنکہ در مراتب عدم ظاہر گردد در علم حق تعالی ممتاز بوده اما در بیرون
علم امتیاز تفصیلی و ظهور تفصیلی نداشته است و وقتیکہ این کمالات و جوبی در آئینہ عدم
بظہور پیوست بیرون علم نیز وجود پیدا کرد۔

سوال: این وجود ممکنات در خارج است و یا در علم او تعالی و ظهور صفات کاملہ
در عدم کہ عبارت از ذات ممکنات است در خارج است و یا خاص در علم او تعالی و حالانکہ بہ نزد
صوفیہ عالیہ در خارج غیر از ذات مقدس او تعالی هیچ موجودی نیست؟

جواب: این ظہور در ظل خارج قرار داشتہ و در مرتبہ و ہم متقن است و ہم متقن نیز
در مرتبہ ظل خارج است و قول وجودیہ از سکر است۔

و آنچه میفرماید: و در جانب وجود نیز شترارت الخ یعنی مرتبہ و جوب و علم واجب مظهر عالم امکان
است و ممکنات در علم واجب تعالی ظاہر اند و چون ذات ممکنات عدم است کہ منشاء شترارت است

پس در این جایک شرارت متوہمہ طرف وجوب راجع می گردد اگر چه وجود شرارت در آن جا حقیقت ندارد و صرف ازینکہ علم واجبی منظر شرارت عدم است در اینجا یک شرارت در توہم می آید و ابلیس علیہ اللغہ حامل شرارت طرفین گردیدہ است یعنی شرارت عدم و شرارت متوہم کہ در توہم بہ واجب راجع شدہ است، ابلیس حامل آن گردیدہ است۔

مکتوب ۹۹ حاجت بہ شرح نیست۔

شرح دفتر دوم مکتوبات قدسی آیات کہ حاوی حصہ ششم و ہفتم است در همین جا خاتمہ یافت۔

بیت افغانی

افغانی بہ سر ہندیانو دیوہ خدا یا ہم ی زیا کر ہم ی لو وڑ لری حالونہ

بیت فارسی

سر ہندگو کہ کویہ طور است بام و درش ہمہ ز نور است

خداوند از برکت دوستان خود این عاصی را در جملہ عاصیان مرحوم بداری۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ اصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین ط



وَإِذْ كُنَّا نَبَاكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً

شرح مکتوبات قدسی آیات

بیان عقائد اسلامی و تصوف

محبوب بجانانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی کابلی

سریندی قدس سرہ السامی

حصہ ہفتم ————— دفتر نسوم

شارح

مولوی نصر اللہ ہوتکی ولد مرحوم حاجی محمد شاہ خان
حافظ مضامین مکتوبات قدسی آیات

ولد محمد حیدر

رکن ازار اکین جمعیت العلماء دولت علیہ اسلامیہ جمہوری افغانستان

محرر و مرتب و ہمکار شرح این کتاب مقدس

الحاج حفیظ اللہ خان سیرت بدخشی تالقانی ولد مرحوم صفی علی خان

بینگ باشی

و آغاے خیری مدیر صاحب وزارت جلیلہ مطبوعات نیز بابتہ معاونت زیادہ فرمودہ است

فہرست مضامین

مکتوب نمبر	موضوع	صفحہ
۱	بیان ماہیت اصلی و ماہیت ظہری	۶۷۷
۲	در ولایت صغریٰ تکرار اسم ذات و در ولایت کبریٰ نفی اثبات و در کمالات نبوت تلاوت قرآن مجید است۔	۶۷۸
۳	در بیان مطلق ایمان و ایمان کامل۔	۶۷۹
۴	بیان آن عارفیکہ بہ کمالات نبوت مشرف گردیدہ باشد ولایت کبریٰ توسط او و کمالات نبوت انتہائی اوست۔	۶۸۰
۵	عارفیکہ بہ ترکیب نفس مشرف گردیدہ ایم و انعام او یکساں میگردد۔	۶۸۱
۶	جفلے محبوب بذات بخش تراست از وفای او۔	۶۸۱
۷	شکست نفس سبب پیشرفت و ترقی میگردد۔	۶۸۲
۸	در طریقہ علیہ نقشبندیہ عمل بر عزیمت است۔	۶۸۲
۹	از ان مقام تعبیر بہ غیب می شود۔	۶۸۳
۱۰	قرب دان بسیار اند و اقربیت دان کمتر۔	۶۸۳
۱۱	عرش و قلب ہر دو مظہرات مقدس او تعالیٰ اند۔	۶۸۴
۱۲	قرا موثی عالم ممکنات سبب قرب او تعالیٰ است۔	۶۸۴
۱۳	بہ کلمہ نفی و اثبات ہمہ مرادات را نفی باید کرد۔	۶۸۵
۱۴	در مرتبہ ذات مقدس او تعالیٰ نسبت وجوب وجود نیست۔	۶۸۵
۱۵	لذت ایلام نسبت بانعام بیشتر است۔	۶۸۵
۱۶	شکرانہ حق تعالیٰ عقلاً نیز ثابت بوردہ اما شاکھن آن مربوط بہ شریعت است۔	۶۹۰
۱۸	بہ طالبان حق سبحانہ خدمت باید کرد۔	۶۹۱
۱۹	ایمان شہودی تعلق بہ ظلال داشتہ و در دنیا باہل رسیدن نہایت قلیل است۔	۶۹۱
۲۰	مستتر شرا از ہر مقام و منبعی کہ فیض بیند آنرا از مرشد خود دانند۔	۶۹۲
۲۱	علم دو قسم است یکی حصولی است و دیگر حضوری۔	۶۹۲

- کتوب نمبر ۲۵ - عمل دو نوع است یکی عمل ابرار است و دیگر عمل مقربین - ۶۹۳
- ۲۶ - حق تعالی درستی خود بہ عرض وجود محتاج نیست - ۶۹۴
- ۲۷ - گذشتن از موابہ نفس مربوط بولایت خاصہ است - ۶۹۸
- ۲۸ - در بیان ثواب صدقاتیکہ بارواح موتی کردہ میشود - ۷۰۰
- ۲۹ - در بیان معانی بعض کلمات قرآن مجید کہ از درک بشر بلند است - ۷۰۱
- ۳۰ - روح انسان قبل ازینکہ در بدن تعلق گیرد فوق عرش و متوجہ عالم قدس بودہ است - ۷۰۲
- ۳۱ - عالم مثال جائے بودن نیست بلکہ بمنزلہ آئینہ است کہ عوالم اجسام و معانی در ان نمایاں میگردد - ۷۰۳
- ۳۲ - در شاہدہ تجلی صوری وصل نہ بودہ بلکہ فصل است - ۷۰۴
- ۳۳ - اسلام دو نوع است، اسلام صوری و اسلام حقیقی - ۷۰۵
- کفر نیز دو نوع است، کفر ظاہر و کفر طریقت - ۷۰۶
- ۳۵ - خواص بشر بہ سبب ملائک افضلیت دارد - ۷۱۲
- ۳۶ - قبل از تزکیہ نفس تصدیق کامل مشکل است - ۷۱۳
- ۳۷ - از اخبار پراگندہ متوحش نباشند - ۷۱۴
- ۳۸ - شخص مرتکب کاری شود از جملہ صد تاویل نو و نہ آن کفر بودہ باشد و یکتاویل آن اسلام بودہ باشد آن شخص را نباید کافر گفت - ۷۱۵
- ۳۹ - در این مکتوب شریف بیان استخارہ است - ۷۱۶
- ۴۰ - حضرت میر نعمان از خلفائے مشہور حضرت امام است - ۷۱۷
- ۴۱ - موجودات این جہان از عبادات موجودات آخرت از شیونات اعتبارات اتیہ شکل اند - ۷۱۸
- ۴۲ - قلب ہم سایہ او تعالی است - ۷۱۹
- ۴۳ - مراد از مرکز دائرہ اصل ذات مقدس او تعالی و مراد از نقطہ عدم عدم صرف است - ۷۲۰
- ۴۴ - سلطان جہانگیر در وقت وفات حضرت امام بہ سر بند تشریف آوردہ بود - ۷۲۱
- ۴۵ - علم حضوری عبارت از علم تجردی و علم حصولی علم بمفہوم آن شیء است - ۷۲۲
- ۴۶ - علم شہادتات شہادہ حضوری و دیگران حصولی است - ۷۲۳
- ۵۰ - ایمان عرفائے کرام در وقت عروج شہودی و در وقت نزول استدلالی است - ۷۲۴

- ۷۴۳ مکتوب ۵۱ - بیان فرق یقین و تصدیق تصدیق خاص است و یقین عام -
- ۷۴۴ ۵۲ - بیان آفاق عبارت از زوال علم حصولی است -
- ۷۴۵ ۵۳ - فنا عارف فنا ہر دوے شہوری و وجودی میباشد و وجود بشری او وجود موہوبی تبدیل می یابد -
- ۷۴۹ ۵۶ - در فنا وجودی ممکن واجب نمی گردد و دوی از بین نمی رود -
- ۷۵۰ ۵۸ - صفات ثمانیہ حق تعالی بہ عدبات متقابلہ خود پر تو انداختہ و عالم در مرتبہ وسم وسم { از امتزاج عدم و انعکاس تجلیات صفات ثمانیہ ایجاد گردیدہ
- ۷۵۱ ۵۹ - از نبودن ثروت متاثر نباید بود -
- ۷۵۲ ۶۰ - ممکنات در مرتبہ وسم وسم موجود اند و نقیض عدم وجود است - موجود -
- ۷۵۳ ۶۱ - حینیکہ عارف از مرتبہ صفات عروج نماید اسباب مناسبت او بعالم کمتر میگردد -
- ۷۵۴ ۶۲ - موجودات سه قسم اند موجودات خارجی، موجودات نفس الامری، موجودات وہمی -
- ۷۵۵ ۶۳ - عالم ممکنات موسوم بوردہ و حق سبحانہ تعالی موجود خارجی است -
- ۷۵۶ ۶۴ - اولیائے کرام بحیات حقیقی زندہ اند و مرگ صوری حیات حقیقی آہنہ از بین بردہ نمیتواند -
- ۷۵۷ ۶۵ - وفتیکہ عارف بہ شہود ذات مقدس او تعالی مشرف شود ہر صفت از صفات عارف و ہر لطیفہ از لطایف عارف بصورت او ظہور می نماید
- ۷۵۸ ۶۶ - موقت ظل مستلزم معرفت اصل است -
- ۷۵۹ ۶۷ - حضرت شیخ اکبر تنہا ذات حق سبحانہ را موجود خارجی دانستہ { و بیچ چیز دیگر را موجود خارجی نمیداند -
- ۷۶۰ ۶۸ - در خارج تنہا وجود حق تعالی بوردہ و وجود ممکنات در مرتبہ وسم است -
- ۷۶۱ ۶۹ - صحبت زبان آنحضرت مانند صحبت آنحضرت است -
- ۷۶۲ ۷۰ - فوائد صحبت صاحبین در احادیث شریفہ تذکار یافتہ است -
- ۷۶۳ ۷۱ - حضرت امام حقیقت واجب و ممکن را در مثال نقطہ جوالہ و دائرہ موسومہ توضیح میفرمایند
- ۷۶۴ ۷۲ - کسانی - بہ جمعیت باطن مشرف بوردہ باشند تلویح ظاہر در باطن شان { تاثر وارد کردہ نمی تواند -
- ۷۶۵ ۷۳ - حضرت شیخ اکبر بطور علم اجمالی را تعین اول میداند و حضرت امام آن مرتبہ را { تعین اول میداند کہ نسبت بطور علم اجمالی پنج درجہ فوقیت داشتہ می باشد
- ۷۶۶ ۷۴ - حضرت شیخ اکبر رویت حق تعالی را بصورت لطیفہ مثالی میداند { و میگوید کہ بینندہ صورت خود را می بیند -
- ۷۶۷ ۷۵ - رسیدن بذات مقدس او تعالی وظیفہ عنصر خاک است -
- ۷۶۸

تمت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شرح مکتوبات قدسی آیات

حصہ ہفتم — دفتر سوم

مکتوب اول

حضرت امام میفرماید: تصدیق بسیار کثیر از انوار این مکتوب را حضرت امام دہلوی صاحب خود تحریر فرموده اند حضرت میر محمد نعمان چون در بارہ ربانی حضرت امام از محبس سعی بخرچ میدادند بنا بر آن حضرت امام باین کلمات مبارک از حضرت میر نعمان اظہار رضایت می نمایند۔ آنچه میفرمایند از این معنی در نظر کشفی الخ یعنی باہیت دو نوع است، یکی باہیت اصلی است و دیگری باہیت ظلی۔ باہیت اصلی آنست کہ باہیت خود موجود بوده باشد و باہیت ظلی آنست کہ بوجود اصل خود موجود بوده باشد۔ باہیت خود بنا بر آن چونکہ ممکنات ظلال افعال واجبی است و افعال واجبی ظلال صفات واجبی است و صفات ثمانیہ ظلال ذات مقدس او تعالی است لهذا افعال او تعالی بعالم نزدیک تر است از خود عالم۔ و لہذا صفات ثبوتیہ نسبت بہ صفات فعلیہ و عالم بعالم نزدیک تر است۔ و نیز ذات بحت او تعالی بعالم نسبت بخود عالم و نسبت بہ صفات فعلیہ و ثبوتیہ نزدیک تر است زیرا کہ ذات مقدس اصل تمام آنهاست۔

مکتوب دوم

حضرت امام میفرماید: یکی از سہ چیز کہ باید خالی از آن نباشد الخ۔ شاید کہ دین وقت مخدوم زادگان بہ ولایت کبری کہ ولایت انبیاء عظام است و لہذا بہ کمالات انبیاء عظام رسیدہ باشند۔ زیرا کہ ساز کار و اولاد صاحبان ولایت صغری تکرار اسم ذات است و وظیفہ صاحبان

وایت کبری تکرار نفی و اثبات است و وظیفہ اشخاصیکہ بہ ابتداء کمالات نبوت رسیدہ اند
تلاوت قرآن عظیم است۔ چہ در نماز و یا خارج از نماز و عارفانیکہ بہ کمالات نہائی رسیدہ باشند
وظیفہ آنہ تلاوت قرآن کریم است در فرائض نماز زیرا کہ کمالات نہایت نہایت بہ فرائض
مربوط است و نیز تجلیات قدسیہ وصول بلا کیف بذات بے کیف او تعالی در ادائے نماز است
الترجیح است کہ آنحضرت فرمودہ گاہ بلال مرا راحت بدہ یعنی اذان بگو کہ فرض شروع شود و قرب
بے کیف حاصل گردد کہ حصول آن مربوط بہ فرائض است و ادائے توافل بہ اذان بلال نفی
نداشتہ و آن راحت کہ در توافل است کہ ظل از ظلال قرب فرائض است برای آنحضرت بدون
اوقات بلال ہم میسر بودہ است۔ پوشیدہ نماز کہ نماز معراج مومن است و آن فریبکہ برای آنحضرت
در معراج حاصل شدہ بود نمونہ آن در نماز غایت میگردد شخصیکہ باین مرتبہ رسیدہ باشد صاحب ارادہ
کلی میباشند و ادائے کلی عبارت از طلب منفعت عامہ و مفاد اسلام و جماعہ مسلمین است زیرا کہ شخصیکہ
بیزکرہ نفس مشرف شود مراد او تعالی عین مراد او میگردد۔

تبصرہ: عارفیکہ بہ این کمال مشرف گردد اگر دظاہر بہ یک کسب و تجارت وغیرہ
مشغول گردد این اشتغال ظاہری او سبب گرفتاری باطن او نمی گردد زیرا کہ لطافت ظاہر باطن
اوست ہم تفریق یافته است۔ و آنچه میفرمایند یہ هیچ چیز نہ پدیدار نہ الخ یعنی بکلمہ نفی و اثبات ہمہ را
سبب نمایند تا کہ در دل غیر از حق تعالی مقصد نہ ماند۔

تبصرہ: تا کہ ماسوی از شہود سالک نہ برآمدہ باشد سالک در مقام نفی و مقام طریقت
است و وقتیکہ ہما از شہود او برآید عارف بمقام حقیقت و انتقام میرسد۔ باید دانست کہ نفی ماسوی
قبل از فراموشی ماسوی بودہ و انتقام بعد از فراموشی ماسوی است۔

تذکرہ: فرق در بین نفی و انتقام آنست کہ اگر انسان برای از بین بردن چیز در سعی و
تلاش باشد و آن چیز بجای از بین نرفتہ باشد آنرا مقام نفی میگویند و اگر آن چیز بجای از بین برود آنرا
مرتبہ انتقام نامند۔

سوال: حضرت امام در این جا میفرماید کہ بطلان کتاب ہم مشغول نباشید و در مکتوب دیگرے برائے مولانا احمد برکی میفرماید کہ روزانہ بدیں و تکرار طلبہ مشغول باشند و ساعات شب برائے ذکر کافی است تطبیق این فرمایشات چگونہ خواہد بود۔

جواب: شاید کہ مولانا احمد برکی منتہی پورہ باشند و مخدوم زادگان آن وقت بہ انتہا نرسیدہ باشند و آنچه میفرماید: جائیکہ نشسته اند الخ ازین فرمودہ حضرت امام معلوم می شود کہ مخدوم زادگان در ایام حبس حضرت امام از جلے خود تبعید شدہ بودند۔

مکتوب سوم

حضرت امام میفرماید: و در غیر شرائع این بزرگواران الخ یعنی تمام حضرات انبیاء و تبلیغ عدم عبادت الہہ باطلہ را کردہ اند و بدون حق تعالی دیگرے را مستحق عبادت ندانستہ اند و بدون این بزرگواران مقتدایان دیگر مشرک اند چنانچہ بعضی آہنایت پرست و آتش پرست و آفتاب پرست و غیرہ پورہ اند و بیباشت و توحید در عبادت خاصہ انبیاء عظام است و آنچه میفرماید در حقیقت شریعت بکمال ایمان الخ یعنی یکے مطلق ایمان و دیگرے ایمان کامل است و در ایمان کامل غیر از حق سبحانہ از تمام مقصودات و مرادات صرف نظر بعمل می آید و در ایمان مطلق کہ صورت ایمان است از مقاصد دیگر صرف نظر بعمل نمی آید و انسان بہ آن اشتغال میداشتہ باشد مگر از حدود شریعت تجاوز نمی کند۔ و آنچه میفرماید: پس نفی مقصودیت غیر الخ یعنی تا کہ سالک بہ فتائے عین و اثر مشرف نگردد از رجوع صفات بشری محفوظ نیست۔

مکتوب چہارم

حضرت امام میفرماید: و مرتبے کہ دلائل مقام الخ یعنی حق تعالی اخبار و حکایت می کند کہ احساہن نمیکند اسرار قرآنی را مگر جماعہ کہ از لوث تعلقات بشری پاک شدہ باشند و افتائے قلب

و تزکیہ نفس مشرف گردیدہ باشند و شخصیکہ قبل ازین کمال تلاوت قرآن مجید نماید به سر آں پے نمیرد۔
 بیت عروس معنی قرآن حجاب آنکہ بر اندازد کہ دارالملک ایمان را مجرد بیند از غوغا
 یعنی دارالملک قلب و بدن انسان است یعنی اسرار قرآنی بعد از تزکیہ نفس بدرک عارف می آید
 و سالک از تلاوت قرآن بہ مکمل آن کلام کہ حق تعالی است میرسد چنانچہ آنحضرت میفرماید کہ قرآن
 یک رشته جبل او تعالی است کہ یک سر آن بہ نزد اشد سبحانہ و سر دیگر آن بنزد مردم است کہ
 این سر آنرا بگیرد بہ سر دیگران میرسد و آنچه میفرماید و در دیگر الخ یعنی اشخاصیکہ نفوس آنها از یہود و
 پاک نشدہ باشند تلاوت قرآن کریم مناسب حال او نیست یعنی دارالملک عبارت از قلب انسان
 است تا از گرفتاری غیر خلاص نہ شود اسرار قرآنی را درک کردہ نمی تواند۔ مناسب حال بتدری ذکر است
 تا بہ سبب ذکر از گرفتاری غیر خلاص گردد و با سوال فراموش نماید و بہ تکرار اسم ذات و نفی و اثبات
 از آفاق و انفس بگذرد بعد از آن لایق تلاوت قرآن خواهد شد خلاصہ اینکہ عمل دو قسم است:
 عمل مقربین و عمل ابرار و برے بتدری تکرار اسم ذات و نفی و اثبات عمل مقربین است و تلاوت
 قرآن در حلقہ عمل ابرار است و برے متوسطین و صاحبان ولایت کبری تکرار نفی و اثبات عمل
 مقربین و تکرار اسم ذات در حلقہ عمل ابرار است و در حق نستی و اشخاصیکہ بہ کمالات نبوت مشرف
 شدہ اند در آن وقت تلاوت قرآن کریم در حق آنها عمل مقربین و تکرار اسم ذات و نفی و اثبات
 عمل ابرار است۔ ہر سخن جائے و ہر نکته مکانش دارد عارفیکہ بہ کمالات نبوت انبیلے عظام
 مشرف شود ولایت کبری مقام توسط اوست و کمالات نبوت انتہائے او۔

مکتوب پنجم

حضرت امام میفرماید از حضور بہ غیب الخ یعنی ایمان شہودی و حضور در مرتبہ ظلال است
 و آن حضور در حقیقت غیب است چنانچہ کسانی کہ بمراتب اصل نرسیدہ اند مشہودات مقامات
 ظلال را اصل پنداشتہ اند و سیر نفسی و سیر ظلال را سیر فی الشد دانستہ اند در خیال خود یہ ایمان شہودی

و حضور رسیدہ اند۔ و آنچه میفرماید استغناء حضرت حق الخ یعنی تا وقتی که عارف نفس را پس
 نماید بہ شہود مراتب و جوب نمی رسد بعد از سیر نفسی بہ سیر اقریبیت مشرف و بہ عظمت و کبرائی
 مراتب و جوب پے خواہد برد۔ و آنچه میفرماید در این محنت کدہ الخ یعنی تا زمانی کہ محبوس نشدہ بودم
 وصول بہ اصل دست ندادہ بود و آنچه در عبارت عربی میفرماید یعنی مرا توفیق دادہ است کہ در وقت
 سختی و آسانی شکر کنم الخ یعنی وقتی کہ عارف از خواہشات نفسی خود بگذرد راحت و رحمت کہ ہر دو
 افعال محبوب بودہ در حق او یکسان و موجب شکرانہ عارف میگردد۔ خلاصہ اینکہ عارف طالب
 مطلق فعل محبوب است و جلال و جمال منظور نظر او نیست۔ بیت

ناصح اگر گشت مار دوست یا دشمن دوست و رقیل من رضاء اوست یا دشمن دوست

مکتوب ششم

حضرت امام میفرماید کہ جفاے محبوب لذت بخش تر است از وقایع او زیرا کہ در وفاے
 محبوب نفس شرکت داشتہ و در جفاے او حظ نفسی موجود نیست، ازین سبب بزرگان اسلام در جفا
 نہ تنہا صبر بلکہ شکر و رضایت می کنند و لذت می برند و مصرع
 کار دیوانگان این راہ و اثر گویند است
 بیت غرض ز عشق تو ام چاشنی درد و غم است ورنہ زیر فلک عیش و تنعم چہ کم است

مکتوب ہفتم

حضرت امام میفرماید نمکی در سکونت آن مقام الخ یعنی از جفاے مردم شکست نفس حاصل میگردد
 این شکست نفس سبب پیش رفت ترقی سالک میگردد۔ بنا بر این دوستان خداوند از آزار و جفاے مردم متاثر
 نمی گردند بلکہ از آزار مردم لذت گرفته و آنرا میخواہند حضرت مولانا عبد الرحمن جامی میفرماید
 الہی ہمہ را بمن بد خو کن روے دل مرا از ہمہ جانیان یکسو کن
 مصرع در عشق تو ام یک جہت و یک رو کن

مکتوب ششم

حضرت امام میفرماید: ابیان زیادتی مراعات شریعت الخ یعنی در این طریق عمل بر عزیمت است و بزرگان این طریق به رخصت عمل نمی کنند۔

مکتوب ہفتم

حضرت امام میفرماید: از ان مقام تعبیر به غیب الخ شاید کہ مراد حضرت امام آن بوده باشد کہ ذات مقدس کہ غیب است وصل بہ آن ذات منزہ غیب در این مقام حاصل است و بعض بزرگان باین مقام رسیدند و انشا اعلم

مکتوب دہم

حضرت امام میفرماید: قرب دان بسیار اند و قربیت دان کمتر الخ یعنی در سیر انفسی و آفاقی کہ در مراتب ظلال است گمان قرب می نمایند و حالانکہ قرب بیرون آفاق و انفس است سالکانیکہ بآن مرتبہ نرسیدہ باشند و از مرتبہ اقربیت بے بہرہ باشند از تارسانی و بے خبری خود سیر انفسی و آفاقی را قرب تصور می نمایند۔ اما اقربیت دان کہ سیر اقربیت مشرف شدہ اند و از سیر آفاقی و انفسی گذشتہ کمتر اند۔

مکتوب یازدہم

حضرت امام میفرماید: بخلاف عرش الخ یعنی عرش و قلب عارف ہر دو مظهر ذات مقدس او تعالی می باشند اما قلب عاشق ذات مقدس است و عرش ازین عشق بے بہرہ است ازین جا است کہ گفتہ بیت عرش و غزنین ہر دو یک طبق است بلکہ غزنین شریف تر طبق است زیرا کہ قلب بہ سبب عشق کہ دارد بالا تر از ظہور عرشی عروج می کند و عرش اگرچہ مظهر ذات و صفات است مگر بالا تر از ان عروج ندارد و نیز عشقیکہ قلب دارد عرش داراے آن عشق نیست و قلب

عارف کامل کہ محب و عاشق ذات مقرب او تعالیٰ است با ذات او تعالیٰ یک نوع معیت بلا کیف
داشته می باشد کہ صفات مقارنہ نیز در آن وقت ملحوظ آونی باشد۔ زیرا کہ محب بہ محبوب معیت دارد
و در معیت ہیچ حائل نمی باشد۔ بیت

ماہر چه خوانده ایم فراموش کرده ایم الاحدیث یار کہ تکرار می کنیم
خلاصہ اینکہ عرش تنہا منظر ذات نبودہ بلکہ مظهر ذات و صفات است اما قلب عارف تنہا
گرفتار ذات بخت او تعالیٰ است۔ بیت
عشق تو چنان کرد مرا زیر و زبر کز حال و خط و زلف تو نام نیست خبر

مکتوب دوازدم

حضرت امام میفرماید نفی و اثبات در رنگ و ضوایح یعنی فراموشی عالم ممکنات شرط
قرب او تعالیٰ است تا زنا نیکہ ماسوی فراموش نشود و امراض باطنی معالجہ نگردد و قرب متصور نیست
و این امراض باطنی و گرفتاری قلب بواسطہ تکرار نفی و اثبات علاج می پذیرد و ماسوی را از
یاد می برد۔ بزرگان این طریق علیہ در مرتبہ ولایت سعری تکرار اسم ذات و در ولایت کبری تکرار
نفی و اثبات را مقرر فرمودہ اند۔ در این مراتب این دو ذکر از جملہ اعمال مقربین است و بعد از فضل
قلب و تزکیہ نفس کمالات مقامات تبوت است و ترقی در انجام موطوبہ تلاوت قرآن کریم است
و اسرار قرآنی در آنجا محسوس می گردد۔ و آنچه میفرماید انجام این معاملہ الخ یعنی مدت بسیار ماسوی
و فراموش آن کہ چه قدر وقت را در بر میگردد معین شدہ نمی تواند بود۔ بلکہ بعضی افراد در زمان اندک
و بلکہ برخی دیگر در مدت طویل این معاملہ میسر می گردد و این از تفاوت استعداد سالک بودہ کہ مربوط
بعبایت او تعالیٰ است۔ خلاصہ اینکہ کسانی کہ جذب خداوندی شامل حال آنهاست بزودترین
فرصت بہ این کمال مشرف می شوند و کسی کہ داراے این جذب نباشد بعد از انقضای مدت طویل
باین کمال مشرف خواهند شد ناگفته نماند کہ محبان ہیچ وقت بمقام محبوبان رسیدہ نمی توانند۔ بیت

اگر از جانب معشوق نباشد کشتی کوشش عاشق بیچارہ بجائے نہ رسد
بیت مرا اگر تو سن دل نیست در راه کمند زلف او ہم نیست کوتاہ
بیت افغانی پہ خیل کرم در آتہ راشہ دگنہ پیٹی لہ در تلو پاتہ کرمہ

مکتوب سیزدہم

حضرت امام میفرماید ملتہم فکر نفی و اثبات باشند انچوں میر محبوب اللہ بولایت کبریٰ رب
بودن بابران حضرت امام برائے اوارشاد میفرماید کہ بہ تکرار این کلمہ ہمہ مرادات را نفی کنند تا کہ درد دل بجز
عشق محبوب حقیقی چیزے نہماند زیرا کہ تا کہ دشمن از اندرون خانہ بہ بیرون راندہ نشود دوست نمی آید
بعد از برآیدن دشمن دوست خود بہ خودی آید حضرت حافظ شیرازی میفرماید
فراز منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما و فرود آ کہ خانہ تست

مکتوب چہار دہم

حضرت امام میفرماید آنجا کہ ذات بخت است الخ یعنی در مرتبہ ذات مقدس او تعالیٰ
نسبت وجوب و وجود نیست و ہستی او تعالیٰ بذات مقدس خود است نہ بہ عروض و جود اما ہستی
اشیاء دیگر عروض و جود است و انچہ در آیات کریمہ ارشاد است کہ "بہ مثل او تعالیٰ چیزے نیست" یکہ
معنی ان این است کہ تمام اشیاء دیگر بہ عروض و جود موجود اند و تنہا ذات مقدس او تعالیٰ است
بذات خود موجود است نہ بوجود۔

مکتوب پانزدہم

حضرت امام میفرماید ازین امر بہ مقتضائے بشریت الخ یعنی چون از سعی و کوشش دوست
راجع بہائی فقیہ مفادی بدست نیامد بابران یک اندازہ حزن و اندوہ عاید عالم شدہ بود اما صاحب

بہ شادمانی مبدل گردید و فقیر متیقن شد کہ اگر سیدہ ایلام و انعام محبوب را یکسان بے بیند و ہر دورا
از افعال محبوب بداند تنگی سینہ و غم و اندوہ کدام مفہومی ندارد اما این نعمت بعد از تزکیہ نفس و کمال
قرب میسر می گردد۔ آنچه میفرماید، بلکہ لذت ایلام نسبت بہ انعام زیادتر است عجب معاملہ است الخ۔
یعنی کسانی کہ سبب آزار فقیر گردیدہ اند نسبت بدیگران بہ نظر فقیر محبوب تر اند زیرا کہ آنہا مظهر فعل
محبوب اند و عاشق خواہان ظہور فعل محبوب است و بہ خصوصیت فعل کارے ندارد کہ ایلام است
و یا انعام، ضرب المثل مشہور است کہ میگویند زدن جیب کتشمش است یعنی شیرین است۔ و آنچه میفرماید
پس بدی آن شخص خواستن الخ یعنی عارف در حق اشخاص جفا کار دعائے بدی کن زیرا کہ منافعی محبت
محبوب است خلاصہ اینکہ آنہا مظهر فعل محبوب اند و فعل محبوب محبوب است۔

مکتوب شانزدہم حاجت تشریح نیست۔

مکتوب ہفتم

حضرت امام میفرماید پس ادائے شکر او تعالی متخصر الخ یعنی شکر آن حق سبحانہ و تعالی عقلاً
نیست ثابت بودہ اما نشانختن آن مربوط بہ شریعت است زیرا کہ بدون شریعت درج و ذم معلوم شدہ
نمی تواند نہ می بینی چوپانی حضرت موسی علیہ السلام میگفت کہ خدا یا کجا هستی کہ شیر و ماست برائے تو
بیادرم و پیرا و چارق ترا بدوزم پس شکر آن است کہ شریعت نشان دادہ است و تیر یا صنت کہ
خلاف اقتضایات شرع مقدس باشد آنہم بدرا اعتبار نیست چنانچہ ریاضات جوگیان و براہمنہ ہند
و فلاسفہ یونان پس طرز شکر موقوف بہ شریعت است۔

و آنچه میفرماید فاقد عمل الخ یعنی مسلمانیکہ عقیدہ کامل داشتہ و عمل نیک نکرہ باشد و برین
توبہ بسیرد معاملہ او مقوض با رحم الرحمن است کہ عذاب کند و یا بہ بخشش او شخص کہ توبہ کند حق تعالی
گناہان او را می بخشد و اشخاص توبہ کار بے گناہ اند اما کسی کہ فاقد اعتقاد باشد از مغفرت محروم است
و آنچه میفرماید خداوند تعالی بذات مقدس خود موجود است الخ یعنی ذات مقدس او تعالی باعث

ہستی او تعالیٰ است و ذات دیگران باعث ہستی آنها نیست بلکہ آنها بہ عرض وجود موجود شرعہ
 و آنچه میفرماید شریک وقتی در کار بود الخ یعنی ذات مقدس الہی برائے تمام ہمت کافی بودہ و دیگران
 محتاج اوست و او تعالیٰ بہ هیچ کس محتاج نیست پس بخدائے دیگر چہ حاجت۔ و آنچه میفرماید چنانچہ
 مقرر عمدائے اہل حق است الخ یعنی وجود خارجی صفات ثمانیہ غیر از اہل سنت طوائف دیگر راہ نیافتہ اند۔
 تبصرہ: اگرچہ ذات مقدس او تعالیٰ در تمام کمالات خود کامل بودہ محتاج بہ هیچ صفت
 نیست مگر صفات مقدسہ دارائے فوائد ذیل می باشد۔

(۱) اگر صفات در بین ذات مقدس و عالم حایل نباشد تمام عالم طعمہ حریق خواہد شد زیرا کہ
 طاقت شمعان ذات مقدس ندارند۔

(۲) ذات مقدس او تعالیٰ غنی و مستغنی است و بہ عالم هیچ مناسبت ندارد پس عالم بدن واسطہ
 صفات از ذات مقدس او تعالیٰ استفادہ کردہ نمی تواند زیرا کہ از روی عادت افادہ و استفادہ مربوط
 بہ مناسبت است و صفات او تعالیٰ یک نوع مناسبت بہ عالم امکان داشتہ می باشد زیرا کہ علم با تمونہ
 عالم او تعالیٰ و قدرت با تمونہ قدرت او تعالیٰ است ذات او تعالیٰ در عالم تمونہ ندارد و در بارہ زیادتی صفات
 ثمانیہ آن ذات یکتا اہل سنت لائل عقلی، نقلی، علمی و کشفی دارند کہ تفصیل آن قبلاً تذکار یافتہ است۔
 تبصرہ: صفات ذاتی آن ذات یحییٰ عبارت از ان صفاتی است کہ حق تعالیٰ بآن
 موصوف است و بہ اصدا د آن موصوف شدہ نمی تواند۔

سوال: صفات ذاتیہ دیگر ہم موجود است چنانچہ از لیت و ابدیت و قدم و بقا و غنا و غیرہ
 پس متخردانستن صفات ذاتیہ بہ صفات ہشت گانہ یکدام اساس خواہد بود؟
 جواب: صفات ذاتیہ دو قسم است۔

(۱) یک قسم صفات ذاتیہ است کہ دارائے وجود خارجی میباشد چنانچہ صفات ثمانیہ متعارفہ کہ
 عبارت از حیات، علم، قدرت و ارادہ و سمع و بصر و کلام و تکوین است۔

(۲) قسم دیگر صفات ذاتیہ است کہ دارای وجود خارجی بنورہ بلکہ انتزاعی و اعتباری است۔

چنانچہ ازلیت و ابدیت وغیرہ۔ و آنچه میفرماید غیر از اہل سنت از فرق مخالفان بوجود صفات زائده
 قائل نیستند الخ یعنی فرق دیگر اسلامیہ بدون اہل سنت و جماعت صفات ثمانیہ را موجود خارجی نمیدانند
 دلیل شان این است کہ زیادتی صفات را تعدد قدا تصور میکنند راہا نمیدانند کہ صفات ثمانیہ قدیم
 بالذات نبوده بلکہ قدیم بالغیر اند و قدیم ذاتی مخصوص ذات مقدس است پس تعدد قدا بالذات
 وجود ندارد و صفات ثمانیہ قدیم بالذات نمی باشند۔ و آنچه میفرماید کہ صوفیہ متاخرین این فرقہ ناجیہ نیز
 صفات را عین ذات گفته اند الخ یعنی صوفیہ وجودیہ و بعضی صوفیہ متوسط زیادتی صفات را کشف
 نکرده اند۔ حضرت امام در مکتوب میفرماید چونکہ آنها در مراتب و حجب بصارت کامل نداشتند در شعشان
 تجلی ذاتی صفات از نظر شان مستور مانده است اگر بصارت شان در مراتب و حجب بکمال میرسد
 آنگاہ بہ نور ذات مقدس زیادتی صفات را مشاهده میکردند و آنچه میفرماید اگر چه صوفیہ از نفی صفات
 تمحاشی دارند اما از تبار عبارات شان نفی صفات لازم است الخ یعنی وجودیہ میگویند کہ غیر از ذات
 مقدس او تعالی هیچ چیز وجود خارجی ندارد ازین گفتار شان انتقل صفات ہم معلوم می شود۔
 و آنچه میفرماید مخالفان کمال را در نفی صفات انگاشته اند الخ یعنی مخالفان از تعدد قدا اگر بخت
 باز نصوص قرآنی جدا افتاده اند و این دو چیز را نفہمیدہ اند۔

(۱) اینکه صفات ذاتیہ قدیم بالذات نمی باشند (۲) اینکه زیادت صفات در نصوص قرآنی
 ثابت است زیرا کہ علیم ذاتی است کہ علم با او قیام داشته باشد و قدیر ذاتی است کہ قدرت با او قیام
 داشته باشد و اگر در اطلاق علیم و قدیر قیام قدرت و علم ضرورت نبوده باشد لازم میشود کہ دیوار و حجر را
 ہم عالم و قادر ببلایم و چون اطلاق عالم و قادر باین دو چیز صحت ندارد علوم است کہ در اطلاق
 عالم و قادر قیام علم و قدرت شرط است۔ و آنچه میفرماید اما از اصول و تبار عبارات ایشان نفی صفات
 لازم است الخ یعنی صوفیہ وجودیہ غیر از ذات مقدس او تعالی هیچ چیز را موجود خارجی نمیدانند پس
 ازین گفتار شان نفی صفات لازم می آید۔ و آنچه میفرماید مگر احکام کا زبہ ایشان را الخ یعنی کسانی کہ فلاسفہ
 را حکیم و حکماء میدانند البتہ اقوال ایشان را مطابق نفس الامر میدانند زیرا حکیم شخصہ است کہ بیان او

مطابق واقع ہو رہا ہے۔ آئینہ میفراید از ازل تا ابد یہ یک کلام متکلم است الخ یعنی صفت الکلام او تعالیٰ یک نور بسیط و قدیم است کہ تمام کتب منزله سماوی از قبیل تورات و انجیل و زبور و صحائف منزله و فرقان مجید تعبیر از ان است۔

تبصرہ: کلام دو نوع است یکے کلام نفسی است کہ آن قدیم است و دیگرے کلام لفظی است کہ عبارت از حروف و کلمات کتب منزله سماوی است کہ این کلام حادث است اما بہتر است کہ بروے ادب و احترام آنرا نیز حادث نگاریم۔ پوشیدہ نماں کہ اطلاق کلام بہ ہر دو قسم کلام او تعالیٰ اطلاق حقیقی است و ہر دو قسم کلام نفسی و لفظی در حقیقت کلام او تعالیٰ اند و منکران کافر است۔ و آئینہ میفراید وسعت در ذات و صفات آنحضرت جل سلطانہ از عالم بچون است الخ یعنی ذات مقدس او تعالیٰ واسع است لہذا آن وسعت بے چون است و مثل وسعت عالم امکان نیست۔ و آئینہ میفراید بلکہ رائی و بینندہ نیز از بچونی حظ وافر خواہد یافت الخ یعنی اہل بہشت نیز وجود بچون پیدا می کنند و بواسطہ وجود بچون بچون حقیقی را می بینند۔

تبصرہ: حضرت امام در مکتوبی میفراید کہ موجودات دنیویہ از عداات مرکب اند و یک خبر وجود انہا عدم است و موجودات آخرت و حبت از تجلیات صفات و شیونات او تعالیٰ مرکب اند و تجلیات صفات و شیونات او تعالیٰ بچون اند الخ۔

سوال: ازین بیان اعتراض حکماء یونان وارد میگردد زیرا کہ حکماء یونان از حشر اجساد منکرانہ میگویند بدنی کہ عبارت و معصیت کردہ بود خاک شدہ و ناپدید گشتہ پس چہ گونه بہ دوزخ و جنت خواہد رفت؟

جواب: حکماء یونان نمی دانند آن ذات مقدس کہ تمام عالم را از کتم عدم بہ صحرائے وجود آورده است می تواند کہ آن اجزائے اصلیہ را نیز دوبارہ موجود گرداند و آئینہ گفتہ شد کہ موجودات جنت از تجلیات صفات و شیونات است معلے آن این است کہ اجزائے اصلیا انسان فناے و بقای در صفات و شیونات دانہ حق تعالیٰ پیدا کردہ و انعکاس تجلیات را بخود گرفتہ اما حقیقت اصلی

خود را از دست ندرده اند۔ آنچه میفرماید مستشهد مخالفان قیاس غائب است بر شاہد الخ یعنی منکران رویت اخروی میگویند کہ چیزے کہ جسم و جسمانی و مکانی نبوده باشد در مقابل چشم انسان واقع نگردد دیدہ نمی شود و این ہا تفہیمیدہ اند کہ چشم آخرت و رویت چشم آخرت بلا کیف است و برویت چشم ہاے این جہان مقایسہ شدہ نمی تواند۔ آنچه میفرماید باید دانست کہ بہشت و باورے بہشت الخ یعنی جنت و جہنم در قرب و بعد بہ نسبت حضرت کبریا ئی برابر اند و چنین نیست کہ بہشت بہ خدا نزدیک و نار و غیرہ دور تر است بلکہ خلد برین یک صفت فوق العادۃ داشتہ کہ حق تعالی ازان جا دیدہ میشود آنکہ حق تعالی در جنت است ولی این قدر ہست کہ جنت دارا بجلال محل دیدار او تعالی است و این جنت یک لیاقت و فوقیتی دارد کہ ازان جا ذات بے چون حضرت حق سبحانہ تعالی دیدہ میشود و غیر جنت این لیاقت ندارد۔ آنچه میفرماید در دنیا رویت واقع نیست الخ یعنی دیدار آن ذات یکتا اگرچہ در دنیا ممکن است مگر واقع نیست زیرا کہ دنیا و بصر دنیا لیاقت آن دیدار را نداشتہ و شایستہ آن نیست۔

تذکرہ: امکان وقوع دیدار و تعالی از سوال حضرت موسی معلوم است اگر ممکن نمی بود حضرت موسی کہ یک پیغمبر اولو العزم است سوال دیدار جمال او تعالی را نمی کرد و آنچه میفرماید در حق اینہا همان جواب حضرت موسی است الخ یعنی تفصیل علم این واقعات و این تشریحات و این تفاوت ہا مفوض بہ علم حق تعالی است و بندگان از تفصیل آن عاجز اند۔ آنچه میفرماید باید دانست کہ بہشت و باورے بہشت الخ یعنی در وقت دیدار و تعالی حق تعالی در بہشت نیست اما اجات راحۃ تعالی لیاقتی دادہ است کہ جنتیان در جنت برویت بلا کیف خداوند مشرف می شوند و این رویت و قابلیت رویت مربوط با آخرت است و دنیا این لیاقت ندارد۔ آنچه میفرماید افعال عباد مخلوق او نیستہ الخ یعنی خالق افعال بندگان حق تعالی است و بندہ را خالق افعال گفتہ نمی توانیم زیرا کہ خالق را یہ باید کہ از نتیجہ افعال خود کہ عاقبت آن چہ خواہد شد آگاہی داشتہ باشد در حالیکہ بندہ داراے چنین اوصاف نیست پس بندہ را خالق افعال گفتن درست نیست لهذا کاسب فعل خود بندہ و خالق آن

حق تعالیٰ است یعنی تخلیق آن فعل مربوط بہ ارادہ او تعالیٰ و کسب بندہ می باشد۔

سوال: وقتیکہ کسب بندہ در مفعولیت فعل قدرت خلق نداشته پس بندہ چرا مستحق ثواب و عذاب گردد؟

جواب: حق تعالیٰ از کمال رافت و مہربانی تخلیق خود را تالیع قصد و کسب بندہ خود را تالیع است اگر بندہ قصد نماید کہ کار خوبی را انجام نماید خداوند تعالیٰ آن فعل را کہ بندہ قصد کردہ است مطابق میل بندہ خلق می کند و بندہ در قصد و کسب آن فعل مستحق ثواب می گردد و اگر این قصد و کسب بندہ بیک فعل ناشارستہ تعلق بگیرد بعد از تخلیق خداوندی بندہ بواسطہ قصد خود مستحق عذاب می گردد زیرا کہ آن فعل بہ ہر دوے خلق و کسب وجود آردہ است۔ آنچه میفرمایید عقل ہر چیز حجت است یعنی عقل ہمہ گیری و نیکی می باشد اما در نیز خود ناقص است۔ نہ می بینی کہ حکماء یونان کہ عاقل ترین مردم بودند یہ ہستی و یکگانگی و خالقیت او تعالیٰ پے نبرہ اند و عقول شان متناقض ہم دیگر افتادہ است۔ آنچه میفرمایید بعد از اذنیان اعمال صالحہ اوقات خود را بہ ذکر الہی جل شانہ معمور باید داشت و اگر ظاہر را بخلق مشغول دارند باید کہ باطن بحق باشد الخ پوشیدہ نماں کہ در وقت فنا و بقا ظاہر سالک از باطن او تفریق می یابد لہذا اشتغال ظاہر سالک بہ باطن او ہیچگونہ تاثیری وارد نمی نماید۔ آنچه میفرمایید مقصود اصلی از ذکر قلبی زوال گرفتاری مادی حق است الخ یعنی تا وقتیکہ سالک گرفتاری مادی خلاص نشود و مادی را فراموش نکند از حقیقت ایمان بے نصیب است و دارالہ صورت ایمان است و بعد از حصول حقیقت ایمان انسان از تعلیل و امر و ترک مناسی محظوظ گردید میگوید

بعد ازین دست من دامن دوست بعد ازین گوش من و حلقہ یار
بیت افغانی تا چہ یاری کرد ما نخری کردھ
اوس مے دی ز لڑس یہ لگہ دہ او بہر مے

مکتوب ہفتم

حضرت امام ابن مکتوب شریف را نیز در مجلس گویا در نوشتہ اند حضرت امام میر محمد نعمان توصیہ میفرماید

کہ طالبان حق تعالیٰ را خدمت کنند و در تزیین آئین تقصیر نہ نمایند۔ آنچه میفرماید دیگر بہ نویسند کہ
مکتوب اقریبیت معقول شدیانہ الخ

تبصرہ: میرنعمان از حضرت امام پرسیدہ بود کہ ذات حق تعالیٰ از بندہ بہ بندہ چہ طور
نزدیک تر خواہد بود۔ حضرت امام در مکتوب اول ہمین حصہ مکتوبات قدسی آیات جواب اورا مفصل تحریر
نمودہ و دلائل اقریبیت او تعالیٰ را بیان نمودہ اند۔ حاصل اینکہ برائے ماہیت ظلی بہ نسبت خود
ماہیت اصل نزدیک تر است۔

مکتوب نوزدہم

حضرت امام میفرماید ثنا است پروردگار عالمیان را در آسانی و سختی و راحت ہا و تکلیف زیرا
فعل حکیم از حکمت خالی نیست الخ یعنی معلوم می شود کہ این مکتوب شریف را نیز در محبس تحریر فرمودہ اند
حضرت امام در مکتوبی میفرماید حاصل آن مکتوب اینکہ بعضی مدارج قرب مربوط بہ این محنت کدہ بود
و میفرماید کہ بعد ازین محنت از ایمان شہودی بہ ایمان غیبی مشرف شدہ ام۔

تبصرہ: ایمان شہودی تعلق بہ ظلال داشتہ و در دنیا باصل رسیدن نہایت قلیل
بلکہ اقل قلیل است۔

تذکرہ: غیب دو معنی دارد اول اینکہ ایمان من در این وقت بعد از ایمان شہودی غیبت
تبدیل شدہ چنانچہ کہ عوام ایمان بہ غیب دارند فقیر نیز ایمان غیبی داشتہ می باشم این قدر فرق است
کہ غیب عوام قبل از شہود مراتب وجوب است و غیب فقیر بعد از شہود مراتب وجوب معنی دوم آنکہ آن ذات
مقدس کہ غیب است بہ آن رسیدہ ام و غیب دیگران در حق فقیر عیانی گردیدہ است و بہ رویت قلی مشرف
شدہ ام۔ حافظ شیرازی میفرماید۔

تعالی الشرح دولت دارم امشب
بحمد اللہ نگو کردارم امشب

مکتوب ہستم

حضرت امام میفرماید تعبیر واقعہ کہ از عالم مثال نوشتہ بودند الخ یعنی چیزیکہ شما بہ کشف خود در عالم مثال دیدہ اید نزدیک است کہ در عالم شہادت بہ بیند آنچه میفرماید واقعہ تربیت حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ یعنی برای مسترشد لازم است کہ ازہر منبع و مقامیکہ فیض بیند آنرا از پیر خود بداند زیرا کہ چوں شیخ جامع لطائف است آن لطیفہ او کہ بہ حضرت عیسیٰ مناسبت داشتہ بصورت حضرت عیسیٰ ظہور فرمودہ و در حقیقت لطیفہ مرشد اوست یعنی لطیفہ خفی مرثیہ او مناسبت بہ حضرت عیسیٰ داشتہ می باشد زیرا کہ حضرت عیسیٰ از طریق لطیفہ خفی رسیدہ است و آن لطیفہ پیر بصورت مبارک حضرت عیسیٰ متمثل گردیدہ و تربیہ طالب فرمودہ است و در حقیقت لطیفہ پیر اوست۔

تذکرہ: در تصوف ثابت است کہ اگر مرید یک مرشد دیگر را می بیند کہ تربیہ او را می کند در حقیقت لطیفہ مرشد خود اوست کہ بآن شیخ دیگر مناسبت داشتہ بصورت او ظہور فرمودہ است یعنی امکان آن است کہ لطیفہ قلبی مرشد شما بصورت پیر آدمی مشرب متمثل و لطیفہ روحی مرشد شما بصورت پیر روحی مشرب و ابراہیمی مشرب متمثل گردد و لطیفہ سری مرشد شما بصورت شیخ موسوی مشرب متمثل و لطیفہ خفی مرشد شما بصورت پیر عیسوی مشرب و لطیفہ احقائی مرشد شما بصورت پیر محمدی مشرب گردیدہ و شما را تربیہ می نماید در این وضعیت ابتلاء مرید است کہ بمرشد خود بکدام اندازہ اخلاص اشتہا

مکتوب ہست و کم

حضرت امام میفرماید از این جملہ در حدیث صحیح آردہ است کہ ہفتاد ہزار کس الخ یعنی حدیث شریف حکم فرماست کہ ہفتاد ہزار نفر از امت آنحضرت بے حساب بہ بہشت خواہند رفت۔ حضرت علامہ سیوطی در کتاب بدور السافہ "حدیثی نقل کردہ است کہ ہمراہ ہر یک از ہفتاد ہزار نفر مذکور ہفتاد ہزار دیگر نیز بہ بہشت خواہند رفت بیچ جائے تعجب نیست مرحمت خداوندی غیر تنہای می باشد۔

آپہ میفرماید در این مقام سرعظیم ہفتہ است کہ اظہار آن از مصلحت دوراست الخ یعنی اظہار
مہربانی ہائے او تعالیٰ مناسب دیدہ نمی شود زیرا کہ سبب فرو گذاشت عمل خواہد گشت۔ آپہ میفرماید
اگر تواند دریافت شاید تواند دریافت الخ یعنی اگر آن مکتوب را بیانی شاید کہ این اسرار درک نمائی۔
پوشیدہ نماں کہ آن مکتوب شریف در او اہل حصہ ششم یعنی حصاول و قردوم می باشد کہ فضائل این
امت مرحومہ در انجا درج است شکر این نعمت عظمی را بکدام زبان و کدام جوارح ادا خواہیم کرد کہ
حق تعالیٰ ما و شمار امت مرحومہ سر دارد و عالم گردانیدہ است۔ آپہ میفرماید دیگر رسیدہ بودند کہ علم
حق سبحانہ تعالیٰ الخ

تبصرہ: علم دو قسم است (۱) علم حصولی (۲) علم حضوری۔ علم حصولی سبب احاطہ معلوم
است زیرا کہ علم حصولی عبارت از حصول معلوم است در علم پس علم حصولی مستلزم تخدید و تنہای
معلوم است۔ و علم حضوری نہ چنان است زیرا کہ علم حضوری عبارت از حضور بدرک است بہ
فتحہ را نزد بدرک بہ کسرہ را و این مستلزم تخدید و تنہای معلوم نیست پس علم او تعالیٰ بذات مقدس
او تعالیٰ سبب تخدید و تنہای ذات مقدس نمی گردد زیرا کہ علم حضوری است۔

مکتوبات ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ حاجت یہ تشریح ندارند۔

مکتوب بہت پنجم

حضرت امام میفرماید کہ نتیجہ آن ثواب است نہ درجہ قرب الخ
تبصرہ: عمل دو نوع است: عمل ابرار و عمل مقربین۔ عمل ابرار آنست کہ سبب ثواب
بودہ اما سبب عروج و نزول فنا و بقا نمی گردد، و عمل مقربین آنست کہ سبب فنا و بقا و رفع حجاب ہا
میگردد چنانچہ در حق بتدی عمل مقربین عبارت از ذکر اسم ذات است کہ بہ اجازہ مرشد کامل تکرار
گردد کہ این ذکر سبب قرب الہی میگردد۔ ناگفتہ نماں کہ بعض محبوبین بے واسطہ مرشد بدرجہ قرب
مشرف می گردند ذالک فضل اللہ۔ اما آہنا اقل قلیل اند۔

تبصرہ: باید دانست کہ عمل مقربین چند نوع بوده و در ابتدا تکرار اسم ذات عمل مقربین بود و اعمال دیگر عمل ابرار است و در ولایت کبری و علیا نفی و اثبات و اولاد لسانی عمل مقربین بوده و تکرار اسم ذات عمل ابرار است اما در کمالات نبوت تلاوت قرآن عظیم الشان عمل مقربین بوده و اعمال دیگر در حلقہ عمل ابرار است مصرع۔ ہر سخن جائے و ہر نکتہ مکاتے دارد۔

مکتوب ہست و ششم

حضرت امام میفرماید حق سبحانہ چنانچہ بذات خود موجود است یعنی حق تعالی درستی خود بہ عروس وجود مختلف نبوده بلکہ بذات خود موجود است و دیگران بہ عروس وجود اندر بچنان ذات بچون و بے چگون یکتا او تعالی بذات خودی و عالم و قادر و مرید باشد صفات ثمانیہ ذات ایزدی اگرچہ موجودات خارجی باشند اما ذات خداوندی بہ صفات بیج احتیاج ندارد بہ ذات خود عالم است نہ بصفتم علم و بذات خود قادر است نہ بصفتم قدرت۔ ناگفتہ نما تر کہ خود عالم کمالات ذاتیہ علین ذات او تعالی بوده و صفات ثمانیہ حق تعالی ظہورات آن کمالات ذاتیہ است در مرتبہ دیگر و مرتبہ صفات غیر مرتبہ ذات مقدس است۔

س: در صورتیکہ او تعالی بہ صفات حاجت ندارد فوائد صفات چہ خواہد بود؟

جواب: صفات ثمانیہ ذاتیہ او تعالی دارے فوائد زیادی بوده کہ یکی ازان حملہ آن است کہ اگر صفات مذکور در بین حق تعالی و بین عالمیان حاصل نباشد و شعشعان ذات او تعالی عالم پر شد در آن وقت عالم بدون طعمہ حریق چیز دیگری نخواہد بود زیرا کہ عالمیان تاب تو ان شعشعان تجلی ذات مقدر ندارند اما صفات ثمانیہ چون ظہورات کمالات ذاتیہ اند و در مرتبہ ثانی قرار دارند بنا بر آن مناسبت فی الجملہ بعالم داشته و سبب مبادی فیوض عالمیان گشتہ اند و عالم بواسطہ مبادی فیوض خود کہ صفات ثمانیہ حق تعالی است۔ از ذات حق تعالی مستفیض می شود زیرا کہ عالم بذات او تعالی بیج مناسبت ندارد۔ اگر صفات ثمانیہ وجود نداشته باشد عالم از ذات او تعالی بیج استفادہ کردہ نمیتواند

حضرت امام در مکتوب میفرماید کہ ذات مقدس او تعالیٰ برے او تعالیٰ بہ آن علم معلوم است کہ عین ذات او تعالیٰ است و حق تعالیٰ بذات خود حی است و بذات خود عالم است نہ بہ صفت علم و علمیکہ از صفات باشد بہ درک ذات مقدس نمی رسد۔

سوال: در صورتیکہ علم او تعالیٰ کہ از صفات او تعالیٰ است بذات او تعالیٰ رسیدہ نمیتواند پس عارف چگونہ از ذات او تعالیٰ بحث کردہ می تواند۔

جواب: عارف دلائل را بہ تجلی افعال و صفات فعلیہ او تعالیٰ رنگین و بہ تجلیات آنها منعکس میگرداند و این انعکاس سبب عروج او بہ صفات ثنائیہ میگردد و باز بہ سبب انعکاس صفات ثنائیہ قابل عروج بہ کیف مرتبہ ذات مقدس گردیدہ و بہ انعکاس آن مرتبہ مقدسہ نیز رنگین میگردد و بیان عارف از مرتبہ ذات مقدس بہ سبب آن انعکاس است کہ از تجلی ذات او تعالیٰ بہ اور رسیدہ است مقولہ مشہور است کہ میگویند۔ بیت

علم حق در علم صوفی گم شود این سخن کے با و مروج شود

یعنی علم او تعالیٰ کہ از صفات او تعالیٰ است در مرتبہ ذات او تعالیٰ معدوم است یعنی از ان مرتبہ مقدسہ پایان تراست و علم صوفی کہ انعکاس ذات مقدس او تعالیٰ است در ان مرتبہ رسیدہ است و می رسد۔ آنچه میفرماید صادر اول چه بود الخ یعنی فلاسفہ یونان گفتہ اند کہ عقل اول از ذات مقدس او تعالیٰ بدون ارادہ یعنی بالا ایجاب موجود گردیدہ و از عقل اول عقل ثانی و فلک اول موجود گردید و باز عقل ثانی سبب پیدایش عقل ثالث و فلک دوم گردیدہ علی ہذا القیاس تا بہ عقل عاشر گفتہ اند و عقل عاشر را عقل فعال میگویند و این جامعہ مکتوبات قدسی آیات در حاشیہ یک غلطی کردہ کہ صادر اول را بہ عقل فعال ترجمہ کردہ است بلکہ بہ نزد حکماء یونان صادر اول عقل اول است و عقل فعال عقل عاشر است چون قول حکماء یونان یک کذب محض بودہ۔ بنابراین حضرت امام قول حکماء را تردید میفرماید کہ صادر اول چه بود کہ بدون پردہ صفات در انوار ذات او تعالیٰ مضمحل و ناچیز نگردد یعنی قول عقول عشرہ غلط محض است۔ آنچه میفرماید۔ مصرع

سیاہی از حبشی کے رود کہ خود رنگ است الخ

یعنی ممکنات مربوط ظلال صفات او تعالیٰ است و ذات آہتا توسط صفات مخلوق گردیدہ و
 این ظہیت در ذات آہتا است کہ بذات مقدس او تعالیٰ پیچ مناسبت ندارد و آنچه میفرماید
 و من بعد ہذا ما یدق صفاتہ الخ یعنی بعد ازین معاملہ قرب ذات مقدس او تعالیٰ است
 کہ در تعبیر نمی گنجد۔ آنچه میفرماید بندہ حق نشود الخ یعنی بندہ ہر وقت بندہ است۔ مصرع
 زمین فلک شود و آدمی خدا نشود

اما از فضل او تعالیٰ دوستان او تعالیٰ از ذات مقدس او تعالیٰ جدا نمی باشند و بہ سبب
 محبتی کہ بہ آہتا عنایت شدہ با ذات او تعالیٰ می باشند و در حق آہتا معیت از جانبین است یعنی
 آہتا با خداوند و خداوند با ایشان است و دیگران نہ چنان است زیرا کہ اگرچہ او تعالیٰ با آہتا است
 لکن آہتا از ذات او تعالیٰ محروم و مجبور اند چنانچہ عارفی فرمودہ است۔

یا نزدیک تر از من بہ من است این عجب تر کہ من از وی دورم

یعنی ذات مقدس او تعالیٰ با تمام عالم یک معیت بلاکیف داشتہ می باشد اما مجبوران را بہ او تعالیٰ
 معیت نمودہ و مجبوران در وصافان محبت بواسطہ محبت کہ با آہتا عنایت گردیدہ حضرات آہتا بہ
 ذات او تعالیٰ معیت داشتہ می باشند و در حق شان معیت از جانبین است۔ اما در حق دیگران
 از ان طرف معیت پورہ و این طرف ہجران است۔ حضرت امام در مکتوبے میفرماید کہ در بین مجہان
 و ذات او تعالیٰ پیچ حجابے نیست زیرا کہ آنحضرت میفرماید کہ شخص با کس است کہ باو محبت
 داشتہ باشد و محبت پیچ دقیقہ حجاب را نمی گذارد زیرا کہ حجاب مانع معیت است خلاصہ
 اینکہ معیت دو نوع است یکے معیت عام است و دیگر معیت خاصہ معیت عامہ نصیب ہر
 عالم است اما معیت خاصہ کہ از جانبین است نصیب دوستان خاص او تعالیٰ است چنانچہ
 تفصیل ان گذشت۔ آنچه میفرماید اگر از اصل بالا نرود الخ یعنی اگر عارف از اصول خود کہ ظلال صفات
 و خود صفات او تعالیٰ می باشد بالا نرود آئین را چہ فائدہ بود یعنی سبب ایجاد عالم و قائم
 ایجاد و وصول و رسیدی است بہ ذات ایند لا یرال و محبوب یا جمال اگر آن مسیر نشود فائدہ ای

عالم مقہومی نخواہد داشت۔ بزرگی میفرماید بیت

گفتم روم بخواب کہ بینم جمال دوست آہم نشد سیر و سودای خام شد

خلاصہ اینکه نزد عاشقان او تعالی آمدن بے معرفت بدون ما حاصل است۔ بیت

درین دیار بیدان زندہ ام کہ گاہ گاہے نسیم عاطفۃ زان دیار می آید

انچہ میفرماید اتصال بہ ہل در ہمہ وقت داشت الخ یعنی در وجود انسان کہ ظلال صفات او تعالی بود

است در وقت محرومیت نیز یک اتصال بلا کیف در حق او موجود است امل بے فائدہ۔ افغانی

جانان لہ ماسرہ قریب دی زچہ غافل ہمہ محرومہ پاتہ شومہ

انچہ میفرماید کار نیست کہ اصل را در رنگ ظل زینہ باید ساخت الخ یعنی مردان او تعالی اصول خود را

زینہ ساختہ و بہ سبب انعکاس تجلیات افعال و صفات مقدس او تعالی بہ ذات مقدس رسید اند

انچہ میفرماید جواب نہ آفاقی است و نہ انفسی الخ یعنی سیر آفاقی و انفسی تا وقتہ است کہ سالک از آفاق و

انفس نگزشتہ باشد و بعد از ان سیر اقربیت است کہ سیر صفات او تعالی است و رسیدن بہ تجلیات

ذاتیہ او تعالی است و این سیر را عارفان کامل سیر اقربیت می نامند زیرا کہ افعال و صفات ثمانیہ و

ذات مقدس او تعالی از بابا نزدیک تر اند انچہ میفرماید این سیر یا این اشکال نزدیک باب این سیر

کہ از باب علم بودند الخ یعنی عارفان کہ بہ سیر اقربیت میرسند و نوع اندیکہ از باب علم اند و دیگری

از باب جہل یعنی صاحبان کشف و بدون کشف، پس نزدیک باب کشف این سیر اقربیت چنان

تفصیل وار معلوم است چنانچہ سیر پہلی و آگرہ۔

حضرت امام محبوبیت خود را اظہار فرمودہ و تخریث نعمت می کند ضرب مثل مشہور است کہ

”خدا دادہ را خدا دادہ است“ لے عزیز جذبات خداوندی حضرت امام را بکجا رسانیدہ است کہ عقل غفلانہ

و تصور بر آن حیران است۔

انچہ میفرماید کہ طاقت حائل ندارد الخ یعنی در معیت عارف بہ او تعالی ہیچ حائل وجود ندارد۔

زیرا کہ سر دارد و عالم معیت فرمودہ و معیت مانع حجاب بودہ و ہیچ حجاب را نمی گذارد۔

مکتوب بست و ہفتم

حضرت امام میفرماید: این دولت مربوط بحصول ولایت خاصہ است، یعنی گذشتن از مقاصد و ہواہے نفس مربوط بولایت خاصہ است۔ پوشیدہ نمائند کہ ولایت خاصہ دو نوع است۔

(۱) ولایت خاصہ بمعنای عام است کہ ولایت تمام انبیاء عظام است از ہر کدام شان کہ بورہ باشد و در این ولایت عارف بواسطہ فنا و بقا از خواہشات نفس ربانی نمی یابد۔

(۲) ولایت خاصہ یعنی خاص اشخاص است کہ تنہا ولایت آنحضرت است کہ درجہ انتہائی ولایت خاصہ می باشد۔ این مکتوب شریف مراد از ولایت خاصہ بمعنای عام است کہ عارف بواسطہ فنا و بقا بہ عروج و نزول مشرف و از خواہشات نفس ربانی نمی یابد بہ ولایت ہر نبی کہ برسد۔

تذکرہ: ولایت خاصہ یک قرب خاص است اما تمام مومنان در ولایت عامہ شریک اند و حق سبحانہ ہمہ مومنان را دوست میدارد چہ تجہ حق تعالی میفرماید کہ خدا دوست آنان است کہ ایمان آورده اند اگرچہ این ولایت عامہ ہم یک نعمت بزرگی است اما این قدر است کہ در این ولایت عامہ انسان از خواہشات نفس ربانی نمی یابد و ایمان شان ایمان قلبی است و در مراتب ولایت خاصہ ایمان نفس نیز میسر است شتان بیگناہی۔ انچہ میفرماید بعضی از بانیینہا ازین قبل است کہ حصول آن از خارج است الخ۔ تبصرہ: تا زمانیکہ نفس امارہ تزکیہ نشدہ و ساوس انسان و ساوس داخلی پورہ و مرض و ذاتی است اما بعد از تزکیہ نفس اگر وسوسہ رخ دید و وسوسہ خارجی است کہ القاکنندہ آن شیطان است و این نوع وسوسہ خارجی زود گذر پورہ و بعارف تاثری وارد کردہ نمی تواند و شیطان بہ گفتن لا حول می گریزد اما نفس انسانی تا کہ تزکیہ نشود مقابلہ اوسد سکندری است۔

مکتوب بست و ہفتم

در این مکتوب شریف حضرت امام در اطراف ثواب صدقات و خیرات کہ بہ ارواح موتی کردہ میشود

بیان فرمودہ ہدایت می دہد۔

تبصرہ: ہر عمل نیک و پسندیدہ کہ از ہر فردی از امتان آنحضرتؐ اجرا میگردد از اجراءے آن عمل ہر قدر ثوابیکہ بہ عامل میرسد بہمان پیمانہ ثواب بہ آنحضرتؐ نیز راجع میگردد۔ نیز کہ پیروان آنحضرتؐ ہر عمل خوبی را کہ انجام میدہند یا ساس ہدایت و متابعت آنحضرتؐ است لہذا آنحضرتؐ بہ ثواب کا یہاں نیک فردی را از افراد امتان شان شریک اند صدقہ بہ ارواح موتی نیز از حجلہ اعمال نیک است۔ تا بر آن ہر قدر صدقہ قاتیکہ بہ ارواح اموات کردہ میشود آنحضرتؐ نیز در ثواب ان شریک است یعنی ہماں قدر ثوابیکہ ازین عمل صدقہ میت مطلوب میرسد بہمان پیمانہ ثواب بہ آنحضرتؐ نیز میرسد۔ پوشیدہ نماند کہ در این مکتوب شریف از فرمایش حضرت امام چین معلوم میشود کہ اگر در صدقہ قاتیکہ بہ ارواح موتی کردہ میشود آنحضرتؐ نیز شریک ساختہ شود در این صورت اگرچہ ثواب این صدقہ بروح میت بہ آنحضرتؐ نیز میرسد اما روح میت بحضور آنحضرتؐ نہ میرسد و اگر صدقہ کنندہ صدقہ را تنہا بہ میت بدہد آن میت ثواب آن صدقہ را گرفتہ بحضور آنحضرتؐ مشرف میشود و از ان جناب اخذ فیوض و برکات می نماید۔ بنا بر ان در صدقہ میت آنحضرتؐ شریک ساختہ نشود تا سبب تشرف میت گردد و نیز ناگفتہ نماند کہ چون حقوق آنحضرتؐ از حقوق دیگران فوق تر است لہذا می باید کہ در وقت صدقہ یک قسمت صدقہ را تنہا برائے آنحضرتؐ و قسمت دیگر را بروح میت بدہد در این صورت ہم احترام برادر دو عالم ہم امید تشرف آن میت است بحضور برادر دو عالم و در صورت شرکت آن میت از مشرف شدن بحضور آنحضرتؐ محروم می ماند۔

سوال: سبب تشرف و عدم تشرف چیست؟

جواب: سبب تشرف میت در صورت عدم اشتراک آن است کہ آنحضرتؐ بدین شتراک ہم در ثواب میت شریک و نیز برائے میت یک فقر است کہ بواسطہ او با آنحضرتؐ ثواب رسیدہ و او بحضور مبارک مشرف می شود۔ آنچہ میفرماید از برائے قبول آنحضرتؐ کہ مقبول و محبوب است بہانہ کافی است الخ یعنی اگر شخص بدون نیت خالص ہم درود بخواند ثواب آن با آنحضرتؐ میرسد زیرا کہ ذات مقدس او

محبوب رب العالمین است و در حق محبوب بہانہ کافی است و اگرچہ بخوانندہ درود کہ بدون تہنیت خوانندہ باشد از ثواب محروم است۔

مکتوب بست و نهم

حضرت امام میفرماید: ہمان محل باعث ازدیاد ایمان است بہ قرآن الخ یعنی معانی بعضی کلمات قرآن شریف کہ از درک بشر بلند است و در فہم نمی گنجد دلیل آن است کہ قرآن معجز است و از فہم بشر بلند است و نیز کلام او تعالیٰ بے چون مصدق است و عالم تشکل از چون و چندان است و چون بہیچون مناسب است نہ از بنا بر آن از فہم کلام ہیچون عاجز و قاصر است و نا فہمیدن دلیل آنست کہ این کلام کلام خداوند بوده و ہیچون است۔

حضرت امام در مکتوب بے میفرماید کہ اطلاق نورسم در مرتبہ کلام نفسی بہ قرآن کردہ نمیشود الخ یعنی کلام نفسی بے کیف است و نوریک چیز تکلیف است لهذا اطلاق نوریکہ بقرآن شدہ است این اطلاق در مرتبہ نزول و منزل است اما در مرتبہ خود کلام نفسی اطلاق نورسم بقرآن نمیشود زیرا کہ قرآن از نورسم بلندتر است۔

مکتوب سی ام

حضرت امام میفرماید: اگر نگردد باز مسکین زین سفر الخ

تبصرہ: روح انسان قبل از آنکہ در بدن تعلق گیرد مقام آن فوق عرش و متوجہ عالم قدس بودہ است ازینکہ قرب بیشتر و ترقیات روح در مقام اصلی روح امکان پذیرہ بودہ و جہادنداشتہ بنا بران حکمت حق تعالیٰ مقتضی آن شدہ کہ روح در بدن انسان تعلق گیرد تا ہمراہ نفس مجاہد کند و بواسطہ این مجاہدہ بہ ترقیات و قرب بیشتر مشرف گردد۔ بنا بران روح را در بدن جائے داد۔ پوشیدہ نمائد کہ روح بعد از تعلق در بدن عالم علوی را فراموش و گرفتار عالم سفلی گردیدہ اما حق تعالیٰ خواستہ بود کہ مقام اصلی روح را دوبارہ بیاد او بدہد و ترقیات عالی نصیب او گرداند۔ بنا بران از فضل و کرم خویش

حضرات انبیاء عظام را مبعوث گردانید تا مقام اصلی روح را پیدا و بدینہد و از ان مقام سابق خود نیز ترقی کنند و بہ ذات مقدس رسیدہ شود۔

کسانیکہ دعوت انبیاء را قبول و متوجہ عالم قدس گردیدند نتیجہ ہر رتبہ عالی رسیدند و کسانیکہ دعوت را قبول نکردند گمراہ و معصوب گردیدند۔ خلاصہ اینکہ از برکت مجاہدہ است کہ خواص بشر از خواص ملک افضل گردیدہ اند و فاجران از بہائم ہم پائین تر ماندہ اند۔ اولئک کالانعام بل هم اضل۔ و آنچه میفرمایند چون از ان اصل بکرم حق تعالی اورا عروج واقع شود اصلی کہ فوق آن اصل است الخ

تبصرہ: تجلی کہ در وجود انسان است ظلال افعال او تعالی است و افعال و صفات فعلیہ او تعالی ظلال صفات ثبوتیہ می باشد و حیوانات و اعتبارات ظلال و پرتو ذات مقدس او تعالی است پس وقتی کہ انسان طرف اصول خود عروج فرماید اول صفات فعلیہ رسیدہ و در آنجا فنا و بقا برائے وی حاصل میگردد یعنی عالم ممکنات را فراموش و صفات فعلیہ مشہود او را ہر گشت و خود را عین صفات فعلیہ خواہد یافت و بہ انعکاس صفات فعلیہ منعکس خواہد گشت اما ناگفتہ ماند کہ این فنا فناء ابتدائی و صوری است نہ حقیقی زیرا کہ صفات فعلیہ بر رخ و جوب و امکان است و عین و جوب نیست و وقتی کہ عارف بہ عنایت خداوندی از صفات فعلیہ عروج و بہ صفات ثبوتیہ برسد در آنجا نیز فنا و بقا حاصل و بہ انعکاس صفات ثبوتیہ منعکس خواہد گشت ہذا عروج حیوانات و اعتبارات را نیز ہمین ترتیب قیاس باید کرد بالاخرہ عارف مظہر تجلیات ذاتیہ گردیدہ و پرتو تمام اصول عالیہ بمنزلہ اجزائے او میگردد و وقتی کہ این عارف ذاکر شود تمام اصول او ذاکر میگردد زیرا کہ او مظہر تمام تجلیات اصول خود گردیدہ و دیگران تنہا زبان خود را اندوا از تجلیات و انعکاسات مراتب اصول بے خبر اند پس در بین عارف و دیگران فقط مشارکت صوری است و در معنی هیچ مشارکت ندارند حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم در مکتوبی میفرماید حاصل فرمودہ شان اینکہ عارف بدیگران قیاس نمی شود زیرا کہ تجلیات عالم و جوب در بین عارف ممکن گردیدہ و در حجرہ ادجائے گرفته و در بین او و مراتب و جوب هیچ مجلبے نمائزہ است بنابر ان ہجو عارف را بعوام قیاس نباید کرد۔ ناگفتہ ماند کہ علمائے ظواہر ازین معرفت بے خبر اند و علم تصوف و

راہ سوک و طریقت را بہ بدعت منسوب ساختہ و از حقیقت شریعت بہ صورت شریعت اکتفا کردہ
و حقیقت آن کہ بطن قرآن است گریزان اند و دیگران را نیز می گریزانند نمی دانم کہ جرم آنها چہ طور خواہد شد
کہ مردم را از حقیقت قرآن بازمی داند و بطن قرآن را نمی شناسند بیت
قدسی ندانم چوں شود سوئے باز از خرا او نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در غل
مصرع چوں ندیدند حقیقت رہے افسانہ زدند

بے لسان عدو و لما بجهل یعنی انسان دشمن آن است کہ نمی داند از عدم علم است کہ متابعت
سر را در دو عالم را محصور در متابعت ظہری ساختہ اند و از حقیقت متابعت کہ در اے مراتب ہفتگانہ
بودہ و تفصیل آن در مکتوب نمبر ۵۳ دفتر دوم مکتوبات قدسی آیات درج است بے خبر ماندہ اند
مقولہ مشہور است کہ میگویند

عاقل بہ خرد خوش است و مجنون بہ جنون

کل حزب بمالہ یھم فرعون و نیز علمائے ظواہر از معراج مومنین کہ در نماز است بے خبر اند و از عروج جاتیکی
در نماز دست میدہد بے بہرہ بودہ و نماز را مقصود بر ارکان ظاہری پنداشتہ اند بیت
چو آن کرے کہ در سنگ نہان است زمین و آسمان او ہمان است
بے مضمون حدیث قدسی است کہ حق تعالی میفرماید اولیائے من تحت قبائے من مستور اند کہ غیر از من
آنها را کسی نمی شناسد حضرت امام در مکتوبی میفرماید غیبتیکہ خداوند بہ دوستان خود در دینی خواہد کرد
دیگران آنها را بشناسند بلی اولیائے خدا کہ معشوقان و محبوبان او تعالی ہستند لہذا او تعالی محبوبان
و معشوقان خود را بہ دیگران نشان نمی دہد آنچه میفرماید ایمان و معرفت و سایر کمالات را بر این معنی
قیاس باید کرد الخ یعنی ایمان دیگران تقلیدی و استدلالی خواہد بود چنانچہ عوام و علمائے ظواہر بہ آن
ایمان مومن اند و ایمان اولیائے کرام ایمان شہودی است کہ بہ مراتب از ایمان استدلالی بلندتر است بیت
محمد دیدہ و موسیٰ شہیدہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ
بیت گریہ استدلال کار دین بودے فخر رازی را ز در دین بودے

حضرت مولانا یعقوب چرخ در تفسیر خود در حق امام رازی میفرماید: بیت

چونکہ او من لم یذق لہ یدرہور علم و تحصیلات او حیرت فرود

حضرت حجت الاسلام امام غزالی میفرماید کہ علم حجاب اکبر است شرح فرمودہ شان چنین است کہ ولایت عبارت از نیان ماسوی است و علوم بسیار سبب گرفتاری بسیار است پس تا تمام ماسوی فراموش نگردد فلاح نیست و بقا خود فرع فنا است پس معلوم گردید کہ علوم اشیا حجاب اکبر است۔ تذکرہ: در وقت عروج تمام ماسوا فراموش میگردد اما در وقت گرفتن انعکاس صفات او تعالی و مقام نزول تمام علوم اعادہ میشود اما عارف گرفتار ماسوی نمی گردد۔

سوال: وقتی کہ علم ماسوی اعادہ گردد فلاح فائزہ خواهد داشت۔

جواب: فنا و بقا گرفتاری ماسوی را معرہ میگردد و عارف مرجوع اگرچہ ماسوی را میدانند اما گرفتار ماسوی نمی گردند و عروج تعلق گرفتاری او را از عالم مقطوع ساخته و این شغل او بہ عالم صرف برای ہدایت عالم است نہ بسبب گرفتاری بہ عالم و شغل دیگران بعالم بہ سبب گرفتاری آنها است۔ بزرگان اسلام فرمودہ اند کہ صوفی کائن و باین است یعنی در ظاہر با خلق و در باطن با او تعالی است۔ صوفیہ دل بیار و دست بکار اند و بہ سبب تفریق لطافت ظاہر از باطن جدا گردیدہ شغل ظاہری عارف مانع عروجیات باطنی او نمی گردد اما دیگران نہ چنان است و چون در ایمان مراتب متفاوتہ موجود است بنابراین لازم است تا نکاتی چند در بارہ زیادتی و عدم زیادتی ایمان تذکر دہیم۔ باید بخاطر داشت کہ ایمان دو نوع است یکے استدلالی است و دیگر شہودی۔ باید دانست کہ تاحیات آنحضرت ایمان استدلالی بہ اعتبار مومن بہ زیاد میگردد و بعد از انتقال آنحضرت ایمان استدلالی بہ اعتبار مومن بہ زیادہ نمی شود زیرا کہ مومن بہ ہا انتقال آنحضرت بہ انجام رسید و نصوص دیگر نازل نمی گردد اما ایمان شہودی بہ اعتبار مومن بہ بعد از وصال آنحضرت نیز دارے زیادت و نقصان می باشد چنانچہ کسانی کہ بہ شہود صفات ذاتیہ رسیدہ اند ایمان شہودی آنها نسبت بہ کسانی کہ بہ صفات فعلیہ رسیدہ اند زیادہ تر است و کسانی کہ بہ شہود شیونات و اعتبارات شرف اند ایمان شہودی آنها بہ نسبت

عارفیکہ بہ صفات ثنوتیہ رسیدہ است بیشتر است و محبوبان کامل کہ بوصول بلا کیف بہ ترتیب کیف ذات مقدس او تعالیٰ رسیدہ اند ایمان شان نسبت بایمان دیگران با صغاف مضاعف زیادتر است و اولیاء کامل کہ بہ تجلیات حقیقت کعبہ و بہ حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ نیز مشرف اند و دیگران ازین کمالات بے بہرہ اند بقرآن ایمان شہودی شان بہ نسبت ایمان شہودی دیگران زیادتر است۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ در بارہ حقیقت صلوٰۃ میفرماید بیت

چکد مشک ترا ز دم گران گیسو بدست افتد در صبح از گریہ بیا نم گران مہ در کنار آید

حقیقت صلوٰۃ تجلیات بلند است کہ اولیاء بسیار کامل بآن مشرف اند و ہر ولی بدان مقام رسیدہ نمی تواند۔ اما ایمان بمعنی یقین زیادتی نداشته باز ہم در انجلا و نورانیت فرق داشتہ می باشد۔

مکتوب سی و یکم

حضرت امام مولانا بدرالدین را توصیہ میفرماید کہ ازین سخنان بے حقیقت باید کہ بخت لطف حاصل فرمودہ حضرت امام اینکہ عالم مثال جائے بودن نیست بلکہ بہ منزلہ آئینہ است کہ عوالم دیگر در ان نمایاں میگردد و جائے بودن عالم ارواح و عالم اجساد و جنت و جہنم است اینقدر است کہ عارف تصفیہ لطافت خود را در عالم مثال مشاہدہ میکند و شہود عالم مثال از جملہ بشرات است و بہ سیر آفاقی تعلق دارد و تصفیہ خود لطافت بہ سیر نفسی مربوط است یعنی سالکی کہ بہوز بہ تصفیہ لطافت مشرف شدہ بلکہ انوار انہار ابرنگ سرخ و سبز و غیرہ در عالم مثال بے بیند این سیر آفاقی است و بہ منزلہ خواب از جملہ بشرات است و عارفیکہ لطافت او تصفیہ گردد و صفائی آنرا در نفس خود بے بیند این سیر نفسی است و بعد از ان سیر اقربیت است۔ خلاصہ اینکہ بعد از سیر آفاقی سیر نفسی است و بعد از سیر نفسی سیر اقربیت است کہ اکثر اولیاء کرام از ان بے خبر اند۔ سیر اقربیت سیر خود مراتب و جوب پورہ اما در سیر آفاقی ظلال بعیدہ و در سیر نفسی ظلال قریبہ می باشد و سیر عالم و جوب سیر اقربیت است کہ در مراتب و جوب است کہ نصیب بعض بزرگان است بصرع نہ ہر کہ سر بر تراشد قلندر ی داند

تبصرہ: عالم کبیر بدو حصہ منقسم گردیدہ کہ نصف آن فوق العرش و نصف آن تحت العرش است یعنی عالم امرفوق العرش و عالم خلق تحت العرش است۔ عالم امر عبارت از قلب توری، روح، سرخفی و اخفی می باشد، و عالم خلق عبارت از عناصر اربعہ و نفس ناطقا است و نفس ناطقہ شیرہ عناصر اربعہ است و انسان مرکب ازین اجزائے ده گانہ است۔

سوال: انسان برعلاوہ ده جز متذکرہ دو جز دیگر ہم داشته می باشد و آن عبارت از خیال و عقل است بنا بران انسان دارائے اجزائے دوازده گانہ گفته می شود کہ در اینجا از دو جز اخیر الذکر تذکرہ عمل نیامده علت آن چه خواهد بود؟

جواب: عقل یک قوہ است مربوط بہ نفس کہ مرکز آن در قلب و یاد باغ است و یک امر مستقل نیست و ادراک او مربوط بحواس است و خیال نیز یک نمونہ عالم مثال و در وجود انسان بود اما یک جز مستقل موجود نیست با آن عالم مثال موجودی مہم نیست بنا بران این دو جز را یاد نموده اند۔

پوشیدہ نماز کہ عالم مثال بالا عرش و تحت عالم امر است و این عالم یک موجود مہم نہا است برعکس سراب کہ یک مہم موجود نہا است و نیز ناگفتہ نماز کہ عالم مثال جائے بودن نیست بلکہ بمنزلہ آئینہ می باشد کہ عالم امر و عالم خلق دران نمایان است حتی چیزائے گذشتہ و آئندہ نیز دران نمایان و مہم و یاد آورده و معانی خفیہ قلب نیز درانجا نمایان است و حتی تمام افعال شایستہ و ناشایستہ آئندہ انسانی از قبیل قتل و خونریزی و غیرہ و غیرہ نیز درانجا معلوم میگردد از ہمیں ناجیہ بودہ کہ خونریزی ہائے آئندہ بشریت را ہلاک در عالم مثال دیدہ در ابتدا خلقت حضرت آدم علیہ السلام عین نکتہ را بحضور پروردگار عالم عرض کردہ اند۔ خلاصہ اینکہ خیال ہم یک جز ضعیف انسان است و مثل اجزائے دیگر وجود محقق و مشاہدہ ندارد اما فوائدیکہ خیال دارد قرار ذیل است۔

(۱) سبب ادراک مقامات و عروجات است عارفیکہ خیال داشته باشد تفصیل مقامات عروج و قرب خود را بیان کردہ میتواند صاحب کشف است و عارفیکہ خیال ندارد اگر چه صاحب قرب ہم بودہ باشد از تفصیل مقامات بہ خبر است۔

سوال: ہر انسان دارے خیال می باشد سبب چیست کہ بعضی عرفا صاحب کشف بوده و برخی صاحب کشف نیست؟

جواب: خیال بدو قسم است (۱) خیالی است کہ قرب لطافت در آن منتقل میگردد۔ (۲) خیالی است کہ قرب لطافت در آن منعکس نمی شود تا بران این عارف دوم صاحب کشف نمی باشد ناگفته نماند کہ کشف سبب برتری ذات نیست اما خیال و کشف سبب ادراک کمالات است از اینجاست کہ ذمہ آورہ اند لو کہ الحیال نہ ترا محال یعنی اگر خیال نباشد حال مستوری مانده بعضی بے خبران غلط میکنند کہ میگویند لو کہ الحیال لبطل المحال زیرا کہ یہ سبب نابودن خیال و عدم ادراک آن حال باطل نمی شود بلکہ حال مستور بوده و در ادراک نمی آید و علمای معقول می گویند کہ دہم در محسوسات سیر میکند و عقل در معقولات صوفیہ کرام میفرمایند چیزیکہ در دنیا نمونہ داشته باشد در خیال منتقل میشود چنانچہ ظلال صفات او تعالی زیرا کہ صفات بندہ نمونہ ظلال صفات او تعالی است و ذات مقدس او تعالی در خیال نمی گنجد زیرا کہ نمونہ ذات او تعالی در دنیا وجود ندارد۔ ناگفته نماند کہ خیال اگرچہ سبب برتری مقامات نیست مگر سبب بصیرت است حضرت امام میفرماید عارفیکہ صاحب علم یعنی کشف است مقامات قرب عالم و جوب را منزل بہ منزل می شناسد و عارفیکہ صاحب کشف نیست اگرچہ قرب داشته باشد مگر بصیرت ندارد الخ۔ مقولہ بزرگان قدیم است کہ میگویند منامن حلم و منامن جہل یعنی بعض مایان صاحب علم و کشف و بعضی مایان بے کشف می باشیم در اینجا مراد از علم کشف است نہ علم ظاہری زیرا کہ علم بظاہر موقوف نمی باشد۔ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری کہ سی ہزار ارادت و ہفت لک از فریادہات اولیائے کرام بہ یاد او بود در شان حضرت ابوالحسن خرقانی میفرماید کہ اگر شیخ ابوالحسن خرقانی و خواجہ عبداللہ طاقی نمی بودند عبداللہ عباد اللہ نمی شد با آنکہ حضرت ابوالحسن خرقانی عالم نبود و در شان ابوالحسن خرقانی میفرماید کہ او عالم نبود و بعضی مسائل را از من می آموخت اما غوث روزگار خود پرورہ اندراچہ میفرماید بسیار است بے آنکہ از حق غائب شود الخ یعنی بعضی بزرگان عالم مثال را

بوقت استغراق و غائب شدن از حس می بیند و بعضی عارفان که صاحب کشف اند بدون غائب شدن از حس عالم مثال را مشاهده می نمایند بعض چیزهای آئنده را نیز در عالم مثال می بینند زیرا که علم شان پر تو خداوندی گردیده و متخلق با خلاق الهی باشد.

مکتوب سی و دوم

حضرت امام میفرماید درین موطن اگر وصل است الخ یعنی در مشاهده تجلی صوری وصل میسر نیست بلکه فصل است زیرا که آنها عالم وجوب را ندیده اند بلکه امکان را بعنوان وجوب دیده و ممکن را واجب دانسته اند، ناگفته نماند که تجلی صوری داخل علم الیقین بوده و بحال و عین الیقین ارتباط ندارد. آنچه میفرماید جوگیه هند و فلاسفه یونان الخ

تبصره: جوگیه هند و فلاسفه یونان به سبب صفای نفس از کثوفات کونی یا تخریبیه اما از کثوفات عالم وجوب عاجز اند زیرا که غالی نفس بتابعیت شریعت مربوط نیست بلکه بواسطه غلظت وجود میسر میگردونز که نفس چون بواسطه متابعت شریعت غرایب میگرداند از کثوفات الهی بیان مربوط است. تذکره: در این مکتوب شریف در سطح ۱۸ در مطبعه غلطی واقع شده و جمله حال تمام میگوید در حال تمامی گرد طبع کرده است و مراد حضرت امام آنست که آن علم است و حال نیست مگر حال تمام و در مطبعه حال تمامی گرد طبع شده است. آنچه میفرماید و نیز در آن تجلی مشهود کثرت است الخ یعنی صاحب تجلی صوری کثرت ممکنات را بعنوان وجوب دیده است و عالم وجوب را مشاهده نکرده است. آنچه میفرماید همانا که صور را مغز خیال کرده است الخ یعنی مولانا بابر الدین مشهود خود را مغز خیال کرده حالانکه مشهود او صورت و امکان بوده که پوست است و بسیار بعید است از مغز.

مکتوب سی و سوم

حضرت امام میفرماید مراد از کفر کفر طریقت است الخ یعنی اسلام و انواع است.

اسلام صوری و اسلام حقیقی، اسلام صوری اسلام علماء ظواہر است کہ مصداقات قضایاے شرعیہ را اگرچہ ندیدہ اند مگر بآن گرویدہ اند۔ اسلام حقیقی اسلام صوفیہ محققین است کہ مصداقات مسائل شرعیہ را مشاہدہ کردہ اند و ایمان آہنای ایمان شہودی است و این ایمان از زوال محفوظ است اگرچہ محفوظیت آن قطعی نبودہ اما ظنی و اطمینانی می باشد زیرا کہ حفظ قطعی بہ نصوص مربوط است چنانچہ در حق عشرہ مبشرہ۔

کفر نیز دو قسم است: (۱) کفر ظاہر (۲) کفر طریقت۔ کفر ظاہر چنانچہ کفر یہود و منہود و غیرہ و کفر طریقت کہ آنرا کفر حقیقی گویند کہ عبارت از رسیدن بمرتبہ جمع است و مرتبہ جمع واجب و ممکن را یک چیز دین است کفر و اسلام را یکسان دانستن است۔ کفر طریقت اگرچہ چل است مگر محمود است زیرا کہ نشان آن غلبہ محبت است بحق سبحانہ و تعالیٰ۔ باید دانست کہ این مساوات کفر و اسلام عقیدہ صوفیہ وجودیہ نیست بلکہ یک حال است کہ از غلبہ محبت دست دادہ است و در حقیقت عقیدہ این طائفہ مثل عقیدہ سلامان دیگر است و دید وحدت در کثرت نیز یک حال است کہ در راہ سلوک سالک بہ آن رو بردیشود و در ثانی ازین مرتبہ ترقی میفرمایند و این دید را ایشان مرفوع میگردانند چنانچہ میفرمایند کہ بسیاری دشمنان خانگی کار خود میکنند یعنی دشمن دنیوی است یکے دشمن بیرونی کہ شیطان علیہ اللعنہ است و دیگری داخلی کہ نفس امارہ است۔ عارفانیکہ از وسوسہ دشمن داخلی یعنی نفس ربانی یافتہ و باطمینان نفس مشرف شدہ باشند و وسوسہ دشمن بیرونی کہ شیطان است کہ اہم تاثری بالائے آنها وارد کردہ نمی تواند۔ آنچہ میفرمایند عین ثابتہ ظل و عکس و پرتو آن اسم است الخ۔

تبصرہ: صوفیہ وجودیہ و صوفیہ محققین در این مورد اختلاف دارند صوفیہ وجودیہ صفات ثنائیہ حق تعالیٰ را موجود خارجی نمیدانند بلکہ تنہا ذات بحت را موجود خارجی میدانند و بہ تنزلات خمسہ قابل اند یعنی میگویند کہ حق تعالیٰ بصورت علم اجمالی و باز بصورت علم تفصیلی و باز بصورت عالم ارواح و عالم مثال و عالم اجساد ظاہر گردیدہ و این مراتب خمسہ را تنزلات خمسہ و حضرات خمسہ نیز میگویند

زیرا کہ تنزلات عالم وجوب است و نزدیک این طائفہ ممکنات صور علمیه صفات او تعالیٰ بیباشتند زیرا کہ نزد
آہا صفات ثنائیہ وجود خارجی نداشته بلکہ داراے وجود علمی بیباشت و صورت علمی صفات بصورت عالم
تشکل گردیدہ پس نزد ایشان مراد از علم عالمیت او تعالیٰ است نہ صفت العلم بواسطہ اینکه صفت العلم
نزد آہا وجود ندارد و نزدیک این طائفہ حمل ممکن واجب جائز است بدلیل اینکه صفات ممکنات نزدیک طائفہ
عین ذات است و تعدد خارجی موجود نیست چنانچہ در بین زید و ناطق تعدد خارجی موجود نیست حمل
صمیم است اما نزد حضرت امام صفات مقدسہ وجود خارجی داشته و عالم ممکنات نیز داراے وجود خارجی ظلی
بیباشتد بنا بران حمل ممکن بر واجب و حمل واجب بر ممکن صحت ندارد زیرا کہ تعدد خارجی موجود است چنانچہ
کہ در بین احمد و محمود تعدد خارجی موجود است حمل ممتنع است پیشہ نہانند کہ اعیان ثابتہ نزد صوفیہ وجودیہ
پر تو صورت علمی صفات است کہ آنرا اعیان ثابتہ می نامند یعنی موجودات کہ وجود علمی داشته و در علم ثابت
بودہ وجود خارجی ندارند و نزد حضرت امام اعیان ثابتہ عبارت از پر تو تجلی صفات ثبوتیہ می باشد۔
حضرت امام میفرماید کہ ولایت بدون این ایمان متصور نیست الخ یعنی در مرتبہ طریقت و مقام جمع اگر چه
ولایت خاصہ موجود است ناقص است و در مرتبہ اسلام حقیقت کہ بعد از مرتبہ جمع است ولایت کامل
بیسری گردد۔ مصرع تیار کر اخواہد و میلش بکہ باشد

خلاصہ از ولایت عامہ کافہ اسلام بہرہ ور بودہ اما ولایت خاصہ نصیب اولیاء کرام
بیباشت و آنچه میفرماید کہ تا برادر خود را نکشد الخ یعنی تا شیطان را کہ ہمراہ اوست نکشد مسلمان کامل
نمی شود و نیز مراد از برادر نفس است زیرا شیطان کہ دشمن بیرونی است بہ کمک نفس کہ دشمن
خانی است انسان را از راہ حقیقت منحرف و گمراہ میسازد، خلاصہ شیطان ہمراہ انسان بودہ و نفس
ہم ہمیشہ با ایشان می باشد بنا بران این ہر دو را بہ برادر تعبیر نمودن درست است آنچه میفرماید کہ تا
بہ مادر خود حقیقت نشود الخ یعنی انسان تا زمانی کہ بعین ثابتہ خود ترسد مسلمان کامل نشود۔

سوال: در نزد صوفیہ وجودیہ غیر از ذات مقدس او تعالیٰ هیچ چیز وجود خارجی نداشته و ندارد
پس سہ تعین دیگر چگونه داراے وجود خارجی شدہ میتواند؟

جواب: مراد از وجود خارجی ظهور خارجی است نه وجود خارجی چنانچه صورت زید در آئینه ظهور خارجی زید است نه وجود خارجی زید. پوشیده نماند که عین ثابتیه نزد وجودیه پر تو صفات علمی است و اسم مرفی عارف پر تو آن صفت است و وجودیه عین ثابتیه را به مادر و اسم را به پدر تعبیر کرده اند یعنی بعد از آنکه سالک به پر تو اسم برسد که تعبیر از آن بمادر شده بعد از آن بخود اسم میرسد که آنرا به پدر تعبیر کرده اند. این پر تو و اسم بنزد آئینه وجودیه علمی داشته و وجود خارجی ندارد اما بر عکس بنزد صوفیه محققین عین ثابتیه عبارت از پر تو صفات خارجی است که اولاً سالک به پر تو آن صفت رسیده و بعد از آن بخود صفت خواهد رسید. ناگفته نماند که توحید و جود یکی یک حالت عارضی بوده و عقیده نیست و در ثانی صوفیه وجودیه ازین حال و معرفت میگذرند و به انعکاس اسم شرف میگردند چنانچه حضرت امام نیز در ابتدا در مرتبه توحید و جودی قرار داشت و همچنان سید الطائفه جنید نیز در ابتدا توحیدی بود چنانچه مقوله حضرت جنید است که فرموده ایس فی جنتی سوی الله توحید و جودی بصورت اغلب در مرتبه علم الیقین است که برای عارف در این مرتبه دست میبرد اما بر بعضی در مقام عین الیقین نیز عارض میشود و شهود محبوب مانع علم و جود اغیار می گردد و این مقام را توحید شهودی می نامند.

سوال: ازین بیان معلوم میشود که اکثر بزرگان معروف چنانچه سلطان العارفين و حضرت منصور و غیره در مرتبه علم الیقین بوده اند و بنام شرف نشره بودند. زیرا که علم الیقین قبل از فنا است.

جواب: امکان دارد که بعضی لطائف شان در آن وقت به فنا مشرف و برخی دیگر شان قافی نشده باشند تا بران بعضی از آنها روح را واجب و برخی دیگر شان خفی و اخفی را واجب دانسته اند و اگر آنها ازین لطایف می گذشتند و لطائف شان فانی یافت و قدسیت عالم و جوب را مشاهده می نمودند هرگز ممکن را واجب نمی گفتند زیرا که آنیکه قدسیت واجب را مشاهده کنند قدسیت لطائف به نظر شان حقیری در آید و حکم بوحشت و اتحاد نمی کنند.

تیسره: ظهور توحید و جودی از غلبه سمجت است چنانچه مجنون در اخیر لیلی شده بود.

تذکرہ: توحید و جودی یک حالت پر کیفیت و محظاظ است زیر عاشق کہ خود را عین معشوق می بیند
 بسیار محظوظ خواهد بود حضرت امام در مکتوب میفرماید حاصل فرمودہ شان اینکہ نمی خواستم کہ توحید و جودی از
 من زائل شود و اگر جذب حق تعالی بجائے کہ میخواست رسانید پوشیدہ نماںد کہ بسیار بزرگان اسلام در
 ابتداء توحید و جودی داشتند و در ثانی نظر بر قیامتیکہ نصیب شان گردیدہ بمقام عالی رسیدہ اند۔
 چنانچہ سلطان العارفین و حضرت عین الفصاحت ہمدانی و علامہ محی الدین ابن عربی و حضرت حسن
 نوری یاد غیبی و حضرت عبدالرزاق کاشی و حضرت مولانا عبدالرحمن جامی وغیرہ۔ خلاصہ اینکہ
 سلطان العارفین شخصے است کہ دو صد و پنجاہ سال قبل بزرگی ابوالحسن خرقانی را ہمیدہ بود و حسن
 نوری را بہ آن سبب نوری میگویند کہ بہ اطاعت کہ حضرت نوری شستہ می بود آن اطاق بدن چارغ
 بہ انوار اور روشن می بود و عبدالرزاق کاشی شخصے است کہ امر و تراکثر علم از تالیفات اور درست خواندہ
 نمی توانہ مدحہ رسیدہ ہم معانی آن ناگفتہ نماںد کہ امکان دارد کہ حسین بن منصور حلاج در وقت امتنا
 از مقام توحید و جودی گذشتہ باشد مولوی عبدالرحمن جامی و قتیکہ در توحید و جودن این ابیات را فرمودہ اند۔

لے دوست ترا ہر مکان می جستم ہر دم خبرت اتین و آن می جستم
 دیدم و فہمیدم کہ تو خود من بودی بس متعلم کہ خود را چرا می جستم

حضرت امام میفرماید چون بہ عنایت اللہ ازین مرتبہ بلند تر سیر واقع شود الخ یعنی مرتبہ جمع
 بہ نزد جودی ممکن و واجب را یک چیز دیدن است و نزد صوفیہ محققین مرتبہ جمع عبارت از ان است
 کہ در ابتداء سلوک روح و نفس یکجا متجذب گردد و روح در نفس گم شدہ باشد و مقام فرق عبارت
 از جدا شدن نفس و روح است کہ نفس را از روح جدا یابند چنانچہ روح در عروج ماندہ و نفس نزول
 کند و جمع گفتن و جودیہ درست نیست زیرا کہ واجب و ممکن یک چیز نمی شود و متخی یافتن واجب ممکن
 مقام سکر است۔ خلاصہ اینکہ جودیہ از غلبہ محبت و قلت معرفت بمعراج را بہ عنوان تنزیہ نفس را بعنوان تنشیہ
 دیدہ و سیر در واجب است بنا بران ممکن واجب را یک چیز میدانند و کفر طریقت عبارت از ہمیں مقام سکر
 میباشد کہ حقیقت ایمان اسلام بعد از ہمیں مقام است۔ مکتوب سی چہام تشریح حاجت ندارد۔

مکتوب سی و پنجم

حضرت امام میفرماید: از این جاست کہ خواص بشر از خواص ملک افضل اند الخ یعنی فضیلت بشر از ملک بچند چیز است: اول: بشر با وجود موانع طاعت میکند و ملک موانع ندارد۔ دوم: اینکه سبب فضیلت بشر بواسطہ داشتن عنصر خاکی است کہ ملائک از ان بے بهره است و مرتبہ خاک در قریب از سمہ لطائف بلند تر است۔ سوم: اینکه ملائک جہاد ندارند زیرا کہ نفس ندارند و انسان دارا نفس بودہ ہذا دارا جہاد نیز می باشد و جہاد سبب ترقی می باشد و فضل اللہ المجاہدین۔

مکتوب سی و ششم

حضرت امام میفرماید: اقرب طرق بوصول این تصدیق و بحصول اطمینان قلب ذکر الہی است الخ یعنی ذکر سبب تصفیہ قلب و تزکیہ نفس است و قبل از تزکیہ نفس تصدیق کامل مشکل است زیرا کہ نفس مانع تصدیق بودہ و بر خلاف مرادات خداوندی استادہ است نمی بینی صفرائی تاکہ از آلہ صفوا نکند بہ شیرینی نبات تصدیق کردہ نمی تواند خلاصہ اینکه استدلال سبب اطمینان کامل شدہ نمی تواند زیرا کہ وجدان مستدل منکر احکام سماوی است۔ آنچه میفرماید باید دانست کہ مقلدان بیا بعد از اثبات نبوت شان الخ یعنی کسی کہ تصدیق نبوت را بہ استدلال ثابت و از ان پیروی نماید این پیروی و تقلید حضرات انبیاء عین استدلال است۔ و فتنہ کہ نبوت قبول او گردیدہ شایستہ آن شدہ کہ احکام آنرا بدون استدلال قبول می کند۔

مکتوب سی و ہفتم

حضرت امام میفرماید: از اخبار پرگندہ متوحش نباشید الخ شاید کہ این مکتوب را نیز در محبس نوشته باشد یعنی بعضی اشخاص شہرت دادہ بودند کہ حضرت امام را بہ شہادت رسانیدہ اند

بنابر آن حضرت امام توصیہ تسلی میدهند کہ ازین اقوال و آوازه ہا در سر اس نباشد۔

مکتوب سی و ہفتم

حضرت امام میفرماید: علما فرمودہ اند:

تبصرہ: بمعنی فرمودہ علما آنست کہ شخص متکلب کاری شود و این کار داراے صد تاویل بودہ باشد از جملہ صد تاویل و دوتہ آن مثبت کفر بودہ و یک تاویل آن مثبت اسلام باشد آن شخص را کافر نباید گفت و فرمودہ علما این طور نیست کہ در وجود یک شخص تودونہ اسباب کفر موجود بودہ و یک سبب اسلام ہم موجود بودہ باشد و اسلامان بدانیم۔

مکتوب سی و ہفتم حاجت بہ تشریح نیست۔

مکتوب چہلم

حضرت امام میفرماید: محرومان! انہم حضرت امام از کشف خود میفرماید کہ رفتن متعلقین شما مناسب دیدہ نمی شود و محظوظیت آئندہ آئندہ در کشف نیادہ۔ آنچه میفرماید یک ظلمت آنجا محسوس میگردد و یعنی قراطبا، و حکامداران شخص نبودہ و محسوس نمی گردد اما ظلمت دیگرے در آن جا احساس میشود۔ عجیب کشف است از سر ہند کہ ولایت و ظلمت او را در دہلی می بینند۔

مکتوب چہلم و یکم حاجت بہ تشریح نیست۔

مکتوب چہل و دوم

حضرت امام میفرماید: انبساط نورانیت شما انہم یعنی در کشف خودی یتیم کہ آن ولایت بہ انوار شما منور است و میفرماید کہ میر محمد نعمان مراسلات خود را قطع نمودہ شاید بر این اندیشہ باشد کہ فقیر از نزد او آزرده شدہ باشم لکن این چنین نیست بلکہ فقیر برائے ترویج میر محمد نعمان متوجہ است۔

تبصرہ: میر محمد نعمان از خلفائے بسیار بزرگ و مشہور حضرت امام بودہ و بعد از فرزندان حضرت امام در خلفائے کرام نظیر ندارد۔

مکتوب چہل و سوم حاجت بہ شرح ندارد۔

مکتوب چہل و چہارم

حضرت امام میفرماید: قادر بر کمال سلطانہ ہنگاہ درین نشانی ضعیفہ فانیہ الخ یعنی قوتیکہ حق تعالیٰ این دو پارہ عصبات مجوف را در این دنیاے فانی قوت ابصار داده است میتواند کہ در آخرت کہ عالم باقی است این قطعه را قوتی عطا فرماید کہ بے شرط مقابلہ و محاذات ابصار مری نماید۔

تبصرہ: موجودات و ممکنات این جهان از عدم ساخته شدہ اند اما موجودات آخرت از حیوانات و اعتبارات او تعالیٰ تشکل اندر بنا بر این لیاقت دید و بصیرت آخرت را بدیدار این جهان فانی مقایسہ نباید کرد۔

سوال: در صورتیکہ موجودات اخروی از عذاب نبودہ بلکہ از حیوانات بودہ باشند اعتراض حکماء یونان درست میشود کہ گنہ اندر آخرت تعذیب روحی موجود است نہ جسدی زیرا کہ جسد خاک شدہ و از بین رفتہ و جسدیکہ در محشر حاضر می شود جسد دیگر است و تنعم و تعذیب بدن دیگر است۔
جواب: ذات بلا کیف او تعالیٰ قادر است کہ همان اجزائے اصلی (خاک شدہ) را واپس اعادہ گرداند و مکافات و مجازات فرماید و معنائے تشکل حیوانات آن نیست کہ چشم آخرت صرف حیوانات او تعالیٰ بودہ و وجود عارضی کہ در دنیا بودہ در آن دخل ندارد بلکہ معنائے تشکل حیوانات این است کہ وجود اصلی کہ از عدم ساخته شدہ با انعکاسات تجلیات مراتب حیوانات و اعتبارات ذاتی چون منعکس گردیدہ لیاقت آنرا پیدا میکند کہ باین وجود موهوبی چیز غیر مجسم را بدرون محاذات دیدہ بتواند۔

تذکرہ: در رویت جنت کہ او تعالیٰ را می بینند ادراک نیست اما لذت ہست و آہتم بہ کیف است

عارفان باہمت بہ شوق رضا و دیدار و تعالیٰ عبادت میکنند بہ آرزوی جنت حضرت حافظ میفرماید
تو و طوبی ما و قامت یار فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

خلاصہ اینکه درک امور اخروی در عقول بشر ننگینہ و در اینجا تقلید حضرات انبیاء علیہم السلام در کار است۔
مصرع عقل در شرش چو خرد در گل بود

مکتوب چہل و نهم

حضرت امام میفرماید: قلب ہم سایہ او تعالیٰ است و بیچ چیز بہ حق تعالیٰ قریب تر
از قلب نیست الخ

تبصرہ: مراد از قلب: قلب جامع بسیط می باشد یعنی قلبی کہ تمام لطائف عشرہ اجزاء
اگر دیدہ باشد زیرا کہ لطائف عشرہ بعد از تصفیہ و تزکیہ اجزای قلب میگردد پس قلب بہ سبب
بساطت و خوروی و جامعیت مناسبت فی الجملہ بہ او تعالیٰ پیدا کردہ است چہ حق تعالیٰ بسیط جامع
است و قلب نیز بسیط جامع است اما بساطت او تعالیٰ بہ معنای عدم ترکیب است و بساطت
قلب بہ معنای صغارت و خورد بودن آن است پس مراد از قلب: قلب بسیط جامع است نہ قلب
توری کہ این لیاقت ندارد۔ بنابراین قلب اقرب ترین اشیاء است پس معارف ذات مقدس او تعالیٰ
مخصوص این قلب جامع میباشد کہ عالم خلق و عالم ام اجزای او گردیدہ و ہیئت و حرانی پیدا کردہ
و بلائیک ہم این جامعیت ندارد نہ رویہ کمالات قلب نمیرسند۔

تذکرہ: از سیاق و سباق این مکتوب شریف معلوم می شود کہ لطائف انسان بعد از کمال
خود بہ اصول خود ملحق شدہ و یا از با اسم جزئی کہ مرئی آنهاست رسیدہ و بواسطہ آن با اسم کلی کہ یکی از
صفات ثنائیہ او تعالیٰ است میرسد تا گفتہ نماند کہ اسم جزئی عبارت از ظلال یک صفت است کہ مرئی
آن لطیف است و اسم کلی عبارت از خود صفت او تعالیٰ است زیرا کہ در یک صفت اشخاص بسیار
شرکت داشتہ و ہر کدام بہ ظل از ظلال آن صفت قرار داشتہ و باز بہ آن صفت میرسند۔ باید دانست

بسیط بودن قلب بنا بران است کہ قلب بعد از کمال خود غیر از ذات مقدس هیچ چیز را جلے نمید
حتی ذکر را ہم در انجا گنجایش نیست صرف انجا جائے مذکور است و پس یعنی لطایف دیگر ہم کلام
به برد آتیض خود میرسد اما بذات مقدس او تعالیٰ نمیرسد تنها قلب است کہ بعد از تصفیہ و تزکیہ لطایف
بذات مقدس او تعالیٰ میرسد خلاصہ قلب به دو نوع است۔

اول قلب واصلان و عارفان است و قریب ترین قلب ہمین قلب است حسب اقربین
این قلب آنست کہ این قلب یوصول بلا کیف بذات مقدس او تعالیٰ رسیده است۔
دوم: قلب غیر عارفان است و این قلب ہم به نسبت دیگر اجزای بدن بعالم و جوب قریب
است زیرا کہ ہدایت و اضلال از ہمہ اول تر باین قلب رسیده و بواسطہ آن با جزای دیگر بدن سراسر
میکند خلاصہ اینکه توجیہ اول مناسب قلب عارف بوده و توجیہ دوم مناسب قلب عوام می باشد
خلاصہ ہر دو قلب به نسبت بدن دیگر بہ حق سبحانہ نزدیک تر است۔

مکتوب چہل و ششم

حضرت امام میفرماید کہ آن نقطہ مرکز عالم ظلی است الخ یعنی مراد از مرکز خود ما ہیست
امکانی و قدر مشترک عالم امکان است کہ زمین و زیان و بکین و مکان ہمہ افراد آنند و آنچه میفرمایند
آن نقطہ در اشراق بہ مثل شمس است و محاذی غیب ہوت است الخ یعنی افراد آن نقطہ مقالی
صفات ثمانیہ پورہ و خود آن نقطہ محاذی ذات مقدس است مراد از محاذات و اشراق علم آن خواہد بود
کہ در آن نقطہ حصول تجلی ذات و در افراد آن نقطہ تجلیات صفات است کہ بعد از آن بہ تجلی ذات
میرسد و آنچه در ما بعد میفرماید کہ عروج از آن نقطہ بمرکز دائرہ اصل است الخ یعنی مراد از مرکز دائرہ
اصل ذات مقدس خواہد بود و نقطہ عدم کہ عبارت از عدم صرف است کہ آنرا حضرت امام مقام کمال
گفتہ و این فرمودہ شان باین دلیل خواہد بود کہ آن نقطہ مرکز عدم است و عدم خالص عبارت از ظلمت
و ضلالت است بنا بران در انجا ایمان و معرفت نبوده و افراد عدم صرف بہ سبب انعکاس صفات

ظہر ہدایت و ایمان گردیدہ اند و خود آن نقطہ تیر بعد از نزول عارف کامل بہ انوار آن عارف مظهر
ذات مقدس میگردد کہ عارف مظهر آنها گردیدہ است۔

سوال: چون نقطہ اولی یعنی نقطہ مرکز عالم امکان متقابل غیب ہوتی بودہ باشد باید
در وقت عروج بہ آن رسیدہ شود نہ در وقت نزول؟

جواب: مراتب قرب بہ نزول و ادای عبارتات مربوط است باید دانست کہ مقام انبیاء
عظام عبارت از مرکز و اجمال تجلی ذات مقدس بودہ باشد و در مرکز تجلی ذات و اجمال آن نیز مراتب است
کہ با وصلان آن مقام پوشیدہ نیست نہ می بینی کہ تمام حضرات انبیاء بہ ذات مقدس رسیدہ اند، اما
درجات شان متفاوت می باشد۔

تبصرہ: بخاطر باید داشت کہ ہر عارف باین نزول مشرف شدہ نمی تواند بلکہ از حبلہ
محمدی مشربان بعضی کمل محبوبان باین مقام مشرف شدہ می توانند و عدم صرف این عارف
نیز اصلاح شدہ برخلاف دیگران کہ عدم مقید آنها اصلاح و عدم صرف شان هنوز بمرتبہ اصلاح
نرسیدہ است و این عارف مانند آن فرزندان صلح است کہ پدر و پدر کلال خود را مسلمان گردانیدہ
باشد و آنچه میفرماید کہ این انقطاع تا بوقت موت است الخ یعنی مراد از انقطاع توجہ عارف است
بہ خلق نہ محجوبیت و عدم عرفان زیرا کہ آن حجب کہ در عروج خرق شدہ بود در نزول واپس عود نمیکند
زیرا کہ در بین عارف و او تعالی هیچ حجب و حاجب حائل نبودہ صرف اینقدر است کہ عارف
متوجہ خلق است حضرت امام در مکتوب میفرماید کہ سردار دوعالم در نماز ہم متوجہ بہ امت بودہ اند
و مظهر تجلیات ذات بودہ و در عین مظهریت این تجلی ذاتی بارشاد و ہدایت خلق توجہ داشتند کہ دیگران
باتوجہ بحق مظهر آن تجلیات شدہ نمی توانند پوشیدہ نماند کہ عدم ہای مقیدہ ہر عارف نیز اصلاح
نمی شود بلکہ آن عدم و اصلاح میشود کہ در مقابل مبداء فیض اوست و از محمدی مشربان تمام اعداء
مقیدہ شان اصلاح میشود و عدم صرف شان می ماند اما در عارف محمدی مشرب تمام استعداد ہر دو
عدم مقید و عدم مطلق اصلاح میشود زیرا کہ نزول او بہ عدم صرف میرسد و نزول بانرا از عروج است۔

مکتوب چہل و ہفتم

سلطان عبارت از سلطان جہانگیر است چنانچہ در کتاب حضرات القدس تحریر است کہ سلطان جہانگیر در وقت وفات حضرت امام برائے تغزیہ داری در سرمد شریف تشریف آورده و مخدوم زادگان را تسلیہ داده بودند۔ اے عزیز اگرچہ جہانگیر حضرت امام را جس کمرہ بود اما مقام اورا می شناخت۔

مکتوب چہل و ہشتم

تبصرہ: علم حضوری نیز در علمای معقول سے علاقہ میخورد کہ آن عبارت از عینیت نقیبت و معلولیت می باشد یعنی علم عالم بذات خود بہ صفات خود و بالآخرہ بہ معلولات خود علم حصولی بوده و علمیکہ حاوی این سے علاقہ نباشد علم حصولی نامیدہ می شود اما بنزد حضرت امام این چنین نبود بلکہ علم حضوری بنزد حضرت امام علم بخود یک شی است و علم حصولی عبارت از علم مفہوم و صفات آن شے است نہ بخود آن شے پس تا وقتیکہ ادراک عارف بذات بحت تر شد علم آن عارف بذات مقدس علم حصولی است اما زانیکہ ادراک عارف بخود ذات مقدس او تعالیٰ تعلق بلا کیفیت پیدا کند در این وقت علم عارف بذات مقدس علم حضوری میگردد بخاطر باید داشت کہ علم بہ اقربیت او تعالیٰ فرع علم است بذات او تعالیٰ۔ ازین جاست کہ حضرت امام میفرمایند کہ معاملہ اقربیت او تعالیٰ بعلم حضوری مربوط است و نیز میفرمایند سبحان اللہ چہل و ہشتہ را علم بآن شے گفتہ اند یعنی علم مفہوم و علم صفات آن چیز علم آن چیز نہ بودہ و در علم مفہوم و علم صفات یک چیز اسرار و دقائق و خصوصیات آن چیز نمی گنجید بیت

گر مصور صورت آن لستان خواهد کشید حیرتے دارم کہ نازش را جہاں خواهد کشید

یعنی ناز معشوق در تصویر صورتی گنجدار اما عارفان کامل کہ بقتلے ذات رسیدہ باشند و بوجود موهوبی تجلیات ذاتیہ مشرف شدہ باشند بواسطہ این وجود موهوبی از دلک این اسرار و دقائق باخرا

خلاصہ اینکه قناچند نوع می باشد۔

(۱) قنا در صفات فعلیه کہ ظلال صفات ثبوتیه می باشد و این قنا صورت قنا است زیرا کہ صفات فعلیه واجب نیستند بلکه برزخ وجوب و امکان می باشد و ولایت این مرتبه ولایت صغری است و اکثر اولیای کرام باین ولایت رسیده اند۔

(۲) قنا در خود صفات ثمانیه بوده و این مقام ولایت کبری است کہ ولایت انبیاء عظام است۔
(۳) قنا در شیونات کہ مربوط بولایت ملا را علی است، بعد از ان قنا در مرتبه تجلیات ذات مقدس او تعالی است کہ اقل قلیل او یار باین مقام مشرف شدہ اند چنانچہ حضرت امام و اقل قلیل از اولیای دیگر خلاصہ عقل کہ بہ فنا ذات رسیده باشند و بانعکاس تجلیات ذاتیہ منعکس شدہ باشند بواسطہ این وجود مومنی بادرک ذات یحییٰ حتی بدرک ادراک نیز مفتخر میگرددند۔

سوال: اقربیت از جمله صفات است پس عارفیکہ بہ صفات برسدی باید از سراقربیت با خبر بوده باشد؟

جواب: اقربیت از جمله صفات ثمانیه ذاتیہ نیست کہ داراے وجود خارجی باشد بلکه از شیونات ذاتیہ است کہ از ذات مقدس منتزع شدہ پس عارفیکہ بہ شہود ذات مقدس او تعالی مشرف نشود از درک سراقربیت قاصر و عاجز می باشد۔

تبصرہ: ادراک سراقربیت بوجود مومنی عارف مربوط است و وجود مومنی علی تفاوت بقائے متذکرہ مربوط می باشد پس عارفیکہ بہ فنا و بقا انتہائی نہ رسیده باشد از ادراک ذات مقدس و سراقربیت بے خبر خواهد بود۔ ناگفته نماند کہ مراتب فناے فوق ہر کدام داراے وجود مومنی است چنانچہ عارفیکہ بہ صفات فعلیہ برسد و ہستی خود را در تجلیات صفات فعلیہ فانی بنماید بعد از ان در مقام بقا تجلیات افعال اجزای بدن او میگردد و این انعکاس عبارت از وجود مومنی است ہمچنان در فنا و بقاے صفات ثبوتیہ تجلیات صفات مقدسہ اجزای عارف میگردد و ازین تجلیات برائے عارف وجود مومنی غایت میگردد و علی ہذا القیاس تجلیات شیونات و اعتبارات را بر این قیاس باید کرد۔

تذکرہ: فرق شیونات و اعتبارات این است، در صورتیکہ عارف از شہود ذات مقدس یک صفت معین را انتزاع کند چنانچہ حیات و علم و قدرت و غیرہ این انتزاع را شیونات مینامند و اگر عارف از شہود ذات مقدس یک صفت غیر معین را انتزاع نماید این شہود را اعتبار مینامند پس مقام اعتبارات فوق مقام شیونات است مقام تجلیات ذات از ہمہ مراتب بلندتر است۔ ناگفتہ نماند کہ مقامات متذکرہ ہر کدام دارای تفاوتی است۔ فاعبارت از شہود مراتب وجوب و بقا عبارت از قبول انعکاس مراتب وجوب است۔ و وجود مہووی عبارت از تجلیات عالم وجوب است کہ جز بدین عارف میگردد۔ پوشیدہ نماند کہ انسان از عبادات متقابلہ صفات واجبی و تجلیات صفات مقدسہ مرکب است و عدم بمنزلہ ہیولا و تجلی بمنزلہ صورت است اما در وجود مبارک انبیاء عظام تجلیات بمنزلہ ہیولا و عدم بمنزلہ صورت است ازین سبب انبیاء عظام معصوم و اولیاء کرام غیر معصوم می باشند و نیز در وجود انبیاء عظام تجلیات اصلیہ و در وجود اصلی و ابتدائی اولیاء کرام تجلیات ظلیہ است اما اولیاء کہ بمکالات نبوت برسند از تجلیات اصلیہ برخوردار خواہند شد و تجلیات خود صفات جزو وجود آنها گردیدہ و تجلی بمنزلہ ہیولا و عدم بمنزلہ صورت ضعیف خواہد گشت۔

سوال: این شہود عارف کہ خود را در آن وقت معدوم می بیند و وجود خود را تجلی می بیند از کدام ترتب آثار خارجی موجود است و یا صرف شہود است و پس ؟

جواب: این شہود تجلیات موجب تصفیہ و تزکیہ لطائف انسان گردیدہ و عارف را منظر تجلیات مراتب وجوب میگرداند و لطائف عالم امر و تصفیہ و لطائف عالم خلق او تزکیہ می یابد و نفس امارہ اطمینان پیدا می کند تفصیل مقام قرار ذیل است۔

(۱) قلب توری: منظر تجلی صفات فعلیہ۔ (۲) روح: منظر صفات ذاتیہ ثنائیہ۔
 (۳) لطیفہ سر: منظر تجلی شیونات۔ (۴) خفی: منظر تجلیات صفات سلبیہ کہ راجع باعتبارات است
 (۵) اخفی: منظر تجلیات شان جامع۔ (۶) نفس امارہ: منظر تجلیات اسم باطن و عناصر ثلاثہ
 نیز منظر تجلیات اسم باطن و مختصر خاک منظر تجلیات ذاتیہ میگردد۔

حضرت امام در مکتوب میفرماید که بعد از فنا و تعلق کامل ظاهر انسان تجلیات صفات باطن
 او تجلیات ذات میگردود و عدم یعنی عالم خلق و عالم امر بمنزله یک لباس عاریتی او میگردود و باید دانست
 که فنا دو نوع است: فنا مطلق و مطلق فنا۔ فنا مطلق فنا تمام لطائف عارف است
 و مطلق فنا فنا بعض لطائف اوست و نیز فنا قرار تقسیم دیگر دو نوع است: یعنی اول فنا
 مطلق یک لطیفه دوم مطلق فنا همان یک لطیفه مطلق فنا یک لطیفه است که یک لطیفه بعض ممکن
 را فراموش و بعضی دیگر آنها را فراموش نکرده باشد و فنا مطلق آن لطیفه است که آن لطیفه تمام ماسوی
 را فراموش کرده باشد۔ خلاصه اینکه فنا یک لطیفه دیگر است و فنا عارف دیگر۔

تنبیه: چون وجود موهوبی عارف بچونی پیراکت رتبا بران یک مناسبت فی الجمله به بچونی
 مطابق پیرامی کند و بواسطه آن از عالم وجوب مستفید و مشاهد مراتب وجوب مشرف می شود۔ زیرا فاده و
 استفاده بینی بر مناسبت است۔ ناگفته نماند که بچون مطلق دیگر است و بچون فی الجمله دیگر۔

مکتوب چهل و نهم

حضرت امام میفرماید باید دانست که علم حصولی نسبت به آفاق است الخ یعنی علم شما
 بذات شما حضوری بوده دیگران حصولی است و آنچه میفرماید چون معامله اقریبیت او تعالی الخ یعنی در
 این وقت عالم وجوب مشهور و خود عارف از علم بوجود خود غایب میگردود و معامله قرب در اتحاد است
 مگر معامله اقریبیت فوق اتحادی باشد زیرا که اتحاد در ابتداء ولایت صغری و اقریبیت در کمالات
 ولایت انبیاء عظام است و یا بعبارہ دیگر اقریبیت بعد از مرتبه جمع و در مرتبه اثبیت و دوی
 قرار دارد که در این مرتبه سالک واجب را واجب و ممکن میداند اما قرب در مرتبه جمع و اتحاد تعلق
 دارد که در این مرتبه سالک مردود واجب و ممکن را عنوان وجوب می پندارد۔ آنچه میفرماید
 صحویکه دون سکر است حال عوام است الخ یعنی صحو قبل از سکر صحو عوام است و صحو بعد از سکر
 حال خواص اولیاء است و ولایت صغری در مقام سکر اندر بلکه صاحب سکر به ولایت صغری

ہم نہ رسیدہ کہ عبارت وصول صفات اضافیہ است بلکہ یہ فعال صفات فعلیہ رسیدہ اند۔

تبصرہ: در اطراف مرتبہ جمع در نظریہ موجود است یکے نظریہ صوفیہ وجودیہ و دیگرے نظریہ صوفیہ محققین است۔ در نزد صوفیہ وجودیہ مرتبہ جمع عبارت از ان مقامی است کہ واجب و ممکن را یک چیز می بیند سبب این دید آنست کہ آنہا روح را بعنوان وجوب می بیند پس در وقت خروج کہ روح و نفس یکے می باشند آنہا این مرتبہ را مرتبہ جمع میدانند و واجب و ممکن را یک چیز می بینند و در وقت نزول کہ نفس از روح جدا می شود آنرا مقام فرق بعد از جمع میدانند اما در نزد صوفیہ محققین مرتبہ جمع عبارت از اتحاد روح و نفس است کہ در وقت خروج ہر دو روح و نفس یکجا خروج می نمایند و بعد از نزول نفس از روح جدا می شود این مرتبہ را فرق بعد از جمع میگویند کہ در این مرتبہ روح در حال خروج بودہ نفس برائے دعوت خلق نزول و از روح تفریق می یابد۔

خلاصہ اینکه در نزد صوفیہ محققین واجب واجب است ممکن ممکن یعنی ممکن واجب شدہ نمی تواند و گفتار وجودیہ از سکر احوال است۔ اما این سکر یک حال آنها بودہ و عقیدہ آنها نیست۔ آنچه میفرمایند بلکہ راجع بحجج صدیق سازد الخ۔

سوال: تو ای گفت کہ علم حضوری عینیت منخواہ پس عارف ہم ممکن و ہم واجب میگردد۔
جواب: این معاملہ در شہود است بنا بران ممکن واجب نمی شود بلکہ علم حضوری کہ نفس عارف تعلق داشت این علم حضوری بعد از آنکہ وجود بشری عارف بوجود موهوبی تبدیل یا بدل بواسطہ این وجود موهوبی علم او بواجب تعالی تعلق پیدا می کند و علم او بہ نفس حصولی و بواجب تعالی حضوری میگردد۔

مکتوب پنجم

حضرت امام میفرماید ایمانی ازین راہ تیز موثر حقیقی پیدا می کند الخ

تبصرہ: محشی در این جا بہ خطارفہ و گفته کہ چنانچہ از راہ تجلیات پیدا کردہ بودند و سبب غلطی آن است کہ تجلیات و ظہورات نیز از جملہ آثار و علامات است پس آثار و علامات بعلم استدلالی

مقابل شدہ نمیتواند زیرا کہ اینہا نیز از حبلہ استدلالات و علامات می باشند بلکہ مراد حضرت امام
آنست کہ ایمانیکہ از راہ مشاہدہ دارند از راہ استدلال نیز ایمان داشتہ می باشند صرف این قدر است
کہ ایمان شان در وقت عروج بمشاہدہ مطلوب شہودی و در وقت نزول از راہ استدلال است و
استدلال مقابل تجلیات نبودہ بلکہ مقابل شہود خود محبوب است۔

تبصرہ: علمائے راسخین اگرچہ بہ نسبت اکثر اولیاء افضل اند زیرا کہ اکثر اولیاء در ولایت
صغری می باشند و علمائے راسخین بہ ولایت کبری و کمالات نبوت مشرف شدہ اند باز ہم کمالات
رسالت و مقام اولوالعزمی و مقام کلیمیت حضرت کلیم و مقام خلعت و مقام محبوبیت از کمالات
راسخین بلندتر اند و اولیاء محمدی مشربان و مکمل محبوبان بتبعیت پیغمبران عظام بہ آن کمالات نیز
مشرف شدہ می توانند۔ ناگفتہ نماند کہ از مکتوبات آخرین حضرت امام معلوم می شود کہ در انتہائے
مقامات ادراک و درک ادراک او تعالی میسر میگردد و شمایید اینکہ ادراک و مرتبہ درک ادراک
بدون حضور مطلوب امکان پذیر نیست۔ آنچه میفرماید علم بہ تقدیر صحت تادہ نیز مطلوب است
یعنی علم علما چونکہ از راہ آثار و علامات است و بمشاہدہ ذات مقدس مشرف نشدہ اند بنا بر آن
مطلوب را از راہ آثار و علامات معلوم کردہ اند و بخود مطلوب علمی ندارند و با آثار رسیدہ اند کہ
بہ منزلہ دلپذیر مطلوب است۔

مکتوب پنجاہ و یکم

تبصرہ: در این مکتوب شریف حضرت امام بحث از یقین و تصدیق می نمایند۔
حضرت عروۃ الوثقی میفرمایند کہ یقین غیر از تصدیق است یعنی تصدیق خاص است و یقین عام
زیرا کہ بعد از حصول یقین برائے قلب دو حالت است یا تسلیم و انقیاد است و یا جحود و انکار است
بہ مومن بہ اگر بعد از یقین تسلیم و انقیاد پیدا شود بہ مومن بہ پس تصدیق حاصل میگردد و اگر بعد از
حصول یقین انکار و جحود پیدا شود در این صورت یقین بوردہ و تصدیق موجود نیست۔ خلاصہ

شخصی که دلائل یقین پوره و تصدیق نداشته باشد این شخص مومن گفته نمی شود۔ ازین جاست که در امانت باللہ اقرار بزبان و تصدیق بہ قلب ذکر شده است و اقرار بزبان و یقین بہ قلب ذکر شده است زیرا کہ یقین بدون تسلیم و بدون انقیاد موجب تصدیق نمی گردد۔ چنانچہ اہل کتاب کہ یقین بر رسالت سردار دو عالم داشته تصدیق نداشتند۔

سوال: حضرت امام در سطر ہفتم این مکتوب شریف تذکرہ فرمادہ اند کہ علامات وجود انکار کبریت قلبی است بہ مومن بہ و مصدق بہ ازین فرمایش شان معلوم میگردد کہ بعد از تصدیق نیز انکار موجود شدہ می تواند۔

جواب: در اینجا مراد حضرت امام از مصدق بہ مومن باست نہ مصدق بہ۔ ہیچنان در سطر ہفتم نیز مراد از تصدیق یقین است نہ تصدیق زیرا کہ خود تصدیق موجب خداوندی است و بعد از ان وجود و انکار وجود ندارد۔

مکتوب پنجاہ و دوم

حضرت امام میفرمایند بیان آفاق عبارت از زوال علم حصولی است الخ یعنی علم ہما سوی خیر علم حصولی است و زوال این علم کہ با آفاق منسوب است فنا ہے علم حصولی است و فنا ہے نفس عارف فنا ہے علم حضوری است کہ بذات عارف تعلق دارد خلاصہ علم بذات خود علم حضوری است و علم ہما سوی خود علم حصولی است آنچه میفرمایند زوال علم حصولی ہر چند تعسر دارد الخ یعنی فنا ہے علم آفاق و زوال علم ہما سوی اگرچہ دشوار است اما در ولایت صغری دست می دہد و فنا ہے علم نفس و علم حضوری مدولایت کبری است کہ دشوار تر است۔ و آنچه میفرمایند عدم حضور بدرک را بدرک سفسطہ انکار نہ الخ یعنی چون در علم حضوری بدرک عین بدرک است پس زوال بدرک با وجود بقا ہے بدرک در نزد حکماء یونان امکان پذیر نیست اما نزد صوفیہ کرام این امر کشفی و شہودی است۔ آنچه میفرمایند لا یعود ابدا الخ یعنی تا کہ سالک در عروج است از نفس خود خبر ندارد بواسطہ اینکہ نفس با و از امارگی

خلاص و بہ نعمت فنا مشرف گردیدہ و وجود بشری او بوجہ موسمی تبدیلی شہد است بنا بر آن علم این عارف در وقت خروج از نفس او بطور ایزائل گشتہ و بعد از رجوع معاملہ تکمیل و ارشاد بیا در ربط است پوشیدہ نمازند کہ بعد از رجوع عارف اگر علم بہ نفس و الہی اعادہ میگردانند این نفس نفس دیگر است حتی نفس امارہ او بہ نفس مطمئنہ تبدیل گردیدہ است۔

تذکرہ: اولیائے مستہلکین کہ نزول ندارند تا مادام الحیات علم بہ نفس خود ندارند و گرفتار قیامت و محبوب اندومی گویند۔ بیت

ماہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم الا حدیث یار کہ تکرار می کنیم
و معاملہ شان بہ مردم مربوط بہ حواس آہامی باشد۔

مکتوب پنجاہ و سوم

حضرت امام میفرماید: لا شہودا ولا وجودا الخ یعنی ذات عارف ہمیشہ وجود و وجود قانی میگردود و وجود بشری او بوجہ موسمی تبدیلی می یابد چنانچہ دلائل مورد قبلا تذکرہ مفصل دادہ شدہ است۔ آنچه میفرماید بعد از آن بہ حیات توحی و بہ بقائے تو باقی میگردد الخ یعنی بعد از فنا و وجود بشری عارف منظر حیات و منظر بقائے تو میگردد و حیات و بقائے عارفی او حیات و بقائے دائمی تبدیلی می یابد۔

سوال: عارف می میرد و قانی میشود پس چہ طور میفرماید کہ بہ بقائی تو باقی میگردد۔

جواب: اگرچہ حیات صوری عارف میرود اما حیات حقیقی او باقی است۔ حضرت

عروۃ الوثقی می فرماید کہ موت صوری نقیض حیات صوری است نہ نقیض حیات حقیقی۔ شخصیکہ لطائف

او حیات ابدی زندہ شدہ باشد بہ موت صوری حیات حقیقی او نمی رود اشخاصیکہ بتصوف آشنا

گردیدہ تصرفات برزخی اولیائے کرام را می بینند۔ حضرت خواجہ حافظ شیرازی میفرماید۔ بیت

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است در جریدہ عالم دوایم ما

آنچہ میفرماید بلکہ از فضل تو در عین فنا تو باقی و در عین رتو قانی میگردید الخ یعنی بواسطہ فنا

وجود بشری عارف وجود مومنی بقا می یابد بطور مثال اگر شخصی در معدن نمک بیفتد و وجود بشری او
به وجود نمکی تبدیل شده و آن بقا می یابد یعنی وجود بشری این شخص بجای زمین زلزله به یک نوع بشری
به نوع نمکی تبدیل گردیده است و همچنان وجود بشری عارف نیز وجود مومنی که انعکاس نجی از مرتب
و جوی است تبدیل و به آن تجلیات و جوی بقا می یابد و معدوم مصداق نمی گردد آنچه میفرموده
الضیاع یک چیز به چیز دیگر یعنی آن انسان که در نمک افتیده اگر چه نمک شده اما درونی و اثبیت
او ازین ترفقه چنانچه مقدار نمک اصلی قبل از نمک شدن انسان یک عدد قرار داده و بعد از نمک شدن
انسان در سیر نمک دیگر مقدار آن افزوده شده است که این زیدتی نمک هم از وزن و مقدار سانی
است که در نمک افتیده نمک گشته است و از نمک سابقه کم فرقی ندارد و صرف بمقدار نمک
اصلی زیادت بخشیده است و در ظاهر شکل و قیافه انسانیت را از دست داده و رنگ نوع نمکیست را
بجود گرفته است و نمک شده است اما اثبیت عارف از مرتبه و جوی مانند اثبیت نمک و
انسان نمک شده نیست و عارف بواجب تعالی متحد شده و به شکل و قیافه انسانیت خود باقی
می باشد صرف وجود بشری عارف بوجود مومنی تبدیل یافته و لطافت او منظر تجلیات شده است
و این معانی به عوام معلوم نمی شود۔

تبصره: حضرت امام در مکتوب میفرماید که ظاهر عارف تجلی صفات و باطن او تجلی
ذات او تعالی میگردد عالم خلق و عالم امر او که وجود بشری او می باشد حکم لباس و پوشش را پیدا میکند
لهذا طبقه عوام الناس او را شناخته و ظاهر او را مانند خود می پندارند ازین جاست که کفار در حق خضر
انبیاء عظام می گفتند که چه طور پیغمبر است که طعام می خورد و در بازار میگردد اگر کافران از حقیقت
انبیاء عظام آبا خبر می شدند این چنین نمی گفتند ازین سبب گفته اند که ابو جہل سر دارد و عالم را
ندیده پس عبد الله را دیده بود۔

آنچه میفرماید که آن شیخ که از انسان باقیمانده است در حقیقت صورت ملح است که آن
انسان بزرگ آن منصف گشته نه صورت انسان مگر آنکه آن ملح حکمی مقدر و اندازه شده است

بمقدار شرح آن انسان و مصور است بصورت آن در حقیقت ہر دوے عین و اثر انسان نمک شدہ
وفاتی گردیدہ الخ یعنی پس آنچہ در سابق در محتویات این مکتوب شریف گفتہ شدہ کہ بقائے قد انسان
بقائے شرح انسان است نہ بقائے اثر او درست است کہ حضرت امام آثار بقائے اثر انسان دانستہ اند
بلکہ آثار شرح دانستہ اند و قییکہ انسان نمک شود تا چند وقت در آن نمک عکس قد انسان بگردید می شود و
بعد از آن آنہم معدوم میگردد۔

سوال: حضرت امام انسان نمک شدہ را نمک حکمی گفتہ اند نہ حقیقی پس معلوم شد کہ انسان فانی شدہ
جواب: مراد از نمک حکمی آنست کہ انسان نمک شدہ حکم نمک را بخود گرفته و از او صاف
انسانیت برآیدہ است نہ اینکه اصلاً حکم نمک نگرفته و در حقیقت و اصلیت خود است۔ حضرت امام در
در تنبیہ ارشاد میکند کہ مثال انسان نمک شدہ بمرور زمان انہیں میرود و انہیںیت او باقی نمی ماند اما
انہیںیت عارف زائل شدنی نیست و لباس بشری ہمیشہ در بر اوست اگرچہ وجود بشری عارف تبدیل
گردیدہ اما در ظاہر بہ مثال دیگران است۔ مصرع

کار پا کاں را قیاس از خود بگیر

تبصرہ: عارف ہیچ وقت با حق سبحانہ تعالیٰ اتصال و معیت پیدا کردہ نمیتواند قرب و معیت
او بلا کیف است فنا و بقا احوال باطنی است درک آن از عقل بشر بلند است حضرت مولانا میفرماید بہت
اتصال بے تکلیف بے قیاس ہست رب الناس با جان ناس

سوال: عارف از صفات بشری خلاص شدہ در صفات بشری با دیگران شریک است
پس انسان فانی شدہ۔

جواب: حضرت امام در جواب سوال سائل میفرماید کہ در وقت رجوع و نزول صفات
بشری عارف بوجہ مویہی عارف معیت بلا کیف پیدا می کند یعنی صفات بشری عارف از حقیقت
او بیرون میگردد۔ اما در ظاہر ہر اوست۔ اما این معیت ظاہری صفات بشری عارف بواسطہ ارتباط
مناسبت است با دیگران۔ زیرا کہ افادہ و استفادہ مربوط بہ تناسب است و نیز این ترکیب

صفات بشری بوجود مویہی عارف بواسطہ آن است کہ ایمان بہ غیب پودہ باشد و طبقہ عوام از ایمان شہودی با خبر نبوده باشد و اگر معانی باطنی عارف ظاہر شود و تجلیات اورا تمام عالم مشاہدہ نماید در آن صورت هیچ کس منکر و کافر نخواہد شد و این خلاف حکمت و عادت او تعالیٰ است۔ آنچه حضرت امام میفرماید کہ فنا و بقا اصالتاً از صفات باطنی است الخ دلائل فرمایش حضرت امام دو سوال وارد میگردد:

سوال اول: حضرت امام فنا و فناء باطن فرمود و نفس را از لطائف باطنی انستہ اند حال آنکہ حضرت امام لطائف عالم امر را باطن و عالم خلق را ظاہر میدانند و نفس از لطائف عالم خلق است پس چرا میفرماید کہ فنا و بقا از صفات باطنی است و باطن را بہ نفس تعبیر فرمودہ اند و حال آنکہ نفس از حیلہ ظاہر است؟

سوال دوم: آنکہ تمام لطائف دارائے فنا و بقا است حضرت امام فنا را چہ نفس تخصیص داده است؟
جواب سوال اول: مراد حضرت امام آنست کہ فنا امر باطنی است و چشم معلوم نمی شود نہ آنکہ وظیفہ لطائف باطنی است و از ظاہر نیست۔

جواب سوال دوم: درست است کہ تمام لطائف دارائے فنا و بقا پودہ باشد مگر بخاطر باید داشت کہ فنا و فناء لطائف بدون فنا و فناء نفسی پودہ فنا حقیقی بود از فنا و فناء نفسی میسر میگردد زیرا کہ نفس جزو عمرہ انسان است و فنا و فناء او در ارادے اهمیت است کہ حقیقت فنا است حضرت امام در تنبیہ دوم اشارہ نموده و میفرماید کہ فنا فناء اعداء از صفات بشری پودہ و بقا عبارت از ثبوت و ایجاد تجلیات عالم و جوب است و فنا عبارت از معدوم شدن نیست و آنچه در اخیر مکتوب میفرماید کہ وجود اضافت در عدم از ثبوت فی الجملہ وکی منبئی است الخ یعنی عدم حیات و عدم علم و غیرہ صفات ہر کدام عدم مقید پودہ و عدم مطلق نیست بلکہ عدم این دو صفات پودہ کہ از افراد مطلق عدم اند اما در ذات این عارف عدم صرف و عدم مطلق فانی و تجلیات و جوب بعض آن جانشین میگردد پس تنہا عدم مقید عارف فانی نبوده بلکہ عدم مطلق او فانی گردیدہ است این فنا فناء مطلق است۔

بیت مراد گیر یہ جاے من نہ بینی چو جان آئی یہ جاے من نشینی
 و چنان نیست کہ عدم مضاف عارف کہ مضاف بہ صفت اوست رفتہ و عدم صرف اوماترہ۔
 تذکرہ: حضرت امام فناءے خود را بیان فرمودہ و یہ عارف بہ این جا نمی رسد بلکه اکثر عرفا بقا
 عدم مفید کہ فناءے صفات است رسیدہ اند و یہ فناءے عدم مطلق نہ رسیدہ اند۔
 مکتوب پنجاہ و چہارم و پنجاہ و پنجم حاجت بہ شرح نیست۔

مکتوب پنجاہ و ششم

حضرت امام میفرماید در این جا آن گوہر بدست می آید الخ یعنی در این جا کمالات تجرید است
 کہ در جاہای دیگر وجود ندارد۔

تذکرہ: حضرت امام این مکتوب را بعد از ایام حبس نوشته اند کہ سلطان جہانگیر پادشاہ
 حضرت امام را با خود نگاہ میداشت۔ آنچه میفرماید گوید در جرگہ ملائکہ و ذرہ قلندر یہ الخ یعنی مردم
 فقیر را از جملہ مصاحبان پادشاہ دانستہ و از وضع فقر و در خواہند دانست۔ آنچه میفرماید علاج آنرا
 کردہ الخ یعنی واضح ساختہ ام کہ در فناءے وجودی ممکن واجب نمیگردد و اثبیت از بین نمی رود و ظہور
 این معارف غریبہ بواسطہ تکالیف حبس است و تربیت جلالی است چنانچہ عاشق میگوید کہ اگر چہ
 معشوق بدشنام نامم را بر زبان برده اما سبب فخر و امتیاز من شدہ است کہ نامم بر زبان معشوق یاد شدہ
 است۔ مکتوب پنجاہ و ہفتم حاجت بہ شرح نیست۔

مکتوب پنجاہ و ششم

حضرت امام میفرماید چون خواست کہ کمالات مکتوبہ خود را الخ
 تبصرہ: صفات ثنائیہ حق سبحانہ و تعالیٰ بہ عدوات متقابلہ خود پر تو انداختہ و انعکاس
 این تجلی باعدوات متقابلہ صفات ثنائیہ او تعالیٰ در علم حق سبحانہ بودہ نہ در خارج زیرا کہ عدم

وجود خارجی نیز در بعد از آن عبادات معزوبہ تا بر مشیت خداوندی در بصریت تخلیق از عدم بوجود آورده شد و این ایجاد عالم در مرتبہ حس و وهم بوده و تودید و تودیدون بود است اما این وهم ادراکات نقان و ثبات است نہ در ہم سوسطائی ہا کہ مجوز اختراع و ہم ست پس عالم امکان در حس و وهم ثبوت پیر کرد و این ثبوت و ہی منافی عدم خارجی نیست در خارج معدوم و در وہم ثابت است۔ پس عدم در خارج معدوم و در وہم کہ مرتبہ تودید و تودیدون بود است موجود است تا گفته نماںد کہ مثال واجب و ممکن مثال نقطہ جوہ و دائرہ مہمومہ بہ شد کہ نقطہ نہ داخل دائرہ است و نہ خارج دائرہ۔ آنچه میفرمایید ازین تحقیق استغناء حاصل میگردد آنچہ یعنی در صورتیکہ حقایق ممکنات عبادات بود بہ تفصیلات شیخ حاجت نمی نماںد کہ وجود ممکنات را تشریح فرمائی داند۔

تبصرہ: حضرت شیخ اکبر گفته کہ غیر از ذات مقدس هیچ چیز در خارج موجود نبوده و صفات ثمانیہ نیز در خارج موجود نیست صرف وجود علمی داشته و در علم او تعالی ظہورات اجمالی و تفصیلی دارند کہ دیلا تشریح می شود۔

(۱) ظہور اجمالی: یعنی صفت اعلم با صفات دیگر بصورت اجتماع ظہور کرده است کہ این ظہور را شیخ اکبر ظہور علم اجمالی و تعین اول و وحدت و حقیقت محمدی میدانند۔

(۲) ظہور تفصیلی: یعنی ہر کدام از صفات ثمانیہ بصورت جداگانہ ظہور کرده است و این ظہور را شیخ اکبر ظہور تعین ثانی و واحدیت و حقایق ممکنات دیگر میدانند و میگویند کہ صور علمی صفات در آئینہ ظاہر وجود یعنی در ذات حق تعالی افتبہ و عکس آن در خارج ظاہر شدہ است و این گفتار شیخ منافی عقیدہ اہل سنت است و نیز بالائے شیخ دو اعتراض وارد میشود۔

(۱) شیخ اکبر چون بوجود صفات قابل نیست پس صفات دیگر در علم حق تعالی کہ آنہم از حجلہ صفات است چگونه وجود پیدا خواہد کرد؟

(۲) چون شیخ بوجود خارجی اشیا قابل نیست پس چگونه تعینات ثلاثہ را خارج میدانند۔

جواب سوال اول: مراد از وجود علمی صفات ظہورات صفات است در علم و تعالی و مراد

از علم عالمیت او تعالیٰ است نہ صفت علم او تعالیٰ۔

جواب سوال دوم: مراد شیخ ظہور خارجی است نہ وجود خارجی بطور مثال صورت زید
ہذا آئینہ ظہور زید است نہ وجود خارجی زید۔

پس گفتار شیخ اگرچہ مخالف عقیدہ اہل سنت بوده و دور از حقیقت است اما این دو اعتراض
فوق بالاے او وارد نمی گردد۔ آنچه میفرماید موجود خارجی وراء اہتمام باست الخ یعنی ذات مقدس او تعالیٰ
وصفات ثنائیہ و کہ در خارج موجود اند فهم آن مراتب مقدس از ادراک مابلت است۔

مکتوب پنجاہ و نہم

در این مکتوب شریف حضرت امام بہ مخلص خود تو صیہ میکند کہ بہ نبودن ثروت و رقابیت
خود غمگین مباشید حکیم مطلق در کار ہلے خویش حکمت ہلے خفیہ داشتہ کہ بندہ از فہم آن قاصر است
اگرچہ رقابیت شما سبب آلامی مساکنین بودہ یا نہ ہم آزرہ نباشد نیز یہ کہ آہتمام ارحم الراحمین دارند۔
بیت گردے بستہ شد اے دل دیگرے بکشایت

و ثواب ہلے نیت شما بہ شما نصیب خواہ شد

مکتوب شصتم

در شرح معارف غریبہ این مکتوب شریف تبصرہ ہلے ذیل تحریری یابد۔
تبصرہ (۱) : حضرت امام خالق ممکنات را توضیح میفرماید کہ خفایق ممکنات عبادات
متقابلہ صفات ثنائیہ میباشد بطور مثال صفت علم بمقابل خود کہ عدم علم و جہل بودہ پر توانداختہ
و ہمچنان صفت قدرت در عدم قدرت کہ معجزہ عجز است پر توانداختہ علی ہذا القیاس و تفریق مشارب
اولیائے کرام نیز از ہمیں جاسر حتمیہ گرفتہ بعضی محمدی مشرب و برخی ابراہیمی مشرب و موسوی مشرب و غیرہ
مشارب دیگر از ہمیں سبب تفریق یافتہ کہ عدم یک شخص مقابل یک صفت و عدم شخص دیگر مقابل صفت دیگر است۔

تبصرہ (۲): این انعکاس و پر توصفات در عبادات صرف در علم خداوندی بوده نہ در خارج
زیرا کہ عدم وجود خارجی نداشته صرف داراے وجود علی میباشد کہ بعد از ان صفت تخلیق آن عدم
منزه علی را در مرتبہ و ہم حس وجود بخشیدہ بنا بر ان ممکنات در خارج وجود نداشته بلکہ در مرتبہ
حس و ہم موجود شدہ اند مثال واجب و ممکن مانند نقطہ حوالہ و دائرہ مہومہ می باشد در این
فرمایش حضرت امام سوال ذیل مندرج می گردد۔

سوال: عقیدہ اہل سنت و جماعت بر آنست کہ حق سبحانہ محدود و متناہی نیست
حالانکہ او تعالی در مرتبہ ممکنات موجود نیست پس حق سبحانہ متناہی شد زیرا کہ در مرتبہ ممکنات وجود
ندارد بلکہ ورای ممکنات بودہ و ولایت متلزم محدودیت است حاصل جواب اینکه ممکنات وجود
خارجی نداشته تا سبب تخدید واجب بگردند۔

جواب: بخاطر باید داشت کہ ممکنات در خارج موجود نبودہ بلکہ در مرتبہ حس و ہم روح
اند و وجود ہی وجود خارجی را محدود ساختہ نمی تواند چنانچہ دائرہ مہومہ نقطہ حوالہ را محدود
ساختہ نمی تواند۔

تبصرہ (۳): حضرت امام میفرماید: منافی عدم وجود است الخ یعنی منافی عدم وجود اسے
نہ موجود در این جامعہ وجود نشدہ بلکہ موجود شدہ پس عدم نقیض وجود است نہ نقیض موجود
حضرت امام میفرماید ازین تحقیق معلوم گشت الخ یعنی حقایق ممکنات عبادات اند و عدم ہیولاء
ممکنات است و تجلیات صفات صورت حالہ کہ در ہیولاء ممکنات حال گردیدہ اما این عدم
شان در حقایق غیر انبیاء عظام است و در حقایق انبیاء عظام تجلیات عالم وجوب ہیولاء
عدم بمنزلہ صورت است و تیر در حقایق انبیاء عظام تجلیات خود صفات مقدسہ بودہ و در حقایق
دیگران تجلیات ظلال صفات است۔ بنا بر ان حضرات انبیاء معصوم و دیگران معصوم نمی باشند
ناگفته نماند کہ اولیاء کرام نیز بعد از مراتب فتاویقا با انعکاس تجلی خود صفات منعکس میگرددند و تجلی
ہیولاء و عدم بمنزلہ صورت می گردد اما چون در خلقت ابتداء شان نیست بنا بر ان اولیاء کرام

رحمہ محفوظ اندام معصوم نمی باشد۔ خلاصہ اینکہ حضرت امام حقایق ممکنات را عبادات میداند اما حضرت شیخ اکبر ممکنات را ظہورات خارجی و تنزلات عالم وجوب میداند۔ پوشیدہ نماز کہ بالائے شیخ سوالات ذیل وارد میگردد۔

سوال اول: نزد شیخ غیر از ذات مقدس هیچ چیز وجود خارجی نداشته پس بطور عکس صورت علمی صفات در خارج از کجا خواهد بود زیرا کہ بنزد علم وجود خارجی ندارد و غیر ذات مقدس هیچ چیز وجود خارجی ندارد۔
جواب: مراد شیخ از خارج ظہور خارجی است نہ وجود خارجی چنانچہ صورت شهادت آئینہ ظہور نما است در خارج و وجود شمانیست۔

سوال دوم: وقتی کہ صفات وجود نداشته باشد معلی ظہور علمی و امتیاز صفات در علم چه معنی خواهد داشت زیرا کہ علم در نزد شیخ وجود خارجی ندارد۔

جواب: مراد شیخ امتیاز صفات است در عالمیت او تعالی نہ در صفت علم او تعالی و عالمیت او تعالی بوجہ صفت العلم موقوف نیست چنانچہ بقادر و دگرہ دیگر از وجود خارجی صفات منکر و بہ عالمیت او تعالی قایل اند و اگر از عالمیت ہم منکر شوند کافر مطلق و کافر مجاہر میگرددند۔
تبصرہ: علم حضوری بہ حق سبحانہ نصیب اولیاء بزرگ است مانند حضرت امام و امام جعفر صادق و سلطان العارفين حضرت یازید و حضرت ابوالحسن خرقانی، خواجہ محمد یوسف ہمدانی، خواجہ جہاں حضرت عبدالخالق غجدوانی، حضرت حکیم سنائی غزنوی و خواجہ بزرگ حضرت شاہ نقشبند و حضرت غوث الثقلین و بعض دیگر و ہر کس یابین مقام رسیدہ نمی تواند۔

مکتوب شخصت و کم

حضرت امام میفرماید: جمیع نسب و اعتبارات ساقط میگردد الخ

تبصرہ: نسب و اعتبارات بجات از صفات و حیثیات و اعتبارات است و وقتی کہ عارف در مرتبہ صفات بودہ و صفات مناسبت فی الجملہ بذات خود مقدس دارند و بہ عارف ہم یکگونہ

مناسبت داشتہ می باشد زیرا کہ صفات اصول ممکنات اند بنا بر آن عارف باید از نور صفات عروج می نماید چنانکہ عارف از مرتبہ صفات عروج نماید اسباب مناسبت نمی ماند بنا بر آن عارف بہ اسباب خارجی محتاج می گردد۔

سوال: مظاہر جمیلہ بعالم وجوب چہ مناسبت داشتہ کہ سبب عروج میگرددند۔

جواب: در حدیث شریف است ان الله خلق ادم علی صورته یعنی انسان یک تمثال بعیدہ حضرت رحمان است پس باین مناسبت شہود مظاہر جمیلہ سبب عروج میگردد این است توجیہ ما و حقیقت آن خداوندی دانند و الله اعلم۔ آنچه میفرماید میتوان گفت کہ آن فیوض الہی یعنی فیوض دیگران فیض وجود و بقا و تزئین و غیرہ است و عارف محتاج فیوض بلندتر است کہ لایق حال او می باشد یعنی فیض عروجیات مقامات عالیہ۔

تبصرہ: علم حضوری دو نوع است اول علم حضوری بخود، دوم علم حضوری بحق سبحانہ تعالیٰ کہ در وقت عروج بعارف کامل دست میدہد۔

سوال: حضرت امام در بعضی مکاتیب خود فرمودہ کہ زوال علم حضوری زوال نفس عارف است و در علم حضوری عارف کہ بذات او تعالیٰ تعلق می گیرد و در وقت نزول یعنی علم زایل میگردد زوال این علم حضوری سبب زوال عارف نمی گردد؟

جواب: زوال علم حضوری کہ سبب زوال عارف است در علم حضوری اول است نہ در علم حضوری ثانی۔

تبصرہ: علم حضوری بذات مقدس و ادراک ذات مقدس لباس است کہ بر قد حضرت امام و بعضی کلام ہلے دیگر دوختہ شدہ است ہر عارف باین مرتبہ مقدسہ نمیرسد۔

سوال: حضرت امام در بعضی معارف خود فرمودہ کہ اقل قلیل اولیا باین معارف رسیدند حضرت امام این معرفت را از کجا دانستہ باشند؟

جواب: عالم مثال آیینہ چیز ہلے گذشتہ و آئینہ می باشد و تمام کمالات اولیائے کرام

نیز در عالم مثال منعکس بوده و عالم مثال با ولیاے کرام مشہور است۔

ناگفته نماند کہ علمائے معقول علم حضوری و حصولی را یک نوع تعبیر و حضرت امام طوری دیگر تعبیر میفرماید چنانچہ علم حضوری بہ نزد علمائے معقول عبارت از علم ذات عالم و علم صفات عالم و علم مولات عالم می باشد اما نزد حضرت امام علم حصولی عبارت از علم مفهوم و یا علم صفات یک چیز است و علم حضوری علم خود آن چیز است و در بین مفهوم یک چیز و خود آن چیز فرق بسیار است۔ نمی بینی کہ مفهوم آتش احراق و اشتراق و اضافت ندارد۔ اگرچہ علمائے معقول مفهوم یک چیز را خود آن چیزی دانند۔
ناگفته نماند کہ علم حضوری بہ حق سبحانہ بعد از فتائے وجود بشری و بعد از حصول وجود مومہوبی عارف بہ عارف میسر میگردد۔

تذکرہ: وصول بہ مرتبہ از مراتب و حجب داراے وجود مومہوبی جداگانہ است چنانچہ وجود مومہوبی ولایت صغری و وجود مومہوبی ولایت کبری و وجود مومہوبی ولایت علیا و ولایت ملای علی و وجود مومہوبی تجلیات ذاتیہ انہمہ فوق تر و در مرتبہ نہائی است۔ پوشیدہ نماند کہ ہر کدام لطائف انسان عروج جداگانہ داشتہ می باشد۔ چنانچہ عروج قلب بہ صفات اضافیہ و عروج روح بہ صفات ثبوتیہ ثمانیہ و عروج لطیفہ سر بہ شیونات ذاتیہ و عروج خفی بہ صفات سلبیہ کہ راجع باعتبارات است و عروج اخفی بہ شان جامع و عروج نفس و عناصر ثلاثہ باہم باطن و عروج غفر خاک بہ تجلیات ذاتیہ ذات مقدس او تعالیٰ مربوط است و ادراک ذات مقدس و طبقہ ہیئت حدائی انسان است و ریاست آنجا نیز مربوط عنصر خاک است۔ خلاصہ اینکہ و قتیکہ عارف بذات مقدس می رسد و از تمام صفات و شیونات و اعتبارات میگذرد علم او بذات مقدس حضوری و بنفس خود حصولی می گردد۔ بیت

توئی از ہر دو عالم آرزویم ترا چون یافتم از خود چه گویم

تبصرہ: در طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجاہد ہم بطور مجاہدان سیری کنند زیرا کہ این طریق طریق مجاہدان است۔ حضرت خواجہ بزرگ شاہ نقشبند میفرمایند: از حق سبحانہ طریقہ خواستہ ام

کہ البتہ موصل است۔ پس این طریق طریق محبوبان می باشد۔

سوال: در امت آنحضرت غیر محمدی مشرب چرا بوده باشد؟

جواب: شان العلم مربی سردار دو عالم است و صفت علم مربی حضرت نور و حضرت ابراهیم است و صفت کلام مربی حضرت موسی و صفت قدرت مربی حضرت عیسی و صفت تکوین مربی حضرت آدم است۔ پس شخصیکہ عدم ذاتی او مقابل شان العلم بوده باشد آن شخص محمدی مشرب بوده و شخصیکہ عدم او مقابل صفات دیگر افتاده باشد غیر محمدی مشرب است اگرچہ ازین امت بوده باشد زیرا کہ استعداد او مناسب آن نبی است کہ عدم آن شخص مقابل صفت آن نبی بوده باشد۔

حضرت امام میفرماید کہ شہود آنجا ناید بر شاہد و حاضر است الخ یعنی چون در فناء قلب بنیان آفاق است کہ غیریت دارد پس فناء شہود غیر فناء قلب است بلکہ فناء شہود است نہ فناء قلب و در علم حضوری فناء علم حضوری فناء خود عالم است زیرا در علم حضوری علم و عالم و معلوم یک چیز است پس زوال علم مستلزم زوال خود عالم است۔

تبصرہ: علم عارف در وقت عروج بذات مقدس حضوری و علم او بنفس خود حصولی میگردد و در وقت نزول بر عکس است یعنی در این وقت علم عارف بہ نفس خود حضوری و بحق سبحانہ حصولی میگردد۔

تبصرہ: وصول بذات مقدس بہ سیر قربیت مربوط است کہ عبارت از سیر صفات است زیرا کہ صفات حق تعالی بہ ازاں نزدیک تر است و ذات حق تعالی از ما و صفات حق تعالی بہ ازاں نزدیک تر است۔

تذکرہ: صوفیہ جو یہ پیران تہ جو یہ نرسیدہ اند بلکہ خود را واجبہ استہ و از خود نگزشتہ اند۔

تبصرہ: معنائ فناء این نیست کہ سالک از عبادت خلاص میشود بلکہ فناء عبارت از بین رفتن وجود بشری و بقا عبارت از ایجاد وجود مہموبی است و وجود مہموبی عارف نیز عابد مہموبی است و وفات صوری عارف سبب موت حقیقی نیست بلکہ سبب موت صوری است منقول است کہ در وقت وفات حضرت قطب الدین بختیار کاکی خلفائے کرام او این بیت را می خواندند۔ بیت

کشتگان خیر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است
 در وقت خواندن مصرع اول حضرت بختیار کاکی وفات و در وقت خواندن مصرع دوم دوبارہ
 زندہ میگردید۔ بالآخرہ مصرع ثانی را ترک نموده و مصرع اول را تکرار میکردند و همان بود کہ روح
 مبارک بعالم قدس عروج و وفات نمود۔ از بزرگان کرام نقشبندیہ منقول است شاید کہ از قمرودہ ہا
 خواجہ عزیزان یعنی سید علی را ممتنی بودہ باشد۔ بیت

در مسلخ عشق جز نیکو را نکشند لاغر صفتان و زشت خوراک نکشند

گر عاشق صادقی از کشتن مگریزد مردار بود آنکہ او را نکشند

در این جا کشتن عبارت از فنا و وجود بشری است کہ سبب بقا وجود مویبی است و نیز بزرگی
 قمرودہ شاید کہ قمرودہ مخدومی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی بودہ باشد۔ بیت

مراد دیگر بجائے من نہ بینی چو جان آئی بجائے من نشینی

تویی از ہر دو عالم آرزویم ترا چون یافتم از خود چہ گویم

تبصرہ: یاطن عارف تجلیات عالم و جوہ بودہ اما در ظاہر بمنزلہ عوام می باشد و
 ہم از حکمتہائے خداوندی است کہ تا معاملہ ابتلا و اختیار و آرایش باقی ماندہ باشد زیر اِکدار
 دنیا دار ابتدا بودہ و حق و باطل در این دار ممتزج است اگر مشرکین قریش اتوار باطن سردار و عالم
 را میدیدند نہ گزانا کار نمیکردند نہ حکیم مطلق چیزے را کہ خواستہ آنرا کردہ است۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ
 عبداللہ انصاری میفرمایند کہ مردم از اخیر می ترسند و عبداللہ از اول کہ در بارہ ماچہ نوشتہ اند حضرت فاروق
 دعا میکرد خدا یا اگر مارا شفی نوشتہ آترا محو کن و مرا سعید بگردان و اگر بار سعید نوشتہ آن لایلت بردار
 و حضرت مولانا روم میفرمایند مصرع: ماہی از سر کنده گمردنہ زدم

مکتوب شصت دوم

تبصرہ: در این مکتوب شریف تفصیل قمرودہ حضرت امام قرار ذیل است:

حقیقت انسان عدم است و انسان از عدم بوجود آمده و عدم وجود خارجی نداشته بلکه صرف وجود علمی دارد و در علم او تعالی یک عدم از عدم دیگر متمیز است و همچنان در علم ذات ایزدی انعکاس یک صفت معین بیک عدم معین و انعکاس صفت دیگر بہ عدم دیگر رسیده بود و بعد از ان صفت تخلیق پر تو وجود واجب تعالی را بر ان عبادات ممتوجه انداخته آن عدم مفروض را موجود خارجی گردانیده است و اختلاف مشرب نیز از همین جا سرچشمه گرفته است یعنی عدم کہ در مقابل صفت علم واقع بوده و پر تو علم بآن رسیده افراد این عدم کہ زید و بکر و غیرہ بوده باشند برابر اسمی مشرب و نوحی مشرب اند و عدم کہ پر تو کلام بہ آن رسیده موسوی مشرب اند و علی ہذا القیاس خلاصہ ذات انسان عدم و کمالات صفات ثمانیہ و یعنی علم و غیرہ صفات انسان پر تو صفات واجب است و از خود انسان نیست بہ بیت

نیادرم از خانه چیزی نخست تو داری ہمہ چیز من چیز تست

در این جایک سوال دقیق وارد می شود:

سوال: در حالیکہ یک عدم در مقابل علم و عدم دیگر در مقابل قدرت و علی ہذا القیاس ہر عدم بمقابل یکہ از صفات ثمانیہ واقع گردیدہ باشد پس عدمیکہ در مقابل علم واقع گردیدہ باید کہ تنہا داران عدم بودہ باشد و عدمیکہ مقابل قدرت واقع شدہ باید کہ تنہا داران قدرت بودہ باشد و علی ہذا القیاس عبادتیکہ بمقابل یکہ از صفات ثمانیہ واقع گردیدہ بہ تنہا داران پر تو ہمال صفات بودہ باشد نہ پر تو صمد نہ دیگرہ لانکہ انسان جامع تمام صفات ثمانیہ است و انسان بصفات ثمانیہ موصوف است۔

جواب: عدم زید و بکر کہ در مقابل یک صفت بودہ قبل از تخلیق پر تو آن صفت بآن عدم رسیده بود اما در ثنائی کہ پر تو وجود حق سبحانہ تعالی کہ جامع کمالات صفات ثمانیہ می باشد بتدریجیت خداوندی بآن عدمیکہ بمقابل ہر صفت واقع بودہ منعکس گردیدہ و نتیجہ زید و بکر و غیرہ بوجود آمدہ اند چون حضرت وجود داران کمالات صفات ثمانیہ است بتابراین از برکت پر تو وجود زید و بکر و غیرہ افرادیکہ بوجود آوردہ شدہ اند ہر کدام داران نمونہ و پر تو کمالات صفات ثمانیہ گردیدند حضرت امام مہدی باید زین تحقیق لازم آمدہ این قدر بہت کہ وصول آن شخص بہ واسطہ آن صفت است کہ عدم آن بمقابل آن صفت

تبصرہ: فنا و نوع است یکی قلے شہودی است و دیگرے فنا و جودی۔ فنا شہودی آنست کہ ماسوی مرتبہ و جوب از دید و شہود عارف برآمده باشد۔ و فنا و جودی آنست کہ وجود بشری عارف بوجود مویہی تبدیل گردد۔ ناگفتہ نماز کہ وجود مویہی مراتب متعقد دارد چنانچہ تفصیل آن قبل گذشت۔

تبصرہ: در نزد حضرت امام موجودات سه قسم اند۔

- (۱) موجودات خارجی کہ عبارت از ذات مقدس او تعالی و صفات ثنائیہ او تعالی است۔
- (۲) موجود نفس الامری عبارت از عرش و کرسی، لوح و قلم، ہشت و موجودات بہشت ظاہر باطن انبیاء عظام تنہا باطن اولیاء کرام و حروف قرآن کریم و وجود ملائکہ غیر ذوات مقدس۔
- (۳) موجود مویہی کہ عبارت از عالم امکان است کہ اصل آن عدم است۔ ناگفتہ نماز کہ نفس الامر علمائے معقول دیگر است و نفس الامر حضرت امام دیگر زیرا کہ عارف کامل در وقت وجود مویہی از مرتبہ مویہی بہ مرتبہ نفس الامری عروج و ارتقائی یابد۔ لہذا در این تعبیر نفس الامر حضرت امام و نفس الامر علمائے معقول کہ از فلسفہ خشک مادیات منبع میگیرد فرق زیاد موجود است چنانچہ گفتہ اند۔

از فلسفہ چہ پرسی اسرار کبریا را

مصرع

سوال: مرتبہ نفس الامر دارے چہ فضیلت خواہد بود؟

جواب: موجودات نفس الامری نسبت بموجودات مویہی بہ مرتبہ وجود خارجی نزدیکتر است لہذا وجود نفس الامری از وجود مویہی کہ در مرتبہ عدم قرار داشتہ و از عدم سرچشمہ گرفتہ بہ مراتب افضلیت داشتہ می باشد کہ بموجود خارجی نزدیک است۔

سوال: در فنا و شہودی عارف وجود خود را کہ عدم است نمی بیند زیرا کہ ماسوی از

دید و شہود او برآمده است اما فنا و جودی کہ عارف معدوم نشدہ چہ مفہوم خواہد داشت؟

جواب: فنا اول مشاہدہ نمودن مرتبہ و جوب است و فنا دیگری بقایا فتن

بآن مرتبہ مقدسہ شتان مابینہما یعنی در مرتبہ قلے شہودی ماسوی از دید عارف برآمده و

عارف بعد میت اصلی خود پر بردہ اما در مرتبہ فنا و وجودی تجلیات آن مرتبہ مقدسہ جانشین عدم میگردد و عدم عارف از بین میرود یعنی وجود بشری عارف کہ اصل آن عدم بوده بوجود موهوبی تبدیل و باطن عارف تجلیات ذات مقدس و ظاہر او تجلیات صفات ثمانیہ او تعالی میگردد۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ خاصہ اینکہ اجداز مراتب فنا و شہودی و وجودی و وجود عارف بہ وجود موهوبی تبدیل می یابد و معدوم نمی گردد۔

مکتوب شصت و سوم

تبصرہ: در این مکتوب شریف حضرت امام مہدی با کرم عالم مکاتبات مہوم بوده و حق سبحانہ موجود است پس قرب عالم بہ حق سبحانہ شبیہ قرب صورت است بہ آئینہ چنانچہ صورت در آئینہ نمود بلکه صرف در آن نمودار گردیدہ و از زشتی صورت بہ آئینہ هیچ نقصان عاید نمی گردد و آئینہ بہمان صرافت خود موجود است حضرت امام باز توضیح میفرماید کہ چون باین مہوم آثار موجود ترتیب یافته بنا بران عذاب و ثواب ابدی بآن مترتب گشتہ و در حص بنزلہ موجود نشان داده شدہ و بعض افراد آن اولیائے کرام اند بہ موجود حقیقی قرب اتصال بلا کیف پیدا نمودہ و بآن مسر و اند۔ بیت

در این دیار بدان زندہ ام کہ گاہ گاہے نسیم عاطفت ازان یاری آید

حضرت امام عشق عارفانہ خود را اظہار و میفرماید کہ اگرچہ کہ مہوم ام مگر امید قرب کہ بدار حقیقی خود دارم و این فرمودہ ہلے حضرت امام ہم اثر عشق عمیق و سرشار دوست کہ بہ بدار و محبوب حقیقی خود دارند۔

بزرگان فرمودہ کہ انسان حیوان عاشق می باشد۔ بیت

گر عشق نبودی و غم عشق نبودی چندین سخن لغز کہ گشتی کہ شنیدی

بنا بران لازم بود کہ انسان را بہ حیوان عاشق تعریف می کردند نہ بہ حیوان ناطق۔

ہر چہ پیر خستہ دل و ناتوان شدم ہر گاہ کہ باد روے تو کردم جوان شدم

شنوی عشق آن شعلہ است کہ او چون بر فروخت ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

مکتوب شخصیت چہارم

تبصرہ: معنی زوال عبارت از فنا ہے وجود بشری وثبوت عبارت از بقا وجود مومنی است حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصومؒ در مکتوبات خود میفرماید کہ اولیائے کرام بہ حیات حقیقی زندہ اند و مرگ صوری حیات حقیقی آنہا را زائل کردہ نمی تواند و مرگ صوری نقیض حیات صوری است بہ حیات حقیقی کار ندارد چنانچہ حضرت حافظ شیرازی میفرماید:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد لعشقت ثبت است در جریدہ عالم دوام ما

حیات حقیقی عبارت از بقا ہے لطائف است بانوار وجود کہ در موت تغیر نمی یابد حضرت حافظ شیرازی میفرماید:

قل پذیر بود ہر بتا کہ می بینی مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است

معنا ہے فنا ہے عین و اثر ازین قرار است: عارفیکہ بہ صفات ثنائیہ رسیدہ باشد اگرچہ عین او فانی مگر اثر او فانی نمی شود زیرا کہ قبل از فنا اثر آن صفت در وجود عارف رسیدہ و این اثر بہ شہود صفات زائل نمی گردد یعنی شہود صفت سبب فنا ہے اثر آن صفت نمی شود اما عارفیکہ بہ شئون ذاتیہ و مقامات برتر از ان برسد عین و اثر او ہر دو فانی میگردد بواسطہ اینکہ ذات او اثر صفت بودہ نہ اثر شئون ذاتیہ و صفات از شئون پائین تر است چوں صفت در شہود عارف فانی شد اثر آن نیز فانی شد لہذا در مقام شئون ہر دو عین و اثر عارف فانی میگردد۔ پوشیدہ نمائند کہ فنا ہے اثر خاص محبوبان و محمدی مشربان است و ہر عارف بہ فنا ہے اثر مشرف شدہ نمی تواند۔ مصرع نہ ہر کہ سر بر ترا شد قلندری داند

تذکرہ: اولیائے کرام در بارہ رجوع و عدم رجوع و اصل اختلاف دارند بعضی آہنہا میگویند کہ اصل ہم صفات بشری رجوع می کنند برخی مدعی آن اند کہ اصل از رجوع صفات بشری مخلوط و مصنون است۔ این اختلاف شان نیز بینی بر تفاوت مقامات است زیرا کہ آنیکہ بہ صفات رسیدہ باشد رجوع و اصل قائل اند و عارفانیکہ بہ شہود شئون مشرف شدہ باشند

بر جوہر و اصل قابل نیستند باید دانست کہ این اختلاف شان و ریاہ امکان رجوع می باشد نہ در وقوع رجوع یعنی رجوع واقع نیست حضرت امام میفرماید حقیقت ممکنات چون اعدام باشند انچه یعنی ذات زید و یا بکر آن عدم است کہ در مقابل علم و یا در مقابل قدرت اقتیرہ پس عدم زید و عدم بکر کہ ذات زید و بکر است عدم مقید است نہ عدم مطلق و این عدم مقید عبارت از آن عدم است کہ مضاف است بعلم و قدرت و عدم مطلق نیست۔ انچه میفرماید لازم می آید انچه یعنی فرمودہ حضرت امام بیان یک سوال است؟

سوال: وقتی کہ عدم از اہمیت عارف زائل شود و وجود موهومی بجای آن نشیند باید کہ عارف و جب گردد و وجود واجب پیدا کند حالانکہ ممکن واجب شرہ نمی تواند؟
جواب: ممکن در وقت زوال عدم دارای آن وجود نمی گردد کہ از صفات واجب یا ذات واجب است بلکہ ممکن دارای آن وجود میگردد کہ ظل وجود واجب است کہ عبارت از وجود موهومی است۔

مصرع زمین فلک شود و آدمی خدا نہ شود

بیت نہ آن این شود نہ این شود آن کہ اشکال گردد بر تو آسان

سوال: در سابق گفتہ شد کہ وجود از صفات واجب و یا عین ذات واجب است، این تردید برآید چه خواهد بود؟

جواب: نزد اہل سنت وجود یک صفت زاید است بذات او تعالی و عین ذات نیست و نزد حکما وجود عین ذات است نزد حضرت امام کہ از محققین اہل سنت است و از مشاہدہ و الہام بیان میفرماید وجود از صفات امتزاعیہ پورہ کہ وجود خارجی ندارد و حق سبحانہ بذات خود موجود است نہ بوجود و صفات ثمانیہ او تعالی بذات او تعالی موجود اند نہ بوجود و ذات مقدس از مرتبہ وجود و صفات دیگر بلندتر است۔ بیت

زاعلی بالا و بالا زیالا بندی ہم نمی گنجدر آنجا

باید دانست کہ وجود دو قسم است وجود صلی و وجود ظلی۔ وجود صلی خاصہ حق تعالی است

ووجود ظلی مشترک است در بین واجب و ممکن و بہر دوے آنها اطلاق میگردد چنانچہ کہ میگوئیم خداوند موجود است انسان موجود است ووجودیکہ خاصہ واجب تعالیٰ است از نقائصت عدم برتر است و صفات واجبہ اگرچہ واجب و قدیم اند مگر از رایجا ممکن خالی نیستند و احتیاج صفات بہ قیام ذات بر نسبت را کما ممکن است و عدم نیز در مقابل صفات ثمانیہ بہ نقائصت خود برتر است خلاف ذات مقدس کہ عدم بہ نقائصت آن مرتبہ مقدسہ برپائشہ نمی تواند زیرا کہ عدم در مرتبہ وجود مشترک سلب گردید پس بمراتب بالا تر قیام کردہ نمی تواند پوشیدہ نماید ثبوتیکہ بعض عدم حقیقت عارف گشتہ نائب مناسب عدم ذاتی آن عارف گردیدہ است کہ بعد از فناء عدم آن عدم بہ ثبوت وجود موهوبی تبدیل گردیدہ و این نیابت تا بہ اخیر مقام قاب قوسین است کہ وجود بشری بطور کمال فنا نیافتہ است و در مقام اودانی کہ عدم بانجام رسیدہ و عارف ہمہ ثبوت گردیدہ عدم بکلی از بین رفتہ این مرتبہ مرتبہ نہایت فنا است۔

تبصرہ: قوسین عبارت از قوس وجوب و قوس وجود امکانی عارف است۔

تذکرہ: قاب قوسین داراے سہ مراتب است۔

(۱) قوس امکانی و قوس مراتب وجوب است در این مرتبہ کہ سالک قوس صفات اضافیہ را دیدہ و خود را ہنوز فراموش نکرده است پس دو قوس عبارت از قوس صفات اضافیہ و قوس وجود عارف است۔
(۲) وقتی کہ عارف از صفات ثمانیہ عروج کند و ذات مقدس مشہود او گردد در اینجا دو قوس عبارت از قوس صفات و قوس ذات مقدس است۔

(۳) وقتی کہ عارف کامل بہ شہود ذات مقدس مشرف گردد و صفات را فراموش کند در این مرتبہ قوسین عبارت از وجود موهوبی عارف و مرتبہ ذات مقدس است و این مقام قاب قوسین بلندترین مقامات قاب قوسین است و مقام اودانی آن است کہ عارف از شہود وجود موهوبی خود گذشتہ تنہا بہ شہود مرتبہ ذات مقدس مشرف گردد و وجود بشری او بوجود موهوبی تبدیل شود۔

تذکرہ: حضرت امام در مکتوبی قوس اولی و قوس ثانی را چنین بیان میفرماید کہ قوس اول عبارت از وجود عارف است قبل از آنکہ بمقام اودانی مشرف شود و قوس ثانی عبارت از ان وجود موهوبی

عارف است کہ در وقت نزول از مقام او ادنی باز وجود مویہی خود را مشاہدہ کند و آنچه میفرماید کارخانہ عدم بروی برپا مانده الخ یعنی اثبتیت قبل از این مقام بوجود عدمی مربوط بودہ حال اگر چہ اثبتیت است اما اثبتیت وجود مویہی است کہ تغیر آن بہ ثبوت کردہ میشود نہ بہ عدم۔ آنچه میفرماید چون معاملہ از نقیض ثبوت بالا رود الخ یعنی وقتی کہ عارف بشہود ذات مقدس مشرف و از شہود ثبوت خود کہ ذات او بودہ عروج فرماید او ادنی است و نقیض ثبوت کہ عدم است در آنجا گنجایش ندارد چنانچہ در سابق گفتہ شد کہ در مرتبہ ذات مقدس عدم را تاب نقاضت نیست۔

تبصرہ: در این وقت قیام عارف بذات مقدس او تعالی است قبل ازین قیام او بظلال ذات مقدس بودہ کہ عبارت از صفات ثمانیہ و ظلال صفات ثمانیہ است۔

سوال: قیام عارف بذات بحت گفتہ شدہ حال نہ کہ قیام بذات بحت خاصہ صفات ثمانیہ بودہ پس فرق در بین قیام عارف و قیام صفات چہ خواہد بود؟

جواب: قیام صفات بذات مقدس قیام خارجی است کہ خاصہ صفات ثمانیہ است و قیام عارف قیام شہودی است شتان بینہما۔ آنچه میفرماید اما صفات را نقایض است کہ عدم علم و عدم قدرت بودہ باشد الخ یعنی چوں وجود این عارف از تجلی ذات بحت است بنا بران وجود عارف ہم از نقاضت عدم فارغ است آنچه میفرماید پوشیدہ نماید الخ این فرمودہ شان بیان سوال است اما جواب این سوال را خود شان بیان فرمودہ و گفتہ اند کہ عارف واجب نمی گردد زیرا کہ وجود مویہی او نیز در وہم و حس می باشد نہ در خارج۔ مراد از وہم نفس امر است زیرا کہ عارف از مرتبہ وہم گذشتہ است و بہ مرتبہ نفس امر رسیدہ است۔

سوال: حضرت امام در بعضی مکاتیب خود وجود این طور عارف را نفس امری گفتہ و در این جا آنرا وہمی فرمودہ اند علت آن چہ خواہد بود؟

جواب: مراد حضرت امام از وجود وہمی مقابل وجود خارجی است نہ وجود وہمی ممکنات دیگر کہ مقابل موجود نفس الامر بودہ باشد و آنچه میفرماید بدانند الخ یعنی تمامی ذات مقدس علم است و

تمامی قدرت و کلام علیٰ ہذا القیاس یعنی ذات مقدس عین کمالات ثنائیہ می باشد، باقی مانند ظهور حق سبحانہ کہ حق تعالیٰ گاہے بصورت علم و گاہے بصورت سایر صفات ظهور میفرماید۔

سوال: ذات مقدس تعبیر ندارد و ظهور یک امر حادث است پس ظهور بذات مقدس مناسبت ندارد؟
جواب: ظهور ذات غیر ذات بوده و یک تمثال ذات است و این ظهور و تمثال منافی قداست ذات شدہ نمی تواند۔ آنچه میفرماید نیز ازین قبیل است الخ یعنی تجلی ذات مقدس بصورت این عارف کامل متمثل میگردد و این ظهور برخلاف مرایای صوری است زیرا کہ در مرایای صوری صورت تابع مراتب است و در این جامرات واجب بصورت عارف متمثل گردیده یعنی صورت تابع مراتب نشہ چنانچہ کہ در آئینہ ہائے ظاہری صورت تابع آئینہ می باشد۔ پوشیدہ نماند کہ رسیدن باین معارف مقام حضرت امام است و اکثر عرفاے دیگر باین مقام رسیده نمی توانند۔ آنچه میفرماید این تعین با وجود حدوث الخ یعنی غایت داعطای این وجود مہووی اکمل ترین وجودات مہووی است۔

سوال: مراتب وجود حق چه معنی خواہد داشت؟

جواب: بہ شما معلوم است کہ آئینہ صوری و ظاہری صورت اشیا را نمایان می سازد؛ همچنان در علم واجب تعالیٰ ہمہ چیز معلوم است و ذات حق سبحانہ ہمہ چیز را میداند و ہر چیز برے نمایان است بتباران اطلاق مراتب بران مرتبہ و جوب واقع شدہ است۔

تبصرہ (۱)۔ ظهور این تمثال و جوب در مرتبہ عالم مثال نیست زیرا کہ عالم مثال مانند عالم محسوسات در مرتبہ و ہم است بلکہ باین ظهور در ظل خارج و در مرتبہ نفس امری باشد کہ از مرتبہ و ہم و محسوسات بلندتر است و بوجہ خارجی نزدیک تر است و وجود خارجی در عالم مثال نمی گنجد زیرا کہ وجوہ خارجی خاصہ ذات مقدس است۔

تبصرہ (۲)۔ حضرت عروۃ الوثقی بر سر محمد نعمان می نویسد آیہ کریمہ است کہ میفرماید: کہ "حق سبحانہ بین شخص و قلب او حائل میگردد" بوجدان خود رجوع فرمائید الخ یعنی تجلی ذات مقدس در بین شخص و قلب او جاگزین میگردد۔ خلاصہ اینکہ در قلب تو تمثال ذات مقدس موجود است

پس متوجہ شو و از ان عاقل مباحث حضرت میر نعمان ہم شخص بسیار کلان بوده از جملہ اولیاء بزرگ است۔
 آنچه میفرماید گوئیم تنزل بر تقدیرے، زم می آید انہ یعنی فقیر طور را عین مرتبہ و جوب نمی دانند بلکہ این
 صورت صورتیکہ تمثال می انگارد کہ غیر ظاہر است چنانچہ صورت زید در آئینہ عین زید نبوده بکدام انعکاس
 تجلی صورت زید است در آئینہ و ظاہر عبارت از حق سبحانہ است کہ تمثال آن مرتبہ مقدسہ در قلب
 عارف ظاہر است۔

تبصرہ: عارفیکہ بہ بقلے ذاتی مشرف شود یعنی ذات و حقیقت او تجلی ذاتی بگردد
 ہر صفت از صفات ثمانیہ او ہر لطیف از لطائف او بہ شان خود عارف متمثل شدہ می تواند ازین جا
 است کہ میگویند حضرت غوث الثقلین و حضرت خواجہ بزرگ در یک آن دستان معین بچند جا
 حاضر شدہ بودند حق سبحانہ در حدیث قدسی میفرماید "وقتیکہ بندہ خود را محبوب گردانم من سمع
 و بصراومی شوم" پوشیدہ نماں کہ حقیقت جامعہ عبارت از قلب نوری است و مضغہ از قلب
 صنوبری است در ابتدا قبل از کمال ادراک مضغہ بواسطہ قلب نوری بودہ و بعد از حصول کمال
 کمالات او از کمال لطائف دیگر فوق تر است و وصول بذات مقدس خاصہ او است آنچه میفرماید
 در رنگ آنکہ در رنگ پختہ انہ یعنی قلب صنوبری بہ تجلیات لطائف دیگر متاثر نمی شود و کمال او
 بہ تجلیات بلند تر مربوط است۔

مکتوب شصت و پنجم

تبصرہ: وقتیکہ عارف بہ شہود ذات مقدس او تعالی مشرف شود بہ تجلی ذاتی باقی گردد۔
 ہر صفت از صفات عارف بہ عنوان ذات عارف ظہور می نماید و ہر لطیف او بہ شان وجود او
 متمثل میگردد۔ آن چیزیکہ عوام را در آخرت و جنت میسر میگردد و اولیاء را آن کمال در دنیا دست میدہد
 زیرا کہ این کمال مربوط بہ موت است و اولیاء کرام در دنیا بواسطہ فنا و بقا بموت مشرف شدہ اند
 بنا بر آن آنچه برای دیگران در بہشت میسر میگردد این بزرگواران در دنیا از آن مستفید و بہرہ وراند۔

”ذلک فضل اللہ“ مومنان بہ تمام وجود خود حق سبحانہ را می بینند، اولیائے کرام در دنیا بہ تمام وجود خود کلام حق را می شنوند۔

مکتوب شصت و ششم

حضرت امام میفرماید: معرفت ظل مستلزم معرفت اصل است الخ یعنی مراد از معرفت معرفت فی الجملہ است زیرا کہ حضرت امام در جائے دیگر فرمودہ کہ در بین صورت یک چیز و خود آن چیز اثبیت موجود است و عبارت دیگر خودشی و صورت شی دو چیز متغایر اند پس معرفت یکے سبب معرفت کامل آن دیگرے شدہ نمی تواند۔ اما معرفت ظل سبب معرفت فی الجملہ اصل می شود۔ آنچه میفرماید کہ اہل سنت ہم آنرا بلا کیف گفتہ اند الخ یعنی دیدار حجت بے چون پورہ و حجت داراے لیاقت دیگر است یا بعبارہ دیگر حجت محل دیدار ویت بلا کیف حق سبحانہ است و این دنیا کہ داراے چون و چند پورہ داراے آن لیاقت نیست و دیدار حجت ہم بلا کیف است۔

تبصرہ: در این جہان باطن اولیائے کرام عاری و مبری از دنیا گردیدہ و لیاقت رویت قلبی را پیدا نمودہ است۔ آنچه دیگران را نسبیہ برائے این بزرگواران نقداست۔

مکتوب شصت و ہفتم

حضرت امام میفرماید: بواسطہ انعکاس و تلبس صور علمی الخ یعنی نزد حضرت شیخ اکبر غیر از ذات حق سبحانہ ہیچ چیز وجود خارجی نداشتہ و صفات ثناتیہ نیز داراے وجود خارجی نبودہ بلکہ صرف وجود علمی دارند و نزد حضرت شیخ ابن صورت علمی صفات در آئینہ ذات افتیدہ و بصورت عالم نمایان شدہ است و صور علمی صفات را اعیان ثابتنہ نامیدہ اند یعنی آن موجودات را در علم ثابت میدانند نہ در خارج و مراد از علم عالمیت او تعالی مراد داشتہ نہ صفت علم را زیرا کہ صفت علم در نزد او وجود ندارد۔

تبصرہ: این پنداشت ہائے حضرت شیخ کہ در مقام توحید و جودی رخ داده بود خطائے کشفی است در ثانی حضرت شیخ ازین مرتبہ ترقی نموده اند چنانچہ حضرت امام در مکتوبی میفرماید کہ شیخ در تحت صفت الحجات کلمہ دارد۔ سوال: حضرت امام این عالم را موجود متقن دانستہ و این فرمودہ شان خلاف شریعت است زیرا کہ شریعت مقدس عالم را موجود و مکلف میدانند و امر موم مکلف شدہ نمی تواند۔

جواب: بہ نزد حضرت امام تخلیق عبارت از انقار وجود و ہی است کہ درستی عالم ثابت است پس فرمودہ حضرت امام خلاف شریعت نیست۔ علمائے کرام مخلوق و حضرت امام و ہم متقن فرمودہ است۔ انچہ میفرماید در رنگ عرصہ خارجی نفس الامری است الخ: مراد حضرت امام در این جا نفس الامر متعارف است نہ اصطلاح خود حضرت امام زیرا کہ آن نفس الامر امام نقیض مرتبہ و ہم است۔

تبصرہ ۲: مقام انتفاء نیست کہ ممکنات از شہود برآید و مقام نفی آن است کہ سالک ہنوز از ممکنات نگذشتہ اما در صد گذشتن است۔

سوال: فرق حضرت شیخ و حضرت امام چہ خواہد بود؟

جواب: حضرت شیخ شہود عالم را شہود ذات مقدس دانستہ و حضرت امام حقایق ممکنات را عبادات دانستہ کہ ظلال و تجلی صفات بہ عبادات ممزوج گشتہ و عدم ہیولائے آنها و تجلی صورت آنها کہ در آنجا حال گردیدہ پس بطور حضرت امام حقیقت ممکنات مرکب از عدم و تجلیات صفات است و ممکن بود ظلی خود در خارج موجود است بنا بران ممکنات را واجب نمی توان گفت و نیز ممکنات را واجب حمل نمی توان کرد زیرا کہ تعدد خارجی مانع حمل است اما در نزد حضرت شیخ ممکنات عین واجب بودہ و حمل ممکن بر واجب بہ نزد او ثابت است نہ بہ نزد حضرت امام۔

مکتوب شصت و ہشتم

تبصرہ: اگر سائل سوال کند کہ در خارج دو موجود وجود دارد یکی وجود حق سبحانہ و دیگری وجود ممکنات و وجود ہر کدام این دو موجود سبب تحدید یک دیگر میگردد حالانکہ حق تعالی از تحدید تنہای

وجہات میرا است حقیقت این موضوع چگونه خواهد بود؟

جواب: علمائے ظواہر اگر چه حق تعالیٰ را نامحدود میدانند اما از حل این سوال عاجزانند ولی حضرت امام از کمال شان کہ خداوند جل شانہ از فضل و کرم خود باو شان عنایت فرمودہ جواب این سوال را چنین میفرماید: در خارج دو موجود نبوده بلکہ یک موجود است کہ وجود حق سبحانہ تعالیٰ است و ممکنات وجود خارجی نداشته بلکہ داراے وجود و ہی متقن است و یک چیز موموم سبب تحدید موجود خارجی شدہ نیست و اند یعنی در موجود ہی فوق و تحت، شمال و جنوب و چو در ندارد و موجود خارجی فوق و تحت و بین و شمال موجود ہی نمی باشد۔

سوال: وراثت مسلم تحدید است و حق تعالیٰ و ولی عالم است پس حق سبحانہ محدود میگردد؟

جواب: در خارج غیر از ذات مقدس حق تعالیٰ و صفات ثمانیہ او تعالیٰ هیچ چیز دیگر وجود ندارد و در ان مرتبہ مقدسہ وراثت را گنجایش است و نہ غیر وراثت را و وراثت حق تعالیٰ از جملہ نقاہات است کہ بشر از درک آن عاجز است۔ حضرت بیدل میفرماید: بیت

بحر بیتاب کہ آن گوہر نایاب کجاست چرخ سرگشته کہ خورشید جہان تاب کجاست

حضرت امام در مکتوبی میفرماید کہ حق تعالیٰ و راہ الوراہ ثم و راہ الوراہ است۔ بیت

ترا علی بالا و بالا ز بالا بلندی ہم نمی گنج در آنجا

آنچه میفرماید اولیاء الدنیا این دولت حاصل میگردد الخ یعنی عارف کامل بہ تمام سمع و بصر میگردد

سوال: وقتی کہ تمام بصر گردد چرا مشاہدہ شان رویت گفته نمی شود؟

جواب: باز ہم وجود این جہان بہ نسبت وجود آن جہان ضعیف است و از ادراک او تعالیٰ بعید، اگر چه ادراک در آخرت ہم نیست باز ہم آن رویت رویت دیگر است و آن چشم چشم دیگر، شاید کہ بعض

خواص بلکہ خاص با دراک آن مرتبہ مقدسہ شرف بوردہ باشند ذلک فضل اللہ۔ آنچه میفرماید شاید مومن را در آخرت الخ یعنی چون رویت مربوط بہ موت است و مراد دو عالم فرمودہ الموت جسر الخ و اولیاء کرام بواسطہ فنا و بقا باین موت باین جسر در این دنیا مشرف شدہ اند و دیگران بعد از موت باین جسر پائے میگذرانند و ایشان باینجا

مکتوب شصت و نہم

حضرت امام میفرماید اصحاب کرام بہ دولت صحبت الخ
سوال: حضرت امام صحبت خود را بہ صحبت آنحضرت مقایسہ کر دہ است و حالانکہ صحبت
آنحضرت چیز دیگر است۔

جواب: صحبت سر در دو عالم چیز دیگر بودہ ادا صحبت نائبان آنحضرت نیز مانند صحبت
آنحضرت است۔

مکتوب ہفتاد

تبصرہ: حضرت امام میفرماید کہ نقل مکتوب را بشہ فرستادہ ام از انجائی فہمیدہ کہ کارہ صحبت
است و شرح کریمہ دین نزار فرمودہ صحبت بشہ خواہر نوشت۔ بیت

صحبت صادق ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند
بیت بنشین بہ گدیان در دست کہ ہر کس
خواہ احرامی فرماید۔ بیت

نمرا بحقیقت قضا تواند بود ولیک صحبت ما را قضا نہ خواہد بود

حضرت امام در شرح حضرت خواہ احرامی فرماید: قطب المحققین سید العارفین ناصر الدین حضرت
خواہ عبید اللہ احرامی و نیز در مکتوب دیگر میفرماید کہ حضرت خواہ را از وظیفہ اقطاب اثنا عشر کہ تائید
دین باہتمام روط است نیز حصہ دادہ اند۔

بجاطر باید داشت کہ فوائد صحبت صالحین در احادیث آنحضرت تذکار یافتہ است۔

مکتوب ہفتاد و یکم

تبصرہ: (۱) خواہ عبداللہ سپروم شیخ المشائخ حضرت خواہ باقی باللہ می باشد کہ عالم متبحر

وسرآمد وقت خود بوردہ است و شاہ عبدالرحیم پدر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی از شاگردان ایشان است از فریدان حضرت امام بوردہ امام توحید و جود قدم راسخ داشته و ہمیشہ مکاتیب توحیدی را بحضور حضرت عروۃ الوثقیٰ مینوشت و حضرت خواجہ محمد معصوم بحواب او توصیه فرمودہ کہ آئندہ از ارسال چنین مکاتیب خودداری نماید۔

تبصرہ (۲): حضرت امام حقیقت واجب و ممکن را در مثال نقطہ حوالہ و دائرہ منومہ توضیح میفرماید کہ در شہود دائرہ و مرتبہ ہم نقطہ ہم مشہود است مگر در حجاب دائرہ و در خارج بدو حجاب است حقیقت دائرہ ہمان نقطہ است و اشراق تمام حصص دائرہ از ہمان نقطہ است و دائرہ صورت آن نقطہ است پس واجب بر ممکن قریب بلکہ اقرب است اما سبب بعد از واجب تعالی خود با و نفس بایبنا شیم کہ از اصل خود معرض و بہ نفس خود منوجہ گردیدہ ایم و اشراق نقطہ را از خود دانستہ دعوی ہم سری نمودہ و از اصل خود دور مانده ایم ورنہ خداوند بما از ما نزدیک تر است۔
عارفی می فرماید۔ بیت

یار نزدیک تر از من بمن است این عجب تر کہ من ازوے دوم

و حضرت ابن عربی نیز حکایت کردہ کہ واجب از ممکن دور نیست اما ممکن بواسطہ غفلت از واجب دور گشتہ است چنانچہ حضرت بیدل میفرماید۔ بیت

جهان نیست جز تجلی دوست این من و باہمان اصافت اوست

آنچہ میفرماید باید دانست انہو این فرمودہ شان برائے دفع سوال ذیل است:

سوال: وقتی کہ ممکن وجود خارجی نداشته و تعدد خارجی در بین ممکن و واجب نباشد باید کہ حمل در بین ممکن و واجب جائز گردد و ممکن واجب دانستہ شود لہذا کہ مانع حمل یک چیز بر چیز دیگر تعدد خارجی است۔ زیرا کہ ظہور خارجی مانند وجود خارجی سبب تعدد وجودی گردد۔

جواب: صورت و تمیز صورت اگرچہ وہی است مگر وہم متقن می باشد کہ موجب تعدد

خارجی بوردہ و مانع حمل میگردد و ظہور خارجی سبب تعدد وجود خارجی میباشد و آثار خارجی دانستہ است۔

حضرت امام میفرماید: سبحان الله یعنی قدرت کامله حق تعالی مرتبه و هم را یک نوع
تقریر و ثبات بخشیده و حجاب نمود بدون بود داده است که نه در اے وجود خارجی است و نه صرف
وجود علمی بلکه با وجود اینکه در علم است بدون علم هم موجود است و این بود او مانع حمل او بر اصل
او گردیده است زیرا که وجود جداگانه پیدا کرده است اگرچه در مرتبه و هم متفق است و در خارج
نیست. آنچه میفرماید عجب معالده است انچه یعنی مراد حضرت امام آنست که ممکن عین واجب
نیست زیرا که قدرت او را جدا ساخته اگرچه اشراق او را اصل است مگر عدم جز اعظم حقیقت است
و از عدم ترکیب یافته و این دو چیز یعنی وجود خارجی و ترکیب مانع اتحاد ممکن با واجب گردیده بواسطه
اینکه واجب ترکیب ندارد و ممکن در اے ترکیب است آنچه میفرماید نقطه آخر دایره نزدیک
ترین نقطه ها است به مبدأ دایره انچه

تبصره: از فرمایشات حضرت امام معلوم میگردد که نصف اول دایره عالم امر و
نصف دوم آن عالم خلق است، و عالم خلق مقبل بر مرکز و عالم امر معرض از مرکز است و نیز از
سابق کلام حضرت امام معلوم و هویدا است که تخلیق عالم امر قبل از تخلیق عالم خلق است و از
فرموده سردار دو عالم نیز تقدم عالم امر بر عالم خلق ثابت است چنانچه میفرماید که من نبی بودم و حضرت
آدم در آب و گل بود یعنی من بصورت روحانی خود بملائک تبلیغ می کردم و حضرت آدم درین آب و گل
بخاطر باید داشت که این تبلیغ آنحضرت صرف بوجود ملکی و روحانی شان تعلق داشته
است خلاصه بعد درک مقدمات فوق اعتراض که در این مکتوب وارد است این است که حضرت امام
نقطه اخیر را قریب و معرض دانسته است این فرموده شان بالغفته دیگر شان از دو ناحیه متناقض بنظر میرسد -
اول آنکه درجاء دیگر نقطه آخر را بعد و این جا قریب فرموده و دوم اینکه درجاء دیگر
نقطه آخر را مقبل و در این جا معرض دانسته علت آن چه خواهد بود؟

جواب: مراد حضرت امام از نقطه اخیر نقطه اخیر فرموده و اخیر بکسره قانیست بلکه آخر
است به فتح فا و مراد از نقطه آخر نقطه اول است که غیر از نقطه مرکز اول ترین نقاط است به مرکز

و در بطور مقدم است بگرشیت او بمرکز است زیرا کہ ظہورات دائرہ تا نصف دائرہ معرض از مرکز و بعد از نصف مقبل بمرکز است پس از فرمودہ ہاے حضرت امام معلوم است کہ عنصر خاک نقطہ اخیر نصف اخیر دائرہ بودہ و در قرب پیش قدم است زیرا کہ مقبل است۔ بتایراں در فرمایشات حضرت امام ہیچ گوئہ تناقض موجود نیست۔ آنچه میفرماید بعد از طے جمیع نقاط اخیر یعنی اول دائرہ با وجود قرب چوں طرف ظہورات متوجہ و از مبدا معرض است تا چار بعید میگردد و در نتیجہ بعد از طے تمام نقاط دوبارہ بہ مبدا خود خواہد رسید۔ ازین فرمایش معلوم میگردد کہ عالم امر بعد از طے عالم خلق بہ مبدا خود می رسد و نیز از فرمایشات حضرت امام معلوم می شود کہ قرب اصلی نصیب عالم خلق بلکہ نصیب عنصر خاک عالم خلق است۔ بیت

خاک شو خاک تا بروید گل کہ بجز خاک نیست مظهر گل

ترجمہ این بیت بفکر مندہ آن است کہ عنصر خاک خود را تزکیہ و تصفیہ بد از تا گل ذات مقدس ظہور کند۔

حضرت بیدل میفرماید

خاک گرد و بہار جان دلیاب سیر نسرین و نسترین این است

مراد از بہار جان عالم امر است یعنی تا زبانی کہ عالم امر تصفیہ نشود کمالات عالم خلق آغاز نیابد و باکخاصہ عنصر خاکی کہ رئیس ہیئت وحدانی عارف است بکمال نہ رسد سیر نسرین و نسترین کہ عبارت از مجاہدہ غنا و ریافت او تعالی است صورت نمی گیرد۔

مکتوب ہفتاد و دوم

تبصرہ: شاید این وقت آن زمانی بودہ باشد کہ سلطان جہانگیر حضرت امام را با خود میداشت چون حضرت امام خواہان عزلت بودہ این وضعیت را ہم حبس میدانند و مراد از قرۃ العین خواجہ جمال الدین پسر میرزا حسام الدین احمد است کہ جوادت و فیض بخشی حضرت امام خواہان کمال اوست۔ حاصل مکتوب مبارک اینکہ کسانیکہ بہ جمعیت باطن مشرف اند تلویح ظاہر در باطن شان سرایت نمی کند۔

یعنی اگرچہ درظاہر بہ نزد سلطان ہونہ اما باطن بہ مرتبہ تمکین است۔

مکتوب ہفتاد و سوم

حاصل این مکتوب شریف این است کہ شیخ اکبر صفت علم را صفت اول و ظہور اول میدانند و در عین حال علم را موجود خارجی ندانستہ صرف ظہور علمی می انگارند و فوق آنرا مرتبہ لا تعین می گویند و حالانکہ فوق مرتبہ صفت علم صفت حیات و فوق صفت حیات شان العلم و فوق شان العلم شان الحیات است و فوق آن مرتبہ مرتبہ ایست کہ تعبیر از آن بہ مرتبہ علم و یا نور صرف و حقیقت محمدری میگردد حضرت شیخ این مراتب را مشاہدہ نکرده و فوق صفت علم را لا تعین و ذات بحت پنداشتہ است۔
سوال: شان حیات یک امر انتزاعی ہونہ و نزدیک بذات مقدس است زیرا کہ صفت حیات اقرب ترین صفات است پس بدرک عارف چگونہ خواہد گنجید؟

جواب: شان حیات با وجود اقربیت چون پائین تر از ذات قرار داشتہ و عین ذات نیست بنا بران در علم و ادراک عارف می گنجد۔

تبصرہ: صفات ثمانیہ واجب تعالی ہمہ در یک مرتبہ موجود اند اما در کشف عارف یکے فوق دیگری مشہود میگردد زیرا کہ عارف بہ انعکاس صفات خداوندی منعکس میگردد و این انعکاس صفات بصورت تدریجی و یکے بعد دیگرے دست میدہد ہذا با وجودیکہ صفات در یک مرتبہ ہونہ اما در مشہود عارف فوقیت و تحتیت بہ نظری رسد۔

سوال: در صورتیکہ فوق صفت علم صفت حیات ہونہ باشد و مرتبہ علم پائین تر از حیات قرار داشتہ باشد در این صورت در مرتبہ ذات مقدس کہ فوق حیات است علم نخواہد ہونہ؟

جواب: این اعتراض را حضرت امام چہین جواب دادہ است کہ صفت العلم دیگر است و شان العلم دیگر یعنی شان العلم فوق صفت حیات قرار دارد پس علمی کہ در مرتبہ پائین تر از حیات است صفت العلم است نہ مطلق علم و نیز حضرت امام درجائے دیگر فرمودہ کہ خود ذات مقدس علم است و

نیز در مکتوب ۷۶ ہمیں دفتر مکتوبات قدسی آیات مرتبہ علم را چار درجہ از مرتبہ صفت حیات بلند تر دانستہ است پس اعتراض قوی وارد نیست۔

تبصرہ: علم کہ از صفات است معلوم او غیر ذات مقدس است و علیکہ از شیونات ذات مقدس است آن صرف ذات مقدس او تعالیٰ است۔

سوال: حضرت امام میفرماید کہ صفت العلم او تعالیٰ بذات او تعالیٰ نمی رسد و مرتبہ ذات مقدس بہ صفت العلم معلوم نیست پس در صورتیکہ علم واجب کہ صفت واجب است بآن مرتبہ مقدسہ نہ رسد علم عارف چگونه بآن مرتبہ مقدسہ خواہد رسید؟

جواب: عارف چنانچہ کہ از اصل خود کہ صفت علم واجب است و مبرا فیض اوست انعکاس میگرد و باین انعکاس بقامی باید بعد ازین از بہت این بقا از مراتب شیونات اعتباراً نیز انعکاس گرفته و بہ آن بقا یافتہ تا بذات مقدس او تعالیٰ میرسد و بہ تجلی ذات مقدس منعکس میگردد پس عارف از اصل واصل الاصل خود نیز گذشتہ و بذات بخت او تعالیٰ می رسد و وجود شری او بوجہ موهوبی تبدیل می یابد و حق تعالیٰ بہ بندگان خاص خود چنین فضل و کرم غایت فرمودہ کہ بوجہ موهوبی بوصول بلا کیف بذات مقدس او تعالیٰ واصل میگردند و با انعکاس آن علم کہ عین ذات است منعکس شدہ و بواسطہ این انعکاس از ذات او تعالیٰ نیز با خبر میگردد۔ ذلک فضل اللہ۔

حضرت امام میفرماید کہ این غایت باری تعالیٰ در حق ما الٰہ یعنی اصل ما را کہ حضرت آدم است ازشت خاک افریدہ سجود ملک گردانیدہ و بہ خلافت خود مقرر از و مفتخر ساختہ و سر دار و د عالم را کہ از نسل حضرت آدم است بہترین عالم گردانیدہ و زمین و زبان را بواسطہ او خلق کردہ است و امت او را امت مرحومہ و خیر الائم گردانیدہ است و این غایت حق از قدیم با ما موجود است و امروزہ نیست۔

مکتوب ہفتاد و چہام

تبصرہ: حضرت شیخ اکبرویت حق تعالیٰ را بصورت لطیفہ مثالی دانستہ میگوید کہ

بینندہ صورت خود را می بیند مگر در مرآت حق حضرت امام اول قول شیخ را توضیح کرده و باز آن
شیخ را تردید نموده و آنرا مخالف عقیده اہل سنت میدانند۔

حضرت شیخ میگوید کہ مراد از مرآت حق آن شان ذاتی است کہ صفت مری آن شخص ظل
آن شان است مثلاً شخصی کہ عیسوی مشرب است این شخص حق تعالی را بصورت شان قدرت
می بیند بہ این تفصیل کہ شان قدرت بصورت صفت قدرت متمثل گردیدہ و صفت قدرت بصورت
بینندہ میگردد۔ و شیخ حق سبحانہ را مرآت دانستہ و میگوید کہ مرآت بصورت بینندہ متمثل میگردد بنا بران
نزد حق تعالی ہم مرآت است و ہم بینندہ و نیز میگوید کہ بینندہ و عارف حق تعالی را ندیدہ بلکہ صورت
خود را در آئینہ وجوب و بصورت وجوب دیدہ زیرا کہ ذات مقدس از قیود مطلق و حالی است مطلق
مرآت یک صورت مقید شدہ می تواند مگر آن شان کہ اصل صفت مری مالک است مقید است تخصیص
بآن سالک داشتہ کہ مری اوست یعنی آن صفت کہ ظل این شان است مری آن شخص است پس خود
شان ہم مقید و مرآت گردیدہ و این را از این سبب مرآت میگوید کہ مرآت واسطہ دیدن است چوں این
شخص خود را بصورت این شان می بیند پس شان حکم آئینہ پیدا کردہ است کہ او را بہ او نشان دادہ۔

حضرت امام میفرماید کہ شیخ از صوفیہ وجودیہ پورہ و وجودیہ ممکن و واجب را یک چیز میدانند
پس نزد آنہا دیدن ہر شخص دیدن حق است اما حضرت شیخ چوں عالم بزرگی است بہ نقض این موضوع
ملفت گردیدہ لہذا دیدن ہر فرد را دیدن حق ندانستہ بلکہ تنہا دیدن آن شان را کہ سالک بصورت
خود دیدہ است آن را دیدن حق می داند و آن صورت خود بینندہ است کہ بصورت شان مری خود
آنرا دیدہ است۔ آنچه میفرماید کہ این مرآت برخلاف دیگر مایا است و این مرآت بصورت خود بینندہ
میگردد و مایاے دیگرہ چنان است الخ یعنی مرآت عبارت از آن شان است کہ بینندہ خود را بعنوان
وجوب دیدہ است و واجب دانستہ و تا این جا شرح کلام شیخ بودہ بعد از آن حضرت امام قول او را
تردید و میفرماید کہ ظہور آن شان ظہور یک مخلوق است کہ حق سبحانہ او را اظہار نمودہ و نیز میفرماید
عجب است از کلامہائے صوفیہ کہ بر دیدن تشبیہی تسلی خود کردہ اند و از تشبیہ غافل مانندہ اند و دیدن

شان مثل را دیدن حق دانسته اند آنچه میفرماید بلکه گمان برده که قابل تنزیه محض قاصر است انچه تبصره: وجودی میگویند که حق سبحانه جامع تنزیه و تشبیه است و تشبیه عبارت از مرتبه امکان است و میگویند که تشبیه عین تنزیه است و ممکن واجب است و این را از این سبب میگویند که واجب محدود نشود و اگر ممکن واجب نگردد واجب محدود خواهد شد زیرا که یک موجود موجود دیگر را محدود می گرداند حضرت امام میفرماید که وجود ممکنات محدود واجب شده نمی تواند زیرا که ممکن موجود خارجی نبوده بلکه وهم منقن است۔

خلاصه اینکه وجودیه ممکنات را واجب پنداشته و واجب را دارای مراتب متعدده میدانند چنانچه مراتب تعینات خمس و مرتبه لاتعین همه را واجب می پندارند اما حکم مرتبه لاتعین را در مراتب دیگر مقایسه نمی کنند و میگویند که مرتبه لاتعین احکام و خواص جداگانه داشته و تعین اول که عبارت از علم اجمالی است حکم جداگانه داشته و تعین ثانی که علم تفصیلی است خواص جداگانه و عالم اربع خواص جداگانه و عالم مثال که تعین رابع است خواص جداگانه و عالم اجساد که تعین پنجم است خواص جداگانه دارند مگر تمام این مراتب واجب اند حضرت مولانا عبدالرحمن جامی که از صوفیه وجودیه است میفرماید:۔

گرفرق مراتب نکنی ز ندیقی

یعنی این مراتب همه واجب اند مگر خواص هر مرتبه جدا است۔ حضرت امام به کلمه لا یخفی بالائے شیخ اعتراض کرده و میگوید که در نزد شما تشبیه وجود خارجی نداشته صرف وجود علمی دارد و موجود علمی محدود وجود خارجی شده نمیتواند بمنزله عدم خارجی که محدود وجود خارجی شده نمیتواند و اگر عدم وجود خارجی میداشت محدود وجود خارجی میگردد و او را محدودی ساخت و چون عدم وجود خارجی ندارد محدود وجود خارجی شده نمیتواند همچنان لے شیخ ممکنات بنزد شما وجود خارجی ندارد۔ بنابراین چگونه محدود واجب شده میتواند پس نیست که شما ممکن را عین واجب پندارید و نیز واجب را مرکب از کامل ناقص بانکارید و حال آنکه مرکب از کامل و ناقص ناقص است و نیز اعیان ثابت به نزد شما صرف وجود علمی داشته و وجود خارجی ندارند و موجود علمی محدود وجود خارجی نمی گردد چنانچه تصور شریک

باری تعالیٰ مستلزم تحدید واجب شدہ نمی تواند زیرا کہ صرف تصور پورہ وجود خارجی ندارد تباران
چون شما عالم را فقط موجود علمی میدانید پس موجود علمی موجود خارجی را محدود ساخته نمی تواند لهذا
حکم اتحاد درست نبوده و بآن احتیاج نیست حضرت امام بہ کلمہ فقہ قول قول شیخ را بیان کرده
میفرماید کہ شیخ تجلی شان را منتہای تجلیات میدانند و میگویند کہ بالاتر از این تجلی هیچ مقام نیست۔
تبصرہ: این مکتوب حضرت امام نا تمام رہنہ حضرت امام در مکاتیب آنندہ فرمودہ
کہ شیخ از اصول مطلب دیگرین را باز میدارد و میگوید کہ بالاتر ازین ترقی نسبت و حضرت امام
میفرماید کہ اگر بالاتر عروج نہ کنیم چه کردہ باشیم و از مطلوب چه چیز بدست آورده باشیم یعنی
ہر گاہ بالاتر ازین مقام عروج نہ کنیم از مطلوب معشوق حقیقی محرومی مانیم۔ بیت
ترسم کہ یارب امانا آتشہ بماند تا دامن قیامت این غم بہ ما بماند
مصرع درون دیدہ اگر نیم مواست بسیار است

مکتوب ہفتاد و نهم

تبصرہ: حضرت امام بہ خواجہ محمد ہاشم کشمیری تفہیم میدارد کہ تجلی افعال آن است
کہ گفتہ شد و میفرماید کہ در قول وجودیہ افعال مختفی نشدہ بلکہ نسبت افعال مختفی شدہ و فاعل
افعال را کہ زید و بکر است واجب گفتہ اند و لازم بود کہ افعال ممکنات را بہ ممکنات منسوب می سلطنت
اما آتہا افعال ممکن را بہ واجب منسوب کردہ اند و زید و بکر را واجب دانستہ اند افعال ممکن را نہ بینند
انچہ میفرماید اگر توجہ است الخ یعنی وجود بشری سالک فانی و وجود موسوی کہ بہ او غایت شدہ
ذاکر میگرد و نیز قبل از این سالک صفات ثمانیہ را از خود میدانست و در این وقت میداند کہ این
صفات از ان من نبودہ بلکہ بر توصفات واجب است و مؤذد کلمہ انا کہ برے وجود بشری وضع شدہ
است فانی میگردد و این عارف انا را بخود راجع نمی سازد۔

تبصرہ: اگرچہ عارف بہ وجود موسوی بانی گردیدہ و کلمہ انا کہ موضوع براے

وجود بشری اولیٰ و دوم از بین رفته است و عارف خود را عین واجب می بیند مگر انا را بآن مرتبه مقدره راجع ساخته نمی تواند زیرا که انا ثابت خودی و بشریت بوده و خودی از وی رفته است و در انا الحق خودی از بین نرفته بلکه عنوان خودی تبدیل شده و ممکن که سالک است به عنوان و حجب دیده شده ناگفته نماند که عارف در ابتدا عارف خود را مانند جماد بدون حس دیده و در ثانی آن جماد نیز از نظرش معدوم میگردد فناء اول فناء عین بوده و فناء ثانی فناء اثر است۔

سوال: وقتی که عارف هر دو وجود و عدم را باخته باشد عارف معدوم مطلق خواهد بود پس که میگوید چه را می بیند؟

جواب: فناء بقادرشهود مستلزم فناء وجود خارجی نیست این سوال میر حسین سادات هروی است که حضرت تاج محمد معصوم مجیدی جواب این سوال را بصورت غائب آمیز نوشته و فرموده که فنا شهودی بوده و وجودی نیست و نیز تمام لطائف عارف بیک مرتبه فانی نمیکرد بلکه فناء بقیه لطائف تدریجی است و در وقت فناء یک لطیفه لطیفه دیگر باقی است۔

تذکره: زیانہ عروۃ الوثقی و میر حسین متحی نے بوردہ سوال میر حسین در کتاب است

پوشیده نماند که نزد صوفیه مقرر است که حقیقت سالک یک عدم مقید بوده که به انعکاس تجلی صفات از اعدام دیگر امتیاز یافته و وجود پیدا کرده است چنانچه صورت که مشخص هیولا است و عدم هیولای ممکنات و تجلی صورت آنهاست یعنی صورت تشخیص کننده هیولا است و هیولا محل صورت است اما حضرت امام که بکمال عروج و علم مفتخر اند میفرمایند که انعکاس تجلی در عدم باعتبار توهم است و در حقیقت تجلی در عدم منعکس نگشته و عدم نیز وجود نیافته پس تجلیات در عالم وجوب و عالم در کتم عدم است و وجود ممکن در مرتبه توهم است و کمال اقتدار صانع حقیقی است که تجلی از مرتبه وجوب و عدم از مرتبه عدم نیامده باز هم مخلوق نمایان گردیده و این تخلیق در مرتبه توهم است یعنی نمود بدون بود است۔

مصرع
لے برادر تو ہمیں اندیشہ

یعنی خود را موجود میدانی حالانکہ عدمی حضرت امام میفرماید کہ این وجود تو ہی یک نوع اتقان و ثبات داشتہ عذاب و ثواب ابدی بران مترتب گردیدہ است۔

حضرت جامی میفرماید:-

ممكن رنگناے عدم ناکشیدہ رخت واجب زیار گاہ قدم ناہارہ گام
در حیرتم کہ این ہمہ نقش عجیب چیست در لوح ظاہر آمدہ مشہود خاص عام

تبصرہ: وجود اقسام عالم بمنزلہ مصنوعات مداری و شعبہہ باز است مگر فرق شکلیہ شعبہہ باز و عالم ممکنات آن است کہ شکلیہ شعبہہ باز اتقان و ثبات نداشتہ اما وجود تو ہی عالم اگرچہ وجود خارجی ندارد اما داراے ثبات و اتقان می باشد۔ باید دانست کہ این کمال قدرت صانع است کہ نیست راہست نماشان دادہ و ثبات و رسوم بخشیدہ است و تخلیق عبارت از ہمیں اتقان و ثبات است قبارک اللہ احسن الخالقین۔

تذکرہ: فرق صنع مداری و صنع حق تعالیٰ این است کہ مداری اشیاء ناموجود را موجود نشان میدہد اما حق تعالیٰ اشیاء ناموجود را موجود میگرداند۔

آنچه میفرماید نازسی نیابی الخ یعنی نازمانے کہ یہ واجب نہ رسی مطلوب را بدست نیاری و یا اینکه ناز وجود بشری خلاص نشوی وجود موی نیابی و یا اینکه تاکہ از ممکنات نہ گذری بواجب نرسی چنانچہ حضرت بیدل میفرماید۔

بی فنا سیر عیش نتوان کرد در خود آتش زن و چراغان باش

و نیز میفرماید۔

چند محبوس الفت جسمی سیر بر و ن آرتا جهان بینی

آنچه میفرماید علت سماوی وارضی الخ یعنی علت سماوی عبارت از عدم جاذب حق سبحانہ و عدم توجہ مرشد خواهد بود و علت ارضی عبارت از عقل و نقص استعداد سالک است۔
آنچه میفرماید این تجلی برزخی الخ یعنی این تجلی برزخی تجلیات ذاتیہ بودہ تجلی کہ ایکہ شیخ آنرا انتہا دانستہ

تجلی یک شان از شیون بوده و این تجلی بر زخمی عارف را فانی ساختہ و منرا و ارتجلی ذاتی میگرداند و از تجلی ذاتی شیخ بلندتر است۔ آنچه میفرماید کہ نصیب از مرتبہ الخ یعنی معرفت آن مرتبہ بے چون تیر بچون است و عارف ہم در این وقت بچون میگردد باز ہم بچون مطلق دیگر است و بے چون فی الجملہ دیگر در این وقت علم عارف ہم بچون میگردد زیرا کہ در علم متعارف عقل و نفس مدرك اند و این علم با دراک تمام لطائف عارف مربوط است و عنصر خاک است کہ باین قرب مشرف میشود و ہیئت وحدانی عارف است کہ ادراک ذات مقدس می نماید۔ بیت

خاک شو خاک تا بروید گل کہ بجز خاک نیست مظهر گل

خلاصا اینکه رسیدن بذات مقدس و طیفه عنصر خاک و ادراک ذات مقدس نصیب ہیئت وحدانی انسان است کہ در رأس آنهم عنصر خاکی قرار دارد۔ آنچه میفرماید باین اعتبار گفته الخ یعنی چون سالک اثر صفات است و اثر صفات تحت صفات واقع میباشد بنابراین وقتی کہ عارف بصفات میرسد فانی میگردد و معدوم میشود این قول شیخ درست است کہ بعد از ان عدم است یعنی فنا است مگر خطاے شیخ آن است کہ از مقامات فوق قدسیہ کہ از حوصلہ سالک بلندتر است می ترساند و حالانکہ عارف بسبب انعکاس تجلی اصل خود از اصل گذشته بہ اصل الاصل و ذات مقدس میرسد۔

تبصرہ: شخصیکہ فانی نشدہ بہ تجلیات ذات بیہوش میگردد و تجلی او ہم تجلی شیون است نہ تجلی ذات مقدس حضرت امام در مکتوبی بزبان عربی میفرماید معنائے آن این است کیکہ بہ آتش رسائی کند می سوزد و کیکہ آتش کشته نمی سوزد، و شخص کہ وجود موی موی یا قفہ بے ہوش نمیگردد و تجلی ذاتی در حق او استوار ندارد۔

شرح حصہ ہفتم در ہمیں جا خاتمہ یافت

احب الصالحین و لست متهم لعل الله یرزقنی صلاحًا

وصلی الله علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم علیہ و علیٰ آلہ

و اصحابہ و علیٰ اجمعہم اجمعین

از کمالات حضرت امام قدس

حقایق و معارف آگاه سیادت پناه سید زوار حسین آغا که یک شخص عارف عالم و متقی برده و نیز مولانا محمد علی صاحب اورد مجدیہ مردونے این اشخاص نیک حکایت می کنند کہ حضرت محمد ہاشم جان مجدیہ مرحوم می گفت کہ در یک وقت با سید سلیمان صاحب ندوی ملاقات رخ داد یہ مجرود دیرن بہ من گفت کہ حضرت صاحب چون کہ بیچ وقت اورا ندیدہ بودم و او نیز مراندیدہ بود با و گفتم کہ از کجای دانی کہ من از حضرات مجدیہ می باشم در جواب یک خوارق عجیب حضرت امام را حکایت کردہ گفت کہ بادوستان خود یہ سرسند شریف حاضر شدہ بودم ہمان بود کہ دوستان درون روضہ مبارکہ حضرت مجرود مشرف و من کہ بسیار علاقہ نداشتم پہلوئے یک دیوار شستہ و چون ماندہ شدہ بودم پائے خود را دراز کردہ بودم دیدم کہ از طرف مزار مبارک یک شخص تشریف آورده کہ جبہ را پوشیدہ بمن گفت کہ مکتوبات من را خواندہ، گفتم خواندہ ام، فرمود کہ فہمیدہ۔ ہمان بود کہ از بسیاری ہیبت بے ہوش شدہ بودم تا آنکہ ہمراہیان من آندند و مرا یہ ہوش آوردند۔ حال کہ ترا دیدم چہرہ تو بان چہرہ مبارک یک گونہ مشابہت داشتہ ازین سبب ترا بہ نام حضرت صاحب خطاب کردم۔

وجاب سید سلیمان ندوی یک شخص بسیار عالم و متقی و صاحب تصانیف کثیرہ می باشند۔

الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ

شرح مکتوبات قدسی آیات

بیان عقائد اسلامی و تصوف

محبوب بھجانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی کابلی

سرہندی قدس سرہ السامی

حصہ نہم ————— دقت سوم

شارح

مولوی نصر اللہ ہوتکی ولد مرحوم حاجی محمد شاہ خان
حافظ مضامین مکتوبات قدسی آیات

رکن ازار الہین جمعیت العلماء دولت علیہ اسلامیہ جمہوری افغانستان

محرر و مرتب و ہمکار شرح ابن کتاب مقدس

الحاج حفیظ اللہ خان ہیرت بدشتی تالقانی ولد مرحوم صفر علی خان

بینگ باشی

و آغاے خیری مدیر صاحب وزارت جلیلہ مطبوعات نیز بابتہ معاونت زیادہ فرمودہ است۔

فہرست مضامین

- مکتوب نمبر ۷۶ - بیان آن مرتبہ علم کہ تعبیر بہ حقیقت مجہری میشود۔
صفحہ ۷۶۷
- ۷۷ - بیان وسعت مرتبہ ذات بیچون بیان معرفت و عجز از معرفت۔
۷۶۹ { بیان حقیقت کعبہ معظمہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ و بیان
معبودیت صرف و حقیقت کلمہ طیبہ۔
- ۷۸ - بیان معارف دورہ توقیف و وقت نزع عارف۔
۷۷۳
- ۷۹ - بیان آن عارفیکہ منظر ذات مقدس او تعالیٰ گردد و وجود مومنی او
۷۷۴ { قیام بذات بحت او تعالیٰ پیدا می کند۔
- ۸۰ - بیان آن عارفیکہ منظر ذات مقدس او تعالیٰ بگردد و وجود بشری او
۷۸۱ { بوجود مومنی تبدیل بیاید در این مقام صفات و ذات عارف بلکہ
تمام افراد عالم بآن ذات مومنی عارف قیام پیدا می کنند این
عارف قیوم زیان و مجددانہ و یا مجدد الف ثانی خواهد بود۔
- ۸۱ - ستارہ پروین مناسبت بہ قلب و نبات السعش مناسبت بروح دارد۔
۷۸۲
- ۸۳ - بیان ارباب فراغت و ارباب بلا و مصیبت۔
۷۸۳
- ۸۴ - برائے طالب مبتدی تکرار اسم ذات مناسب است۔
۷۸۴
- ۸۶ - ریاضت اہل اجتناب از شرائط و وصول نموده اما خالی از منافع ہم نیست۔
۷۸۵
- ۸۷ - حق تعالیٰ دنیائے حضرت امام را آخرت شان گردانیدہ۔
۷۸۸ { حق تعالیٰ در مرتبہ لاتعین بورہ و در مرتبہ اول بصورت وجود نمایاں گردیدہ
لہذا تعین اول ظهور وجود است کہ مرکز آن حقیقت آنحضرتؐ بورہ کہ
عبارت از حب است و محیط آن حقیقت حضرت خلیل است۔ سایر
تعیینات در تحت این تعین وجودی قرار دارند۔
- ۸۹ - مراد از انا الحق و سبحانی حکایت از خداوند نہ بورہ بلکہ بیان یک احوال تصوفی است۔
۷۹۴
- ۹۰ - در این دنیا ابصار تابع قلب است۔
۷۹۵
- ۹۱ - در وجود انسان دو سلطان حکمرانی بینماید یکے نفس دیگر روح۔
۷۹۶

- ۷۹۸ مکتوب نمبر ۹۲۔ عرفا بواسطہ وجود موسوی کلام حق سبحانہ را بدون واسطہ گوش می شنوند۔
- ۷۹۹ ۹۳۔ بیان وجود و کمشوفات متصوفین درباره وجود۔
- ۸۰۱ { ۹۴۔ بیان سزوات مقدس او تعالیٰ کہ تعبیر از ان بہ حقیقت احمدی می شود
و بیان جمال ذاتی مرکز ان کہ حقیقت احمدی است۔
- ۸۰۶ { ۹۵۔ ولایت حضرت امام مرکب از ولایت موسوی و محمدری است
یعنی محبوبیت ممتاز ج است۔
- ۸۰۷ { ۹۶۔ در ولایت محمدی دو نیم علامہ دو حدوث و در ولایت احمدی یک نیم علامہ
یک حدوث است و بجاء یک نیم الف الوہیت آید محمد احمد شدہ است
- ۸۰۸ ۹۷۔ بیان حقیقت ممکنات کہ نمود بدون بود است۔
- ۸۰۹ ۹۸۔ حسن ممکنات از حسن واجب است نہ از خود ممکنات۔
- ۸۱۰ { ۱۰۰۔ بیان حسن ملاحات و صباحت حسن حضرت یوسف صباحت است و
حسن آنحضرت ملاحات بودہ کہ حسن ذات است۔
- ۸۲۱ ۱۰۲۔ حضرت امام قیام حضرت داؤد و ہم بیداری ثلث آخر شب را مراعات نموده است۔
- ۸۲۲ ۱۰۳۔ در بیان خلیفہ مقید و خلیفہ مطلق۔
- ۸۲۳ { ۱۰۴۔ در این مکتوب شریف حضرت امام حضرت عروۃ الوثقی را بہ منصب قیومیت
و خواجه محمد سعید را بہ مقام خلعت مژدہ میدہند۔
- ۸۲۴ ۱۰۵۔ بیان حالات بلند شیخ حسن برکی۔
- ۸۲۵ { ۱۰۶۔ آنحضرت بحضرت امام بشارت داده اند کہ در مقام شفاعت نصیبی دارد
و حضرت امام میفرماید کہ حق تعالیٰ باین فقیر فرمود کہے کہ ترا بمن نابہ قیام
قیامت بواسطہ یا بدون واسطہ وسیلہ میگردانم و را می بخشم۔
- ۸۲۵ ۱۰۷۔ در بیان تبیین کہ در راہ سلوک بہ عارف رخ میدہد۔
- ۸۲۶ ۱۰۸۔ در بیان مقام رضا و رسیدن بہ تجلیات ذاتیہ۔
- ۸۲۷ ۱۰۹۔ در بیان خیال و کشف و خیال سبب بصیرت است۔
- ۸۲۸ { ۱۱۰۔ تا وقتیکہ عارف در صفات و در ظلال صفات قرار دارد ممکنات را
ظہورات و ظلال حق می پندارد و زمانیکہ بذات بخت میرسد ممکنات را
مصنوعات حق میدانند و ظہورات و ظلال۔

- مکتوب ۱۱۱ - درم فقا وجود موهوبی بعارف عنایت میگرد آخربین وجود موهوبی
 ۸۲۸ { بفناء ذاتی میسر می گردد۔
- ۱۱۲ - صفات ثمانیہ او تعالی لا ہو والا غیرہ می باشند۔ صوفیہ کرام میگویند چیزیکہ
 ۸۳۰ { در این جہاں نمونہ داشتہ باشد بخیاں می گنجد و چیزیکہ نمونہ نداشتہ باشد
 در خیال نمی گنجد، صفات ثمانیہ در این جہاں نمونہ دارند چنانچہ صفات ثمانیہ
 شان اما ذات مقدس او تعالی نمونہ ندارد لہذا در خیال نمی گنجد۔
- ۱۱۳ - در بیان صفات ثمانیہ حق تعالی کہ در کمال تقدس بودہ و بہ صفات
 ۸۳۱ { ثمانیہ انسان مناسبت ندارد۔
- ۱۱۴ - در بیان مرتبہ تفصیل و اجمال و در بیان آنکہ در علم او تعالی ظرفیت و
 ۸۳۳ { منظر و قیوت نیست بلکہ قیام معلوم است بعلم۔
- ۱۱۵ - در این مکتوب شریف بیان یک استعارہ است۔
 ۸۴۱
- ۱۱۶ - بہ خلق انہم مہربانی و شفقت باید نمود۔
- ۱۱۷ - در بیان ارباب تلون و ارباب تمکین و وجود موهوبی و در بیان اینکه
 ۸۴۲ { برای اہل تلون مکاشفہ بود اما مشاہدہ نیست و برای اہل تمکین مشاہدہ است
- ۱۱۸ - در بیان گفتار شیخ شہاب الدین و در بیان آنکہ چیزیکہ در مرتبہ
 ۸۴۵ { صفات است مکاشفہ است و چیزیکہ در مرتبہ ذات است مشاہدہ
- ۱۱۹ - در بیان قول شیخ شہاب الدین در اطراف حلول۔
 ۸۴۷
- ۱۲۱ - در بیان جوابات حضرت امام بمقابل اعتراض مخالفین۔
 ۸۴۸
- ۱۲۲ - وصول بمطلوب بدون واسطہ آنحضرت امکان پذیر نیست و بیان
 ۸۵۱ { اینکه وجود موهوبی کہ بعارف عنایت شدہ از جملہ ممکنات است
 وظل آن وجود است کہ در مرتبہ وجوب است۔
- ۱۲۳ - در راہ قرب نبوت واسطہ نیست۔
 ۸۵۳
- ۱۲۴ - در بیان اینکه حقیقت کعبہ بر حقیقت محمدی افضلیت دارد۔
 ۸۵۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شرح مکتوبات قدسی آیات

حصہ نم ————— دفتر سوم

مکتوب ہفتاد و ششم

حضرت امام میفرماید: شان العلم ہر چیز تابع شان الحیات است الخ یعنی شان الحیات اگرچہ فوق شان العلم است و صفت حیات فوق صفت علم است اما علم را مرتبہ ایست کہ حیات را نیست زیرا کہ علم عین عالم و عین معلوم شدہ می تواند ولی حیات عین حی شدہ نمی تواند بنابراین علم را مقامی است فوق صفات کہ تنہا اطلاق نور بر آن گنجایش داشتہ و تعبیر دیگر در آنجا گنجایش ندارد علم حضوری و علم حصولی نیز در آن مرتبہ مقدسہ رہ ندارند بواسطہ اینکہ این دو علم تحت صفت حیات قرار دارند و این علم فوق صفت حیات است۔ آنچه میفرماید کہ فوق مرتبہ علم مرتبہ ایست کہ علم را ہم در آنجا گنجایش نیست و آن مرتبہ ہمہ نور بودہ و اصل علم و شعور است و بے مثل و بے مانند است الخ در حالیکہ ظل آن حضرت ہم نور بیچون باشد از بیچونی اصل آن نور مقدس چہ گفتہ شود و حضرت در این جا عبارت از آن نور است نہ ذات مقدس او تعالی و تمام کمالات و جوی و امکاتی بہ نور بر پا اند و چونکہ شامل تمام اشیاء و تمام اعداد بودہ فرع نور و یک فرد نور است۔ خلاصہ اینکہ آن مرتبہ مقدسہ در مرتبہ لا تعین قرار داشتہ و از شائبہ و راکحہ عدم مبرا است و سایر صفات و صفت العلم از راکحہ عدم خالی نیستند و در مقابل آنها عدم بہ نقا صنت ایستادہ است۔ آنچه میفرماید مرتبہ اولی الخ یعنی ما تحت آن مرتبہ کہ جامع نور و شعور است معبر بہ مرتبہ حقیقت محمدی است کہ مسمی بہ تعین اول است و علم اجمالی را کہ حضرت شیخ اکبر حقیقت محمدی پنداشتہ یک ظلی از ظلال این مرتبہ علم است زیرا کہ ظل اول این مرتبہ

مقدسہ شان الحیات و ظل دوم آن شان العلم و ظل سوم آن صفت حیات و ظل چہارم آن صفت علم و ظل پنجم آن ظهور علم اجمالی است پس این تعین و حقیقت محمدی از ان تعین و حقیقت محمدی کہ مطلوب شیخ اکبر است پنج درجہ فوقیت دارد۔ آنچه میفرماید باید دانست الخ یعنی تعینات و صفات در مرتبہ لا تعین نہ بودہ و از راکہ امکان خالی نیستند۔ آنچه میفرماید عجب است کہ الخ یعنی عجب است کہ حضرت شیخ اکبر علم اجمالی و تفصیلی را از مراتب و حوب پنداشته است و حالانکہ علم اجمالی و تفصیلی از راکہ امکان خالی نبودہ زیرا کہ اگرچہ قدیم اندام در قیام خود بذات مقدس محتاج اند و این احتیاج علامہ امکان است۔ آنچه میفرماید مرتبہ دوم کہ نور صرف و از علم بلندتر است الخ یعنی آن مرتبہ ہم ذات بحث نبودہ بلکہ آخرین حجاب نورانی ذات مقدس بودہ و از راکہ عدم مبرا است۔ آنچه میفرماید آن نور حقیقت کعبہ ربانی است الخ یعنی حقیقت کعبہ فوق حقیقت محمدی بودہ اما از حقیقت احمدی بلند نمی باشد۔ حضرت بیدل میفرماید۔ بیت

در غیب احد است و در شہادت احمد این است رموز خواجہ ہر دو سرا

تفصیل بیشتر این موضوع در مکتوب ۹۴ ہمیں دفتر سوم بملاحظہ خواہد رسید۔ آنچه میفرماید چون کمال فضل الخ یعنی وقتی کہ از فضل او تعالی عارف باین نور کہ حقیقت کعبہ است بقا حاصل نماید و بانعکاس آن نور منعکس گردد از مراتب فوق کہ حقیقت قرآن و فوق الفوق کہ حقیقت صلوة است بہرہ کامل خواہد یافت۔

تبصرہ: حقیقت کعبہ اگرچہ فوق حقیقت محمدی است اما فضیلت سردار در دو عالم راست زیرا کہ آنحضرت تہا داراے حقیقت محمدی نبودہ بلکہ داراے دو حقیقت یعنی حقیقت محمدی و حقیقت احمدی است۔ حقیقت احمدی حقیقت روحی سردار در دو عالم و حقیقت محمدی حقیقت جسدی آنحضرت است و نیز ناگفتہ ماند کہ کعبہ از حقیقت خود بالاتر عروج ندارد اما عروجات آنحضرت فوق حقیقت کعبہ عروجات غیر تنہا ہی است چنانچہ حضرت امام در مکتوب ۷ میفرماید کہ حقیقت کعبہ زینہ اول عروجات سردار در دو عالم است۔ حضرت عروۃ الوثقی نیز در مکتوبات خود عین موضوع را مابین فرمودہ است۔

سوال: حضرت امام در مکتوب اخیر دفتر ثالث حقیقت کعبہ را ذات مقدس و تنزیہ صرف
گفته اند و در این جا حقیقت کعبہ را زنیہ اول عروجات آنحضرت دانسته اند تطبیق این فرمایشات
چگونه خواهد بود؟

جواب: حضرت عروۃ الوثقی در مکتوبات خود مینویسد کہ مراد حضرت امام در مکتوب اخیر
ذات بخت مقدس و تنزیہ صرف نبوده بلکه مقصد حضرت امام شان مسجودیت او تعالیٰ می باشد
نه ذات بخت تعالیٰ آنچه میفرماید این معارف چنانچہ و رائے طور نظر و فکر است و رائے طور کشف و
شہود است نیز الخ یعنی این معارف معارف ولایت نبوده بلکه معارف نبوت است و دست
ارباب ولایت از دامن این معارف کوتاه ہست۔ آنچه میفرماید تنبیہ الخ یعنی در این جا در حق این
عارف بقا با حجب است نہ خرق حجب و نیز این خرق خرق شہودی است نہ خرق وجودی۔ زیرا کہ صفات
مقدسہ از بین نمی روند بلکه از شہود عارف می برآید۔

مکتوب بقادر و مفتاح

آنچه میفرماید وسعت آن مرتبہ مقدسہ نہ از دلازی طول الخ یعنی آن وسعت یک وسعت
بلا کیف بوده و ہر چند در آن مرتبہ مقدسہ سیر واقع شود با وجود بیچونی و بے کیفی آن مرتبہ مقدسہ باز ہم
در آن مرتبہ مقدسہ یک نوع امتیازات بلا کیف بدرک عارف احساس میگردد ولی حقیقت آن امتیاز
بدرک او نمی آید۔

خلاصہ حاصل فرمایش حضرت امام اینکہ فہم آن امتیاز بلا کیف بدرک عارف می آید اما
عارف از درک کنہ و حقیقت آن امتیاز عاجز است و این عجز از معرفت و دریافت حقیقت آن
معرفت دلالت بہ جہالت و بے معرفتی عارف نمی کند بلکہ دلالت بقرب عارف و دلالت بمعرفت
و فہم او میکند۔ زیرا کہ عارف میدانکہ در مرتبہ وسعت بیچون او تعالیٰ یک موضع از موضع دیگر
امتیاز بلا کیف داشته اما عارف از ادراک کنہ آن امتیاز عاجز است و آن عجز است نہ جہل و

نافہمیدن آن امتیاز و آن وسعت جہل است۔

تبصرہ: عجز از معرفت دارے دو علم بورہ کے علم بامتیاز مواضع آن مرتبہ مقدسہ از یکدیگر و دیگری علم بعدم دریافت کنہ آن امتیاز بواسطہ کمال عظمت و کبریائی آن مرتبہ مقدسہ۔
 آنچه میسر باید هرگز عجز معرفت را بہ جہل یاد نمی کرد الخ یعنی شیخ اکبر عجز معرفت را بہ جہل تعبیر نموده و حالانکہ عجز معرفت دیگر است و جہل دیگر یعنی دانستن وسعت ذات مقدس او تعالیٰ معرفت است و عدم ادراک کنہ آن عجز معرفت و ندانستن وسعت ذات مقدس جہل است اگر حضرت شیخ این دقیقہ را میسر است هرگز عجز معرفت را بہ جہل تعبیری فرمود اما در نزد حضرت ادام عدم معرفت حکم بورہ متباین موطن است کہ جہل است و عجز از معرفت و اعتراض بہ امتیاز آن موطن و عجز از درک حقیقت آن امتیاز بہ کیف عجز است پس در بین عجز معرفت و جہل فرق زیاد موجود است و عجز معرفت جہل نیست۔ آنچه میسر باید بعد از آن علوم شق اول را الخ یعنی شیخ اکبر مکشوفات شق اول را کہ مربوط بعلوم من علما است منحصر بخود میدانند و شق دوم آن من جہل می باشد۔

تبصرہ: شیخ اکبر روشن را بیان کرده و گفته است کہ منامن علم و منامن جہل فقال العجز درک الادراک معانے گفتار شیخ اکبر این است کہ بعضی از آنانند کہ عالم اند یعنی صاحب کشف اند و بعضی از آنانند کہ جاہل اند یعنی بدون کشف اند و عجز از ادراک ادراک است۔ خلاصہ اینکہ حضرت شیخ اکبر جہل را بہ عجز از ادراک تعبیر کرده و حالانکہ عجز از ادراک جہل نبوده بلکہ عین ادراک و عین معرفت و قرب است و جہل نقص است کہ مدح ندارد و نیز شیخ اکبر علوم شق اول را کہ عبارت از من علم باشد مخصوص بخود دانسته و گفته است کہ خاتم الانبیاء این علوم را از خاتم الاولیاء یعنی از من اخذ میدارد۔ اما در حقیقت مکشوفات شیخ اکبر از مرتبہ عجز پائین بورہ و در مقام ظلال قرار داشته و عجز از معرفت در مقام اصل است اما حصول ظلال برآء انحضرت بواسطہ شیخ باک نداشته زیرا کہ شان خود سر دارد و عالم از ظلال بلندتر است علم ظلال یک تحسین زاید میباشد۔

تبصرہ: درایہ انجام را از علم کشف و مراد از جہل عدم کشف است۔
 آنچه میفرماید ہر گاہ بخواجه صدیق الخ وقتیکہ شیخ اکبر خواجہ صدیق یعنی آنحضرت را در اخذ فیض
 بخود محتاج بدانند و بگویند کہ آنحضرت از من اخذ فیض میدارد اگر عجز صدیق را جہل بگوید از حال و سہ
 بعید نخواہد بود زیرا کہ شیخ در ظلال قرار داشتہ و مراتب ظلال بسبب ہمو گفتار ہا گردیدہ است۔ آنچه
 میفرماید اطلاق نور نیز در این مرتبہ گنجایش ندارد الخ یعنی قرآن کریم در ذات خود از مرتبہ نور ہم بلند است
 و اطلاق نور کہ در آیہ کریمہ بالا قرآن آمدہ در مرتبہ نزول و تنزیل قرآن خود بود و نہ قرآن در ذات و
 حقیقت خود از نور فوقیت دارد زیرا کہ حقیقت کعبہ مقدسہ نور است و حقیقت قرآن فوق حقیقت کعبہ
 است پس از نور ہم بلند تر است۔ آنچه میفرماید فوق آن مرتبہ مقدسہ مرتبہ ایست پس عالی کہ حقیقت
 صلوة است الخ یعنی در این مرتبہ مقدسہ کمال وسعت است۔

تذکرہ: حقیقت قرآن مبدأ وسعت و حقیقت صلوة کمال وسعت است یعنی حقیقت
 کعبہ و حقیقت قرآن ہر دو اجزای حقیقت صلوة اند زیرا کہ توجہ بہ کعبہ و تلاوت قرآن مجید ہر دو
 در نماز موجود است لهذا حقیقت صلوة حاوی و جامع این ہر دو حقایق است۔ آنچه میفرماید کہ صورت
 آن در عالم شہادت الخ یعنی صورت آن حقیقت صلوة نماز گزاران منتہی است و نماز عوام از مرتبہ
 صورت صلوة ہم پایین تر است حضرت عروۃ الوثقی در مدح حقیقت نماز میفرماید: بیت
 چکہ مشک تر از دستم گراں گیسو بہت افتد دید صبح از گریبانم گراں مہ در کنار آید

و نیز حضرت عروۃ الوثقی اقتداء صلوة را بہ صلوة بیان فرمودہ از قربایات شان چنین معلوم میشود
 کہ در وقت قیام مصلی یک تجلی بصورت قیام و در رکوع یک تجلی بصورت رکوع متمثل می گردد
 و قتیکہ حق سبحانہ تعالی تعظیم ذات مقدس خود را بصورت نماز متجلی سازد نماز عارف بہ آن اقتدا
 می کند۔ واللہ اعلم۔ آنچه میفرماید حقیقت نماز کہ جامع جمیع عبادات است الخ یعنی حقیقت صلوة جامع
 و حاوی سایر عبادات است و عبادات دیگر اجزای اویند در نماز حج و زکوۃ و صوم و کلمہ شہادت ہمہ
 موجود می باشد۔ آنچه میفرماید در آن موطن وسعت نیز کوئی نمی نماید الخ یعنی مرتبہ ذات مقدس ازین

مقام فوقیت داشتہ و انتیاز و سحت ہم در راہ می ماند و بیچ نوعی از خفایق بآن دروہ علیانی رسد۔ بیت

زاعلی بالا و بالا زبالا بلندی ہم نمی گنجد در آنجا

آنچه میفرماید: منتہائے اقدام کمال یعنی بعد از ان معبودیت صرف است کہ سیر قدمی بانہما میرسد و تا بہ حقیقت تمام دروہ سیر قدمی و نظری موجود بودہ بعد از ان سیر قدمی بانجام رسیدہ صرف سیر نظری می ماند۔

تبصرہ: سیر قدمی تا بہ مدار فیض خود عارف بلکہ عارف تا بہ مدار فیض آن بنی است کہ عارف بقدم وے است بعد از ان سیر نظری است امامیہ نزد حضرت امام سیر خفایق بسوئے سیر قدمی بودہ و تنہا مرتبہ مقدسہ معبودیت صرف را سیر نظری میدانند ناگفتہ نمائند کہ در سیر قدمی عارف منظر مقامات مشہورہ می گردد و در سیر نظری صرف مشاہدہ بودہ و منظریت وجود ندارد اما عارف کامل کہ بہ تجلی ذات بحت مشرف گردد و فنا و بقا بہ آن تجلی حاصل نماید شاید کہ منظر تجلی ذات بلکہ منظر ذات مقدس نیز برگردد چنانچہ حضرت امام و اقل قلیل از اولیائے کرام کہ منظر ذات مقدس گردیدہ اند۔

مصرع ہر کسے را بہر کارے ساختند

شاید کہ در بارہ آہن سیر نظری و قدمی فرق نداشتہ باشند و اند علم۔ بیت

اگرچہ این لحظہ ممکن کار شب نیست ز بخت مقلان آن ہم عجب نیست

آنچه میفرماید: حقیقت کلمہ طیبہ درین موطن الخ یعنی تا بہ اینجا عابد و معبود انتیاز نداشتہ و مراتب صفات و شیونات کہ بہ نسبت ما معبود و بہ نسبت ذات او تعالی عابد اند تا اینجا در معبودیت شرکت داشتہ اند اما وقتی کہ وصول بلا کیف بذات مقدس میسر گردد و از مراتب صفات و شیونات گذشتہ شود در ان وقت بجز از ذات مقدس حق سبحانہ تعالی دیگر معبودی نمی ماند۔ آنچه میفرماید لا مقصود فوق لا موجود است الخ یعنی لا موجود مناسب است مقام وحدت الوجود و لا مقصود مناسب مقام توحید شہودی و لا معبود مرتبہ کمالات نبوت است۔ آنچه میفرماید تا بہر جا کہ شوب عابدیت و معبودیت است الخ در این جا مطبوعہ در متن این مکتوب شریف چنین طبع کردہ است "تا بہر جا کہ

شوق عبادت و عابدیت است و در مطبوعہ ہوا بجائے کلمہ عابدیت عبادت و بجائے کلمہ
معبودیت عابدیت طبع شدہ است و حقیقت این است کہ تا جائے کہ عابد و معبود از ہم امتیاز نیافتہ
قدم و نظریکجا است و در وقتیکہ معاملہ بہ معبودیت صرف برسد قدم کو تہی می کند۔ انچہ میفرماید
گنجائش دارد کہ در امر قف یا محمد الخ یعنی در شب معراج کہ حق سبحانہ با حضرت خطاب نمودہ
فرمود کہ توقف کن اے محمد کہ پروردگار تو تمار میخواند یعنی تعظیم کہ شایان او تعالیٰ است خود
او تعالیٰ آنرا بجای آوردہ میتواند و یا اینکه توقف کن اے محمد تا خداے تو نزول رحمت فرماید و
کمال تو بیشتر گردد و لیاقت ملاقات ذات کبریا نصیب تو گردد و یا اینکه شاید مراد ازین توقف
توقف قدمی بودہ باشد یعنی امر توقف ازین ناحیہ خواهد بود کہ بیش ازین قدم را گنجائش نیست۔
پیشہ نماں کہ حقیقت کلمہ نفی و اثبات در این مقام بہ ثبوت می پیوندد بواسطہ اینکہ تا وصول
باین مرتبہ مقدسہ عابد و معبود از ہم امتیاز نہ داشتند بعد ازین معبود صرف از عابد امتیازی یابد
خلاصہ اینکہ سیر قدمی تا اینجا با انجام می رسد اما سیر نظری بعد ازین ہم گنجائش داشتہ۔

تذکرہ: بر فکر بندہ فرق قدم و نظر این است کہ تا جائے کہ عارف متہم مراتب و جو
شدہ تواند آنرا سیر قدمی و در مرتبہ کہ عارف متہم آن مرتبہ مقدسہ شدہ تواند وصول نظری
تعبیری گردد۔ ناگفتہ نماں کہ بعض کمل محبوبان و اقل قلیل شاید متہم آن مرتبہ مقدسہ نیز شدہ تواند
چنانچہ حضرت امام و اقل قلیل از اولیائے کرام پس در بارہ شان نیز نظری و قدمی فرق ندارد۔ واللہ اعلم۔

مکتوب ہفتاد و ہشتم

آنچہ میفرماید این جا آن بیسراست الخ یعنی معارف این مقام معارف تجدید است
کہ این معارف و این مقام عالی نصیب ہر کس نمی گردد و ہر جہے دستیاب نمی شود۔ مصرع
نہ ہر کہ سر بہ تلاش د قلندری داند

این فرمایش حضرت امام در ایام حبس قلعه گوالیار است کہ در وقت سلطنت سلطان جہانگیر محبوس گردیدہ بودند۔

تبصرہ (۱۵): قرب و معارفیکہ در محبس باولیائے کرام دست میبرد مانند معارفی است کہ در وقت نزع و یاد قبر و برزخ صغری باین طائفہ پیسر میگردد یعنی قرب معارف این وقت از قرب و معارف صلوة ہم بلند تر است۔ زیرا کہ در وقت نزع و یاد قبر و همچنان در محبس عارف دارائے هیچگونہ اختیار نمی باشد بنابراین در جہ معارف این مقام فوق معارف ایام دیگر است و مشابہ معارف آخرت است۔

تبصرہ (۲): معارف وقت انتقال عارف فوق مقام حیات عارف است زیرا کہ موت از مقدمات آخرت است و معارف آخرت فوق معارف زمان حیات است و جس ہم شبیہ موت است۔ آنچه میفرماید از پیشکا چنین آمده الخ یعنی در ابتداء خلق این جهان محبت از جانب حق سبحانہ تعالی بوده نہ از جانب عالم ممکنات کہ حق سبحانہ بر روی محبت مخلوقات را خلق کرده است بعد از ان اثر این محبت خالق بمخلوقات او عنایت گردیده است و گرنہ مخلوقات در ذات خود دارائے هیچگونہ محبت نہ بوده است عشق ہم یک مخلوق عجیب و عطیہ او تعالی است چنانچہ این موضوع در نسل حضرت آدم بہ تجربہ رسیده است کہ ہر پدر بہ اولاد خود محبت داشته می باشد و محبت اولاد بہ اندازہ محبت پدر نمی باشد زیرا کہ حضرت آدم بہ پدر خود محبت نکرد است بلکہ با اولاد خود محبت داشته است بنابراین محبت از جانب اصل سر چشمہ گرفته است نہ از جانب فرع بیت در حقیقت عشق از معشوق پیدا میشود شمع گر خاموش میگردد کجا پروانہ شیرامی شود

آنچه میفرماید اگر دہلی است بشما ہمسایہ است الخ یعنی شما کہ در صدر خلاصی من میباشد دہلی و اگر کہ مسکن سلطان و مامورین عالی رتبہ است بشما نزدیک است۔ خالق عشق ذات خدایتان بوده کہ از مرحمت خود عشق آفرید و بہ انسان عنایت کرد و دوستان خود را بہ عشق امتیاز بخشید۔

مکتوب ہفتاد و نہم

آنچه میفرماید چون را بہ بچوں راہ نیست الخ یعنی عارفیکہ مظہر ذات مقدس گردد این عارف

ہم بچوں پی دمی کن و بذات بچوں خود متوجہ بچوں حقیقی می گردد و در این وقت وجود بشری اواز
حقیقت عارف خارج و بمنزلہ لباس او میشود و عارف داراے وجود موسوی میگردد و این وجود
موسوی عارف کہ حقیقت عارف است و وجود بشری از عوارض او بوده کہ از حقیقت عارف
خارج و حکم لباس را گرفته است۔ آنچه میفرماید غیر از نفی و سلب الخ یعنی در ان مقام از ذات این
عارف تعبیر بہ سلب کردہ میشود نہ بایجاب چنانچہ گفته میشود کہ این عارف مانند دیگران نیست
و بایجاب تعبیر نمی گردد زیرا کہ تعبیر بایجابی عاری از عوارض نیست یعنی اگر گفته شود کہ عالم است صفت
علم آید و اگر گفته شود کہ عارف است صفت عرفان می آید و تعبیر از ذات او نمی گردد بنابراین تعبیر
ذات عارف باین طور کردہ میشود کہ عارف مانند دیگر افراد بشر نیست و این تعبیر سلبی تعبیر از ذات
عارف است چنانچہ کہ از ذات مقدس او تعالی باین طور تعبیر می شود کہ مثل او تعالی چیزی نیست
و اگر بخالق و رازق و عالم و قادر تعبیر گردد تعبیر ذات مقدس او تعالی نخواہد بود زیرا کہ خالق و رازق
و غیرہ صفات عاری از صفات و عوارض نمی باشند چنانچہ تخلیق و تزیین و غیرہ۔

آنچه میفرماید از بچوں تا بہ بچوں فرق بسیار است الخ یعنی ذات اقدس او تعالی بچوں حقیقی و
ذات عارف بچوں فی الجملہ است۔ آنچه میفرماید از کمال رافت و مہربانی الخ یعنی خداے کریم و رحیم
بعضی افراد ممکنات را تا اندازہ بچوں غایت فرمود تا از ذات بچوں حق تعالی آگاہ و عاشق محبوب
خود گردد با کریمیان کار ہادشوار نیست۔

آنچه میفرماید کہ معرفت کہ ذات را محال گفته اند الخ یعنی علمے ظواہر گفته اند کہ کہ ذات
مقدس او تعالی بادر اک و تصویری گنج یعنی حضرت امام میفرماید کہ آنہا در بارہ آن مردم گفته اند کہ
بچوں و بے کیف نشدہ باشند زیرا آنہاے کہ چون و چندان بادر اک ذات بچوں مشرف شدہ
نمی توانند را با عارفیکہ وجود بشری او بوجہ موسوی تبدیل شدہ باشد از بچوں حقیقی آگاہی حاصل
کردہ میتوانند۔ آنچه میفرماید و سایر ممکنات ذات ندارند الخ یعنی ممکنات و اشخاص دیگر کہ مظهر ذات
مقدس نشدہ اند ذات ندارند و وجودشان ظلال اسما و صفات است و پس و چون صفات ثنائیہ

اعراض اند کہ قیام بذات مقدس دارند پس ظلال صفات کہ ممکنات است جوہر شدہ نمی توانند بلکہ خودشان و اصول شان کہ صفات فعلیہ است ہما عراض اند قیام بہ صفات ثنائیہ دارند اما عارفان کامل کہ منظر ذات مقدس گردیدہ باشند دارای کمال جوہریت است۔ خلاصہ اینکہ عارف محبوب و محمدی مشرب جوہر بودہ و باقی تمام اعراض است۔ آنچه میفرمایید کہ اصنعت است الخ یعنی در نزد حضرت امام خلق ممکنات در مرتبہ و ہم و در مرتبہ نمود بدون بود است لہذا ضعیف است قیام شان بہ عرض دیگر کہ صفات ثنائیہ است مماغت ندارد و یا اینکه قیام عرض بہ عرض جائز است چنانچہ سرعت و بطونت کہ بحرکت قائم اند و حرکت بہ متحرک قائم است و در حقیقت ہر دو عرض یعنی حرکت و سرعت قائم بحوہر اند کہ عبارت از متحرک است۔ آنچه میفرمایید در رنگ آن است الخ حضرت امام این جملہ را برائے دفع سوالی فرمودہ اند تقریر سوال قرار ذیل است۔

سوال: در فرمایشات حضرت امام گفتہ شدہ است کہ ذات ممکنات عدم است و این جملہ قضیہ موجبہ است و قضیہ موجبہ وجود موضوع میخوابد پس باید کہ عدم موجود بودہ باشد؟

جواب: حضرت امام در جواب میفرمایند کہ این قضیہ در حقیقت قضیہ موجبہ نہ بودہ بلکہ قضیہ سالبہ است و قضیہ سالبہ موضوع نمی تواند پس معائے آن جملہ کہ ذات ممکنات عدم است این است کہ ممکنات ذات ندارند و این قضیہ سالبہ فی باثباتہ موجبہ۔

آنچه میفرمایید فی الحقیقت الخ یعنی عکس صفات در حقیقت بخود صفات قیام داشتہ اما در مقام قیام آنها عدم متوہم میگردد و این ہم از شہکار ہائے قدرت است کہ موہوم را بطور موجود نشان دادہ است از اینجا است کہ گفتہ اند "اے برادر تو ہمیں اندیشہ" و خیال کردہ کہ موجود اما در حقیقت معدوم و بجز از موہوم چیز دیگر نیستی۔ ناگفتہ نماند کہ این وہم و ہم سوفسطائی نیست بلکہ وہم متفق است کہ برفع وہم مرتفع نمی گردد۔ ایات محمدی مولانا عبدالرحمن جامی اشارہ یابین معنی خواہد بود۔

ممکن ز رنگناے عدم ناکشیدہ رخت واجب زیار گاہ قدم تاہا دہ گام
در حیرت کہ این ہمہ نقش عجیب چیست در لوح ظاہر آیرہ مشہود خاص عام

حضرت عروۃ الوثقی در بارہ خفایق ممکنات میفرماید کہ در حقیقت عدم در مرتبہ عدمیت خود است و تجلیات صفات در خود صفات است و با ہم امتزاج ندارند اما شہکار ہلے قدرت چنان نشان دادہ است کہ تجلیات با عبادات متمزج گردیدہ و در حقیقت این چنین نیست و قتیکہ اندیشہ توضیح شود می فہمی کہ تجلیات در وجوب و عدم در عدم است۔

آنچہ میفرماید عارف تام المعرفۃ الخ یعنی آن عارف کہ بہ تجلیات ذاتی بقایا فتمہ است عکوس صفات ثمانیہ بذات این عارف قیام می یابد و در سابق این عکوس قیام باصول خود داشتند کہ عبارت از خود صفات ثمانیہ بودہ باشد و صفات ثمانیہ بذات مقدس او تعالی قیام دارند۔

خلاصہ اینکہ پر تو ذات مقدس او تعالی وجود مہوہی عارف بودہ و صفات عارف کہ عبارت از عکوس صفات ثمانیہ باشد در این وقت باین پر تو قیام دارند و این پر تو کہ ذات عارف است قیام او بذات مقدس او تعالی است۔ آنچہ میفرماید پس این عارف الخ یعنی پس این عارف مرکب است از جوہر کہ وجود مہوہی اداست و از عرض کہ صفات ثمانیہ است۔ آنچہ میفرماید از اصل خود گذشتہ الخ یعنی اصل او عبارت از صفات ثمانیہ و ظلال صفات حق تعالی است کہ عارف در این وقت از اصل خود گذشتہ است و آنچہ میفرماید علوم و معارف دیگر الخ یعنی رسیدگان صفات از معارف ذات مقدس خبر ندارند اما رسیدگان ذات کہ وجود مہوہی کامل دارند از معارف ذات مقدس با خبر اند و پوشیدہ نما ند عارفیکہ بذات مقدس رسیدہ است قیوم رقت یا مجدد الف است۔ یعنی آن رسیدہ گان ہم در مراتب خود ہا متفاوت می باشند۔ مصرع

خاص کند بندہ مصلحت عام را

آنچہ میفرماید تجلی ذاتی مخصوص باین بزرگ نیست رواست کہ غیر او را نیز الخ یعنی تجلی ذات دیگر است و مظهر شدن بہ پر تو ذات مقدس دیگر شتان بینہما۔ ناگفتہ نما ند کہ ہر صاحب تجلی ذاتی مظهر ذات شدہ نمیتواند و ہر کہ مظهر ذات مقدس گردیدہ بہ تجلی ذات بہرہ مند است۔ آنچہ میفرماید ظہور ذات کہ بہ صفتی از صفات کائن گردد الخ یعنی ظہور ذات با ظہور یک صفت تجلی ذات نیست۔ زیرا کہ تجلی

ذات جامع تمام صفات است۔

تبصرہ: در سطر ۱۵ و ۱۶ صفحہ ۱۳ در متن این مکتوب شریف چنین طبع گردیدہ "آہنم تجلی ذات است اما تجلی ذات نیست" اما اصل عبارت حضرت امام این طور است کہ "آہنم تجلی ذات بودہ اما ظہور ذات نیست" در این جادہ طبع سہو بعمل آمدہ است۔ زیرا کہ ظہور ذات فوق تجلی ذات است۔ پس افرادیکہ مظہر ذات مقدس اند اقل قلیل اند و صاحبان تجلی ذات بہ نسبت آن بہا بسیار تر اند۔ آنچه میفرماید اعتبار علم آنجا در رنگ سائر اعتبارات ذات است الخ یعنی ظہور بمعیت صفت علم و با شان علم ظہور ذات بحت نبودہ بلکہ ظہور یک اعتبار از اعتبارات ذات مقدس است۔ آنچه میفرماید اگر گوئیم ظہور در مرتبہ ثانی الخ یعنی اگر سایلے سوال نماید کہ در خارج تنہا ذات مقدس او تعالی و صفات ثمانیہ اوست و چیز ماے دیگر در خارج وجود ندارد پس در این صورت ظہور در خارج گنجایش نداشتہ و می باید کہ ظہور در علم بودہ باشد و گفتہ شدہ کہ اعتبار علم مانند اعتبارات دیگر است و حالانکہ ظہور موقوف بعلم بودہ و در خارج بجز از ذات مقدس او تعالی و صفات ثمانیہ او چیزے موجود نیست پس ظرف ظہور تنہا علم است و پس و باین اساس اعتبار علم مانند اعتبارات دیگر نیست زیرا کہ علم ظرف ظہور است و موقوف علیہ می باشد۔

حضرت امام سوال فوق را چنین جواب میدہد کہ "آن ظہور در ظل خارج بودہ بنا بران علم و باعتبار علم ضرورت ندارد یعنی این خارج کہ ظرف ما و شماست حضرت امام آنرا ظل خارج دانستہ و آن ظہور را مربوط ہمیں ظلی خارج میدانند و میفرماید کہ ظہور موقوف بعلم نبودہ بلکہ موقوف بہ ظل خارج است لهذا سوال سائل وارد نمیکرد کہ اعتبار علم مثل اعتبارات دیگر نیست۔ آنچه میفرماید تجلی ذات را مقید الخ یعنی علم ظرف تجلی ذات مقدس شدہ نمی تواند زیرا کہ ذات مقدس جامع تمام صفات است و آن ظہور جامع در علم نمی گنجد مراد از علم ظہور علم است نہ صفت علم۔ آنچه می فرماید آری اعتبار علم الخ یعنی بعد از صفت حیات علم بلندترین صفات ثمانیہ است۔ آنچه میفرماید صورتیکہ در عالم مثال حاصل گردد الخ یعنی صورت مثالیہ در عالم مثال می باشد و عالم مثال از جمله مخلوقات

او تعالیٰ است اگر آن صورت مثالی را جامع بدانیم باز ہم یک ظلی از ظلال مرتبہ و جوب خواہد بود
 نہ خود مرتبہ و جوب کہ عالم مثال گنجایش آنرا ندارد و نیز آنحضرت رویت او تعالیٰ را بہ قمر لیلۃ البدن
 تشبیہ فرمودہ اند و رویت لطیفہ مثالیہ مانند رویت قمر است در تشت آب۔ آنچه میفرماید این قدر
 در درک می آید الخ یعنی اگر آن مرتبہ مقدسہ در ظل خارج کہ عبارت از ہمیں خارج است ظهور
 فرماید و ظل آن ظهور در علم ظاہر شدہ باشد کہ آنرا تعین اول میگویند امکان دارد کہ این ظل
 جامع علمی در عالم مثال نیز داراے یک ظلی بودہ باشد بصورت انسانی کہ جامع ترین مخلوقات است۔
 تبصرہ: جملہ عربیہ در کلام حضرت امام یعنی ان الله خلق ادم علی صورته مبتدا و
 تواند بود خبر آن مبتدا است یعنی مراد از صورت عالم و جوب ہمیں لطیفہ مثالیہ است کہ بصورت
 انسان متمثل گردیدہ است اما رویت آن لطیفہ رویت حق نیست و رویت حق تعالیٰ در اے ظهور است
 و تمثلات بودہ و بے کیف و بے چون است۔ یراہ المؤمنون بغير کیف و ادراک و ضربنا
 من مثال۔ آنچه میفرماید خلق و وجود آخرت الخ یعنی معتزلہ و روافض چشم آخرت را بچشم دنیا قیاس
 کردہ و از رویت آخرت انکار نمودہ اند و آنہا نفہمیدہ اند کہ آن وجود و آن چشم تجلی شیونات حق است
 و این چشم از عدم است۔

تبصرہ: حکماء یونان از حشر اجساد انکار داشتہ و میگویند کہ حشر اجساد وجود ندارد
 زیرا کہ وجود اول کہ طاعت و معصیت کردہ بود خاک شدہ و از بین رفتہ است و وجود دیگر یکہ بر اے
 ثواب و عذاب ایجاد میگردد و وجود دیگر است کہ از وجود اول مغایرت دارد پس حشر موجود نیست و
 علمائے اسلام جواب دادہ اند کہ حق سبحانہ ہماں وجود خاک شدہ را دوبارہ بوجود آورده و معاملہ تنعیم
 و تعذیب را باوے اجرا میفرماید۔

سوال: این فرمایش حضرت امام کہ چشم آخرت چشم دیگر است تقویہ دلیل حکمائے
 یونان است کہ مخلوق آخرت مخلوق دیگر است۔

جواب: مراد از تجلی شیونات حق سبحانہ نہ آن است کہ آن چشم چشم دیگر است و

چشم دنیاوی نیست بلکہ مراد حضرت امام آن است کہ این چشم دنیاوی بہ تجلیات شیونات و اعتبارات منور گردیدہ لیاقت دیگری پیدامی کند پس فرمایش حضرت امام تردید گفتار حکماء یونان است نہ تا بد آہنا۔ آنچه میفرماید شیخ قدس سرہ الخ یعنی شیخ اکبر ظہور لطیفہ مثالیہ را در علم پنداشتہ در رویت آن لطیفہ را رویت حق سبحانہ میدانند و تیر رویت مظاہر جمیلہ را رویت و ظہور حق میگوید بلکہ تمام ممکنات را ظہور حق میدانند و گفتار حضرت خواجہ حافظ شیرازی نیز موافق گفتار شیخ است کہ می گوید بیت

امروز چون جمال تو بے پردہ ظاهر است در حیرتم کہ وعدہ فردا بر اے چیست

معلوم است کہ حضرت شیخ و حضرت حافظ حقیقت دیدار او تعالی را نفہمیدہ اند کہ رویت این جمال را رویت حق سبحانہ دانستہ اند، آنچه میفرماید کہ وجود را بحق داده است الخ یعنی حضرت شیخ ممکنات را ظہور حق پنداشتہ و موجود نمی راند چنانچہ مثال زید در آئینہ ظہور زید است نہ وجود زید۔ آنچه میفرماید ما واپس ماندگان الخ یعنی زبانے کہ در مقام توحید و جودی قرار داشتیم از گفتار شیخ استفادہ می نمودم و مشکلات آن مقام را از مقولہ ہائے شیخ حل میکردم۔ ناگفتہ ماند کہ آن مقام مرتبہ ابتدائی حضرت امام بودہ است مقام انتہائی شان مربوط بہ کمالات نبوت است کہ از مقام شیخ و اکثر اولیائے کرام برتر است۔

آنچه میفرماید چون بحکم بشریت الخ یعنی اگرچہ حضرت شیخ اکبر عالم را ظہورات حق میدانند با وجود آن از جملہ دوشان خداست اما چون بشر عاری از خطا و اشتباہ نیست بنا بر آن خطا ہا کشفی حضرت شیخ قابل پیروی نیست و پیروی اہل سنت و جماعت باید نمود کہ ممکنات را موجودات و مخلوقات او تعالی میدانند نہ ظہورات حق تعالی۔ ناگفتہ ماند کہ تصوف ہم یک صنعت است و ہر صنعت قابل از یاد و نقصان است ابتدا حضرت شیخ را کہ از جملہ متصوفین توحید و جودی است باین گفتار شان کہ خطائے کشفی است مقصر نباید دانست و تصوف بعد از ان کمال یافتہ کہ در آن وقت نبودہ۔

مکتوب ہشتم

حضرت امام میفرماید تہی بذات مقدس مجرد خواهد بود الخ یعنی ممکنات اگر ترقی بیشتر نمایند باصول خود کہ ظلال صفات و خود صفات ثمانیہ است خواهند رسید و بذات مقدس کہ از اصول عالم بلندتر است بآن مقام مقدسہ کجا خواهند رسید آنچه میفرماید اما عادت او تعالی چنان جاری گردیدہ کہ بعد از قرون متطاوولہ الخ یعنی عادت او تعالی است کہ بعد از قرون طویلہ صاحب دلتی رابقای اکمل بخشیدہ و اورا منظر نمونہ ذات اقدس خود میگرداند و قیام آن عارف را بہ آن نمودج مربوط می گرداند و اعراض و صفات کہ آن عارف داشت قیام آنہا را نیز بہ آن نمودج و وجود مویہی مربوط میگرداند خلاصہ اینکہ آن نمودج و وجود مویہی حقیقت عارف است و کمال انسانی او بانجام می رسد و منظر اتمام نعمت خداوندی میگردد و قیام آن نمودج بذات مقدس است۔ آنچه میفرماید سخی میگویم غریب الخ یعنی تنہا قیام عارف بآن ذات مویہ نہ بورہ بلکہ قیام تمام افراد عالم بآن ذات مویہ مربوط است۔ آنچه میفرماید باید دانست الخ یعنی ہر چو بزرگ کامل و مکمل در ہر عصر و زمان یک نفر بورہ و بیش از یک نفر نمی باشد قیوم وقت و یک ماہ خواہد بود۔

خلاصہ اینکہ قیوم زمان عبارت از ہمیں عارف است کہ فیض وجود و فیض بقای عالم بواسطہ او بعالم می رسد حضرت شاہ صفی اللہ کابلی کہ در مین مدفون است دارائے منصب قیومیت و منظر ذات مقدس بودہ اند و حضرت منظر جان جانان علوی مجددی را کہ منظر میگویند بآن ظہور شرف بودہ اند۔

تذکرہ: این قیوم کہ مذکور شد قیوم و مجدد ماہ است از کمال قرب مجدد الف چہ گفتہ شود کہ قرب و کمال اوہ چند قیوم ماہ بلکہ بیشتر از دہہ چندی باشد پس قرب و منزلت حضرت امام ربانی را ازین جا باید دریافت۔

قطب ارشاد وقت خود جناب مستطاب حضرت نورالمشائخ در مدح حضرت امام حسین میفرماید۔

از مجید گشت روشن سر ذات دیگران محو در نور صفات
ہست مکتوبات او همچون زبور حرف حرف آن بود یسوع نور

ذکر گفته اند۔

سر منہ گو کہ کویہ طور است بام و درش ہمہ ز نور است

سبحان اللہ نور المشائخ عجیب جناب است۔ بیت

ز فرق ثابتم ہر کج کہ می نگرم کرشمہ دامن دل می کش کہ جابجا است

آنچہ میفرماید ہر دو مرتبہ در ذکر میگردند یعنی ہر چہ کہ در صفات دو مرتبہ در ذکر ممکنات
خویش رفت کہ خداوند تعالیٰ صفات است بنا برین دو مرتبہ می افتد زیرا کہ تعلقات صفات
ممکنات است و از کعبہ دور است بنا برین بطرف ترکستان می رود۔ آنچہ میفرماید بشنو بشنو الخ
چون قیام عالم بذات محبوب عارف است و ذات عارف بذات مقدس او تعالیٰ نسبتی دارد
ممکنات نیز بواسطہ آن عارف بذات مقدس او تعالیٰ نسبتی پیدا می کنند چہ ذات عارف ذات
آنهاست زیرا کہ آنها کہ قیام بذات عارف دارند پس بواسطہ عارف قیام بہ ذات مقدس دارند۔
آنچہ میفرماید سخنی میگویم غریب الخ یعنی واصلان کہ بآن مرتبہ مقدسہ بر سر اگر چہ قیومیت نداشته
ہم باشند مگر در اخذ فیوض مستقل اند و بواسطہ بودن شخص دیگر احتیاجی ندارند یعنی آنها اگر چہ
بہ تجلیات ذاتیہ مشرف و در اخذ فیوض مستقل اند اما مظهر ذات مقدس نبوده و منصب قیومیت ندارند
عنایت خاص او تعالیٰ است کہ بعض محبوبان خود را بہ مناصب قیومیت تجرید لعل مشرف میگردند۔

مکتوب ہشتاد و یکم

آنچہ میفرماید در پروین الخ یعنی پروین مناسبت بہ قلب داشته بواسطہ اینکہ قلب داراے

ہیئت اجتماعی است پروین تیر داراے ہیئت اجتماعی است و روح مناسبت بہ بنات النعش

داشتہ زیر کہ روح تمام بدن منتشر ہو رہے و ستارہ ہائے نبات النعش نیز منتشر می باشند۔

مکتوب ہشتاد و دوم

حاصل این مکتوب شریف این کہ خواجہ محمد ہاشم کشمی بدشش مریض گردیدہ، اگرچہ لایق است اما مریض ہو رہے و حاضر نیست۔

مکتوب ہشتاد و سوم

تبصرہ: سلطان جہانگیر حضرت امام را با خود می داشت و شاید در این وقت سلطان وقت در اجیمہ شریف ہو رہے و حضرت امام ہمیشہ با سلطان می بودند در این وقت فیوضات دورہ توقیف و برکات آنرا بیان نموده و میفرمایند کہ بدون ارادہ خود بمراد حق زندگانی چند روزہ را بطور نامرادی بسر می بریم یعنی این وضع را واسطہ نزول عنایات الہی دانستہ تخریث و شکرانہ نعمت می نمایند و می نویسند کہ ”درایام حبس عجب ذوق می یافتیم“ این فرمایش حضرت امام تخریث نعمت است زیرا کہ در توقیف مورد مراحم و عنایات بیشتر و تعالی واقع گردیدہ بودند و توقیف بہ منزله موت می باشد و فیوضات آن وقت بہ نسبت دنیا بلند تر است۔

تذکرہ: مریدان بارادہ خود ترک علیانی می نمایند و مرادان بہ ارادہ او تعالی بسر می برند و محبوب حقیقی مرادان را از ارادہ ایشان باز داشته بمراد خود مربوط ساخته است۔ بیت

اگر مراد تولے دوست نامرادی است مراد خویش دیگر یار من نخواہم خواست

و نیز گفته اند

ناصی اگر گشت مارادوست یا دانیم دوست و رہی من رضائے دوست یا دانیم دوست
قہر و عین رضا و مہر و عین مراد لے عزیزان این چہ گوشت یا دانیم دوست
بیت بعد ازین دست من دامن دوست بعد ازین گوش من و حلقہ یار

بیت بے غم و درد تو صد حیف ز عمری کہ گزشت پیش ازین کاش گرفتار غمت می بودم
 آنچه میفرمایید از باب فراغت ذوق از باب بلا را چه دریا بند تلخی یعنی لذت نفسی دیگر است و
 لذت روحی دیگر، کسانیکہ از لذت روحی بے بہرہ اند مانند آن است کہ بہ مفاد روای تلخ پے بہرہ
 و آنرا تعبیر تلخی می نمایند و کسانیکہ بہ نعمت لذت ہائے روحی مشرف اند یکدم با خدا بدین را بہتر
 از ملک سلیمانی میدانند و بہ لذت ہائے نفسی و مادی نمی گردند و المہائے نفس را لذت روحی
 میدانند۔ مصرع مرغ آتش خوارہ کے لذت شناسد را

مکتوب ہشتاد و چہارم

حاصل مکتوب شریف اینکہ مشائخ کرام مرید بتدی را بذکر اسم ذات امر میکنند بواسطہ اینکہ
 ذکر اسم ذات در حق بتدی از عمل مقربین است و سایر اذکار و تلاوت قرآن مجید در حق بتدی از
 جملہ عمل ابرار است و در حق مرید متوسط ذکر کلمہ نفی و اثبات از عمل مقربین و سایر اذکار از عمل ابرار بشمارید
 و در مرتبہ نہایت تلاوت قرآن مجید از عمل مقربین و دیگر اذکار از عمل ابرار است۔ بیت
 عروس معنی قرآن حجاب نگہ بر اندازد کہ دارالملک ایمان را مجرد بیند از غوغا
 مراد از دارالملک ایمان قالب و قلب انسان است۔

تذکرہ: ہر سخن جائے و ہر نکتہ مکانے دارد۔ چنانچہ سورہ فاتحہ نسبت بہ تشہد افضل بودہ
 اما تلاوت آن در قعدہ خطا است۔ خلاصہ اینکہ عمل ابرار عبادت است و عمل مقربین تفکر و ہر کدام
 این عمل از خود جائے و مکانے دارد و آنحضرت میفرماید تفکر یک ساعت از عبادت ہفتاد سالہ بہتر
 است بعد از تزکیہ نفس تفکر دست میدہد و مقام تفکر بسیار بلندی باشد۔

مکتوب ہشتاد و پنجم

در این مکتوب شریف حضرت امام بفرزدان بالبصیرت و عارف خود توصیہ و بشارتی کہ در مورد

قبول آنها از دربار حق تعالی یافته اند یا نه امر در میسر چنانچه تفصیل این خذره در محتویات مکتوب ۸۲ همین دفتر مکتوبات قدسی آیات گذشت۔

مکتوب هشتم و ششم

حضرت امام میفرماید غیر ازین معنائی که مذکور شد الخ یعنی محبوبان با وجود داشتن جذب و کشش محبوب حقیقی سعی و کوشش را از دست نمی دهند۔ حاصل کلام اینکہ ریاضات اہل اجتناب اگر چاہ از شرایط وصول نمی باشد اما خالی از منافع ہم نمی باشد چنانچه مناسبت بہ ملائک و کثرت خوارق و خفت حساب و این ریاضات آنها بحکم شکرانہ وصول بحساب می رود نہ سبب وصول۔ چنانچہ آنحضرت میفرماید آیاتہ شاکرینیا ششم

تبصرہ: حضرات انبیاء عظام کہ محبوبان اند از راه اجتناب رسیدہ اند نہ بر ریاضات شاقہ و اجتناب بالاصلانہ خاصہ حضرات ایشان است اما بعض اولیاء کرام نیز بہ تبعیت آنها براہ اجتناب میرسد ذلک فضل اللہ الخ

مکتوب ہشتاد و ہفتم

حضرت امام میفرماید پس من ہم مرید محمد رسول اللہ ام و ہم ہمپیرہ پس روا در خوان این دولت ہر چند طفیلی ام اما ناخواندہ نیامدہ ام الخ درین فرمایش مراد از مرید بودن متابعت آنحضرت بود و مراد از ہمپیرہ بودن آن است و قتیکہ عارف در عین عروجات بہ مبداء فیض پیغمبر متبوع خود برسد درین مرتبہ مقدسہ مربی و مرشد اوقات مقدس او تعالی میگردد و از ان مرتبہ مقدسہ و جوب بدون وساطت اخذ فیض می نماید تا براں ہمپیرہ گفتن درست آید و مراد از ناخواندہ نیامدہ ام این است کہ جذب خداوندی بہ فقیر غایت گردیدہ و بہ کمالات اصلیکہ کمالات حضرات انبیاء است مشرف و مفتخر شدہ ام و ناخواندہ نیامدہ ام۔ خلاصہ حاصل این مکتوب شریف اینکہ حضرت امام تحدیث و

شکرانہ نعمت نموده و میفرماید که بمکالات اصلیه که مکالات نبوت و سفره حضرات انبیاست فقیر را رسانیده و نیز میفرماید هر چند اویسی ام و روح کا ملین اموات فیض بخشی کرده اند اما در این وقت مربی حقیقی که حاضر و ناظر است بدون واسطه گنج بخشی بینماید و بدرجات قرب می رساند۔ بیت

مرا اگر توسن دل نیست در راه کمند زلف او هم نیست کوتاه

اگر از جانب معشوق نباشد کشتی کوشش عاشق بیچاره بجای نرسد

حضرت خواجه بزرگ میفرماید یک جذبہ از جذبات خداوندی مساوی عمل الثقلین است۔ آنچه میفرماید من عبد الرحمن ام الخ

تبصره: بعض ادیای کرام منظم یک صفت و بعض ایشان منظم صفت دیگر اند۔ چنانچه

حضرت امام منظم اسم رحمان بوده و فیوضات اسم رحیم هم بجای اسم رحمان در حق شان ظهور کرده است ازین جاست که حضرت امام در مکتوبی میفرماید که "حق سبحانه بمن فرموده که دنیای ترا آخرت تو گردانید" یعنی آن قریبیکه در آخرت بسز میگردد آنرا بتو در دنیا داده ام و نیز تلذذات دنیا در حق تو سبب تنقیص درجات آخرت تو نیست و دیگران نه چنین است زیرا که تلذذات دنیا وی شان سبب تنقیص درجات اخروی آنها میگردد۔ از همین سبب است که حضرت امام میفرماید که من عبد الرحمن و مراحم اسم رحیم در وقت ظهور مراحم اسم رحمان بمن ظهور فرموده است۔

تبصره: ظهور مراحم رحیم در آخرت بوده و ظهور مراحم رحمان در دنیا است و در باره حضرت

امام مراحم رحیم که مربوط آخرت بوده نیز در دنیا ظاهر شده چنانچه حق سبحانه در باره حضرت ابراہیم میفرماید که دادیم اجرا و اراد در دنیا و در آخرت از جمله صالحین می باشد۔ آنچه میفرماید که از راه تنزیہ رفته ام الخ یعنی خداوند را از مماثلت ممکنات منزہ دانسته و او تعالی را از ظهور در اشیا منزہ دیده ام و بعض دیگران نه چنان اند بلکه ممکنات را منظر او تعالی پنداشته و شهود و حیرت در کثرت گفته اند۔ آنچه میفرماید طریقہ من طریقہ سبحانی است اما این سبحانی مانند سبحانی سلطان العارفین نه بوده که خود را بعنوان سبحانیت دیده است و روح خود را که بیچون فی الجمله است منزہ و بیچون حقیقی دیده است

سجائی من آنست کہ حق سبحانہ از ظہور ممکنات برتر دیدہ ام و دانستہ ام۔

تبصرہ: اگرچہ حضرت بایزید در اخیر این مراحل ارتقا نموده و بدرجات عالی رسیده اند۔
 تا پنچہ در وقت احتضار۔ آنچه میفرمایید کہ آن تشبیہ است الخ۔ یعنی حضرت بایزید روح خود را کہ از
 قلم عالم ممکنات و از مرتبہ تشبیہ است تنزیہ میداند و طریق من تنزیہ صرف است کہ گرد تشبیہ بہ آن
 رسیده و خدای قدوس را از ہمہ برتر حتی کہ از اسماء و صفات نیز برتر دیدہ و دانستہ ام۔ آنچه میفرمایید کہ
 رحم الراحمین الخ یعنی اسباب تربیہ در حق من صرف مُعَدَّات بوده و سبب وصول من خاص فضل و
 احسان او تعالی است کہ این فقیر را شریک دولت انبیا گردانیدہ است و این شرکت خادم است
 یا مخدوم خلاصہ این شرکت از روئے متابعت است نہ از روئے مساوات۔ نہ می بینی کہ مخدومان
 خادمان لایق را جلیس خود می سازند۔

تبصرہ: متابعت سر دارد و عالم بدو معنی است۔ (۱) متابعت بہ معنای پیروی شریعت
 و ست۔ (۲) متابعت بہ معنای فیض گرفتن است بواسطہ او۔

متابعت اول تا بقیام قیامت بالائے ہر کس از محبوب نامحسوب لازمی و حتمی است اما
 متابعت دوم تا رسیدن حقیقت محمدی است در آن وقت تلعب می تواند کہ بدون توسط متبوع اخذ
 فیوض نماید این ہم کمال متبوع است کہ متابعت مبارک او تابع رای این کمال می رساند نمی بینی شخصی کہ
 مقرب مقام سلطنت باشد و خادم خود را بحضور بادشاہ معرفی نماید بعد از معرفی شدن آن خادم میتواند
 کہ مستقیماً و بدون وسیلہ مخدوم خود بحضور بادشاہ مشرف گردد۔ بیت

عجب آن نیست کہ محبوب جهانی زہمہ عجب آنست کہ محبان تو محبوبان اند
 خلاصہ اینکه این فرمایش حضرت امام دربارهٔ تخیث و شکرانہ نعمت و اظہار کرم و بیان کمال قدرت
 او تعالی است کہ حق تعالی می تواند کہ لاحقان را بہ کمالات سابقان و خادمان را بہ کمالات
 مخدومان مشرف بگرداند۔

تذکرہ: منصب نبوت دیگر است و حصول کمالات نبوت دیگر حضرت امام در مکتوبی

میں فرماید کسیکے برخصت عمل کر رہے وہ عزیمت عمل نکلے دوسے این معرفت بہ مشام جان اونہی رسد و نیز در مکتوبی میں فرماید کہ عارف از دوراہ حق سبحانہ و تعالیٰ میرسد یکے راہ قرب ولایت است و دیگر راہ قرب نبوت۔ بعد از رسیدن بہ قرب نبوت بدون توسط ہم از مراتب وجوب فیض گرفتہ میتواند۔ اما قرب ولایت نہ چنان است و حدیث میرد از دو عالم نیز مثبت عدم توسط است کہ میں فرماید شخص بلکہ است کہ اور دوست میرد از زیر کہ در معیت واسطہ نمی باشد و میں فرماید کہ دیدار و تعالیٰ در حقیقت بدون واسطہ خواهد بود الخ یعنی در آخرت رویت دیدار و تعالیٰ بدون توسط است زیرا کہ در ان مقام بیج حجاب و واسطہ گنجایش نداشته و بدون واسطہ بہ دیدار سر اسرار انوار مشرف می گردند و نیز میرد از دو عالم می فرماید کہ در نماز حجاب نمی باشد۔

مکتوب ہشتاد و ہشتم

حضرت امام میں فرماید حق سبحانہ بندہ را الخ یعنی مرتبہ خلعت در حقیقت مخصوص حضرت ابراہیم است اما یہ تبعیت او و تبعیت سر دارد و عالم بہ بعض اولیائے کرام نیز غایت میگردد و در این وقت آن ولی ہم انیس و ندیم می شود۔ آنچه میں فرماید مغلوب نسبت خلعت شدن جائز نیست الخ این فرمودہ شان بیان یک سوال است و تقریر سوال اینکہ اخلاق سیدہ و صفات قیمہ چہ را مغلوب نسبت خلعت گردد اما آیہ کریمہ فاولئک یمدل اللہ سیئاتہم حسنات این سوال وارده را از بین می برد۔ ترجمہ این آیہ کریمہ این است کہ حق تعالیٰ سیئات را حسنات و غرائز سیدہ را بہ غرائز حسنہ تبدیل می گرداند۔

آنچه میں فرماید بہتری کہ محبت در این امتیاز پیدا کردہ الخ یعنی در محبت در دو خزن است بفرق محبوب کہ در خلعت آن قدر خزن و اندوہ نیست و نیز خزن و مصائب و کالیفی و تاراجی بیقراری در محبت است در خلعت نیست۔ ازین جا است کہ بہ افغانی می گوید

کہ بہ می پس ساعت و ریزری دشمنہ یا کو بہ شان دی اور و اخلم شیرینہ

زولہ خمی ہلتہ دینی چہ تی تنہا قالب ولر الہیمہ سنگہ بہ شئمہ
 بیت درین دیار بدان زندہ ام کہ گاہے نسیم عاطفت زآن دیار می آید
 افغانی دتہ لرہ پہ سرمی نوشستہ دسر بہ سترگو بہ دہ کلہ دوینمہ
 آنچه میفرماید چون نسبت محبت در میان است الخ یعنی اگر چه محبوبیت متافی درد و حزن است اما
 چون محبت در میان است و محبوب نیز بہ محب خود عشق و علاقہ میداشتنے باشد خلاصہ درد و عشق کہ
 محب و عاشق میدارد محبوب نیز داراے ہماں عشق و دردمی باشد۔ بیت

عشق اول در دل معشوق پیدا میشود تا سوز دشمع کے پروانہ شیدا میشود
 بیت عشق معشوقان نہان است و ستیر عشق و عاشق باد و صدفیل و نفیر
 سوال: حق تعالیٰ چرا محبوب خود را یا خود یک چیز نمی سازد؟ این سوال داراے دو جواب
 است اول اینکه حضرت امام جواب این سوال را چنین میدہد: تمنائے یک امر دیگر است و ارادہ
 آن دیگر الخ یعنی چنانچہ زید تمنائے دیدار شخصی را می نماید اما با وجود داشتن این تمنا بملاقات آن
 شخص نمی رود لہذا در اینجا تمنا موجود است ولی ارادہ نیست۔

جواب دوم اینکه متنوعات امکان گردانیدن از جملہ محالات است مولانا عبدالحی لکنوی
 در رسالہ خود مینویسد کہ معلومات او تعالیٰ بہ نسبت مقدرات او بیشتر است زیرا کہ محالات و متنوعات
 از جملہ معلومات او تعالیٰ بودہ اما از مقدرات او نمی باشند و ممکن را واجب ساختن و متخی گردانیدن
 از محالات می باشد۔ آنچه میفرماید بلکہ نقیض خود الخ یعنی عدم بہ نقیض خود کہ تجلیات عالم و جویاں
 الفت گرفته سبب ایجاد ممکنات آردیدہ است۔

تبصرہ: حقیقت ممکنات عدم است یا تجلیات عالم و جویاں۔ آنچه میفرماید تعین
 حضرت ذات است بحضرت وجود الخ یعنی تعین وجود آن مرتبہ ذات مقدس را کہ بے کیف بودہ
 و در ادراک نمی گنجد تا اندازہ قابل ادراک و متعین گردانید۔

تبصرہ: الا تعین یعنی چیز غیر درک کہ در ادراک نمی گنجد و تعین چیز درک است کہ

نناندر ازہ بادر اک می گنج در نزد صوفیہ کرام ذات مقدس او تعالیٰ و ذات ثنائیہ او در مرتبہ لا تعین
مباشند و مخلوقات در مرتبہ تعینات است و معانی تعین و ظهور و انوار ظهور زید است در آئینہ۔

پس حضرت امام میفرماید کہ تعین و ظهور اول تعین وجود است کہ مرئی و مبداء واسطہ فیض
حضرت خلیل است و تعینات دیگر کہ علم اجمالی و تفصیلی است تحت این تعین اول می باشند یعنی
حق سبحانہ تعالیٰ در مرتبہ اول بصورت و نمود و باز بصورت علم اجمالی و باز بصورت علم تفصیلی ظهور فرمود
است۔ اما دیگران علم اجمالی را تعین اول و وجود را تعین ذات میدانند و ازین جا امتیاز معرفت حضرت امام
را از دیگران باید دریافت زیرا کہ آہن فوق علم اجمالی را ذات مقدس دانستہ اند۔

سوال: نزد صوفیہ وجودیہ علم اجمالی وجود خارجی نداشته صرف ظهور دارد چنانچہ عکس
زید در آئینہ ظهور زید است نہ وجود زید پس در این جا مراد حضرت امام از ظهور وجود و علم ظهور علمی
خواہد بود و یا وجود خارجی علم و وجود؟

جواب: نزد حضرت امام کہ از صوفیہ محققین است مراد از وجود و علم وجود خارجی وجود و علم
است نہ ظهور و وجود و علم و ظهور گفتن طور صوفیہ وجودیہ است نہ طور صوفیہ محققین۔

سوال: علم او تعالیٰ بہ تمام اشیا علم تفصیلی است پس علم اجمالی گفتن چہ مفہوم خواہد داشت
جواب: علم اجمالی عبارت از خود صفت علم بودہ بدون تعلق او بہ معالومات و علم تفصیلی
عبارت از علم مقید است کہ با سماء و یا زمین و غیرہ اشیا تعلق بگیرد و صوفیہ وجودیہ کہ علم را ظهور میدانند
اجمالی و تفصیلی آن بہ مفہوم دیگر است و علم اجمالی نیز ذاتہا ظهور صفت علم است بہ معیت صفات دیگر
کہ بطور اجمال و امتزاج یک جا ظهور فرمودہ باشند و علم تفصیلی آن است کہ علم ظهور جداگانہ و
صفات دیگر ہر کدام ظهور جداگانہ داشته باشند۔

آنچہ میفرماید بطن بطن الخ یعنی حق سبحانہ در مرتبہ لا تعین بودہ و در مرتبہ اول بصورت
وجود ظهور کردہ و نمایان گردیدہ است۔ آنچہ میفرماید وصول بذات مقدس او تعالیٰ دو قسم است الخ
یعنی اول رسیدن بذات مقدس و مظهر شدن عارف است بر لے ذات حق تعالیٰ۔ دوم رسیدن

بذات مقدس است بطور وصول نظری بدون وصول قدمی و بدون منظر شدن برای ذات مقدس۔ خلاصہ اینکه این را وصول نظری و رسیدن اول را وصول قدمی خواهیم گفت۔

تذکرہ: فرق وصول نظری و قدمی آن است کہ وصول قدمی عبارت از رسیدن بالی مطلوب و منظر شدن بہ مطلوب است و وصول نظری عبارت از دیدن مطلوب است از طریق نظر بدون اینکه بہ مطلوب برسد و منظر مطلوب گردد چنانچہ کسیکہ در یک خانہ نشسته است و سقف آنرا می بیند این دیدن سقف وصول نظری است و اگر بخود سقف برسد وصول قدمی خواهد بود۔
واللہ اعلم۔ آنچه میفرمایید کہ حضرت موسیٰ الخ یعنی در وصول قدمی حضرت موسیٰ پیش قدم بوده و فضائل حضرت موسیٰ را حضرت امام در مکتوب ۹۴ ہمیں دفتر بطور مفصل بیان فرمودہ است۔

سوال: وقتی کہ حضرت موسیٰ در وصول قدمی پیش قدم بوده باشد معلوم است کہ

فضیلت او بہ نسبت حضرت ابراہیم بیشتر است؟

جواب: در ظہور حقیقت کعبہ حضرت ابراہیم را شانی است کہ غیر از سردار دوعالم آن شان بہ هیچ کس از انبیاء عظام پیسنیت و در مقام تعین اول کہ تعین وجودی است نیز فضیلت حضرت ابراہیم راست و نیز فضیلت در بین این دو پیغمبر بزرگ دائر است کہ در بعض خصوصیات فضیلت برای حضرت کلیم است و در بعض خصوصیات فضیلت برای حضرت خلیل خواهد بود۔
آنچه میفرمایید باید دانست الخ یعنی حضرات انبیاء عظام اگرچہ بتبعیت یک نبی بزرگ بذات مقدس می رسند بعد از آن بدون واسطہ آن نبی بزرگ از مراتب وجوب اخذ فیوض کردہ میتوانند یعنی آن نبی بزرگ واسطہ فیض ایشان واقع نمی گردد بخلاف ائمتنان کہ بواسطہ یک نبی کہ میرسد آن نبی واسطہ اخذ فیوض آنهاست و بدون واسطہ او فیض گرفته نمی توانند۔ پوشیدہ نمائید کہ بعض اولیاء مراد ان و محبوبان بدون واسطہ ہم فیض گرفته میتوانند و همچو اولیاء بسیار کمل نہایت قلیل اند چنانچہ حضرت امام و بعض اقل قلیل از اولیاء کرام۔ آنچه میفرمایید در بالا دفع توہم ایشان الخ یعنی قبلاً گفته شدہ است کہ تجلی ذاتی و وصول قدمی خاصہ سردار دوعالم است۔ آنچه میفرمایید

تعیین وجودی فوق است الخ یعنی تعین وجود فوق علم است زیرا کہ تحت وجود حیات است و تحت حیات علم قرار در درجہ از سوال و جواب حضرت امام سوال دیگرے بہ نظر میرسد کہ تقریر آن قرار ذیل است۔
سوال: از سیاق و محتویات این مکتوب شریف معلوم میگردد کہ وجود یک امر حادث بوده است زیرا کہ وجود اظہور اول گفته اند و مظهر حادث می باشد پس در صورتیکہ وجود حادث باشد چگونه فوق صفت حیات و صفت علم شدہ میتواند کہ از صفات قدیمہ اند؟

جواب: ظهور مستلزم حدوث نیست چنانچہ کمالات صفات ثنائیہ اگرچہ مستفاد از ذات مقدس اند اما حادث نمی باشد و حدوث زبانی ندارند باقی می ماند بحث حدوث ذاتی و حدوث ذاتی را علمائے کرام ہم نفی نکرده اند اما ظهور صفات ثنائیہ ماقبل از زمانہ میرانند در حالی کہ ظهور صفات قبل از زمانہ پورہ باشد پس حدوث زبانی کجا خواهد بود۔ این بیان بہ آن تقدیر است کہ وجود از صفات خارجہ دانستہ شود چنانچہ علمائے متکلمین وجود را از صفات خارجہ پنداشتہ اند و اگر وجود از صفات منزعیہ دانستہ شود چنانچہ از مذاق صوفیہ محققین مانند حضرت امام و حضرت عروۃ الوثقی معلوم میشود کہ وجود یک امر انتزاعی است پس حاجت بہ سوال و جواب نمی شود۔ باید دانست کہ ذات مقدس او تعالی و صفات ثنائیہ او وجود موجود نیستند بلکہ ذات مقدس او تعالی بہ ذات مقدس خود موجود پورہ و صفات ثنائیہ بذات او تعالی موجود می باشد و عروض وجود را حیلج ندارند و نیز صفت وجود خود را در دیگر و ظهور وجود یک چیز دیگر است۔

سوال: در صورتیکہ وجود یک امر انتزاعی بوده باشد پس چگونه تعین اول و مبدأ فیض حضرات انبیاء شدہ می تواند؟

جواب: این وجود را کہ حضرت امام تعین اول میرانند غیر آن وجود است کہ حکماء یونان و علمائے متکلمین در آن اختلاف دارند یعنی اختلاف آہاد در وجود حق سبحانہ است این وجود کہ تعین اول است از جمیع مخلوقات و ظهور اول و حقیقت سر در دو عالم و حضرت ابراہیم است و سر در دو عالم آنرا مخلوق اول دانستہ است و بحث علمائے متکلمین و حکماء یونان در وجود حق سبحانہ

است کہ حکما آنرا عین ذات و علما آنرا از صفات زائده میدانند و با وجود زیادت بعضی آنها آنرا انتزاعی و بعضی آنها آنرا یک امر محقق میدانند۔

سوال: در صورتیکہ وجود از صفات ذاتیہ پورہ باشد باید کہ صفات ذاتیہ نہ پورہ باشد نہ ہشت و حالانکہ صفات ذاتیہ را ہشت دانستہ اند؟

جواب: علمائے متقدمین قبل از کشف وجود صفات را ہشت گانہ دانستہ بودند و در بین مردم نیریمان شہرت صفات ہشت گانہ سابقہ مشہور است و علمائے متاخرین بہ کشف حقیقت وجود منقح شدہ اند۔ آنچه میفرمایند ناانید کہ تعین اول وجود است الخ

سوال: حضرت امام در اینجا وجود را تعین اول دانستہ و در مکتوب ۱۲۲ حب را تعین اول گفتہ اند

جواب: نزد صوفیہ کرام در وقت عروج رسیدن بہ ظلال قبل از رسیدن باصول است لهذا قبل از وصول باصل ظل را بعنوان اصل می بینند و چون وجود ظل حب پورہ بنا بران قبل از وصول بہ تعین حبی ظل آنرا کہ تعین وجودی است بعنوان اصل دیدہ اند کہ حب است و بعد از رسیدن باصل حب را کہ اصل وجود است تعین اول فرمودہ اند۔ اے عزیز وقتیکہ بہ دربار یک پادشاہ مجازی قصر ہائے متعدد را مشاہدہ می نمائی ہر کدام را جائے نشیمن او تصور خواہی نمود پس بدان کہ شناختن مراتب و حوب بہ کدام اندازہ دقیق تر و عالی تر است۔

سوال: وقتیکہ وجود از ظہورات و مخلوقات پورہ باشد پس حیات و علم کہ از صفات قدیمیہ ثنائیہ است بکدام علت ظلال وجود دانستہ خواہت شد؟

جواب: در اینجا دو صورت است۔ (۱) اگر وجود از صفات قدیمیہ پورہ باشد پس وجود صفت اول پورہ و صفت حیات و علم و غیرہ تحت او قرار دارند و اگر وجود از حبلہ مخلوقات و ظہورات پورہ باشد صفت حیات و صفت علم ہم داراے ظہورات پورہ باشند و آن ظہورات ظلال ظہور وجود است بہر تقدیر علم و حیات ظلال وجود اند یعنی حیات و علم ظلال صفت وجود پورہ و ظہورات آن ظلال ظہور وجود است۔ آنچه میفرمایند۔

سوال: آن تعین اول وجودی کہ تو یافتہ و تعین اول علم اجمالی کہ دیگران یافتہ اند از ہم چه فرق دارند الخ؟

جواب: در میان تعین وجودی و تعین علمی دیگران شان الہیات و شان العلم و صفت الہیات حایل اند و دیگران کہ بہ کشف صفت حیات و کشف وجود شرف تشہ اند فوق مرتبہ علم اجمالی را مرتبہ ذات مقدس و لا تعین دانستہ اند و غیر معبود را کہ وجود است معبود یافتہ اند حضرت عروۃ الوثقی دربارہ انتزاعیت وجود حق سبحانہ تعالی تحقیقات دقیق خود را تحریر و مکتوفات عمیق خود را ابرارہ داشتہ و وجود را از صفات انتزاعیہ دانستہ اند تفصیل موضوع در مکتوبات قدسی آیات عروۃ الوثقی خواہی یافت۔

مکتوب ہشتاد و نہم

حضرت امام میفرماید آنچه این فقیر قہمیدہ الخ نزدیک گفتار حضرت روز بہان نقلی است کہ مقولہ ہمہ اوست را کفر میداند و حضرت امام ہمہ اوست را باین طور تفسیر می نماید کہ مراد ہمہ اوست آنست کہ ہمہ ممکنات حادث بودہ طوریک ذات مقدس اند خلاصہ این گفتار وجودی کہ ہمہ اوست میگویند سبب کفر شان نمی گردد۔ آنچه میفرماید عجائب کار و بار است الخ یعنی صاحب عوارف کہ مقولہ انا الحق و سبحانی را حکایت از خداوند میداند۔ این گفتار صاحب عوارف خلاف مراد حضرت بایزید و حضرت منصور است زیرا کہ بطور حکایت یک عالم ظاہری ہم انا الحق گفتہ میتوانند بلکہ مراد این بزرگان وجودیہ از این گفتار بیان یک حال از احوال تصوفی است کہ ممکنات را بعنوان ظہورات دیرہ و روح خود را بعنوان حق می پندارند بتا بران آنها از حق سبحانی حکایت نمی کنند بلکہ ظہار احوال خود می کنند۔ آنچه میفرماید ہمیں ارتباط اصالت الخ یعنی اگر چه ممکنات ظلال وجوب شدہ نمیتوانند اما این خیال اصالت و ظلیت سبب ارتقا و پیشرفت صوفیہ است زیرا کہ دیرین اصل ظل یک ارتباط قرب موجود است همان گمان ارتباط قرب سبب عروج آنها میگردد۔

آچہ میفرماید وجود و تواج وجود از صفات کاملہ الخ یعنی بعد از بقائے اکمل وجود بشری عارف را بوجود موهوبی و صفات ناقصہ اور اہ صفات کاملہ تبدیل میگردانند و علم او پر تو علم واجب و قدرت او پر تو قدرت حق تعالی میگرد و علی ہذا القیاس پوشیدہ نماز کہ این صفات بہ نسبت صفات سابقہ فاضل تر و کامل تر اند چنانچہ اولیائے کرام فوق شنیدن عادی می شنوند و فوق قدرت عادی قدرت پیدامی کنند یعنی بعضی چیز ہائے غیبی را می فہمند اما عالم غیب شدہ نمی تواند کہ علم غیب خاصہ خود حضرت یحون است و بس عدہ از گمراہان فرق کشف و علم غیب را ندانستہ از کشف انکاری و زہد این طایفہ این قدر نمی فہمند کہ کشف را نمی نبودہ گاہے بودہ و گاہے نمی باشد و نیز بعضی چیز ہاے مشکوفہ و بعضی چیز ہائے دیگر مشکوف نمیگردند اما علم غیب این چنین نیست و عالم الغیب آنست کہ هیچ چیزے از علم او خارج نمی باشد ثبوت کشف از فرمایش حضرت یوسف صدیق و ثبوت قدرت فوق العادہ از معاملہ حضرت آصف ابن برخیا معلوم دار است۔

مکتوب نودم

آچہ میفرماید چون قلب را رویت نبود الخ یعنی در این جہان ابصار تابع قلب است و در آخرت قلب و روح تابع جسد است دیدار او تعالی و فواکہ جنت و صحبت ہائے حوران بہشتی ہمہ بہ جسد مربوط است۔ آچہ میفرماید از توسط مراتب اہل گشتہ الخ یعنی سالک متوسط از آئینہ داری عالم مثال غافل بودہ و اطلاع نداشته و خیال میکند کہ خود مطلوب را دیدہ است و نمیداند کہ مثال رویت محبوب را در عالم مثال دیدہ است و آچہ میفرماید از قبیل معانی است الخ یعنی معانی ہم از اعراض و اوصاف بودہ زیرا کہ در نزد حضرت امام تمام عالم اعراض و معانی است و هیچ کدام دارائے ذات نبودہ جوہر نمی باشند بواسطہ اینکہ عالم منظر صفات است نہ منظر ذات مقدس او تعالی و صفات ثنائیہ حق سبحانہ نیز اعراض اند و در قیام خود بذات مقدس او تعالی محتاج اند خلاصہ اینکہ اوصاف و معانی در عالم مثال گنجایش داشتہ و ذات مقدس او تعالی در عالم مثال

نمی گنج زیرا کہ عالم مثال مخلوق اوست خالق عالم کہ محدود و متنہا ہی نیست در عالم مثال کہ از جملہ مخلوقات اوست چگونہ گنجد مراد از صفات ظلال صفات بودہ و خود صفات ہم در عالم مثال گنجایش ندارد۔ آنچه میفرماید تحقیق این مسئلہ در حل مواضع کتاب عوارف الخ یعنی فقیر کہ بعض مواضع کتاب عوارف را توضیح دادہ ام تحقیق بن مسئلہ را نمودہ ام۔

تبصرہ: حضرت امام در اینجا رویت قلبی را نفی کردہ اند بفرمایند این کمی نہ آن است کہ این فرمودہ حضرت امام در بارہ عامہ صوفیہ کرام خواہد بود نہ در بارہ خواص زیرا کہ تحقیق آنست کہ اخص خواص از اولیای کرام چنانچہ خود حضرت امام و اقل قلیل دیگران برویت قلبی مشرف گردیدہ اند چنانچہ حضرت امام در مکتوبی میفرماید: وقتیکہ عارف بچون گردیدہ و صاحب وجود مہمونی شود در آن وقت ادراک و درک ادراک بچون حقیقی را کردہ میترا اند چنانچہ تفصیل بیشتر این موضوع را در مکاتیب بعدی ملاحظہ خواہید نمود۔ و نیز حضرت امام میفرماید کہ برہان دہندہ صوفیہ برہان لمی است و بہ نزد علمائے طواہر برہان برہان انی است زیرا کہ منظر عما ممکنات و منظر صوفیہ عالم و جوب است۔ خلاصہ اینکہ اگر رویت قلبی بتاثر عن الیقین و حق الیقین و برہان لمی چہ معنی خواہد داشت و نیز حضرت امام وسعت ذات مقدس را تفصیل دادہ اند بفرماید: تفصیل وسعت آن مہذبہ مقدسہ بدون رویت قلبی امکان پذیر نیست۔

مکتوب نود و یکم

حاصل این مکتوب شریف اینکہ تصدیق عین اذعان و گردیدن است و معرفت بدون اذعان تصور است نہ تصدیق۔ آنچه میفرماید بحال اینکہ فلاسفہ الخ یعنی گفتار فلاسفہ یقینی نبودہ بلکہ تخمینی است زیرا کہ فلاسفہ نفس و عقل و روح و ذہن را یک چیز دانستہ و میگویند کہ آن یک چیز بواسطہ اینکہ تمیز میکند عقل است و بواسطہ اینکہ متلذذ میشود نفس است و چون بطرف حق تعالی میلان دارد روح است و چون اشتغاش معانی در آن صورت میگرد زن است۔

خلاصہ اینکه این گفتار فلاسفہ کہ روح و نفس را یک چیز میدانند بکلی خلاف واقع است زیرا کہ نفس و روح بدو طرف تعقیض واقع شدہ اند یعنی در وجود انسان دو سلطان مختلف سلطنت و حکمرانی می نمایند کہ ہر کدام دارای قدرت ہائے جداگانہ می باشند و بدن انسان مستملکہ ایشان است طاعات و عبادات عساکر و قدرت روح بودہ و معاصی و منہای عساکر و قدرت سلطان نفس است و عقل یک قوہ ممیزہ است کہ در قلب و یاد در دماغ قرار دارد و روح در ذات خود بیچون و از عالم امر است و نفس کہ شیرہ و شربت عناصر بودہ یک چیز مادی است و تہ تزکیہ احتیاج دارد پس روح و نفس یک چیز شدہ نمی تواند۔

خلاصہ فلاسفہ از اجزائے دہگانہ انسانی معلوماتی ندارند معرفت اجزائے دہگانہ انسانی از وظائف صوفیہ کرام است کہ وظیفہ ہر طبقہ از لطائف عشرہ را بصورت جداگانہ دانستہ و ہکذا کمال ہر کدام آنرا شناختہ و دیدہ اند کہ کمال روح در کدام وقت و کمال نفس در کدام مقام میسر می گردد و اجزائے عشرہ انسانی در لیاقت خود دارای چہ تفاوت بودہ اند و کدام وظائف مربوط بہ عالم امر و چہ وظائف مربوط بہ عالم خلق است و ہکذا قرب عالم امر و عالم خلق را کہ قرب کدام ایشان بیشتر است بحث می نمایند نیز میدانند کہ حضرات انبیاء عظام کہ از ملائک افضل اند فضیلت شان بکدام جزء از اجزائے عشرہ انسانی مربوط است۔ خلاصہ توضیح و بیان این ہمہ حقایق متذکرہ از وظائف صوفیہ کرام است نہ وظیفہ فلاسفہ زیرا کہ فلاسفہ در عالم مادہ مستغرق شدہ اند و از ماورائے مادہ کہ مراتب انوار و جوب است معلومات ندارند۔ مصرح

از فلسفی چہ پرسی اسرار کبریا را

بیت چون از کرے کہ در سنگ تہان است زمین و آسمان او بہمان است

تبصرہ: کفر حقیقی عبارت از مرتبہ جمع است کہ بغیر واجب از نظر شان مختلف گردیدہ و سر دورا یکی می بینند چنانچہ صوفیہ و جوریہ و تہ صوفیہ محققین مقام جمع یکجا بودن نفس و روح است و مقام فرق جدا شدن نفس است از روح۔

سوال: یک دانستن ممکن و واجب کفر است پس وجودیہ را بروے کدام دلیل مسلمان و اولیای خداوند برانیم۔

جواب: عقیدہ دیگر است و دین دیگر چنانچہ شخصے در روز مبارک رمضان بگوید کہ روز است و من ہم روزہ دار ہستم اما برے من یک حالتی رخ داده است کہ در روز روشن تارہا و تہاب راحی بینم ہمہ میرانیم کہ این شخص باین گفتار خود کہ از دید خود بیان کردہ است نہ از عقیدہ خود کافریست و حضرت منصور نیز با وجود اینکہ انا الحق میگفت باز بخیر گران در محبس روزانہ پنجصد رکعت نماز میخواند اگر گفتار حضرت منصور کہ انا الحق گفته است ناشی از عقیدہ می بود انقدر نماز را برے کہ و برے چہ ادا می نمود پس معلوم شد کہ این گفتار حضرت منصور بیان حال بودہ است نہ عقیدہ او بنا بر آن قتل موصوف بروے اشتباہ صورت گرفته است ازینجاست کہ گفته اند: بیت چون قلم درست گذاری بود لاجرم منصور برداری بود

تذکرہ: قتل منصور در زبان حضرت امام ابو یوسف واقع نشدہ است این غلط مشہور است کہ میگویند حضرت امام ابو یوسف بہ قتل اوقتی دادہ است۔ و قتیکہ حضرت منصور را می کشتند از بدن او خون جاری شد فرمود کہ در عشق دو رکعت نماز است کہ وضوے آن بہ خون می شود۔

مکتوب نود و دوم

حضرت امام میفرماید بدان ارشدک اللہ تعالی کلام حق سبحانہ در رنگ ذات و سایر صفات او سبحانہ بیچون است و سماع آن کلام بیچون نیز بیچون است الخ یعنی عارف کہ بوجود مویہی مشرف و بیچون فی الجملہ شدہ باشد بواسطہ این وجود بیچون خود کلام ذات بیچون حقیقی را بہ تمام وجود مویہی خود می شنود یعنی این شنیدن کلام ذات بیچون تنها با سماع گوش مربوط نہ بودہ بلکہ آن بزرگ بہ تمام وجود خود می شنود چنانچہ حضرت امام در مکتوبی میفرماید کہ عارف کامل ہمہ سمع و ہمہ بصیر میگردد حدیث قری۔ و آنچه میفرماید روز میثاق الخ یعنی در روز میثاق و المست بر یکم تمام انسان ہا کلام

حق سبحانہ و تعالیٰ و خطاب مبارک اور اہتمام وجود خود بدون واسطہ گوش استماع بینموند۔ آنچه میفرماید
غایتہ ما فی الباب الخ یعنی در ثانی بعد از القاء روحی آن کلام بچون در خیال عارف بحرف و صوت
متمثل میگردد و عارف این القاء روحی را تعبیر بہ سخن زدن نموده و میگوید کہ حق سبحانہ تعالیٰ چنین و
یا چنان فرمود۔ آنچه میفرماید اما سالک متوسط الخ یعنی سالک ناقص خیال میکند کہ این حروف را
حق سبحانہ و تعالیٰ فرمودہ اما عارف کامل میداند کہ حق سبحانہ تعالیٰ یک معنی را القاء فرمودہ است کہ
این حروف و صوت تعبیر از آن معناست و گرنہ این حروف و صوت را مناسبت بآن مرتبہ مقدسہ
نیست و کسانی کہ ادعای نمایند کہ آن حروف را از حق سبحانہ می شنوند و طائفہ اند؛ طائفہ اول میگویند
کہ حق سبحانہ و تعالیٰ یک معنای را القاء فرمودہ کہ این حروف دلال است بر آن معنا و تعبیر بہ کلام
نفسی است و خود کلام او تعالیٰ حرف نمی باشد و طائفہ دوم این حروف را کہ کلام حق سبحانہ و تعالیٰ
میدانند این بابے علم پرده و از جہل خود چنین تصویری نمایند۔

سوال: در صورتیکہ این طائفہ دارے علم نیورده باشند لیاقت استماع کلام حق سبحانہ
را چگونه پیدا کرده خواهند بود؟

جواب: رسیدن بولایت و استخصال قرب خداوندی بعلم ظاہری مربوط نہ بودہ صرف
دانستن نماز و روزه و آن احکام خداوندی کہ بالائے او فرض است کفایت میکند نیز امکان دارد کہ در
حین القاء کلام خداوندی شیطان علیہ اللعنہ در بین متخلل شدہ کلام خود را شنواید باشد و سالک
چنان خیال کردہ باشد کہ کلام حق تعالیٰ را می شنود چنانچہ در حین تبلیغ آنحضرت در محضر صحابہ کرام
ابلیس لعین در بین متخلل شدہ کلام خود را شنیدہ کلام پیغمبر گردانیدہ بود تفصیل موضوع در تفاسیر موجود است۔

مکتوب نود و سوم

آنچه میفرماید اکثر مشائخ الخ یعنی اکثر مشائخ و چو در اعیان ذات حق دانستہ اند و جمع غفیر از
سرفیہ وجود را بخدایے پرستیدہ اند و علمیکہ باین فقیر عنایت گردیدہ است آنست کہ وجود را غیر ذات

یافتہ است و این موہبت دولتی است کہ از پس خوردہ انبیاء عظام اباین مسکین ذخیرہ گذاشتہ بودند و این معرفت از معارف حضرات انبیاست کہ وجود را غیر ذات گفتہ اند و دست ارباب ولایت اندر درک چنین معارف کوتاہ است۔ آنچه میفرمایند و نیز مکشوف ساختہ اند کہ تعین اول تعین وجودی و وجودی و این تعین وجود مبرا خلق حضرت خلیل است الخ

تبصرہ: نزد حضرت امام کہ مقتدا و پیشواے صوفیہ محققین است تعین اول عبارت از وجود است و بہ نزد شیخ اکبر وجود تعین ذات مقدس پورہ و تعین اول عبارت از علم اجمالی است پس در بین این دو مکشوف تفاوت زیاد موجود است زیرا کہ وجود از علم اجمالی پنج درجہ فوق تر است چنانچہ فوق صفت علم صفت الحیات و فوق صفت الحیات شان العلم و فوق شان العلم شان الحیات و فوق شان الحیات تعین اول کہ وجود است قرار دارد و فوق تر از ہمہ آنها مرتبہ ذات مقدس اوتوئی است ناگفتہ نماند کہ بن تحتیت صفت الحیات از شان العلم و تحتیت شان الحیات نسبت وجود بہ تقدیری است کہ وجود را از حبلہ صفات اوتوئی بدانیم و اگر وجود را بطور اول بدانیم پس ظهور وجود از ظهور شان الحیات و ظهور شان العلم و ظهور صفت الحیات فوق تر است نہ از خود صفات الحیات و شان العلم و شان الحیات زیرا کہ بر این تقدیر ظهور وجود از حبلہ ممکنات و شان الحیات و غیرہ از مراتب و جوب اند۔ آنچه میفرمایند همچنین این مرکز را الخ یعنی مرکز دائرہ وجود کہ حب است مبرا فیض حقیقت محمدی و محیط آن مبرا تعین حضرت خلیل است پس مرکز فوق محیط است۔ آنچه میفرمایند جواب گوئیم کہ در نفس امر است الخ

تبصرہ: این قریایش حضرت امام در مقابل این سوال است کہ اگر وجود بطور اول پورہ باشد و ظهور او در علم پورہ باشد در این صورت تقدم علم بہ نسبت وجود لازم می آید و ہذا اگر ظهور وجود در خارج پنداشتہ شود آن ہم صحت ندارد بواسطہ اینکہ در خارج نزد صوفیہ وجودیہ غیر از ذات مقدس هیچ چیز دیگر وجود ندارد۔ بنا بران حضرت امام وجود را در مرتبہ نفس الامر دانستہ اند یعنی ظهور وجود در مرتبہ نفس الامر است نہ در ظهور علم۔

جواب دیگر اینکه علم خداوند تعالیٰ از حجلہ تعینات نبوده بلکه در مرتبہ لا تعین قرار داشته از حجلہ واجبات است و اولیت وجود بہ نسبت ظہورات ممکنات است نہ بہ نسبت واجبات پس تقدیم علم بر وجود مانع اولیت ظہور وجود بہ نسبت ظہورات ممکنات نمی گردد۔

سوال: بطبق قریایش حضرت امام اگر وجود در مرتبہ نفس الامر نبوده باشد در این صورت نفس الامر ظرف وجود گردیده و بہ نسبت وجود مقدم میگردد و باین تقدیر ظہور اول نفس الامر خواهد بود نہ وجود؟
جواب: نفس الامر یک امر متزاعی است وجود خارجی ندارد و بحث مادر امور محقق و ظہور اول ممکنات است۔

تبصرہ: در نزد حضرت امام موجودات دارای سه مراتب اند:۔

- ۱۔ مرتبہ خارج کہ ذات مقدس او تعالیٰ و صفات ثمانیہ او تعالیٰ دران موجود است۔
- ۲۔ مرتبہ نفس الامر کہ حروف قرآن و عرش و کرسی و لوح و قلم و صفات اضافیہ و ظاہر و باطن حضرت انبیاء عظام و باطن اولیاء کرام دران موجود است۔
- ۳۔ مرتبہ سوم کہ ممکنات دیگر دران موجود اند۔

سوال: قبلاً ذکر کردہ شد کہ وجود فوق علم اجمالی است پس وجود کہ در مخلوقات است فوق صفت العلم گردیده کہ از واجبات است۔

جواب: مراد از علم اجمالی ظہور علم اجمالی است نہ صفت العلم خداوندی زیرا کہ علم را حضرت شیخ اکبر تعین اول گفته است و بہ نزدیک صفات وجود خارجی نداشته صرف ظہورات علمی دارند و ظہور اول بہ نزد حضرت شیخ ظہور علم اجمالی است بر این تقدیر علم اجمالی از صفات نبوده بلکه یک ظہور است و در ظہورات وجود ظہور اول است نہ علم۔

مکتوب نور و چهارم

حضرت امام میفرماید امام حجج یکی کمالات ذات است و معاد دیگر صرف ذات تعالیٰ الخ یعنی

سرزات مقدس او تعالیٰ در مرکز جمال ذاتی بود بعیت نہادہ شدہ و این سرزات عبارت از حقیقت احمدی است۔ آنچه میفرماید پس وصول بہ ملاححت الخ

سوال: حضرت امام یک مرتبہ فرمودہ اند کہ سر در دو عالم در مرکز دائرہ ملاححت و در ولایت شوریدہ بواسطہ یک فردے از امتان خود بحیط دائرہ تشریف بردہ اند زیرا کہ سر در دو عالم بہ صباحت مناسب نہ داشتہ اند و استعداد فطری شان از صباحت بلند و بملاححت مناسب داشتہ است و در اینجا میفرماید کہ وصول بملاححت بعد از طے کردن صباحت صورت می بندد پس تطبیق این قریا ئشات چگونه تواند بود؟

جواب: وصول بملاححت دو قسم است: وصول اجمالی و وصول تفصیلی: وصول اجمالی کہ مقتضای فطری آنحضرت بودہ قبل از حصول صباحت برایشان میسر بودہ اما وصول تفصیلی بعد از حصول صباحت صورت می بندد و حصول صباحت بواسطہ یک فرد از افراد امتان شان بحصول پیوستہ است پس در این قریا ئشات حضرت امام تناقض موجود نیست۔ آنچه میفرماید پس متوسطی باید الخ یعنی چون استعداد ذاتی آنحضرت از صباحت بلند و مناسبست بملاححت داشتہ و انتقال از ملاححت بہ صباحت و رفتن از مرکز بحیط خلاف مقتضای فطرت مبارک اوست پس وجود متوسطی لازم افتاد تا بواسطہ او از ملاححت بہ صباحت و از مرکز بہ محیط سیر نماید زیرا کہ ہر کمال و ہر ثوابیکہ بامتان آنحضرت میسر گردد پیغمبر تبوع نیز در ان کمالات و ثواب شرکت دارد یعنی ممائل این ثواب و کمالیکہ بہ امت دست دادہ با آنحضرت نیز می رسد بنا بر ان مقام صباحت کہ بآن فرد میسر گردد و بواسطہ این فرد بہ سر در دو عالم نیز راجع میگردد و این فرد متوسط عبارت از حضرت امام است تا گفتہ نماںد کہ صباحت بہ نسبت مقام ملاححت پائین تر است۔

تذکرہ: در این جا فی الفین حضرت امام گفتہ اند کہ سر در دو عالم و افضل ترین مخلوقات چگونه بواسطہ یک فرد امت خود باستحصال کمال صباحت نیاز مند گردد۔ آہنای دانند کہ از درود گفتن یک فرد عوام ہم بہ عالم ثواب آن درودی رسد آیا از درود گفتن حضرت امام با آنحضرت

ثواب نمیرسد؟ آیا حضرت شیخ اکبر نگفتہ است کہ خاتم النبوت از شیخ اکبر اخذ فیض میدارد۔ ناگفتہ نماند
 کمالیکہ بواسطہ حضرت شیخ اکبر و یا بواسطہ حضرت امام سر دارد و عالم میرسد آن کمال از کمال ذاتی
 سر دارد و عالم پایین تری باشد و نیز آن کمال امت بواسطہ متابعت سر دارد و عالم و کمال خود
 سر دارد و عالم است اما ظهور آن موقوف بیک وقت بوده چنانچہ آنحضرت فرمودہ اند کہ کلید ہا
 خزائن روضہ زمین بمن داده شدہ است حالانکہ ظهور آن مربوط بزبان حضرت ہمدی است و نیز
 آنحضرت بروز خندق فرمودہ اند کہ فتوحات شام را مشاہدہ کردم و حالانکہ ظهور این فتوحات در
 وقت خلافت حضرت فاروق است۔ آنچه میفرمایید پس متوسطی باید از افراد امت او کہ بتبعیت او
 در عین آن مرکز بودہ و از راه دیگر ناسبت بہ محیط داشتہ باشند انھ

تبصرہ: چون ولایت حضرت امام محبوبیت متمتزع است بنا بران حضرت امام در
 مرکز محبوبیت بودہ و راہ دیگر عبارت از محبت است کہ دائرہ محبوبیت و ولایت حضرت موسیٰ
 و محبوبیت مرکز آن است تا آن فرامت کمالات آن مرتبہ محیط را حاصل داشتہ و با و از تنوع او
 بواسطہ وصول او نیز بان کمالات متحقق گردد زیرا ہر کمالیکہ بامت دست می دہد بہ پیغمبر او
 نیز حاصل میگردد حضرت امام از محبت کہ ولایت حضرت کلیم است تیرہ و راست —
 از مضمون این مکتوب شریف چنین استنباط میشود کہ سہ مرکز است و سہ دائرہ -

۱ - دائرہ اول خلعت و مرکز آن محبت -

۲ - دائرہ ثانی محبت و مرکز آن محبوبیت -

۳ - دائرہ سوم محبوبیت متمتزع و مرکز آن محبوبیت صرف -

و این محبوبیت صرف حقیقت احمدی است و محبوبیت متمتزع حقیقت محمدی است و ولایت
 آن فرد نیز محبوبیت متمتزع می باشد و محبت خالص ولایت موسی و خلعت ولایت ابراہیمی
 است۔ خلاصہ اینکہ مقام محبوبیت بواسطہ یک فرامت آنحضرت بولایات محبت و خلعت
 الحاق و اتصال پیدا کردہ است و اگر آن فرامت نمی بود مقام محبوبیت بمقامات محبت و

قلت اتصال پیدائی کرد و چون آن ولایت بفردی امت آنحضرت محبوبیت متمنزع میسر گردید
پس مقام محبوبیت آنحضرت هم با و پیوست. پوشیده نماز که این هم از فضائل سردار دوعالم است
که امت او بواسطه متابعت او بمقام محبت و قلت مشرف میگردد. بیت
مورسکین موسی داشت که در کعبه رسد دست برپای کبوتر زند و ناگاه رسد

تذکره: ازین بیان حضرت امام علی عثمان سردار دوعالم ظاہر میگردد که ولایت و
قرب شان فوق ولایت دو نفر بزرگان اولوالعزم است که افضل ترین اولوالعزم اند و ولایت
آن دو بزرگ ظلال ولایت سردار دوعالم است. خلاصه اینکه محبت فوق قلت و محبوبیت فوق
محبت می باشد یعنی مراتب قلت و محبت در ظل محبوبیت قرار دارند. آنچه میفرمایید بعد از هزار
سال الخ یعنی چون ولایت موسی و خلیلی هم حاصل شد مرکز دایره ثانی که محبوبیت است و وسعت
پیدا کرد و محبوبیت خالص و محبوبیت متمنزع تفریق یافت، آنچه میفرمایید این اسم از اسم مبارک الخ
یعنی احمد از احد یک میم جدا شده است و میم عبارت از محبوبیت سردار دوعالم است و اسم احمد
به نسبت اسم محمد یک مرتبه بعالم وجوب نزدیک تر است و نیز حرف "م" عبارت از محبت او تعالی
است به ظهور عالم که سبب ایجاد گردیده است یعنی حرف "م" که عبارت از محبت و محبوبیت است
که سبب محبت سردار دوعالم و سبب ایجاد عالم است ازینجا است که گفته اند بیت
زا احمد تا احد یک میم فرق است دوعالم در میان میم غرق است

حضرت بیدل میفرماید

در غیب احد است در شهادت احمد این است رموز خواجہ ہر دو سرا
پوشیده نماز کہ حرف میم چنانچه عبارت از محبت و محبوبیت است همچنان عبارت از طوق عبودیت
و امکان وحدت ہم ہمیں میم است بنا بر این در اسم مبارک محمد دوعالم امکان وحدت
موجود در اسم مبارک احمد یک علامہ امکان وحدت موجود می باشد و بعضی میم دیگر انوار تجلیات
وجوب جاگزین گردیده پس احمد نسبت بہ محمد یک مرتبه بعالم وجود نزدیک تر است و محبوبیت خالص

در اسم احمد و محبوبیت ممتاز در اسم محمدی باشد و نیز ناگفته نماند کہ حقیقت محمدی حقیقت جسدی آنحضرت و حقیقت احمدی حقیقت روحی سردار دو عالم است۔ آنچه میفرماید کار و بار بآن سر و نشاہ است یعنی آنحضرت تا ہزار سال بعد از وفات شان بہ حقیقت محمدی و جسدی خود پودہ اند و بعد از ہزار سال بحقیقت احمدی و روحی خود عروج فرمودہ و در ان مرتبہ استقرار یافتہ اند و جسد مبارک شان حکم روح گرفتہ است یعنی از مرتبہ جمال ذاتی عروج و در مرتبہ سر ذات مقدس کہ در مرکز جمال ذاتی بود بعیت گذاشتہ شدہ مشرف و در ان مرتبہ متمکن گشتہ اند و علاقہ شان بامت کہ مربوط بہ جسد پودہ است کمتر گردیدہ است بنابراین بیک فراموشی کہ نیابت نماید ضرورت افتادہ است و آن فراموشی عبارت از مجرد الف ثانی می باشد کہ بہ نیابت آنحضرت مفتخر و ترویج شریعت واجبات سنت سنہ او و امانت بدعت نامرضیہ میفرماید۔

تذکرہ: حضرت عیسیٰ کہ سردار دو عالم را بنام احمد یاد آور شدہ اند سبب آن اینست کہ در وقت نزول انجیل سردار دو عالم در حقیقت روحی خود پودہ اند و نیز در وقتیکہ حضرت عیسیٰ نزول میفرماید سردار دو عالم در ان وقت نیز بہ حقیقت روحی خود می باشد زیرا کہ بعد از ہزار سال حقیقت جسدی او بہ حقیقت روحی تبدیل یافتہ است چنانچہ تفصیل آن در فوق گذشت بنابراین حضرت عیسیٰ سردار دو عالم را بنام احمد یاد می نمایند کہ عبارت از حقیقت روحی سردار دو عالم است ناگفته نماند کہ آنحضرت در حین حیات و در جریان دعوت ۲۳ سالہ تمامہ و جاریہ و حقیقت محمدی احمدی متلبس بودند آنچه میفرماید بشنو با وجود کمال اقتدار الخ یعنی حق تعالی قادر است کہ محبوب خود را بدون هیچ وسیلہ بہ ہمہ کمالات مشرف گردانند اما چون قدرت حق سبحانہ نظام عالم را بہ اسباب حکمت وابستہ گردانیدہ بنابراین در تزیین محبوبان نیز از اسباب عادیہ کار گرفتہ شدہ است چنانچہ شوق صد آنحضرت کہ چند مراتب صورت گرفتہ است از اسباب عادیہ است و نیز بواسطہ یک فراموشی کہ حضرت امام ربانی است از مباحث اصباح از مرکز بہ محیط سیر نمودہ اند این ہم از حیلہ اسباب عادیہ پودہ است تا در پوش قدرت است کما در حق تعالی قدر را در اسباب واسطہ مستور گردانیدہ است و سنت حق تعالی بر ان جاری شدہ کہ قدرت را در

مکتوب نود و پنجم

حضرت امام میفرماید اگرچہ اصل این ولایت الخ یعنی ولایت حضرت امام اگرچہ ولایت محمدی و محبوبیت است اما در ولایت موسوی کہ محبت است نیز اشتراک داشته و ولایت حضرت امام محبوبیت متمیز است و محبت خالص ولایت حضرت موسی است پس ولایت حضرت امام مرکب از دو ولایت بوده کہ عبارت از ولایت محمدی و ولایت موسوی است۔ ولایت محمدی محبوبیت متمیز و ولایت موسوی محبت صرف و ولایت احمدی محبوبیت صرف میباشد پس ولایت کہ از محبوبیت و محبت ترکیب یافته باشد اراء خاصیت جداگانہ خواهد بود۔ بیت

ازین آفتون کہ ساقی درمے افکند حریفان را نہ سرماند نہ دستار

مکتوب نود و ششم

آنچه میفرماید اگرچہ آن فرج الخ یعنی سردار دو عالم در ذات خود محبوب بوده و قرب صلی او محبوبیت است و محبت تابع محبوبیت است یعنی محبوب کہ سردار دو عالم است بہ محب خود کہ حق سبحانہ است محبت داشته می باشد اگرچہ اصل معاملہ سردار دو عالم محبوبیت است۔ بنابران سردار دو عالم چنانچہ محبوب است محب نیز می باشد۔ آنچه میفرماید اظہار اختصاص او کردہ الخ یعنی حرف "میم" را کہ بہ کلمہ احمد منضم گردانیدہ این انضمام حرف "میم" بہ کلمہ احد بیان اختصاص آنحضرت بوردہ بذات مقدس او تعالیٰ یک نوع اختصاص خاص داشته می باشد کہ دیگران دارا این خصوصیت نمی باشند۔ بیت

محمد حامد حمد خدا بس خدا نعت آفرین مصطفیٰ بس

آنچه میفرماید کار و بالاد و طوق عبودیت بیک طوق رسیدانہ

سوال: عبودیت عبارت از عبادت و طاعت بوردہ پس وجود و طوق نسبت بیک

طوق بہتر است بنابر ان رسیدن بیک طوق داراے چه فضیلت خواهد بود؟

جواب: عبودیت در این جا بمعناے عبادت نبوده بلکه بمعناے امکان وحدوث است و در ولایت محمدری دو علامہ امکان وحدوث می باشد و در ولایت احمدی یک علامہ امکان وحدوث ازین رفته و به عوض "م" عبودیت و امکان الف الوہیت و قدسیت جا گرفته و محمد احمد شدہ و بعالم وجوب یک درجہ نزدیکتر گردیدہ است، مراد از الوہیت تجلیات عالم وجوب و قرب ذات مقدس است۔ آنچه میفرمایند فناے این تعین نہ چنین است الخ یعنی فناے ولایت فناے شہودی بودہ و این فنا فناے وجودی است کہ صفات بشری و امکانی ازین رفته و تجلیات ذات مقدس بجائے آن نشسته است۔ بیت

مراد بگز بجائے من نہ بینی چو جان آئی بجائے من نشینی
توئی از ہر دو عالم آرزویم ترا چوں یافتم از خود چه گویم
بیت فراز منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما و فردا کہ خانہ خانہ تست

آنچه میفرمایند اوارہ ہدایت کمتر گشت و معاملہ بامتناہ تنگ تر شد الخ یعنی بعد از مرور ہزار سال معاملہ امت تا ریک ترویجہ نائب ضرورت پیدا شد کہ وظائف ارشاد و ہدایات را بہ عہدہ بگیرد و آن نائب عبارت از حضرت امام است چنانچہ در مکتوبی میفرمایند کہ در اہم سابقہ بعد از ہزار سال نبی اولوالعزمی مبعوث میگردد و شریعت جدیدی آورد و در این امت چون پیغمبر شان خاتم الانبیا است و پیغمبر دیگر آردہ نمیتواند بنابر ان عالمی عارفی نام المعرفتی در کار است تا قائم مقام نبی اولوالعزم شدہ بتواند یعنی این نیابت تنہا از وظائف یک نفر عالم نبودہ و عارف بدون علم نیز از عہدہ این نیابت برآردہ نمی تواند و این وظیفہ مناسب شخصی است کہ داراے علم کامل و فقر کامل بودہ باشد شمامی دانید کہ مقام علمی حضرت امام باندازہ بودہ کہ سرآمد روزگار خود است و بکذا فقر شان نیز کہ براتب ولایت صغری و ولایت کبری و ولایت علیا و کمالات نبوت و رسالت و اولوالعزمی و مراتب خلعت و محبت و محبوبیت رسیدہ است از ادراک اکثر اولیائے کرام بلندتر است۔

بیت زرق تابه قدم ہر کجا کہ می نگریم کرشمہ دامن دل می کش کہ جاین جا
مصرع خاص کند بندہ مصلحت عام را

مکتوب نود و ہفتم

آچہ میفرماید کہ در مرتبہ و ہم مخلوق گشتہ است الخ یعنی مرتبہ و ہم عبارت از نمود بدون بود است
و ممکنات نمود داشتہ اما بودند از شدت غریبہ را بمیان آورده و بہ تماشاچیان
نشان میدہد ہمہ شما میدانید کہ این اشکال نشان داده شدہ نمود داشتہ و در حقیقت بودند از ما قادر
بر کمال این نمود اثبات ہم داده می تواند آچہ میفرماید چون سالک مستعد بحکم تربیت خداوندی الخ
یعنی وقتیکہ عارف بہ فنا مشرف گردد می بیند کہ صفات کاملہ کہ در وی است در حقیقت از وی
نبودہ بلکہ این صفات از مرتبہ و وجوب است و میدانند کہ عدم مقید کہ وجود ذات مرا تشکیل دادہ
در حقیقت عدم است ہذا ناچار خود را از ہمہ پایان دیدہ و از کبر و غرور بشریت رہائی می یابد و میدانند کہ
صفات ثمانیہ من از عالم وجوب است . بیت

بیت نیاوردم از خانہ چیزے نخست تو دادی ہمہ چیوں چیز تست
من هیچ ام و کم از هیچ ہم بسیاری از هیچ و کم از هیچ نیاید کاری
وقتیکہ اندیشہ تو صحیح شد دانستی کہ من عدم می باشم . مصرع
لے برادر تو ہمیں اندیشہ

مکتوب نود و ہشتم

آچہ میفرماید حسن و جمال ہر جا ہست اثر وجود ہست کہ خیر محض است الخ
سوال : حضرت امام در مکتوبی فرمودہ این حسن مظاہر جمیلہ از ممکنات است نہ از عالم
وجوب و در این مکتوب شریف میفرماید کہ حسن ہر جا کہ ہست از عالم وجوب است .

جواب: معنائے آن فرمودہ شان این است کہ حسن واجب در ممکنات جائے گرفته
 بورہ و جاگزین گردیدہ نہ آنکہ از خود ممکنات است۔
 مکتوب نو دو و نهم حاجت بہ شرح ندارد۔

مکتوب صدم

در تشریح این مکتوب شریف تبصرہ ہائے چند کہ حاصل فرمایشات حضرت امام است ارقامی یابید۔
 تبصرہ (۱) گرفتاری بہ حسن این جہان مذموم و گرفتاری بحسن آن جہان محمود است
 زیرا کہ حسن این جہان از اختلاط زہر آب عدم میرانست و حسن آن جہان از امتزاج عدم میرا
 ازین سبب حق سبحانہ تعالیٰ بحسن آن جہان دعوت میفرماید و بیان حسن خود و قصور بہشت را
 سبب ترغیب مومنان میگردد و حسن حضرت یوسف از نوع حسن آن جہان بورہ پس گرفتاری
 بآن حسن محمود است نہ مذموم۔

تبصرہ (۲) حسن حق سبحانہ دارائے دو نوع است: حسن ذاتی و حسن صفاتی۔ حسن
 ذاتی دارائے اجمال و تفصیل است از حسن اجمالی آن مرتبہ مقدسہ تعبیر بہ ملاححت و از حسن تفصیلی
 آن مرتبہ مقدسہ تعبیر بہ صباحت رفتہ است اما حسن صفات تنہا بہ حسن صباحت تعبیر میشود نہ بملاححت۔
 تبصرہ (۳) ملاححت در ادراک نمی گنجد و صباحت تا اندازه در ادراک می گنجد۔
 تبصرہ (۴) حسن ہر دار و عالم از نوع حسن ملاححت بورہ کہ در ادراک نہ گنجیدہ و حسن
 حضرت یوسف از نوع حسن صباحت بورہ و تا اندازه با دراک می گنجد بنا بران مصریان گردیدہ حسن
 حضرت یوسف و از دیدارستانہ گردیدند آنحضرت میفرماید کہ اخی یوسف اصبحت و انا املح مصری شوم
 در ملاححت ادراک دی نشی و اصباحت دی چہ مصریان ستانہ شوم
 مادر مومنین حضرت بی بی عایشہؓ میفرماید کہ لو اھی ز لیجنا لوراین جبینہ لقطعین
 بدل الا یادی القلوب یعنی زنان ملامت کنندہ بی بی زلیخا اگر جبین ہر دار و عالم را میزدند

بجائے دست ہائے خود دل ہائے خود را می بریدند۔

تبصرہ (۵) صفات ثمانیہ او تعالیٰ چنانچہ دارائے حسن پورہ عداوت متقابلہ انہام دارائے حسن می باشند بواسطہ اینکه صفات ثمانیہ در عداوت متقابلہ خود پرتوانداخته و آن عداوت ہم از فیض انعکاس آن پر نور مقدس تا اندازہ صاحب حسن گردیدہ اند خلاصہ حسن ہائے این جہان مستفاد از حسن عداوت متقابلہ صفات ثمانیہ است نہ از حسن خود صفات چون این حسن بعدم امتزاج و ان بنابران گرفتاری این حسن مذموم پورہ محمود نیست و گرفتاری بہ حسن عیال منکوحہ و کنیز ہائے مملکہ بخاطر بقائے نسل است و نہ حسن دنیوی در ذات خود محمود نیست اما حسن آخرت در ذات خود محمود پورہ و اثر شیوات ذاتیہا است۔ حضرت داود طائی کہ گرفتاری جنت را مانند گرفتاری دنیا میداند و بی بی رابعہ کہ بفکر سوختن جنت گردیدہ این ہر دو بزرگان از روی عدم فرق بین این دو حسن حسن محمود را بحسن مذموم قیاس کردند و حالانکہ حق تعالیٰ بحسن محمود دعوت و میفرماید و اللہ ید عوالی دار السلام و میفرماید حور مقصورات فی النجیام

تبصرہ (۶) بعض صوفیہ دیگر کہ حسن دنیا را مانند حسن جنت پنداشته و بآن گرفتار شدہ اند در حقیقت اشتباہ کردہ اند و قیاحت حسن دنیا را درک کردہ نتوانستہ اند کہ گفتہ اند بیت امروز چون جمال توبہ پرہ ظاہر است در حیرتم کہ وعدہ قدر برای چیست اگر قبح حسن دنیا دی را میدانستند ہر گز بآن نمی گردیدند و بہ چنین جملات حسن این جہان را نمی سنودند بلکہ تقبیح می نمودند۔ خلاصہ اینکه گرفتاری حضرت یعقوب بحسن حضرت یوسف در حقیقت گرفتاری بہ حسن آن جہان پورہ کہ محمود است نہ گرفتاری بہ حسن این جہان کہ مذموم می باشد۔ حضرت امام میفرماید اثمار و اشجار و بہار جنت در رنگ ردائے روپوش پردگی تہ الخ در این جملہ فوق در مطبوعہ سہو عمل آیدہ است و اصل عبارت این چنین می باشد کہ اثمار و اشجار غیر ردائے روپوش پردگی نہ و در متن کتاب کلمہ غیر از طبع ماندہ است۔ آنچه میفرماید تلذذ ازان درخت جنت تلذذ بہ صفات او تعالیٰ است الخ ازین فرمایش حضرت امام معلوم می شود کہ اہل جنت در جنت

عروجیات و ترقیات تیرمی نمایند بواسطہ اینکہ صرف میوه جات درختان جنت مانند تسبیحات این
 جهان است کہ سبب عروجیات و ترقیات میگردد۔ بتایران تلذذ آن جہاں سبب ترقیات خواهد بود
 واللہ اعلم۔ آنچه میفرماید چنانچہ در اسما و صفات قد و اتندی باعتبار علو و سفلی و جامعیت و عدم
 جامعیت تفاوت موجود است در جنت ہائے مومنان تیر باندازہ آن تفاوت موجود است الخ
 یعنی صفت علم فوق ترین و جامع ترین صفات ثمانیہ است و نیز خود صفات ثمانیہ ہر کدام
 نسبت بہ ظلال و تعلقات خود جامع تر اند پس کہسانیکہ مبرا فیض آہنہا صفت العلم است
 جنت شان نسبت بہ جنت دیگران فوق تر است۔ و نیز کہسانیکہ مبرا فیض شان خود صفات
 ثمانیہ برہ باشد چنانچہ انبیاء عظام بہ نسبت کہسانیکہ مبرا فیض شان ظلال صفات باشد
 چنانچہ اولیاء کرام فوقیت دارند۔ آنچه میفرماید اگر در ضمن این ظہورات جنت شہود و مشاہدہ
 گویند مستحسن و زیباست الخ یعنی صوفیہ کہ در محاسن دنیاوی شہود و مشاہدہ را گمان برده اند
 اشتباہ کردہ اند زیرا محاسن این جہاں منظر حسن مراتب و جوب شدہ نمی توانند کہ ہیولائے شان
 عدم است اما محاسن آن جہاں منظر آن حسن شدہ می توانند۔ آنچه میفرماید چون صنیق جامعیت
 اجمال الخ یعنی اگرچہ صفت مربی آن شخص جامع سایر صفات است اما صفات دیگر چون بطور
 تفصیل در صفت مربی او موجود نبودہ بلکہ بطور اجمال در آن صفت موجود اند بتایران آن شخص
 نیز از ادراک ذات مقدس او تعالی عاجز است بہ شہما معلوم است کہ یک صفت او تعالی جامع
 تمام صفات است۔

تبصرہ: این کہینہ میگوید کہ این عدم ادراک در حق کسانی خواهد بود کہ در حیات
 دنیاوی بشرف ادراک او تعالی مشرف نشدہ باشند اما بزرگان کہ در این جہاں بواسطہ فنا
 اتم و بقائے اکمل با ادراک ذات مقدس مشرف شدہ اند شاید ازین معائب و وصمہ مبرا بودہ باشند
 اگرچہ در آیہ کریمہ لا تدركہما الابصار استغراق است، معنائے آن اینست کہ هیچ چشم حق تعالی
 را ادراک کردہ نمیتواند اما علما گفتہ اند کہ از ہر عام بعض افراد آن اخراج و تخصیص می یابند حال مرا

آن این است کہ بعضی چشم ہا ادراک خواہند نمود پس عارفانیکہ در این جہان بادرک او تعالیٰ مشرف شدہ باشند دران جہان نیز از سعادت ادراک بے نصیب نخواہند بود و یا اینکہ اگرچہ چشم ادراک کردہ نمی تواند شاید کہ بصیرت عارف ادراک نماید۔

آنچہ میفرماید این بزرگوار الخ شاید کہ بزرگوار کنایہ از وجود مبارک خود حضرت امام بودہ باشد آنچہ میفرماید چوں این حروف کلام قدیم سبحانی اند الخ یعنی سایر صفات ثمانیہ در این جہان باعتبار ظلال و آثار خود ظہیر کردہ اند اما صفت الکلام باصالت و ذات خود در این جہان ظہور فرمودہ است۔ آنچہ قبل از خاتمہ حسنہ بہ لسان عربی فرمودہ اند و قلیل ما ہم الخ ازین فرمایش ایشان معلوم میشود کہ رویت قلبی و مقام حق البیقین در حق کبار اولیائے کرام متحقق است چنانچہ خود حضرت امام و بعضی کبار از اولیائے کرام۔

تذکرہ: حضرت امام در بارہ ثبوت رویت قلبی اولیائے کرام درین جہان در مکاتیب ۶۵-۶۸-۷۵ حصہ ششم و فرسوم بصورت واضح و مدلل بیان فرمودہ اند از انجا حاصل مطلب گردد۔ آنچہ در صفحہ ۷۳ و ۷۴ ہمیں مکتوب شریف میفرماید کہ از نفس خود کہ دخان گشتہ است استرلال بوجود آتش می نماید الخ یعنی چوں عارف دارائے تجلیات و جوب گشتہ و عدم کہ وجود شیری عارف بودہ ازین رفتہ و عارف بمنزلہ دخان گشتہ است نسبت بہ آتش زیرا کہ دخان اثر آتش بودہ و وجود موهومی عارف نیز اثر عالم و جوب است چون درین آتش و دخان کرام حجابی موجود نیست پس درین این عارف و حق تعالی نیز حجابی باقی نخواہد ماند آتش کنایہ از مرتبہ ذات مقدس می باشد۔ آنچہ میفرماید چون معاملہ از تقلید گذشتہ الخ یعنی تقلید در حین نارسائی است و بعد از کمال رسائی تقلید بزرگانیکہ در مرتبہ ولایت صغری بودہ و ولایت کبری و علیا نرسیدہ باشد لازم نمی باشد و بعضی آنہا شطر سوم علم البیقین و سیر اقربیت را کہ سیر صفات او تعالیٰ است طی نکرده عین البیقین و حق البیقین را در سیر نفسی گمان کردہ اند بنا بران تقلید این نوع بزرگان کہ هنوز از مرتبہ علم البیقین نگذشتہ اند مناسب اولیائے بزرگ نمی باشد۔

آچہ میفرماید ضعیف البصر را در وقت شغفشان نور آفتاب شہود و حضور آفتاب کا این است و رویت و احساس آن متحقق نہ الخ یعنی رویت داراے دو شرط است یکے رفع حجاب است و دیگر رفع موانع و موانع عبارت از ضعف بصر و بصیرت است و در حق کسانیکہ داراے بصیرت ضعیف اند اگرچہ حجاب موجود نیست اما موانع کہ ضعف بصیرت است موجود است و کسانیکہ داراے بصیرت قوی اند آہنہا با دراک او تعالیٰ مشرف خواہند شد چنانچہ حضرت امام در مکتوبی میفرماید وقتیکہ عارف بہ بیچونی برسد و بیچون شود با دراک و درک ادراک او تعالیٰ مشرف شدہ میتواند شہامید را نیکہ ادراک و درک ادراک بدون رویت قلبی ممکن نیست۔

آچہ میفرماید علم حضوری شان کہ بانفس پورہ علم حصولی گشتہ الخ یعنی عارفانیکہ از سیر نفسی گذشتہ و بہ سیر اقربیت مشرف شدہ اند انفس شان در رنگ آفاق گشتہ و علم حضوری کہ بانفس داشتہ اند علم حصولی گردیدہ و علم آہنہا بمراتب و جوب علم حضوری گشتہ است۔

خاتمہ حسنہ:

تبصرہ: حضرت امام حسن سر دارد و عالم را ملاحت و حسن حضرت یوسف را صباحت گفتہ اند صباحت در ادراک می گنجد اما ملاحت در ادراک نمی گنجد حضرت امام میفرماید صباحت سبب محبت حضرت یعقوب پورہ نسبت بہ حضرت یوسفؑ۔ و ملاحت سبب محبت خالق زین آسمان است و میفرماید کہ امکان سر دارد و عالم از جنس امکان سایر ممکنات نبودہ بلکہ از جنس امکان صفات اضافیہ است کہ بہ نسبت امکان ممکنات دیگر فوق تر است۔ و نیز میفرماید کہ بد نظر و کشف صریح معلوم گردیدہ کہ وجود و خلقت مبارک سر دارد و عالم از خلقت دائرہ ممکنات بالاتر است الخ یعنی بنا بران آنحضرتؐ داراے سایہ نبودہ اند۔ پوشیدہ نماںد کہ محدثین کرام عدم سایہ آنحضرتؐ را روایت نہ کردہ اند و از فرمایش صوفیہ کرام نبودن سایہ آنحضرتؐ معلوم می شود۔ سبب این اختلاف آن است کہ سر دارد و عالم داراے دو حقیقت اند یکے حقیقت محمدی و دیگرے حقیقت احمدی است حقیقت محمدی عبارت از حقیقت جسدی آنحضرتؐ و حقیقت احمدی عبارت

از حقیقت روحی آنحضرت است۔ و آنحضرت در وقت دعوت و ارشاد بہ حقیقت محمدی متلبس می بودند بنا بران محدثین کرام کہ راویان وقت دعوت آنحضرت اند آنحضرت را دارای سایہ میدانند و از عدم سایہ شان روایت نکرده اند و صوفیہ کرام وقت خلوت و حقیقت احمدی سر در درو عالم را روایت کرده و آنحضرت را دارای سایہ نمی دانند، و ہر دو طائفہ راست گفتہ اند زیرا کہ صوفیہ کرام وقت خلوت و حقیقت احمدی را روایت می کنند و محدثین کرام وقت ارشاد و حقیقت محمدی را روایت می کنند۔ آنچه میفرمایید کہ صفت العلم از صفات حقیقیہ است کہ در خارج موجود است و علم اجمالی کہ یک قسمی از اقسام صفت العلم بودہ از صفات اضافیہ است در مرتبہ نفس الامر است الخ تبصرہ: موجودات دارای سہ درجہ اند:

- ۱۔ موجودات خارجی چنانچہ ذات مقدس و صفات ثمانیہ او تعالیٰ۔
- ۲۔ موجودات نفس الامری چنانچہ صفات انسانیہ و حروف قرآن کریم و وجود حضرات انبیاء عظام و باطن اولیاء کرام و وجود عرش و کرسی و ملک و بہشت و روح و قلم۔
- ۳۔ موجودات وہمی چنانچہ ممکنات دیگر کہ در مرتبہ ہم متقن موجود بودہ و دارای وجود خارجی و نفس الامری نمی باشند۔

آنچه میفرمایید کہ علم اجمالی بہ سبب اصلا بپدران و ارحام مادران بصورت انسانی کہ احسن تقویم است ظہور فرمودہ و با اسم احمد و محمد نامیدہ شدہ است و نیز میفرمایید نیک استماع باید نمود۔ کہ این قید اجمال ہر چند علم مطلق را مفید ساختہ است الخ یعنی مراد حضرت امام درین قریایش آن است کہ وجود مبارک سر در درو عالم مستفاد از خود صفت العلم او تعالیٰ است۔

سوال: صفت العلم از جملہ صفات قدیمہ بودہ و از مراتب وجوب است و سر در درو عالم از جملہ ممکنات و حادث است پس وجود سر در درو عالم علم اجمالی شدہ نمی تواند؟

جواب: مراد حضرت امام درین جا از صفت العلم ظہور و تجلی صفت العلم است خود صفت العلم کہ قدیم و از مراتب وجوب است۔

تبصرہ: این صفت علم مبارک در ابدان پدران و ارحام مادران بودیعت تہادہ شدہ۔
 تا اینکه از بدن بی بی آمنہ شرف نزول فرمودہ این جهان را بوجہ مسعود خود منور گردانید و رحمت عالم
 و عالمیان شرف ظهور فرمود۔ حضرت شاہ فضل اللہ مجیدی میفرماید بیت
 تو بدین قامت موزوں چو خرامی بجان نخل تو بہ بتواضع سر بہرت برپا
 منقول است کہ یک زن عقیقہ نور مبارک سردار دو عالم را در پیشانی حضرت عبداللہ شاہ
 بنمود و از نزد او ہمیشہ خواہش ازدواج می نمود اما وقتی کہ حضرت عبداللہ بابی بی آمنہ صحبت نمود
 و نور آنحضرت از بدن انتقال فرمود بعد از آن آن زن عقیقہ آن نور را در پیشانی حضرت عبداللہ ندید
 از ازدواج صرف نظر کرد۔

خلاصہ اینکه خلقت سردار دو عالم از صفت علم او تعالیٰ بوردہ است و میفرماید کہ صفت
 علم بذات مقدس او تعالیٰ داراے یک نوع قرب بوردہ کہ سایر صفات داراے این قرب نمی
 باشند زیرا کہ علم حضوری عین عالم و عین معلوم شدہ میتواند اما قدرت و ارادت عین قادر و عین
 مرید شدہ نمی تواند پس ازین جا قرب احمد را با احد قیاس باید کرد حضرت بیدل میفرماید بیت
 در غیب احد است و در شہادت احمد این است رموز خواجہ ہر دو سرا

تبصرہ: علامہ سیوطی در کتاب بدور سافرہ "روایت میکند کہ سردار دو عالم فرمودہ
 و بیان از غیب تمودہ "انا و ابوبکر و عمر من طینتہ واحدة و فیہا تدفن" یعنی من و ابوبکر
 و عمر از یک طینت پیدا شدہ ایم و دران خاک دفن میشویم و این پیشگوئی شان بہ ثبوت پیوستہ
 کہ حضرات شیخین یا آنحضرت یکجا مدفون گردیدہ اند و ازین حدیث شریف معلوم گردید کہ خلقت
 حضرات شیخین نیز از صفت علم او تعالیٰ بوردہ است ازین جا است کہ صدیق بہ افتخار خلعت
 مشرف و فاروق اعظم افتخار ترحمانی را کمائی کردہ و سردار دو عالم در بارہ او فرمودہ
 الحق ینطق علی لسان عمر یعنی خداوند بر زبان عمر حرف می زند۔

مقصد اصلی در این جا بیان کمال حسن سردار دو عالم است حضرت امام میفرماید کہ

اگرچہ در این جهان دو ثلث حسن بحضرت یوسف مسلم بوده و یک ثلث آن بہ تمام عالم تقسیم گردید
امادران جهان حسن محمدی است و جمال جمال محمدی یعنی حسن محمدی ملاحظت است کہ
در ادراکات این جهان نمی گنجد و ادراکات اخروی دارای لیاقت و کمال دیگر است کہ با دراک
این جهان قابل مقایسہ نیست و میفرماید چون حسن سر دارد و عالم حسن ذات است زیرا کہ علم
عین عالم است بنا بر آن ظرف محبت او تعالی واقع گردیدہ کہ جمیل مطلق است و حسن حضرت
یوسف چون صباحت بوده بنا بر آن ظرف محبت حضرت یعقوب واقع گردیدہ است انہو خلاصہ
ایتکہ در بین این دو حسن تفاوت زیادی موجود است بیت

شادی قافلہ مصر بگردش نرسد ہر کہ را چون تو عزیزی ز سفر باز آید
یک نفر افغان محبت سر دارد و عالم را اظہار نمودہ می گوید۔

ستاد ابرو حسن ذاتی دی چہ پہ جلال فی فنا شوی وی قلبو

ستاد ابرو حسن قدم دی چہ پہ جمال فی بقا شویدی قلبو

حضرت امام میفرماید اگرچہ صوفیہ تمام افراد عالم را ظهور اسما و صفات او تعالی میدانند اما مراد
آنها خود صفات نبودہ بلکہ مرادشان صور علمی صفات است زیرا کہ آنها بوجود خارجی صفات
قابل نیستند و مراد حضرت امام خود صفات العلم بوده کہ دارای وجود خارجی است پس در نزد
وجودیہ عالم ظهور صور علمیه صفات است نہ ظهور خود صفات و در بین خود صفات و ظهور علمی آنها
تفاوت زیاد موجود است نمی بینی کہ صور علمی آتش اشراق و احراق و اضافت ندارد پس مفہوم
یک شی عین آن شی شدہ نمی تواند و میفرماید اگرچہ ارباب معقول کہ حصول انبیا را با نفسها
گفتند از این بیان مراقبول نخواہند کرد اما کشف صریح ما کذب عنیت شی و صورت شی است
از بیان فوق معلوم شد کہ خلقت ابتدائی آن سرور در مرتبہ نفس الامر است و خلقت ممکنات
دیگر در مرتبہ و ہم تنقن است اگرچہ بعضی کمال از اولیائے کرام بواسطہ فنا و تم و بقا کمال بمرتبہ
نفس الامر میرسد اما چون خلقت ابتدائی آنها در مرتبہ نفس الامر نمی باشد بنا بر آن معصوم

دانستہ نمی شوند و باقی حضرات انبیاء عظام اگر چه صفت العلم مخلوق نشده اند اما خلقت شان در مرتبه نفس الامر است. پوشیده نماند که خلقت حضرت نور و ابراهیم نیز به صفت علم مربوط است اما مانند خلقت سردار دو عالم نبوده بلکه به نسبت آن خلقت ظلیت داشته پس وجود سردار دو عالم ظهور خود صفت خداوندی است و میفرماید که هیچکس غیر از سردار دو عالم ظهور نفس صفت خداوندی نیست الا قرآن کریم که آن کتاب مقدس نیز ظهور نفس صفت الکلام است اینقدر فرق موجود است که ظهور قرآن کریم ظهور صفت حقیقی و ظهور آنحضرت ظهور صفت اضافی است بنا بر این قرآن کریم قدیم و غیر مخلوق است و آنحضرت مخلوق و حادث است۔

تبصره: این فرمایش حضرت امام بنابر کشف صریح بوده و فرموده علامه قاضی عضد که قرآن را قدیم میدانند و بید کشف صریح حضرت امام است. شامی دانید که در مخلوقیت و غیر مخلوقیت قرآن کریم اختلاف علماء کرام موجود است۔ آنچه میفرماید معامله کعبه ربانی ازین دو ظهور اسمی هم عجیب تر است الخ یعنی ظهور حقیقت محمدی و ظهور قرآن کریم ظهور اسم و صفت بوده و ظهور کعبه ظهور تنزیه صرف حق تعالی است و میفرماید که این هم از عجایب است که ظهور است و صورت نیست الخ یعنی اگر چه ظهور خواهان صورت است اما این از عجایب بوده که ظهور است و صورت نیست دیده شود۔

تبصره: اگر چه حقیقت کعبه فوق حقیقت محمدی بوده اما فضیلت برائے سردار دو عالم است زیرا اگر چه در کعبه ظهور تنزیه صرف است اما کعبه از مرتبه ظهور تنزیه صرف بالاتر عروج ندارد و عروجات محمدی از ظهور تنزیه صرف بالاتر است و معلوم است که ظهور تنزیه از مرتبه ذات مقدس پایین تر است۔ نمی بینی که عکس زید که در آئینه نمایان است عین زید نبوده بلکه تمثال زید است اما عروجات سردار دو عالم بطرف ذات مقدس غیر تنهایی است و کعبه معظمه از آن عروجات حصه نداشته و زینہ اول مرعوجات سردار دو عالم را حقیقت کعبه است چنانچه حضرت امام در مکتوبی و حضرت عروۃ الوثقی نیز در فقرات اول مکتوبات قدسی آیات خود بآن تصریح فرموده

و حقیقت کعبہ را زینہ اول عروجیات سردار دوعالم دانستہ و آنچه حضرت امام در مکتوب آخر این دفتر حقیقت کعبہ را ذات خداوند گفته اند حضرت عروۃ الوثقی کہ شاگرد خاص و خلیفہ اکمل حضرت امام است میفرماید کہ مراد حضرت امام ذات بخت او تعالی نبوده بلکہ مراد شان صفت مسجود است و مسجودیت عین ذات مقدس نیست بلکہ وصف مسجودیت از جمله صفات و ثنونات ذاتیہ است کہ غیر ذات است۔ پوشیدہ نما ند کہ حقیقت کعبہ فوق حقیقت محمدی پورہ نہ فوق حقیقت احمدی و حقیقت احمدی یک سری ذات مقدس او تعالی است کہ در مرکز جمال ذاتی بہادہ شدہ است چنانچہ تفصیل بیشتر این موضوع در مکتوب ۹۴ دفتر مقدس تحریر یافتہ است از اینجا حاصل مطلب گردد۔ تبصرہ: یک امر مسلم و ثابت است کہ تخلیق تمام عالم ممکنات بواسطہ آنحضرت است و کعبہ نیز از جمله مخلوقات و ممکنات است از اینجا افضلیت آنحضرت را باید دریافت۔

آنچه میفرماید بشنو بشنوا یعنی این دولت خاصہ سردار دوعالم است کہ از صفت العلم او تعالی مخلوق گردیدہ اند اما چون در خوان کرم کریمان پس خورده ہامی مانند بنایران آن بقیہ کہ از خلقت مبارک آن فخر اولین و آخرین ماندہ بود آنرا بفری از دولتمندان امت او اولوش و سپورہ گو یا عطا فرمودہ اند الخ یعنی آن فرد دولت مند کتایہ از وجود مسعود خود حضرت امام است قبل من قبل بلا علة۔ مصرع با کریمان کار ہادشوار نیست

ازین فرمایش حضرت امام معلوم است کہ خلقت حضرت امام نیز از صفت علم او تعالی است کہ بصدقہ سردار دوعالم بایشان رسیدہ است۔ سبحان اللہ سبحان اللہ فردیکہ وجود او از علم پورہ باشد معلومات او چہ خواهد بود و دیگران بعلم و موارد او چگونہ پے خواهند برد۔ مصرع خاص کند بتدہ مصلحت عام را

بیت با خدا دادگان ستیزہ کن کہ خدا دادہ را خدا دادہ است

بیت ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

حضرت امام در مکتوبی میفرماید کہ عنایت او تعالی معلول بہ هیچ علت نبودہ صرف کرم نامتناہی

او تعالیٰ است سبب و علت نمی خواہد الخ۔ ناگفته نماند حدیث شریفی کہ درباره خلقت خلیفہ اول و خلیفہ ثانی قبل از گذشت نیز مثبت آن است کہ خلقت حضرت امام از علم او تعالیٰ می باشد زیرا کہ حضرت امام نیز از سلسلہ حضرت فاروق اعظم است۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی کہ خواجہ زادہ و عالم و بزرگ و ادیب محترم است در درج حضرت امام میفرماید۔ بیت

ہمین فرزند فاروق است چون اب کون نطق از زبان او کند رب

پوشیدہ نہ نماند کہ خلقت درخت خرمات نیز از لقیہ طینت حضرت آدم است و خلقت حضرت امیر از لقیہ خلقت حضرت عیسیٰؑ میباشد چنانچہ حضرت قاضی شہار اشہ پانی پتی عثمانی آن حدیث شریف را در کتاب ارشاد طالبین روایت کردہ است، اے عزیز مقبولیت حضرت امام جائے تعجب نیست نمی بینی کہ روئے زمین را بہ ارشاد خود منور ساختہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح میفرماید کہ حضرت شیخ ارباص این دورہ الف ثانی می باشد و میفرماید کہ دوست ندارد او را مگر مومن تقی و کینہ نمی ورزد ہمراہ او مگر منافق شقی و میفرماید کہ محبت حضرت شیخ محبت دوراد و او محبت مومن کائنات است۔

تبصرہ: سوال و جوابے را کہ حضرت امام از مقولہ ہائے شیخ اکبر بیان فرمودہ اند حاصل آن این است کہ نیز حضرت شیخ خلقت سر دارد و عالم از صورت علمی صفت علم است نہ از خود صفت علم زیرا کہ بہ نزد او صفات ثنائیہ وجود خارجی ندارند و خلقت عالم از صورت علمی صفا است نہ از خود صفات۔

تذکرہ: آنچه حضرت امام بطرز سوال از طرف شیخ اکبر بیان نمودہ اند کہ علم حق سبحانہ علم حضوری بودہ نہ حصولی و در علم حضوری صورت تمیض باشد بلکہ خود معلوم می باشد پس مراد حضرت شیخ نیز خود صفت علم خواہد بود نہ صورت علمی صفت علم۔ حضرت امام جواب میدہد کہ شیخ اکبر کہ تعین اول را کہ حقیقت محمدری میگوید آنرا تعین گفتہ و زائد بر ذات دانستہ و عین ذات میدانند و وجود خارجی صفت العلم ہم قابل نیست بلکہ ظہور صوت علمی صفت العلم را تعین اول میدانند پس آن مرتبہ

مرتبہ ذات مقدس نبودہ کہ علم آن مرتبہ علم حضوری بوده باشد و نیز شیخ تعین علم را کہ حقیقت محمدی میدانند بہ نزد تعین اول عبارت از طور صورت و مفهوم صفت العلم است نہ خود صفت العلم۔ پس مراد شیخ اکبر خود صفت نمی باشد۔ آنچه میفرماید ازین بیان لازم آید الخ یعنی در علم حضوری کہ نفس معلوم حاضر است صورت معلوم نیز حاضر است زیرا کہ معلومیت نیز از اعتبارات و صفات معلوم است پس در علم حضوری چنانچہ خود معلوم حاضر است صورت او کہ معلومیت است نیز حاضر است۔ آنچه میفرماید کسانی کہ عروج شان بذات مقدس نرسیدہ باشد از ادراک این دقیقه عاری بباشند الخ یعنی از فرمایش حضرت امام معلوم میشود کہ سایر مردم از دریافت این دقیقه معذور اند و حضرت امام ادراک این موضوع را از ادراک اکثر دیگران بلند دانستہ اند پس دیگران بفکر آن نباید بود کہ در علم حضوری صورت معلوم چگونه حاضر شدہ می تواند۔ آنچه میفرماید سبحان اللہ من حقیر دربانہ و پس افتادہ را چہ یار کہ بعد از ہزار سال از بعثت خانم الرسل سخن از معارف اسرار اکابر انبیاء اولو العزم بر زبان آمدم و در دامن معاد در آیدہ دقائق کمالات مبداء را بیان نمایم۔ ابیات :-

ولی چون شہ مرا برداشت از خاک سزد گر بگذرا نم سرز افلاک

من آن خاکم کہ ابر نو بہاری کند از لطف بر من قطرہ باری

اگر بر روید از تن صد تر بانم چو سبزہ شکر لطفش کے توانم الخ

حضرت امام در این فرمایش خود از شکرانہ نعمت و باب حقیقی یاد آور شدہ فرمودہ اند کہ ما ہمہ بہ شکرانہ نعمتہ خداوندی ماموریم، چنانچہ حق تعالی میفرماید و اما بنعمت ربک فحدث یعنی نعمت پروردگار خود را اظہار و بیان نما۔

منقول است کہ بعد از تحریر این مکتوب شریف ارادتمندان حضرت امام بحضور شان عرض کردند کہ معارف این مکتوب شریف از افہام علماء و فقہاء وقت بلندتر است و بعض نکات معلق آنرا بشریعت مقدس تطبیق دادہ نمیتوانند بنا بران ازین ناحیہ از طرف انہاء علیہ شما کلام سرو صدائے بلند نگر دو کلام دمیہ را سربراہ نسا زنگ کہ سبب تکلیف شما نگر دو۔ بعد از عرض ارادتمندان

حضرت امام سرکبیب تفکر فرموده و بدر بار او تعالیٰ التجلے بندگی نموده و باز سر مبارک خود را بلند کرده و بدر بار او تعالیٰ معروض داشتند بیت

یارب آن غمچه خندان کہ سپری پیش می سپارم بتواز کید حصور جمیش
بعد از ادای معروضہ فوق فرمودند کہ این مکتوب را بہ شیخ نورالحق بفرستید و شیخ نورالحق پس
فضیلت مآب حضرت شیخ عبدالحق دہلوی است منقول است کہ شیخ نورالحق کہ از مخلصین
حضرت عروۃ الوثقی بود بہ ملاقات حضرت عروۃ الوثقی مشرف و حضرت شان با و فرمودند کہ
کامیاب ہائے شما از بزرگان ما انکار داشتند شماراے انکار تشریف آوردید و یا براے اقرار در جواب
معروض داشت کہ برائے عذر انکار و فضیلت مآب شیخ عبدالحق دہلوی از اعتراض نام و در مکتوبات
خود بحضور حضرت امام یک عریضہ مودبانہ نوشتہ چنانچہ کہ مریدان بمرشدان خود عریضی نویسند
آن عریضہ در مکتوبات شیخ عبدالحق موجود است اما مکتوبات شیخ کامیاب می باشد بندہ بہ نزد
یک عالم قدر ہاری آنرا دیدہ بود۔ مکتوب ۱۰۱ حاجت بہ تشریح نیست۔

مکتوب یک صد دوم

تبصرہ: حضرت امام بہ میر محمد نعمان نصیحت و میفرمایند کہ بامریدان بسیار انبساط
نکند تا ہیبت مشیخت از بین تروند و خود او بقیام اللیل پایند باشند و آنچه میفرماید کہ از نصف
تا ثلث است الخ ازین فرمودہ شان کمال علم و کمال تقویٰ حضرت امام روشن میگردد تفصیل
مقام قرار ذیل است:-

در بارہ بیداری ثلث آخر شب احادیث شریفہ بسیار وارد است و نیز در حدیث تشریف
صیام و قیام حضرت داؤد علیہ السلام ستودہ شدہ است و حضرت داؤد در نصف شب قیام نمودہ
و تا سدس آخر شب بیداری بودند حضرت امام کہ بکمال علم متصف است مضامین ہر دو احادیث تشریف
عمل کردہ است یعنی قیام حضرت داؤد و ہم بیداری ثلث آخر شب را مراعات فرمودہ اند تصویر ثلث آخر

قرار ذیل است: وقتی کہ شب دارے نہ ساعت بودہ باشد ثلث آخر شب سہ ساعت میشود و سہس آن یک نیم ساعت میشود حضرت داؤد نصف شب قیام نمودہ و تا سہس آخر شب بیدار می بودند و تمام بیداری حضرت داؤد ثلث شب را احتوای نمود و حضرت امام کہ بہ ہر دو حدیث عمل می کند میفرماید کہ از نصف تا سہس است۔

مکتوب یکصد و سوم

حضرت امام بہ شیخ امیر اجمیری میفرماید کہ اگرچہ مریدان شمار حالات التذاذ و حالات می باشند مغرور کمال خود نشوند زیرا کہ در طریقہ عالیہ نقشبندیہ جذبہ بدایت سبب التذاذ بودہ و این التذاذ حالت ابتدائی این طریقہ عالیہ است و در رنگ آن است کہ طفلان را بہ بنی الف و با آموختہ سازند کار آن است کہ بقنا و بقا مشرف شوند کہ ولایت قرب او تعالیٰ مربوط بہ قنا و بقا است و نیز میفرماید بعد از استخارہ ہا و توجہات بہر کہ تعلیم طریقت گویند مناسب است الخ یعنی شما تا ہنوز خلیفہ مطلق نشدہ اید و نفس شما ہنوز تزکیہ نیافتہ است پس بدون استخارہ مرید نگیرید مبادا داخلہ نفس رخ ندہد اما خلیفہ مطلق کہ نفس او تزکیہ شدہ باشد بدون استخارہ ہم مرید گرفتہ می تواند زیرا کہ عمل او خالص برائے خدا گردیدہ است و امارگی نفس از بین رفتہ۔ انچہ میفرماید آن عدد کہ شما گفتہ بودم اگر تمام کردہ اید و چیزان را بہ کار دارید الخ تبصرہ: مشائخ کرام برائے خلقائے مفید کہ ہنوز خلیفہ مطلق نشدہ باشند استخارہ و مرید گرفتن می رود و عذر معین را اجازہ میدہند اما خلیفہ مطلق در گرفتن مرید اجازہ مطلق دارند و بہر اندازہ کہ خواستہ باشند مرید گرفتہ میتوانند زیرا کہ نفس او تزکیہ و عمل او خالص لوجہ اللہ گردیدہ۔

مکتوب یکصد و چہارم

حضرت امام در این مکتوب شریف بفرزندان خود یعنی حضرت عروۃ الوثقی را بہ منصب قیومیت و

حضرت خواجہ محمد سعید را بمقام خلعت فرزدہ میدہند و بآنها توصیہ میفرمایند کہ شکر این نعمت را بجا بیاورند آنچه میفرماید آن شکل کہ داشتم و در عالم مثال دیدہ شدہ بود در این ایام حل شد انجہ یعنی قرار بعض معلومات آن شکل عبارت از دو چیز بودہ است۔ اول آنکہ حضرت امام از ہمراہی عسکر و یہ مصاحبت سلطان وقت بہ تکلیف می بودند بعد از آن حضرت خواجہ معین الدین حمیری بحضرت امام تسلی دادہ فرمود کہ مفاد و اجر شمار مصاحبت و ہمراہی سلطان است از آن متاثر نباشد۔ دوم اینکہ حضرت امام در عالم مثال قرب انتقال خود را معائنہ و این موضوع را بخواجه محمد معصوم بیان کردہ بودند در ثانی برای شان معلوم گردید کہ هنوز وقت انتقال نرسیدہ است حضرت عروۃ الوثقی در مکتوبی از مکتوبات خود میفرماید وقتیکہ حضرت امام بشارت قیومیت را بہ بندہ فرزدہ دادہ و قرب انتقال خود را بیان و فرمودند کہ اشیاء و عالم ممکنات بہ قیومیت تو راضی ترند فقیر باشیدن بشارت بزرگ چشم پر آب گشتم و سبب زیادت ضایت ممکنات را از ایشان نہ پرسیدم بعد از مرور زمانی فهمیدند کہ هنوز در انتقال ایشان کوتہ ہلندی ہست۔

سوال: در آیات کریمہ است کہ هیچ کس نمیداند کہ یکدام زمین و بہ کجای میبرد

پس این فهمیدن حضرت امام خلاف آیہ کریمہ است؟

جواب: در آیہ کریمہ عدم تعیین جائے وفات مذکور است نہ عدم تعیین وقت و نیز

از بسی بزرگان منقول است کہ وقت وفات خود را بیان کردہ اند حضرت عروۃ الوثقی می فرماید از

سبب بسیار تاثر سر آن را نہ پرسیدم کہ ممکنات بہ قیومیت من چہ را راضی تر بودہ باشند۔ نصراشد میگوید

شاید کہ سبب رضایت ممکنات ارادہ حق سبحانہ بودہ باشد چون ارادہ بہ قیومیت عروۃ الوثقی است

ناچار سبب رضایت ممکنات است۔

مکتوب یکصد و پنجم

تبصرہ: حضرت امام حالات بلند شیخ حسن برکی را توصیف و با و توصیہ میکند کہ

باجای سنت کوشان بوردہ باشند۔ آنچه میفرمایید کہ در علوم موافقت باین فقیر بسیار است و در کشف مطابقت افتاده است و نظریات یک بلند رفته است الخ ازین قریا نشات حضرت امام معلوم میشود کہ شیخ حسن برکی دارای معارف بلند بوردہ است۔ مزار مبارک شیخ حسن در قریہ دہ شیخ برکی لوگرد کابل می باشد۔

مکتوب یکصد و ششم

تبصرہ: در این مکتوب شریف حضرت امام اظہار شکرانہ اجازہ سردار دوعالم را بیان نموده و خیرات ہا کردہ اند یعنی آنحضرت بحضرت امام بشارت دادہ اند کہ حضرت امام در مقام شفاعت نصیبی دارد بنابر ان حضرت امام بفرزندان شان می نویسند کہ بخاطر شما یاں مانده باشد کہ در این باب پیشتر ہم سخن مذکور می کردیم کہ این نسبت علیا عجب است کہ باندازہ خود ظهور نمیکند بخاطر میگذشت کہ شاید ظهور آن ذخیرہ برای آخرت بوردہ باشد و نعم البدل میسر آید ازین واقعہ تشفی آن ترددات حاصل گشت قرب قیامت است و وقت تراکم ظلمات الخ۔

تذکرہ: حضرت امام بفرزندان شان مذاکرہ خصوصی کردہ بود قریبیکہ حق سبحانہ باین فقیر عنایت فرمودہ در اکثر اولیا و جود ندارد اما عجب است کہ این قرب ظهور و شہرت ندارد شاید کہ نتیجہ آن در آخرت معلوم گردد۔ زیرا کہ قرب قیامت است اگر این ولایت معلوم می شود ہدایت عام ترمی گردد اما قرب قیامت است۔

از بشارت سردار دوعالم معلوم گردید کہ بحضرت امام عوض عدم شہرت قرب شان در دنیا حصہ در آخرت بمقام شفاعت عنایت میگردد ازین جاست کہ حضرت امام فرمودہ کہ حق سبحانہ باین فقیر فرمود کہ کسی کہ ترا بمن تا بقیام قیامت بواسطہ یادی و ن واسطہ وسیلہ میگردد اندوامی بخشم و نیز حضرت امام میفرمایند کہ من مخلصین خود را تا بقیام قیامت می شناسم و نام آنها و نام پدران آنها را می دانم۔ آنچه میفرمایید در این ایام معارف غریبہ و علوم عجیبہ

روی دہر گویا آن ورق مقرر قوم گشته است و معاملہ بزرگ دیگر ظاہر شدہ فرزندان دور و معاملہ
عمر نزدیک تاجہ شود الخیر فی ما صنعہ اللہ تعالیٰ میگوئیم و صبری نمایم الخ یعنی مقرر قوم صوفیہ عبارت
از معارف توحید و جہد بود عدم صحت و ناتمامی آن معرفت ظاہر گردیدہ است چون حضرت امام بیت
پادشاہ در اجمیر و فرزندان شان در سرسندی بودند بنا بران اندوری آہنہارنج برده باین اندیشہ بودند کہ
فرزندان شان بواسطہ فراق و دوری از صحبت حضرت امام از معارف بلندی کہ در صحبت حضرت امام
بیسر است محروم نمایند، اما الحمد للہ کہ فرزندان مبارک بہ مقامات عالیہ مشرف شدہ اند۔

مکتوب یکصد و ہفتم

آنچہ میفرمایید گاہ است کہ سبب فتور قبض بود و گاہ بود کہ دورتی طاری میگردد بواسطہ
از تکاب زلات الخ یعنی قبض داراے دو عوامل میباشد، یکتور قبض کہ بہ سالک رخ میدہد
این قبض جز بسوگ بودہ مذموم نمی باشد زیرا کہ سالک گاہے منظر جلال و گاہے منظر جمال میگردد
و در وقت انعکاس صفات جلال البتہ قبض طاری میگردد، و وجہ دوم از تکاب زلات است
و این نوع قبض مذموم است۔ ازینکہ تعیین انواع قبض دشوار است بنا بران لازم است کہ
سالک ہمیشہ تائب و مستغفر بودہ باشد۔

مکتوب یکصد و ہشتم

حضرت امام میفرمایند چون شخصی را سیر فوق مقام رضا بیسہ گردد الخ مقام رضا رسیدن بہ تجلیات
ذاتیہ و مقام اطمینان نفس است و فوق آن مرتبہ وصول بہ ذات بخت او تعالیٰ است و در وصول
بآن مرتبہ مقدسہ تیز تفاوت ہا موجود است یعنی اگر چہ محبوب و خلیل و کلیم وصول آن مرتبہ مقدسہ
مشرف اند، اما تفاوت مراتب موجود است و این مراتب محبوبیت و خلقت محبت از مرتبہ مقام
رسالت ہم بلندتر است در مقام رضا صفات و شیونیات یک اندازہ شرکت داشتہ و مقامے کہ

فوق مقام رضا است خاص بذات مقدس متعلق است۔

مکتوب یکصد و نہم

حضرت امام میفرماید مرتبہ و ہم عبارت از مرتبہ است کہ در آنجا نمودن بود و چنانچہ صورت زید کہ در آئینہ متوہم شود آنجا نمودے بود است الخ و نیز میفرماید کہ این مرتبہ و ہم و راے مرتبہ علم و مرتبہ خارج است الخ یعنی وجود این مرتبہ صرف علمی نہ بودہ و خارجی ہم نیست یعنی مرتبہ و ہم متفق بودہ و در ظل خارج است و در خارج و حرت است و در ظل خارج کہ مرتبہ و ہم متفق است کثرت۔ آنچه میفرماید چون وجود سالک در مرتبہ توہم و تخیل است الخ یعنی وجود او تخیلی بودہ پس فناء تخیلی کافی است ازین جاست کہ گفتاند "اے برادر تو ہمین اندیشہ" یعنی برائے وجود تخیلی فناء تخیلی کافی است و حاجت بہ فناء وجودی ندارد اگر سالک وجود خارجی میداشت فناء خارجی ضرورت میداشت خلاصہ اینکه برائے وجود تخیلی فناء تخیلی کافی است۔

حضرت عروۃ الوثقی در مکتوبی میفرماید کہ تجلیات عالم و حجب در عالم و حجب بودہ بعد از امتزاج نیافتہ است و عدم در کتم عدم خود است اما شہکاری با قدرت او تعالی چنان نشاندارہ است کہ تجلیات مراتب و حجب بعد از امتزاج پیدا کردہ این نشان دادن سبب ایجاد و پیدایش ممکنات گردیدہ است و در حقیقت نہ چنان است و تجلی امتزاج ندارد۔ ازینجا است کہ فرمودہ اند۔

ممكن زنگنائے عدم ناکشیدہ رخت واجب ز بارگاہ قدم ناہارہ گام

در حیرتم کہ این ہمہ نقش عجیب چیست در لوح ظاہر آمدہ مشہور خاص عام

یعنی شہکاریہائے قدرت است کہ عالم ممکنات را موجود نشان دادہ است۔

سوال: در صورتیکہ عالم وجود نداشته باشد پس شریعت مقدس برائے چه و برائے کہ

نزول یافته است؟

جواب: عالم در مرتبہ نمود بدون بود ثابت بودہ و موصوم متفق است و دران مرتبہ

محکوم او امر شرعیہ میاں شد برائے محکومیت وجود خارجی لازم نیست شنیدہ باشد کہ این عالم را عالم مجاز گویند۔ آنچه میفرمایند مدار سلوک این راہ بر تو ہم است یعنی خیال است کہ سالک را صاحب کشف میگرداند۔ پوشیدہ نماند کہ خیال یک جزئی از اجزائے عالم مثال پودہ کہ وسیع ترین عوالم دیگر است۔ تذکرہ: خیال و کشف اگر چه مستلزم زیادت قرب نبوده اما سبب بصیرت عارف است و مرتبہ بعض بزرگان بدون کشف از صاحب کشف ہم بلند تر است۔

پوشیدہ نماند کہ در بارہ خیال دو مقولہ منقول است اول اینکه لولا الخیال لبطل المحال یعنی اگر خیال نباشد حال باطل میگردد۔ و مقولہ دوم این است کہ لولا الخیال لسترا المحال یعنی اگر خیال نباشد حال مستور میگردد۔ مقولہ اول غلط و بے معنی است زیرا کہ عدم خیال و عدم کشف سبب بطلان حال نبوده و مقولہ دوم صحیح است۔ زیرا کہ خیال و کشف نبوده باشد حال و عرفان نمایان نمیگردد و عارف بے بصیرت می باشد۔

تبصرہ: خیال دو نوع می باشد خیال با کشف و خیال بدون کشف قدرت خداوندی است کہ در بعض خیال با قرب منتقش و در بعض منتقش نمی شود۔ مصرع
ہر گل پسرا حرکات دیگر ہست

مکتوب یک صد و دہم

حضرت امام میفرمایند معاملہ عارف بجائے میرسد کہ صورت ہیج معلومی دروے حصول نمی گذران زبان ہر ذرہ از ذرات اورا شاہراہ است بہ مطلوب الخ و نیز میفرمایند چون عارف مقامات ظل را طے کردہ معاملہ را با اصل الاصل برساند این زبان علم وے کہ باشیا تعلق خواہد کرد از قید ظلمت میرا خواہد بود الخ یعنی تا وقتیکہ عارف در مقام صفات و ظلال صفات قرار دارد ممکنات را ظلال حق و مظهر حق می پندارد و زبانیکہ بذات مقدس میرسد ممکنات را ظلال حق نمیداند بلکہ صرف مصنوعات او تعالی میداند زیرا کہ عالم ظلال و مرات و مظهر صفات است نہ مظهر ذات بحت

او تعالیٰ و در این وقت مفہوم ہیچ معلوم در علم این عارف جاگزین نگردیده بلکہ دیدن ہر معلوم سبب انتقال علم اوست بمرتبہ وجوب و ہر مخلوق را مصنوع او تعالیٰ دانستہ سبب عروج او میگردد و نازمانیکہ بذات بحت تر سدا زین نسبت بے نصیب است بلکہ عالم را مظهر و ظل خواہد دانست۔
 و میفرماید در این وقت این عارف مانند ناوہ دانے گشتہ کہ ہر چہ در روی افتد تماند و بیرون خود ندارد
 یعنی وقتیکہ زمین را می بیند چنان می بیند کہ مصنوع او تعالیٰ است و بفکر آن نمی افتد کہ یک جسم ضخیم خاکی است و اگر آسمان را می بیند چنان می بیند کہ یک مصنوع او تعالیٰ است نہ اینکہ مفہوم او را در ذہن حاصل کردہ و بداند کہ یک جسم ضخیم فوقانی است بلکہ ہر چیز سبب عروج او گردیدہ و از مصنوع بہ صانع میرسد۔ آنچه میفرماید این زبان حب این عارف بحب او تعالیٰ کشد و بعض او بہ بعض او سبحانہ الخ یعنی وقتیکہ عارف از اغراض شخصی خود فارغ گشتہ و مراد او مراد حق تعالیٰ بگردد۔ در این وقت حب او حب او تعالیٰ و بعض او بعض او تعالیٰ میباشد
 ازین جاست کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی استاذ ہند در بارہ حضرت امام میفرماید لا یحبہ الا مومن تقی و لا یبغضہ الا منافق شقی یعنی دوست ندارد حضرت امام را مگر مومن تقی و بعض نمیدارند حضرت امام مگر منافق شقی۔ و نیز حضرت شاہ غلام علی دہلوی در بارہ کمال حضرت امام میفرماید کتابی در زمین و آسمان در عرفان یزدان مثل مکتوبات حضرت مجدد نیست و نیز شاہ ولی اللہ میفرماید کہ حضرت شیخ ارباب دورہ الف ثانی است و نیز میفرماید الحق کہ محبت حضرت شیخ محبت در وادوار و محبت بکون کائنات است۔ اے عزیز در شرق و غرب شہر نیست کہ خلفائے کرام حضرت امام آنرا منور ساختہ باشند۔ مصرع
 خاص کند بندہ مصلحت عام را

مکتوب یکصد و یازدہم

حضرت امام میفرماید در ظاہر رنگے از مظهر الخ یعنی ظاہر عبارت از ذات مقدس او تعالیٰ و مظهر

عبارت از وجود موهوبی عارف است و وجود موهوبی یک خلعت خاص است کہ بعارف عنایت میگردد و آنرا قاضی صورت نیز می نامند بواسطہ اینکہ صورت بشری عارف بصورت موهوبی تبدیل یافته است و این وجود موهوبی کہ از تجلی ذات مقدس عنایت شدہ از ثنائیہ عدم مبرا بودہ و دارائے راحۃ امکان نمی باشد و کلمۃ انفعال کہ در این مکتوب شریف مذکور است عبارت از عالمیت اوتالی علم اوتعالی است یعنی در این وقت متعلق علم اوتعالی چیزے ست کہ از نزد ذات مقدس عنایت گردیدہ و معلوم اوتعالی وجود موهوبی عارف است کہ از نزد حق سبحانہ بخشش گردیدہ است۔

آنچه میفرماید ہر چند انفعالی کہ در مقام قاب قوسین است نیز وجود موهوبی است عنایت حق است اما بدون طلبیت نیست و از شوب عدم خالی نہ بودہ اما انفعالات مراتب ظلال خود از شوب عدم خالی نیست۔

تبصرہ: در سرفتا وجود موهوبی بعارف عنایت می گردد در مقام ظلال صفات وجود موهوبی او از تجلی ظلال صفات و در عروج صفات ثنائیہ وجود موهوبی او از تجلیات صفات ثنائیہ می باشد و علی ہذا القیاس در شیونات و اعتبارات۔ اما این وجود موهوبی کہ از تجلیات ذاتیہ عنایت میگردد کہ در مقام اودانی است شوب عدم در آنجا وجود ندارد زیرا کہ در مرتبہ صفات راحۃ عدم را گنجایش بودہ و در تجلیات ذاتیہ گنجایش راحۃ عدم امکان پذیر نیست۔ بیت

مراد دیگر بجائے من نہ بینی چو جان آئی بجائے من نشینی

توئی از ہر دو عالم آرزویم ترا چون یافتم از خود چه گویم

آنچه میفرماید عارف کاتب شمال خود را نمی یابد الخ یعنی در مقام اودانی اعمال کہ لایق کتابت کاتب شمال بودہ باشد وجود ندارد زیرا کہ کتابت شمال مربوط عدم بودہ و در اینجا عدم از بین رفتہ است و تجلی کہ وجود عارف است از شوب عدم خالی است آنچه میفرماید بدان کہ این تدلی بعد از تحقق باہر اودانی است الخ یعنی تدلی کہ در آیہ کریمہ دینی فتدلی الخ مذکور است یعنی نزدیک شعار بمنزلہ قوسین پس نزول کرد این تدلی بعد در مقام اودانی صورت میگیرد و عارفیکہ بمقام اودانی

مشرف شود تدری و نزول او نزول آنست که مقامات عروج با انجام رسیده است۔ آنچه میفرماید این زبان صورت قوسین ظاهر گردد الخ یعنی در مقام عروج قوس اول که قوس وجود بشری بوده فانی شده بود و در وقت نزول صورت آن نمایان می گردید حقیقت آن زیرا که وجود بشری فانی گردیده مگر برای مناسبت به عالم وجود بشری عارف را لباس او گردانیده اند و قدرت را در حکمت پوشانیده اند تا معامله اختیار و آرایش ازین نرود و عارف در ظاهر همانند عوام بوده باشد تا افاده و استفادہ صورت گیرد۔ بیت

از درون شو آشنا و از بیرون بیگانه و ش این چنین زیبا روش کم می بود اندر جهان
و چون بزرگان در ظاهر مانند عوام اند از ان سبب کافران میگویند فالهذالرسول یا کل الطعام
و ہمیشی فی الاسواق اگر کافران و یایعوام بدانند که باطن عارف تجلی ذات او تعالی است و ظاهر
او تجلی صفات او تعالی است و وجود بشری او یک لباس و پوستین و حبه اوست اگر عوام و کفار
از این حقیقت آگاه می شوند هرگز به بزرگان بی احترامی نمی نمایند کافران در بے دینی خود ادامه
نمی دهند و همه مسلمان می شوند۔

تذکرہ: قوس ثانی عبارت از وجود موهوبی بوده که در وقت عروج مشهور و در وقت
نزول مستور گردیده است و نیز میتوان کہ قوس ثانی تعبیر از عالم و جوب بوده باشد کہ در وقت نزول
از نظر غائب گردیده و ایمان شهودی به ایمان غیبی تبدیل شده است۔

مکتوب یکصد و نوزدهم

تبصرہ: مراد حضرت امام آن است کہ صفات ثمانیہ او تعالی لا هو ولا غیرہ
می باشد اگر چه زائد اند مگر با ذات مقدس در یک مرتبہ موجود اند و این موضوع بہ کشف صریح و
صحیح مربوط بوده و از عقول و ادراکات بلند است عقل نمی راند کہ با وجود زیادتیی چگونه در یک مرتبہ
خواهند بود۔ و آنچه علمائے کرام برای دفع تناقض گفته اند کہ صفات ثمانیہ غیر مصطلح نبوده و منفک

نہیں تندر و غیر مصطلح متفک را گویند بہ توجیہ آہنا کلام ضرورتی نیست زیرا در کشف صریح می بینیم کہ
چنانچہ عین نیستند غیر ہم نیستند و عقل در غیب محض گمراہ محض است و تمیز عقل مربوط بہ چیز ہائی
است کہ توسط حواس خمسہ با و میرسد و آن چیزیکہ دور از حواس خمسہ بودہ باشد با دراک عقل نمی گنجد
و بدان عقل بکلید عقل کشودہ نمی گردد ازین جاست کہ گفتا ندر مصرع

عقل در شرحش چو خر در گل بود

عقل از ادراک ذات مقدس عاجز است و عقل ہم از جملہ مخلوقات اوست مخلوق عاجز از خالق
خود چہ خبر خواہد داشت۔ اگر وجود ادراک ذات مقدس بدرک عقل گنجایش میداشت حکماء یونان
کہ در معقولات داراے ید طولی بودند ہر ی نمی شدند و ہمہ مومن می شدند علمائے معقول میگویند کہ
عقل در معقولات و خیال و وہم در محسوسات میرمیکند و صوفیہ کرام میفرمایند کہ چیزیکہ در این جہان
نمونہ داشتہ باشد در خیال می گنجد و چیزیکہ در این جہان نمونہ نداشتہ باشد در خیال نمی گنجد و ظلال
صفات ثنائیہ در این جہان داراے نمونہ بودہ اند چنانچہ علم ما نمونہ علم او تعالی و قدرت ما نمونہ
قدرت او تعالی است علی ہذا القیاس۔ اما ذات مقدس او تعالی در این دنیا نمونہ نداشتہ بنا بران
در ادراک و خیال نمی گنجد ازین جاست کہ سعدی شیرازی میفرماید بیت

اے برتر از خیال و قیاس گمان و ہم فدہ چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دانستن ذات مقدس بہ تبلیغ پیغمبران موقوف است۔ اما کسانیکہ در این جہان از مرتبہ خیال میگززد
با دراک ذات مقدس سرفراز می گردند۔

مکتوب یکصد و سیزدم

تبصرہ: حاصل این مکتوب شریف اینکہ صفات حق سبحانہ بہ صفات ممکنات مناسبت
نداشتہ و کمال تقدس مقدس اند چہ صفات ممکنات اعراض اند کہ بجاہر و موصوفات خود قیام دارند
و صفات واجبی مقوم و مثبت جواہر اند و جواہر ممکنات یک اثر صفات مقدس می باشند و غیر صفات

ممکنات حکم میت و مردہ دارند کہ موصوف آنها بواسطہ آنها حی و عالم است خود آنها حیات و علم ندارند چنانچہ بصیرا در دیدن زنده و در شنیدن مردہ است و سمع مادر شنیدن زنده و در دیدن مردہ است بخلاف صفات واجبہ کہ ہر صفت آن مرتبہ مقدسہ داراے کمالات صفات ثمانیہ است۔

تذکرہ: این موضوع ہم از عقول مابلند بودہ کہ حیات و علم بندہ سبب حیات و علم بندہ میگردد اما خود حیات و علم داراے حیات و علم نمی باشند پس لازم است کہ انسان باموریکہ درک آن از عقل شان بلند است در آن امور پیرو شاگردان حق تعالی کہ پیغمبران اند بودہ باشند و متابعت آنها را بنمایند و عقل را مقتدی ندانند۔ بیت

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن

آنچہ میفرماید در اینجا اتصاف الخ یعنی در قیام عرض بگوہر و قیام صفت بموصوف اتصاف موجود است و در قیام مصنوع بہ صانع اتصاف موجود نیست و مصنوع صفت صانع نمی باشد و نیز در قیام صفت زیادت موجود است کہ صفت زائد بہ موصوف و غیر موصوف است و در قیام شیئ بذات خود زیادت و وجود ندارد۔ آنچہ میفرماید ہر گاہ وجود و وجوب الخ یعنی اتصاف و صفت و موصوف بودن فرع وجود است و در جائے کہ وجود و وجوب نہ بودہ باشد اتصاف آنجا چہ گنجایش خواهد داشت خلاصہ اینکہ مرتبہ ذات مقدس و صفات ثمانیہ او تعالی از عقل و تصور مابلندتر است۔ آنچہ میفرماید این نور اقدس بچون اگر ظہوری داشتہ باشد الخ یعنی ظہور اول و تعین اول آن مرتبہ مقدسہ تعین وجود است کہ دائرہ حب است و حب مرکز آن دائرہ است یعنی اگر تمثال آن مرتبہ مقدسہ در مرتبہ ثانی ظاہر گردد تعین وجود خواهد بود۔

تذکرہ: اگرچہ حضرت امام بظہور و تعین قایل نیست اما قرار اصطلاح قوم حضرت امام ہم لفظ تعین را بزبان مبارک خود آورده و قید کنایت ساختہ اند زیرا کہ بہ نزد وجودیہ تعین صرف یک ظہور است کہ وجود ندارد و حضرت امام این مراتب را موجود ظلی و نفس امری میدانند

مکتوب یکصد و چہارم

تبصرہ: حال این مکتوب شریف اینکہ درجاء دیگر مرتبہ اجمال و تفصیل ہر کلام جداگاتہ می باشند و مقام تفصیل غیر مقام اجمال می باشد اما صفات ثنائیہ او تعالی اگرچہ تفصیل کمالات ذاتیہ او تعالی می باشند باز ہم مرتبہ صفات عین مرتبہ ذات مقدس است بخلاف اجمالات و تفصیلات دیگر کہ در یک مرتبہ نمی باشند و این موضوع نیز از عقل مابلند است اما بہ کشف صریح بہ ثبوت پیوستہ است و نظر کشفی کہ انعکاس علم او تعالی است باین معارف مادہ کہ خاصہ مجدد الف است پے بردہ می توانند و اکثر دیگر اولیاء کرام ہم باین معارف رسیدہ نمیتوانند۔ آنچه میفرماید علم واجبی کہ باین صفات تعلق میگیرد الخ یعنی چون صفات از ذات مقدس جدائی نداشته علم او تعالی یا آنہا علم حضوری است زیرا کہ نزد حضرت امام علم حضوری علم بہ نفس خود است نہ علم بہ صفت خود۔ آنچه میفرماید انکشاف ذاتی در ان مرتبہ الخ یعنی معلومیت صفات او تعالی بذات او تعالی بمنزلہ معلومیت ذات خود او تعالی است۔ آنچه میفرماید چون صفت العلم تعلق بکمالات مندرجہ ذاتیہ او تعالی پیدا کند الخ

سوال: حضرت امام درجاء دیگر فرمودہ کہ ذات مقدس او تعالی آنقدر بلند و برتر است کہ صفت العلم او تعالی ہم بآن مرتبہ مقدسہ رسیدہ نمیتواند و آن مرتبہ مقدسہ کہ بذات او تعالی معلوم است بآن علم معلوم است کہ آن علم عین ذات او تعالی است نہ بہ صفت العلم و اینجا میفرماید کہ صفت العلم او تعالی کہ کمالات ذاتیہ تعلق پیدا کند پس تطبیق این دو قول چگونه خواهد بود؟

جواب: مرتبہ ذات مقدس او تعالی دیگر کمالات مندرجہ ذاتیہ دیگر است زیرا کہ کمالات ذاتیہ عبارت از شیونات و اعتبارات ذاتیہ می باشد و معلوم است کہ شیونات اعتبارات غیر ذات مقدس او تعالی اند پس صفت العلم بہ کمالات ذاتیہ او تعالی کہ شیونات و اعتبارات اند تعلق پیدا کردہ می تواند نہ بذات مقدس او تعالی۔ آنچه میفرماید در مرتبہ وجوب وجود ہر چند وجود

ثابت گشتہ است اما ظرفیت خارج و علم مرآن وجود را پیدا نشدہ کہ ظرفیت و مطروفت را
انجام حال نیست الخ یعنی اگر چہ حق سبحانہ بوجوب وجود متصف است اما علم و خارج ظرف آن وجود
شدہ نمی تواند زیرا کہ آن وجود از مرتبہ خارج و مرتبہ علم بلندتر است و بیچ نسبت در آنجا رسیدہ
نمی تواند و علم و خارج فرع وجودی باشند۔ آنچه میفرمایند متاخران صوفیہ علیہ گفتہ اند کہ صور علم
در خانہ علم است و بس الخ مراد حضرت امام ازین فرمایش اعتراض علیہ صوفیہ است کہ آنہا علم
او تعالی را ظرف صور علم پنداشتہ اند و حالانکہ علم او تعالی ظرف هیچ چیز نمی باشد و عالمیت حق تعالی
باین طور است کہ معلوم بعلم او تعالی قیام پیدا میکند اینکہ علم او تعالی ظرف معلوم بودہ باشد۔

تبصرہ: بہ نزد صوفیہ وجود بی ظاہر و وجود عبارت از ذات او تعالی است و باطن
وجود عبارت از صور علم است و آنہا میگویند کہ ظاہر وجود یعنی ذات حق تعالی بمنزلہ آئینہ بودہ و
صور علم در آن آئینہ افتیدہ و نشان و صورت عالم نمایان شدہ است و عالم ممکنات در حقیقت
وجود ندارد و میگویند عکس زید کہ در آئینہ افتیدہ و نمایان میگردد صرف ظہور زید بودہ و در حقیقت
در آئینہ بیچ چیز وجود ندارد و بہ نزد این صوفیہ وجود ممکنات بمنزلہ صورت زید است در آئینہ کہ
دارای ظہور بودہ و وجود ندارد پنداشتہ باشند۔ و آنچه حضرت امام در کلمات عربی فرمودہ مرادشان نیز اعتراض
است علیہ صوفیہ وجودیہ۔ و میفرمایند کہ صورت ہا در علم ممکنات این جهان عبارت از نفس علم است
چنانچہ علمائے معقول گفتہ اند کہ صورت معلومہ از حیث ہی معلوم بودہ و از حیث قیام علم است
و میفرمایند کہ در غایب الخ یعنی در علم او تعالی نیز معلومات حاصل نمی گردد و علم او تعالی ظرف بیچ
معلوم نمی باشد بلکہ معلومات قیام بعلم پیدا میکند زیرا کہ علم او تعالی بسیط است کہ تعدد و تكثر
در آن وجود ندارد و اگر علم او تعالی ظرف معلومات متعدد دیگر در علم او تعالی بسیط نخواہد ماند بلکہ
متعدد خواہد شد۔ زیرا کہ صور تہاے متعدد ہر کدام شان مقتضی ظرف جداگانہ می باشد پس
در علم بسیط چگونه گنجایش پیدا خواہد کرد۔ بنا بر این مقصد حضرت امام این است کہ در علم او
تعالی ظرفیت و مطروفت نیست بلکہ قیام معلوم است بعلم۔

آنچه میفرماید عجب محالہ است کہ ارباب معقول الخ این فرمودہ حضرت امام نیز اعتراض است بر علیہ وجودیہ کہ علم او تعالیٰ را طرف اعیان ثانیہ دانستہ اند۔ آنچه میفرماید باید دانست کہ این صور علمیہ کہ از تعلق صفت العلم بہ کمالات مندرجہ ذاتیہ او تعالیٰ الخ یعنی صور علمیہ او تعالیٰ وصفات او تعالیٰ ہر کدام شان داراے حیات و علم و غیرہ می باشند بخلاف صفات بندگان کہ نہ چنان اند۔ آنچه میفرماید بدانکہ این مرتبہ مقدسہ را کہ حضرت ذات مع صفات است تعالیٰ در مرتبہ ثانیہ ظهور است الخ یعنی ذات مقدس کہ جامع صفات ثمانیہ است ظهور اول آن مرتبہ مقدسہ ظهور حضرت وجود است کہ دائرہ حبیب باشد و حب مرکز تعین وجود است۔

آنچه میفرماید ازین جاست کہ حجم غفر از صوفیہ الخ یعنی چون تعین اول حضرت ذات مقدس تعین وجود است از ان سبب صوفیہ آنرا عین ذات دانستہ اند۔ آنچه میفرماید ثبوت این تعین اسبق ماورای علم و خارج است الخ یعنی ظهور این تعین در علم نبودہ کہ ظهور علم تعین اول بگردود خارج ہم نیست زیرا کہ در خارج بدون ذات مقدس و صفات ثمانیہ او تعالیٰ هیچ چیز وجود ندارد بلکہ ظهور این تعین در مرتبہ نفس الامر است کہ ظل خارج بودہ و وراے علم و خارج است۔ سوال: هیچ چیز از علم او تعالیٰ بیرون نیست پس تعین اول چگونه بیرون از علم او تعالیٰ تواند بود؟

جواب: مراد ازین علم صفت العلم او تعالیٰ نبودہ بلکہ این کلام بہ طور صوفیہ وجودیہ است کہ بظہور علم قابل و از وجود خارجی صفت العلم منکر اند پس معانی فرمایش حضرت امام این است کہ علم ظهور اول نہ بودہ بلکہ ظهور اول و تعین اول وجود است و تعین وجود ہم در ظهور علم ظهور نکرده بلکہ در نفس الامر است۔

آنچه میفرماید اول چیزیکہ در مرتبہ تفصیل ثبوتی پیدا کردہ صفت الحیات است الخ یعنی ظهور صفت الحیات دیگر است و خود صفت الحیات دیگر یعنی در ظهور اول وجود قبل از صفات ثمانیہ بطور اجمال ظهور نمودہ و بطور تفصیل صفت الحیات ظهور اول است کہ

یک جز وجود است۔

تبصرہ: بطور صوفیہ وجودیہ صفات ثمانیہ در خارج وجود نداشته بلکه در علم او تعالیٰ ظهور داشته می باشند و علم او تعالیٰ ہم بہ نزد آہنہا عبارت از عالمیت او تعالیٰ است نہ وجود صفت العلم زیرا کہ بہ نزد آہنہا صفات ثمانیہ در خارج وجود ندارند اما پوشیدہ ثمانیہ کہ این بیان حال و کشف آہنہا است نہ عقیدہ آہنہا، اما بہ نزد حضرت امام صفات ثمانیہ داراے وجود خارجی اند کہ مطابق عقیدہ علم اہل سنت است و صفات فعلیہ و اضافیہ تعلقات صفات قدیمیہ اند و خود صفات ثمانیہ قدیم و صفت اضافیہ حادث اند و ایجاد و تخریق ممکنات و تمام تصرفات عالم و حجب کہ در ممکنات اجرا میگردد توسط صفات اضافیہ می باشد۔ خلاصہ اینکہ بہ نزد حضرت امام صفات ثمانیہ چنانچہ وجود خارجی داشته می باشند ظہورات خارجی نیز دارند بنا بران ظہور اول بہ نزد حضرت امام ظہور وجود است کہ دائرہ حب می باشد و حب مرکز دائرہ وجود است و وجود تعین اول و ظہور اول است و ظہور ثانی ظہور صفت الحیات است و ظہور ثالث ظہور صفت العلم است و علیٰ ہذا القیاس تمام صفات ثمانیہ را قیاس بآن باید نمود کہ وجود صفات ثمانیہ دیگر و ظہورات شان دیگر است و وجود صفات ثمانیہ قدیم و ظہور آہنہا حادث است۔

آنچہ میفرماید بعد از صفت الحیات صفت العلم است انہ یعنی ظہور اول ظہور وجود و ظہور ثانی ظہور صفت الحیات و ظہور ثالث ظہور صفت العلم است و صفت القدرت و ارادت و غیرہما بمنزلہ اجزائے صفت العلم می باشند زیرا کہ در علم حضوری اتحاد علم و عالم و معلوم است یعنی صفت العلم عین ذات مقدس شدہ می تواند اما قدرت و ارادت ہرگز قادر و مرید شدہ نمی تواند۔

آنچہ میفرماید نزد این حقیر مبداء تعین حضرت خلیل انہ یعنی تعین اول کہ تعین اول است مبداء فیض حضرت خلیل و مرکز تعین اول کہ حسب است مبداء تعین حضرت خاتم الرسل

می باشد و این تعین اول که وجود است دارای حصص زیاد است یک حصه آن حیات و حصه دیگر آن علم و حصه دیگر آن قدرت و حصه دیگر آن اراده و حصه دیگر آن سمع و حصه دیگر آن بصر و حصه دیگر آن کلام و حصه دیگر آن تکوین می باشد پس مبداء تعین هر پیغمبر یک حصه است از حصص این تعین اول وجود چنانچه یک حصه آن که علم است مبداء فیض حضرت سردار دو عالم و حضرت توح و حضرت خلیل است و حصه دیگر آن که قدرت است مبداء فیض حضرت عیسی و حصه دیگر آن که کلام است مبداء فیض حضرت موسی و حصه دیگر آن که تکوین است مبداء فیض حضرت آدم می باشد۔

سوال: حضرت امام در این مکتوب شریف میفرمایند که حضرت روح الله نیر در صفت الحیات نصیبی داشته می باشد و در جای دیگر مبداء فیض او را صفت القدرت نشان داده است جواب: این قریایشان بقریایشان دیگرشان متضاد نیست زیرا که قدرت از ظلال حیات و حیات از ظلال وجود است و مقرر است که برای عارف اول تر کشف ظلال و در ثانی کشف اصول میسر میگردد و نیز در باره سر دار دو عالم که مبداء فیض شان را صفت العلم دانسته و در ثانی مبداء فیض شان را وجود و حب دانسته است این هم بتایر مسئله ظل و اصل است زیرا که علم ظل و وجود و خود از ظلال حب است به شما معلوم خواهد بود که برای عارف در اول ظهور ظلال و در ثانی ظهور اصل می باشد۔

و آنچه میفرمایند جزئیات این اسماء کلیه مقدسه مبادی تعینات سائر انبیاست الخ یعنی صفات مذکوره مبادی تعینات انبیاء اولو العزم بوده و جزئیات آن مبادی انبیاء دیگر می باشد و جزئیات عبارت از افراد این صفات کلیه است۔ آنچه میفرمایند اولیاء که بر قدم پیغمبری از پیغمبران اند الخ یعنی مبداء فیض اولیاء کرام جزئیات جزئیات آن کلیات اند که مبداء فیض انبیاء اولو العزم است یعنی در حق انبیاء دیگر که اولو العزم نمی باشند مبادی فیض شان خود جزئیات آن صفات می باشند و از اولیاء کرام جزئیات جزئیات

مبادی فیوض شان است و مبداء فیض مومنان دیگر نیز جزئیات جزئیات آن صفات اند کہ این مومنان بر قدم آن پیغمبر پورہ باشند۔

تبصرہ: صفات طلبہ عبارت از صفات ثمانیہ پورہ و جزئیات آن عبارت از تعلقات آن صفات است و جزئیات جزئیات تعلقات تعلقات است۔

سوال: معنائے قدم چہ خواہد بود و علت آن چیست کہ یک ولی و یا یک مومن دیگر کہ ولی نیست بواسطہ یک پیغمبر فیض می گیرد و ولی دیگر بواسطہ نبی دیگر؟

جواب: جواب این سوال یک مقدمہ مفصل می خواہد و تقریر آن مقدمہ ذیل ارقام می یابد۔ بہ نزد حضرت امام بہ ثبوت پیوستہ کہ حقیقت ممکنات اعدام متغیرہ می باشند و صفات ثمانیہ و تعالیٰ در مقابل خود عبادات متقابلہ دارند۔

چنانچہ در مقابل حیات عدم حیات و در مقابل علم عدم علم و در مقابل قدرت عدم قدرت علیٰ ہذا القیاس، قرار فرمایش حضرت امام این صفات ثمانیہ در عبادات متقابلہ خود پر توان تراختہ و حقیقت ممکنات آن عبادات است کہ در مقابل این صفات ثمانیہ واقع گردیدہ است پس عارفی و یا مومن دیگر کہ حقیقت او آن عدم پورہ باشد کہ مقابل علم است آن شخص محمدی مشرب و یا ابراہیمی مشرب و یا نوحی مشرب خواہد بود زیرا کہ صفت العلم مربی این حضرات سہ گانہ می باشد ایا باعتبارات مختلفہ یعنی اجمال علم و شان علم مبداء فیض سردارہ دوعالم و تفصیل علم مبداء فیض حضرت خلیل و برزخ اجمال و تفصیل مبداء فیض حضرت نوح می باشد پس کیسکہ عدم او مقابل صفت العلم واقع شدہ آن شخص محمدی مشرب یا نوحی مشرب یا ابراہیمی مشرب می باشد و آن عارف و یا آن مومن دیگر کہ عدم او در مقابل صفت قدرت واقع شدہ باشد آن شخص عیسوی مشرب خواہد بود زیرا کہ صفت القدرت مربی حضرت عیسیٰ است و علیٰ ہذا القیاس۔ انچہ میفرمایند از گذشت آن شروع دائرہ ممکنات است لہٰذا یعنی در مخلوقات اولیٰ تر ظهور تعین اول و در ثانی ظهور تعین دوم و در مرتبہ ثالث ظهور تعین ثالث است

و علیٰ ہذا القیاس و بعد از تمامی تعینات کہ عبارت از ظهور صفات ثمانیہ است شروع دائرہ ممکنات است۔ پوشیدہ ثمانیہ کہ صفات ثمانیہ دیگر و ظهور آن چیز دیگر است یعنی صفات ثمانیہ قدیم و تہورات شان حادث اند۔ زیرا کہ سر دارد و عالم حب را مخلوق و حادث دانستہ است چنانچہ آنحضرت میفرماید اول چیزیکہ حق تعالی ایجاد کردہ است نور من است۔

رحمان بابا میفرماید: افغانی شعر

پہ صورت کہ آخرین دے پیداشوی فمعا کہ اولین دے تہ سہرچاہ

و آن نور عبارت از حب است کہ مبداء فیض آنحضرت است۔ آنچه میفرماید از کمالات وجود و توابع وجود خود بایشان بخشیدہ الخ یعنی در وقت کہ حق سبحانہ خواست کہ عالم را ایجاد نماید بذریعہ صفت تخلیق عکس وجود خود و عکس توابع وجود خود را کہ عبارت از صفات ثمانیہ است بران عداہات انداختہ آن عداہات ممتوجہ را موجود گردانید۔ آنچه میفرماید بی آنکہ از اینجا چیزے جدا شود و این جا ملحق گردد الخ یعنی حق سبحانہ پر تو صفات را بعد از عداہات انداختہ و از صفات ہم چیزی جدا نگردیدہ یعنی یک تجلی را بہ یک عدم انداختہ کہ مناسب تجلی علم بودہ باشد و بعدم دیگر یک تجلی دیگر انداختہ کہ مناسب تجلی قدرت بودہ باشد نہ آنکہ از قدرت و یا از علم چیزے را کم کردہ بآن عدم انداختہ باشد علیٰ ہذا القیاس۔ آنچه میفرماید مقصود از خلق افادہ انعام احسان است بایشان نہ تکمیل و تمیم کمالات اسمائی و صفائی الخ

تبصرہ: این فرمودہ حضرت امام ترددید گفتہ بعض ناقصان است۔ بعض مردم

ناقص گمان بردہ اند کہ تخلیق عالم برائے آن است کہ تجلیات صفات ثمانیہ در آنہا ظاہر و کمالات صفات ثمانیہ ہوید اگر دینی حق سبحانہ تعالیٰ برائے ظهور و روشن ساختن کمالات صفائی خود بہ تخلیق عالم محتاج است تا کمالات صفائی او تعالیٰ بواسطہ تخلیق عالم بہ ظهور برسد۔

حضرت امام میفرماید کہ عاशा و کلا نہ چنان است بلکہ مقصود از تخلیق عالم انعام و احسان است بالائے شان و صفات خداوندی در ذات خود کامل بوده احتیاج بہ ظهور و مظهر ندارند۔ ان الله لغنی عن العالمین۔ بیت

من نمی خواهم کہ از مخلوق خود سوری کنم بلکہ می خواهم کہ با خلق جهان جوری کنم
و میفرماید کہ باید دانست کہ خلق این عالم در مرتبہ واقع شدہ است کہ آنرا بیچ مزاجحتی الخ
تبصرہ: این فرمودہ حضرت امام برائے وضع یک سوال دقیق است تقریر سوال
این است۔

سوال: مقرر و ثابت است کہ وجود حق سبحانہ محدود و متنہای نبودہ بلکہ غیر محدود
است و حالانکہ در این مکان و مرتبہ عالم ممکنات حق سبحانہ نبودہ بلکہ ورای عالم است و
ورایت مستلزم تحدید و تنہای است؟

جواب: حضرت امام جواب میدہد کہ تخلیق این عالم در مرتبہ و ہم واقع شدہ است
نہ در خارج و معلوم است کہ موجود و ہی موجود خارجی را تحدید کردہ نمیتواند چنانچہ کہ دائرہ ہو ہو
نقطہ جواب را تحدید کردہ نمی تواند۔ اما این و ہم و ہم متفق بودہ نہ و ہم سوفسطائی۔

آنچہ میفرماید خاتمہ حسنہ الخ مقصود حضرت امام ازین فرمایش این است کہ آنچہ از
مباری فیوض عالم بیان شدہ است آن مباری عبارت از مباری موجودات و ممکنات این
جهان بودہ نہ موجودات آن جهان و وجود و تشخیص موجودات آن جهان مربوط بہ مباری عالیہ
است و آن مباری عالیہ بہ نزد حضرت امام کمالات ذاتیہ او تعالی اند یعنی شیونات و اعتبارات
ذاتیہ او تعالی و موجودات بہشت بآن مباری عالیہ مربوط است و موجودات این جهان کہ از
عدم ساختہ شدہ مربوط بہ ظلال صفات ثمانیہ اند۔ و آنچہ میفرماید کہ قرب موجودات اہل بہشت
را چہ قسم بیان کنم کہ از مرتبہ مقدسہ ذات او تعالی چہ قسم نصیب و حظا دارند حضرت امام
در این فرمایش آخر خود اظہار عشق پاک خود را نمودہ و آن حظاے مقدسہ را تمنا بردہ است

سردار دو عالم در بارہ درج جنت فرمودہ کہ آنرا نہ چشم دیدہ است و نہ گوش شنیدہ است و نہ خطہ
قلب در آمدہ است و می دانید کہ نعمتہای جنت در مقابل دیدار سر اسرار حق سبحانہ
بیچ نسبت ندارد۔ بیت

گر عشق نبودی و غم عشق نہ بودی چندین سخن نغز کہ گفتی کہ شنیدی
عشق است کہ عاشق را بہ معشوق می رساند و عاشق را عین معشوق می گرداند یعنی در شہود
نہ در واقع۔ بیت

بسیار دیدہ ام کہ یک را دو کرد تیغ قربان تیغ عشق دو کس را یکے کند

مکتوب صدویا نزدیم

تبصرہ: جناب میرزا حاسم الدین احمد از خلفائے شیخ المشائخ حضرت خواجہ باقی باشر
بودہ۔ اما چون حضرت امام را از خود بزرگتر میدانستند بنا بران بحضرت امام نوشتہ است
کہ در بارہ رفتن او بہ حرمین شریفین استخارہ نمایند و حضرت امام بعد از استخارہ بجاوہ او
نوشتہ کہ اگر تنہا سفر نمایند بہتر است و نیز در بارہ یک نفر مرخصیکہ از جملہ سادات کرام است
نیز طالب استخارہ شدہ بود۔ حضرت امام در جواب او می نویسند کہ مریضی کہ طبعیان گفتہ اند در وجوہ
او بتظرنمی رسد اما یک ظلمت و تاریکی دیگر در اینجا محسوس میگردد علت آن چہ خواهد بود۔

مکتوب صدو شانزدہم

تبصرہ: معلوم می شود کہ خواجہ ابوالکلام والی کدہام ولایت بودہ است
بنابران حضرت امام بوی توصیہ و میفرمایند کہ بخلق اللہ شفقت و مہربانی بنماید۔ زیرا کہ
مخلوق بمنزلہ خیال او تعالی می باشند و محبوب ترین مردم مریضی است کہ با ولاد خداوند احسان
می کند۔ سردار دو عالم میفرماید التعظیم لاهل اللہ والتشفیق علی خلق اللہ وصل بزرگ سلامی است۔

مکتوب صد و ہفتم

تبصرہ: درآیہ کریمہ ان فی ذلک لذكری لمن کان لہ قلب او القی السمع وهو شحید۔ ترجمہ یعنی در توصیہ قرآن پند و عبرت است برائے کسیکہ دارائے قلب پورہ و یا قلب او دارائے حضور پورہ باشد۔ حضرت ابو بکر واسطی گفتہ کہ پند و عبرت برائے اہل تمکین است کہ نمشاہدہ ذات مقدس رسیدہ باشند۔ برائے اہل تلوین کہ این طائفہ بہ شعثوان انوار مشاہدہ متلاشی گردیدہ و پند گرفتہ نمی توانند۔ و ابو بکر واسطی در ثانی گفتہ است کہ مشاہدہ سبب ذہول و عدم پند است و وجود حجاب سبب فہم و عبرت است، بنا بران حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ او اعتراض کردہ و میگوید کہ مشاہدہ در حق صاحبان تمکین سبب ذہول نبودہ و این قول واسطی خلاف قول اول اوست کہ گفتہ است "اہل تمکین در وقت مشاہدہ پند می گیرند" و در ثانی گفتہ کہ مشاہدہ سبب ذہول است۔

حضرت امام میفرماید کہ اعتراض شیخ بالائے واسطی وارد نیست زیرا کہ قول اول واسطی تشریح آیہ کریمہ است کہ مشاہدہ برائے اہل تمکین است و قول ثانی او در بارہ کسانی دیگر است کہ ارباب تلوین پورہ باشند کہ مشاہدہ سبب ذہول و عدم فہم آنها است و ہر دو گفتار او در بارہ اہل تمکین نیست۔ حاصل کلام اینکہ ذکر و پند و عبرت در بارہ اہل تمکین ہمیشہ پورہ و برائے اہل تلوین در حین مشاہدہ ذہول پورہ و در وقت حجاب پند و عبرت است بواسطہ اینکہ آنها ناب مشاہدہ ندارند و اگر واسطی پند را خاصہ اہل تمکین می دانست و می گفت کہ برائے صاحبان تمکین ہمیشہ پند است و برائے اہل تلوین در حال احتجاب پند است و پس یعنی در وقت مشاہدہ پند گرفتہ نمی توانند اعتراض شیخ علیہ او وارد نمی گردد۔

آنچہ میفرماید والظاہر عندی الخ یعنی مراد حضرت امام این است کہ در آیہ مذکورہ

پند براے ہر دو طائفہ می باشد و مراد از اہل قلوب ارباب تلوین و مراد از شہید اہل تمکین است
 این قدر هست کہ پند اہل تلوین در وقت احتجاب است و پند اہل تمکین دائمی است آنچہ
 شیخ شہاب الدین فرمودہ محل حادثہ سمع قلب است و محل مشاہدہ بصیر قلب است و فرمودہ
 کہ سمع ارباب سکر در بصرا و غائب می گردد یعنی مغلوب میشوند و پند گرفتہ نمی توانند کسیکہ دارا
 صحو باشد مغلوب نمی گردد و وجود موی می شنود و می شنود و شیخ شہاب الدین وجود موی
 را بوعای وجودی یعنی ظرف وجودی یاد کردہ و این وجود موی غیر وجود بشری است کہ بالتوا
 مشاہدہ متلاشی میگردد و شیخ شہاب الدین گفتہ کہ این وجود موی برای آن شخص دادہ میشود
 کہ براہ فتا بمقر و مرتبہ بقا رسیدہ باشد بعد ازین حضرات امام گفتار شیخ را ترجمہ و میفرماید مراد
 از مکالمہ مکالمہ با و تعالی است و مراد از غیبت سمع در بصیر آن است کہ اہل تلوین در وقت
 مشاہدہ مغلوب گشتہ ہمیدہ نمی توانند و مراد از عدم غیبت سمع در بصیر آن است کہ اہل
 تمکین در وقت مشاہدہ مغلوب نشدہ فہم کردہ می توانند و در حق آنها ہر دوے فہم و مشاہدہ
 جمع میگردد و مشاہدہ سبب ذہول و عدم شعورشان نمی گردد و کلمہ مویوب کہ در کلام شیخ
 است تعلق بکلمہ من جاز داشتہ می باشد یعنی وجود مویوبی براے کسی است کہ از مرتبہ
 فتا بمرتبہ بقا رسیدہ باشد تا این جا ترجمہ کلام شیخ شہاب الدین بودہ بعد از ان حضرت امام
 بہ کلمہ لا یخفی علیہ شیخ اعتراض و میفرماید کہ براے اہل تلوین مکاشفہ بودہ و مشاہدہ وجود
 ندارد و مشاہدہ براے کسی است کہ بمرتبہ تمکین مشرف و بذات مقدس او تعالی رسیدہ باشد
 و مناسب حال صاحبان تلوین مکاشفہ است زیرا کہ آنها در صفات اند و ہنوز بذات مقدس
 او تعالی نرسیدہ است پس اطلاق مشاہدہ در حق آنها صحت ندارد۔

آنچہ حضرت امام میفرماید کہ از کلام شیخ معلوم میشود کہ مشاہدہ در دنیا بہ بصیر قلب شدہ
 میتواند ازین گفتار شیخ اعتراض دیگر علیہ شیخ وارد میگردد و تحقیق حضرت امام آن است
 اشخاصی کہ برویت قلبی قائل ہند آنها ذات مقدس را ندیدہ اند بلکہ صورت ایقان خود را

رویت و صورت موقن بہ را مرنی دانستہ اند چون در دنیارویت قلبی نہ بودہ باشد رویت
بصری کجا خواہد بود و صورت دیدہ شدہ آنہا صورت مثالی او تعالی ہم نمی باشد چہ حق سبحانہ
چنانچہ مثل ندارد مثال ہم ندارد بلکہ دیدہ شدہ آنہا مکشوفات بعض وجوہ و اعتبارات یعنی
تمثال ظلال صفات او تعالی است نہ تمثال ذات مقدس و صفات ثمانیہ او تعالی کہ ذات
اقدس او تعالی و صفات ہم تمثال ندارد بواسطہ اینکہ تمثال در عالم مثال بودہ و عالم مثال
یکے از مخلوقات او تعالی و محدود و تنہای است و حق سبحانہ محدود و تنہای نیست و تمثال
او تعالی را اگر فرض کنیم ہم محدود و تنہای نخواہد بود۔ آنچه میفرماید شناسست خدا را کہ سلطان
خیال را بما عنایت کردہ است و خیال و کشف را آئینہ حصول کمالات گردانیدہ است اگر
خیال و کشف نمی بود درکات و پستی ہائے انفصال و درجات و صل و قرب را نمی دانستیم انہ
یعنی خیال اگر چہ سبب زیادت قرب او تعالی نیست اما سبب بصیرت عارف است کہ
مراتب قرب را تفصیل وار میداند و ہر عارف داراے کشف تمییز شد و بعض عرفاے کرام
صاحبان کشف اند۔ مصرع

خاص کتد بندہ مصلحت عام را

آنچه میفرماید کہ شان لطایف سیر و سلوک است و شان خیال و کشف نشان دادن درجات
سیر و سلوک است و نشان دادن خیال سبب زیادت رغبت بودہ و سیر و سلوک را بصورت
بینائی و بصیرت میگردانند و اگر خیال و کشف نہ بودہ باشد عارف در احوال خود صاحب بصیرت
نخواہد بود و بہ سبب خیال عارف از جہل خلاص و از ارباب علم میگرداند انہ ناگفتہ نماند کہ خیال
بہ مرتبہ ذات مقدس نمی رسد و در آن وقت عارف از مرتبہ خیال بلند تر سیر میفرماید۔

تبصرہ: خیال اگر چہ واسطہ زیادت قرب بودہ اما سبب بصیرت مقامات می گردد۔
باید دانست خیالات یکسان نبودہ بعض خیالات خراف کمالات لطائف سیر شدہ می تواند
کمالات آنرا نشان می دہد و بعض خیالات دیگر نہ چنان است این لیاقت خیال و عدم آن تقسیم

خداوند سیت کہ مردم را دارے استعدادات و خیالات مختلف ایجاد کرده است ذلک تقدیر
العزيز العليم مصرع ہر گل پس را حرکات دیگر است
تبصرہ: لطائف سبعہ عبارت از لطایف پنجگانہ عالم امر و نفس و عناصر است۔

مکتوب صد و ہشتر دہم

تبصرہ حضرت امام قول شیخ شہاب الدین را نقل کردہ کہ گفتہ است کہ مطلع
آنست کہ در تکرار ہر آیہ کریمہ بہ شہود تمکیم یعنی بہ شہود حق مطلع گرد و ہر کدام از آیہ کریمہ منظر جلال
او تعالی بگرد و حضرت امام اگر بخاطر بیالی علیہ شیخ اعتراض و میفرماید کہ ظہر عبارت از نظم
قرآن و کلام لفظی بودہ کہ معجز است و بطن تفسیر قرآن است تا بر اندازہ صفائی فہم و وحد
کہ در حدیث شریف ارشاد است شہود تمکیم است بصورت جلال یعنی تجلی صفائی و مطلع عبارت
از تجلی ذاتی است زیرا کہ سر دارد و عالم مطلع را سوای کلام دانستہ اند پس مطلع و راے کلام است
و کلام صفت او تعالی است و شہود تمکیم دران صفت تجلی صفائی است نہ تجلی ذات مقدس و
اطلاع بذات مقدس بماورای آن مربوط است کہ از تجلی صفت گذشتہ بہ تجلی ذاتی مشرف گردد
پس وصول بذات مقدس وابستہ بہ نظم قرآنی است کہ از نظم بہ صفت الکلام و بعد از ان بذات
مقدس بپس خواهد شد پس خطوتین لازم است کہ یک خطوہ ترقی از نظم قرآن است بان صفت
و خطوہ دوم ترقی از صفت الکلام است بذات مقدس پس رسیدن بہ او تعالی مربوط بہ دو
خطوہ بودہ و از کلام شیخ یک خطوہ معلوم میگردد و عارف شمرانی نیز دو خطوہ فرمودہ است۔

آنچہ میفرماید کہ شیخ شہاب الدین حال امام جعفر صادق را بیان و کلام او را مانند کلام
شجرہ دانستہ اعتراض دیگر است بر شیخ کہ شیخ ہر دو کلام را کلام حق دانستہ است و حالانکہ نہ چنان است
زیرا کہ کلام شجرہ کلام حق سبحانہ بودہ و کلام صوفی کلام حق بنودہ بلکہ کلام بشر است اما صوفی این
فرق و امتیاز را نمی فہمد۔ آنچہ میفرماید عجب است از شیخ کہ مبالغہ کردہ در توحید و جود کہ

کلام بندہ را کلام حق دانست است و در موضوع دیگر توحیدی را بد گفته و کلام انا الحق را حکایت از قول خداوند دانسته و در صورت عدم حکایت قابل این قول را بکفر منسوب گردانیده است و در این جا کلام صوفی را کلام حق دانسته و حالانکه گفتار صوفیہ وجودیہ از غلبہ عشق پورہ و عقیدہ آہن نیست و مرادشان اتحاد کمربتہ مقدسہ و جوب نمی باشد بلکہ بیان حال عشقی است پس این کلام کفر نیست اما کسانی کہ بدون حال خود را بہ صوفیہ وجودیہ مشابہت داده و بدون حال و عشق کلمات آہن را بزبان می آرند زندق و ملحدان اند۔

و آنچه حضرت امام بہ کلمہ لا یخفی میفرماید اعتراض دیگر است بالائے شیخ کہ این بیان توحیدی حال ارباب تلوین و ارباب سکر است و حضرت امام جعفر صادق از ارباب تمکین پورہ نسبت این قول مناسب حال جناب شان نیست بلکہ مراد امام جعفر صادق دیگر است و ان اینست کہ ممکن است کہ بندہ عارف کلام او سبحانہ را بلا کیفیت و بدون حرف و صوت بشنود و آن شنیدن بگوش مربوط نہ پورہ بلکہ تمام بدن آن عارف آن کلام را بواسطہ وجود موسیقی خود می شنود چنانچہ حضرت موسیٰ آن کلام بیچون را شنیده بود و در وقتیکہ تمام بدن عارف شنوا گردیدہ باشد سماع او موقوف بحرف و صوت نیست و کسانی کہ آنرا محال میدانند غایب را بر شاہد قیاس کردہ و عرفان ندارند پس بالائے شان لازم است کہ حال و مقام اولیائے کرام را بہ معاملہ و لیاقت خود قیاس نکنند و نیز بعض کوتاہ نظران میگویند کہ خود حرف و صوت کلام او تعالی است و لا یخفی۔ دوم کہ حضرت امام فرمودہ بیان فرق است میان کلام حق کہ بہ ذرات عالم ممکنات در روز الست صادر گردیدہ و بین کلامیکہ صوفیہ در حالات توحیدی گویند پس عجب است از شیخ شہاب الدین کہ با وجود بزرگی خود فرق دو کلام را نکرده است۔

آنچه حضرت امام میفرماید عجب تر این است کہ شیخ بعد از آن گفتہ است و قتیکہ صوفی باین حال موصوف گردد سماع او ابدی میگردد و این گفتار شیخ نیز در اے صحت نیست زیرا کہ

ابن صوفی در مقام تلویح است و مقام ابدی خاصہ صاحب تمکین است۔ آنچه میفرماید کہ شہود و مشاہدہ برائے واصل می باشد و آن چیزیکہ در مرتبہ صفات است مکاشفہ نامیدہ می شود نہ مشاہدہ و مشاہدہ نصیب صاحبان تمکین است کہ بذات مقدس رسیدہ باشند پس اطلاق مشاہدہ ہم صحت ندارد۔

مکتوب صد و نوزدهم

آنچه میفرماید کہ شیخ شہاب الدین در باب ہم کتاب عوارف خود نوشته کہ بعض مردم بنسوب بہ صوفیہ بودند و صوفی نمی باشند، آنها یک قومی است کہ بجلول قابل اند مانند قول حسین ابن منصور الحلاج و پیاف بخداست کہ اعتقاد کنیم در حق بایزید و حلاج این معنی را و اگر بدانیم کہ مقصد آنها حکایت نیست یعنی از خداوند حکایت نمی کنند پس آنها را رد می کنیم چنانچہ کہ گفتار نصاری را رد می کنیم، این بود ترجمہ کلام شیخ۔

حضرت امام بالائے شیخ اعتراض و میفرماید کہ حکایت برابر باب سکر تخصیص ندارد بلکہ یک شخص دیگر ہم بطور حکایت انا الحق گفته می تواند و کلام ارباب سکر بیان حال می باشد نہ عقیدہ۔ و کلام آنها بیان حال است و هیچ اعتراض بالائے کلام حلاج وارد نمی گردد و میفرماید کہ ظاہر عبارت شیخ آن است کہ اگر کلام آنها بر حکایت محمول نشود حلول خواهد بود و حالانکہ کلام آنها مثبت حلول نبوده و بیان حال است و جائز است کہ بندہ این قول را در غلیات توحید بگوید و شائبہ حلول و اتحاد نداشته باشد بلکہ بیان یک حال بوده باشد و آن قول شیخ کہ گفته کہ بعض آنها نظر خود را بہ مستحبات و زیار و بیان مفید میدانند نشان حلول است۔ حضرت امام میفرماید عجیب است از شیخ بزرگ کہ این عبارات صوفیہ را مثبت حلول و اتحاد میدانند و حالانکہ این عبارات صوفیہ مثبت طور است و طور سوائے حلول است۔ آنچه میفرماید اگر کمالات و جویہ در آئینہ ہائے عدم ظاہر شود اتحاد از آن پیدا نمیگردد۔

جائز است کہ شہود کمالات خداوندی در آئینہ ہائے امکانی ظاہر گردد و این شہود و ظہور مثبت
حلول آن کمالات نہ پورہ بلکہ مثبت ظہور آن کمالات است در آئینہ ہائے امکان اگرچہ
تجویز کنندہ آن صاحب کمال نبودہ بلکہ صاحب نقصان است۔ اما بحلول و اتحاد قابل
نیست و قول او کفر نیست۔

مکتوب ۱۲۰ حاجت بہ تشریح نیست۔

مکتوب بہ بست و یکم

تبصرہ: حضرت امام در مکتوب ۸۷ ہمیں دفتر مکتوبات قدسی آیات سیر خود را سیر
مرادی دانستہ و حیر ہائے نادرہ دیگر کہ مخصوص کمالات مجددی پورہ در انجا نوشتہ بعض کوتاہ فکران
و بے نشان بہ بعض کلمات عالیہ حضرت ایشان اعتراض کردہ اند۔

اعتراض اول اینکه: حضرت امام سیر خود را سیر مرادی گفتہ در مقابل این اعتراض
جواب حضرت امام در خود این مکتوب شریف و ضاحت کامل دارد کہ سیر مرادی بہ وجدان
صاحب سیر تعلق داشتہ می باشد و مردم دیگر از فہم آن عاجز اند۔

اعتراض دوم اینکه: اجتناب خاصہ حضرات انبیاء عظام است پس حضرت امام خود
را چرا مجتبی دانستہ است بمقابل این اعتراض حضرت امام جواب دادہ است کہ اجتناب بالاصح
خاصہ حضرات انبیاء عظام پورہ و اجتناب تبعیت در حق دیگران نیز ثابت است۔

اعتراض سوم اینکه: حضرت امام گفتہ است کہ در اخذ فیض من ربیچ واسطہ موجود
نیست و سر دارد و عالم را واسطہ فیض خود دانستہ اند در مقابل این اعتراض حضرت امام
جواب دادہ است کہ توسط سر دارد و عالم داراے دو معنی است معنی اول عبارت از تعمیل
و متابعت شریعت سر دارد و عالم است بمعناے دوم اینکه بواسطہ او فیض گرفتہ شود متابعت
بمعناے اول بالائے ہر کس از عرفاے خود تا بزرگ تا بقیام قیامت فرض و لازمی است

اما متابعت بمعناے دوم تا وقتے است کہ عارف بواسطہ متابعت و محبت مفراط بہ حقیقت محمدی نہ رسیدہ باشد و بعد از رسیدن بان حقیقت عارف می تواند کہ بدون واسطہ مزارعہ عالم از عالم وجوب اخذ فیض نماید و این ہم از برکت کمال و مرتبہ آنحضرت است کہ قادمان فاضل او بدون وساطت آنحضرت فیض گرفته می توانند۔ و آنچه فرمودہ خدا را بان سبب دوست دارم کہ رب محمد است۔ این فرمودہ در وقت فتنای الرسول است و اظهار عشق است عقیقہ و نیز حضرت امام میفرماید در طریق جذبہ واسطہ نیست۔ حضرت امام میفرماید در طریق جذبہ کہ از طرف حق سبحانہ است واسطہ وجود ندارد و جذبہ خداوندی متکفل وصول عارف است اما آن جذبہ ہم در متابعتان شریعت آنحضرت است مخالفین شریعت مقدس داراے جذبہ نمی باشند۔ آنچه میفرماید ہر ظل را با اصل خود شہرہ ہست الخ یعنی ممکنات ظلال صفات او تعالی بوده و صفات اصول عارف است و قتیکہ عارف بہ اصول خود پیرسد آن اصل چوں صفت خداوندی است تا چارہ مسمی آن اسما و صفات می رسد و در آن وقت واسطہ در بین نمی باشد۔ آنچه میفرماید اگر ہزاران ریاضات الخ یعنی جذبہ برائے متابعتان شریعت مقدس است و بس۔ آنچه میفرماید جذبہ را از سلوک چارہ نیست الخ یعنی صاحب جذبہ مراعات مقامات عشرہ را باید کرد ورنہ جذبہ او اتر است۔

تبصرہ: اولیائے کرام دو نوع اند مرادان و مریدان و محبوبان و محبین، جذبہ محبوبان و مرادان بہ سلوک شان مقدم است و در سیر فی الاشیاء دست میدہد و جذبہ مریدان و محبین بعد از سلوک است کہ در سیر فی اشہد دست میدہد۔

طرق مشایخ ہم دو قسم است: در طریقہ نقشبندیہ جذبہ بر سلوک مقدم است و در طرق دیگر سلوک شان بر جذبہ شان مقدم است و طریقہ نقشبندیہ شریف طریقہ مرادان و محبوبان است و سیر محبان این طریقہ نیز بطور سیر محبوبان است۔

اعتراض دیگرانکہ: حضرت امام خود را اویسی گفته است و حالانکہ مرید شیخ المشایخ

می باشد در مقابل این اعتراض جواب حضرت امام در خود این مکتوب شریف در متن کتاب موجود است۔

تبصرہ ۴: اولیائے کرام سے نوع اند: کسی وادسی وفضل۔

(۱) کسی محتاج بہ توجہ مرشد حیات می باشد۔

(۲) اویسی بہ تربیت بزرگان اموات تربیہ می شوند۔

(۳) فضلی صرف بہ فضل او تعالیٰ می رسد بہ تربیہ مرشد زنده و مرده احتیاج ندارد۔

حضرت خواجہ بزرگ میفرماید یک جذبہ خداوند موافق عمل الثقلین است۔

تبصرہ ۵: از امکان دور نیست کہ یک شخص ہم کسی و ہم اویسی و ہم فضلی بود

باشد چنانچہ حضرت امام کہ کمالات ابتدائی شان مربوط بہ توجہ شیخ المشایخ بوده و

بعض مقامات را بہ توجہ اولیائے اموات سیر کرده اند و کمالات انتہائی شان کہ از ادراک

اکثر اولیائے کرام بلندتر است مربوط بہ صرف فضل و مہبت خداوندی است و قری

است کہ در خطور اکثر بزرگان نمی گنجد۔

لے عزیز! تجدید یک الف کار ہر عارف نبودہ عالمی عارفی تام المعرفت در کار

است میدانید کہ اکثر ولایات ربیع مسکون از خلفائے حضرت منور ساختہ اند۔

اعتراض دیگر اینکه: حضرت امام نام پیر خود را بہ احترامانہ یاد کردہ است در مقابل

این اعتراض حضرت امام جواب دادہ است کہ مراد من معائے اصنافی بودہ نہ معائے علمی و

معلوم است کہ مرشد من بندہ خداے باقی است۔

اعتراض دیگر اینکه: ارباب صحوچین کلمات نمی گویند در مقابل این اعتراض

حضرت امام جواب می دہد کہ صاحبان صحو نیز از سکر خالی نمی باشد و صحو خالص خاصہ عوام

است و صحو کہ بعد از سکر است بدون مزج سکر نمی باشد۔

ز

مکتوب صد سبست دوم

حضرت امام میفرماید: وصول بہ مطلوب احدی را بدون توسط او علیہ الصلوٰۃ والسلام
میسرنمیت الخ

سوال: این قرابتش حضرت امام مخالف محتویات مکتوب ۱۲۱ است کہ فرمودہ اند
بدون واسطہ آنحضرت نیز اخذ فیض می شود؟

جواب: وصول بحق تعالیٰ مربوط بتابعیت شریعت اوست علیہ الصلوٰۃ والسلام
و فیض گرفتن بعد از وصول امر دیگر است فلا تکن من القاصرین۔

آنچه میفرماید اصل را بر ظل تفوق است الخ یعنی حضرت سر دارد و عالم اصل بوده و
حقایق دیگران ظل آن حقیقت است۔ آنچه میفرماید آنچه در آخر کار بہ فقیر نکشوف گشته است
کہ حب تعین اول است و تعین وجودی دائرہ حب بوده و حب مرکز آن است۔

آنچه میفرماید آن دو تعین باعتبار ذات است الخ یعنی ظهور حب و وجود ظهور ذات
مقدس او تعالیٰ و ظهور علم اجمالی ظهور صفت است بنابر آن ظهور علم تحت آن ظهورات است۔
آنچه میفرماید حقیقت شی الخ یعنی حقیقت سر دارد و عالم حب بوده و آنحضرت منظر حب است
کہ بسیار بلند و ظهور اول است و مقرر صوفیہ است ہر چند کہ عروج بلند تر بوده باشد نزول
پائین تری باشد۔ خلاصہ اینکہ وصول بآن حقیقت بلند بیک آن و یک دم میسر نمی گردد یعنی
وصول بآن حقیقت بلند بہ تدریج میسر میگردد۔ چنانچہ قبلا تذکار یافتہ است کہ وصول اجمالی
دیگر و وصول تفصیلی دیگر است۔ وصول تفصیلی بعد از حصول مقام قلت است و وصول
اجمالی قبل از آن حاصل بوده۔

آنچه میفرماید اگر فرق است بہ کلیت و جزئیت است الخ یعنی حقیقت اسرافیل علیہ السلام
یک جز حقیقت محمدی بوده و آن جز عبارت از حیات است و حیات حقیقت اسرافیل است۔

تبصرہ: حیات و علم و قدرت ہمہ اجزائے تعین اول اندکہ عبارت از عجب و وجود است و مراد بحیات ظہور صفت حیات است نہ خود صفت حیات زیرا کہ صفات ثمانیہ در مرتبہ وجوب و تعینات در حجلہ مخلوقات است و ظہور اول مخلوقات و ظہورات ظہور حب می باشد۔

آنچه میفرماید فضیلت آہتا نیز در رنگ افضلیت او علیہ السلام الخ یعنی فضیلت حضرت خلیفہ اول و خلیفہ دوم بہ نسبت از واج مطہرات بیشتر است و سرور و فرحت آہتا در جنت ہائے خود از فرحت از واج مطہرات بیشتر است۔ آنچه میفرماید این علم ظلیت عالم سالک را در راہ بسیار بہ کامی آید الخ یعنی وقتیکہ سالک خود را ظل آن اصل می داند بآن اصل زود ترمی رسد و خیال ظلیت سبب عروج او می گردد۔

آنچه میفرماید باموت درجہ شہادت الخ یعنی سر دارد و عالم با درجہ نبوت درجہ شہادت ہم یافتہ اند چنانچہ وفات شان از اثر نہر آن گوسفند مسموم بودہ کہ در خیبر از گوشت آن گوسفند صرف نمودہ بودند۔

آنچه میفرماید این وجود کہ در طرف ممکن کائن است الخ یعنی وجود موسوی بیکہ بعاف غایت گردیدہ از حجلہ ممکنات است و ظل آن وجود است کہ در مرتبہ وجوب است نہ عین آن۔ آنچه میفرماید نہ ارتقاء ماسوی الخ یعنی در وقت فنا علم ماسوی از بین می رود و خود ماسوی معدوم نمی گردد و صفات ردیہ مغلوب صفات حمیدہ می گردد و از پنج و بن کنندہ نمی شود ازین جاست کہ حضرت فاروق می فرماید کہ صفات شدیدہ من از بین نرفتہ بلکہ مغلوب صفات حسنہ گردیدہ اند۔

آنچه میفرماید عجب معاملہ است عارف ہر چہ بد یا لا ترمی رود خود را پائین ترمی بیند الخ یعنی در روشنی زیاد کہ دورت کم ہم بسیار معلوم می گردد و نیز در مقابل قدسیت مراتب وجوب ہمہ چیز را کم در معلوم می گردد۔

انچہ میفرماید بہ دھان متحقق گشتہ الخ یعنی تجلیات و جوب نسبت بذات مقدس بمنزلہ دھان است نسبت بہ آتش چون سالک با تہائے تجلیات برسد کہ تجلی دیگر در بین نمائندہ باشد ناچار بمنزلہ دھان گردیدہ و در بین دود و آتش حجاب نمی ماند باقی ماندہ رویت حق سبحانہ کہ دارائے شرائط زیاد می باشد چنانچہ زوال محجب از شرائط رویت است رفع موانع نیز از شرائط رویت است و ضعف بصیرت انسان مانع رویت بودہ چنانچہ در بین ما و آفتاب هیچ حجاب نیست اما بواسطہ ضعف بصر و ضعف دید چشمہ خود قرص آفتاب را دیدہ نمی توانیم۔

خلاصہ اینکہ بعد از رفع حجاب ہم رویت مشکل بودہ زیرا کہ موانع کہ ضعف بصیرت است موجود است۔

آنچہ میفرماید عجز از معرفت چہ صورت دارد الخ از فرمایشات حضرت امام معلوم میشود کہ در حق بعضی بزرگان در این جهان ہم رویت ہست و آن فرمایشات شان ہم نقیض عجز معرفت نیست چنانچہ من جبہ شمارامی بینم کہ در بدن شماست اما نمی دانم کہ چشم است یا ابریشم پس در صورت رویت ہم احاطہ و ادراک موجود نیست و رویت موجود است پس عجز ہم موجود است۔ پوشیدہ نمائندہ کہ احاطہ و رویت بوجد حق سبحانہ امکان پذیر نیست از فرمایشات حضرت امام استنباط می گردد کہ ادراک در حق بعضی بزرگان حقیقت داشتہ و آنہا با ادراک ذات مقدس او تعالی مشرف می شوند ولی ادراک شان محیط ذات مقدس او تعالی شدہ نمی تواند۔ ولا یحیطون بہ علما۔

مکتوب صد و بیست و سوم

حاصل مکتوب شریف اینکہ در راہ قرب نبوت واسطہ نیست ہر کہ بآن راہ داخل شود بدون واسطہ فیض گرفتہ می تواند و اصلا ان این راہ انبیاء عظام و اصحاب کبار اند

واقف قلیل از اولیائے کرام نیز بہ تبعیت حضرات انبیاء باین راہ واصل و باین کمال مشرف
شده می توانند چنانچہ حضرت امام و بعض از اولیائے بزرگ دیگر۔

تبصرہ: جذبہ متعارفہ کہ در راہ ثانی است عبارت از جذبہ مقامات ظلیہ است
کہ با ولیائے ولایت ظلی و صاحبان ولایت صغری دست می دهد و اجنبائے حضرات انبیای
عظام و جذبہ ولایت کبری چیز دیگر است۔

و آنچه در آخر مکتوب شریف می فرمایند رواست کہ شخصی از راہ قرب ولایت بقرب
نبوت برسد چنانچہ حضرت امام کہ بعد از حصول قرب ولایت بقرب نبوت رسیده اند
اما صحابہ کرام از ابتدا بر اہ قرب نبوت رفته اند۔

مکتوب صد بست و چہارم

حاصل این مکتوب شریف اینکہ حقیقت کعبہ بر حقیقت محمدی بہتری دارد۔

تبصرہ: حقیقت کعبہ اگرچہ بہ نسبت حقیقت محمدی برتر است اما از حقیقت احمدی
پایین تر است۔ حضرت عروۃ الوثقی در دفتر اول مکتوبات خود میفرماید کہ حضرت امام کہ در این
مکتوب شریف حقیقت کعبہ را ذات بیچون واجب الوجود دانستہ اند مرادشان ذات بیچون
واجب الوجود ذات بحت نبودہ بلکہ مرادشان وصف مسجودیت و شان مسجودیت است۔
و نیز فرمودہ اند کہ زینہ اول مرعوجات سردار دو عالم را حقیقت کعبہ است و نیز کعبہ از حقیقت
خود بالاتر عروج نداشته و عروجات سردار دو عالم کہ فوق حقیقت کعبہ بودہ غیر متناہی است۔
و نیز فرمودہ کہ فوقیت حقیقت کعبہ سبب فضیلت نیست۔ نمی بینی کہ حقیقت ولایت ملائکہ
کہ بشیونات ذاتیہ متعلق است از ولایت انبیائے عظام کہ بصفات مربوط است بلندتر
بودہ اما فضیلت مرانبیائے عظام راست۔

و حضرت امام نیز در مکتوبات دیگر خود حقیقت کعبہ را زینہ اول عروجات آنحضرت

فرمودہ اند و اللہ اعلم۔ و نیز حضرت ابام در مکتوب ۷۶ این حصہ فرمودہ اند چون کمال فضل و غنایت خداوندی جل سلطانہ عارفی را اندہ تر از ان بوصول این دولت مشرف سازد و بقائے و بقائے در این موطن سرفراز تر باید تواند کہ بقا باین نور یعنی نور کعبہ یافتہ از فوق و فوق القوق خط وافر در یابد الخ یعنی در این جافوق عبارت از حقیقت قرآن و فوق القوق عبارت از حقیقت صلوة می باشد پس وقتیکہ عارف از حقیقت کعبہ بالا تر عروج می نماید ازین جاقیاس باید نمود عروجات سردار دو عالم کہ از حقیقت کعبہ بکدام اندازہ برتر خواهد بود۔

سوال: حضرت امام در مکتوب فرمودہ اند چہ علما گفتہ اند کہ حرم مدینہ فوق حرم کعبہ معظّمہ است مرادشان زمین مسجد حرم مکہ خواہد بود نہ خود کعبہ معظّمہ ؟

جواب: جواب این سوال بدو مقدمہ مربوط است و آن مقدمہ این است۔

مقدمہ اول: ہر مقام دارائے ظل و اصل می باشد چنانچہ ظل حقیقت کعبہ یک شانے است کہ فوق شان العلم است و اصل حقیقت کعبہ ظهور تنزیہ صرف او تعالی است ہم چنان ظل حقیقت سردار دو عالم شان العلم و اصل حقیقت سردار دو عالم یک سر ذات مقدس است کہ در مرکز جمال ذاتی گذاشتہ شدہ است۔

و مقدمہ دیگر اینکہ مقرر است کہ برائے عارف اول کشف ظلال خفایق بودہ و در ثانی بہ کشف اصول آن خفایق می رسد پس در ان مکتوب کہ حضرت امام حقیقت کعبہ را افضل دانستہ اند در آن وقت عروج شان باصل حقیقت سردار دو عالم ترسیدہ بود و نیز علمائے کرام گفتہ اند زمین کہ متصل ذات مبارک سردار دو عالم است بہ نسبت عرش و کعبہ افضل است۔

سوال: این مکتوب بیان اخیر حضرت امام است کہ در این وقت ترقیات حضرت امام بانہار رسیدہ بود۔

جواب: ترتیب صدور مکتوبات و ترتیب جمع آن مترتب واقع نشده است
بلکہ این طور بسیار است کہ مکتوب قبل در بعد و مکتوبی بعدی در قبل جمع آوری گردیده است
چنانچہ احوالیکہ در صحبت شیخ المشائخ خواجہ صاحب بحضرت امام دست داده اند در حصہ
پنجم و احوالیکہ بہ مقتضی استعداد بلند حضرت امام دست داده حصہ چہارم تحریر شدہ است۔
شرح حصہ نہم در ہمیں جا فائزہ یافت

وصلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم علیہ
و علی آلہ و اصحابہ و علینا معہم
اجمعین

۴



217

شَرِيف

مَكْتُوباتُ قُلُوبِ اَيَاتِ

عَبْدِ مَنَّانِ اِيْمَانِ عَمْرِو بْنِ الْقَتَنِانِ

مَكْتُوبِ

شَارِحُ مَوْلَى نَصْرَانِ